انه من سلیمان وانه بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله والمنة که درین ایام فرخنده فرجام ترجمه ملفوظ مبارک حضرت سلطان المشایخ نظام الدین اولیا قدس سره

فوائد الفواد اردو

بکمال عرق ریزی و جانفشانی خاکسار خاکپائے درویشاں غلام احمد خان آسی مترجم نسخه شریف هذا

در مطبع مسلم پریس جھجر طبع شد

ہم دین کے کتب خانہ میں جملہ اقسام کی کتب دینی - مصاحف بے بہا - فقہ - حدیث - تفسیر - صرف - نحو - منطق - عربی
- وغیرہ موجود ہیں اور طالبان کو بہ عجلت تمام بکفایت مزید روانہ کی جاتی ہیں - کیونکہ احقر نے اپنا اصول نہایت
ہے - فہرست مکمل کتب خانے کی درخواست آنے پر روانہ کی جاتی ہے - شائقین بذریعہ کارڈ طلب فرمائیں
قیمت آنے پر یا باجازت ویلیوپی ایبل ہوگی - چونکہ یہ کتاب دینیات میں ہے اور خاکسار کے ہاں بہت بڑا
ذخیرہ کا ہر وقت موجود رہتا ہے - اور نئی اور قدیم کتب بدقت تمام بہم پہونچا کر طبع کرائی جاتی ہیں -
ناظرین ان صفحات سادہ پر فہرست کتب جدید الطبع جو سوا اس خاکسار کے اور کہیں سے دستیاب
[illegible] ہے - علم دوست حضرات اپنی فرمائشات سے مشکور فرما دیں بندہ بسر و چشم تعمیل کے لئے حاضر ہے
المشتہر خاکسار غلام احمد خاں آبر مالی مترجم کتب تصوف - مقام جھجر ضلع رہتک -

فہرست کتب جدید الطبع

(جو یہیں بالکل سوائے ہمارے اور کہیں نہیں مل سکتیں)

[illegible] اردو - یہ کتاب حالات و ارشادات حضرت سلطان [المشائخ نظام] الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ میں لکھی گئی ہے - اہل تصوف [میں مست]ند و معتبر خیال کی جاتی ہے مصنف علامہ نے [اس کتاب] میں حصہ اول میں فضائل خواجگان چشت [اور حالا]ت خواجگان تا حضرت خواجہ بزرگ معین الدین حسین [سنجری ... ب]طور اجمال اور عہد خواجہ بزرگ سے [تا حضر]ت سلطان المشائخ تک مع حالات خلفائے [مشا]ئخ و رشتہ داران حضرت موصوف و یاران [خواج]ہ بزرگ و قطب صاحب وغیرہ رضی اللہ عنہم [در]ج ہیں اور حصہ دوم میں ارشادات و فوائد [حضرت س]لطان المشائخ جو آپکے تبحر علم سے مملو ہیں درج [ہیں۔ غرض ک]ہ یہ کتاب علاوہ اخبار اولیاء سے پر ہونیکے ایک [عمد]ہ کتاب تصوف میں ہو گئی ہے رنگینی و درد انگیزی [ا]سے متعلق ہے زبان قلم کو یارائے تحریر نہیں زیر طبع [ہے خی]ال سے بہت زائد قیمت عام ہے -

[ار]دو معروف ملفوظ حضرت سلطان المشائخ [خواجہ شیخ] نظام الدین اولیاء زری زر بخش دہلوی [...] حضرت خواجہ امیر علاء حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ جسکو [انہوں] نے بیس سال کامل کی محنت میں جمع کیا تھا یہ وہی کتاب [ہے جسکو طو]طی ہند امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اپنی جملہ تصانیف [سے بڑھکر موصوف] اول الذکر کرلیتے تھے الا آپنے اس دولت [سے نہیں] فرمایا - قیمت ایک روپیہ

[...]یا ترجمہ معروف بلفوظ حضرت شیخ شیوخ العالم حراق المحبت بابا صاحب شیخ فرید الدین مسعود شکر گنج اجودہنی رضی اللہ عنہ جمع فرمودہ حضرت مولانا بدر الدین اسحاق خلیفہ اعظم و داماد حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہما عجب نافع و محبت خیز کتاب ہے - قیمت ۸

اصول السماع اردو اصلی مع ترجمہ

اصلی رسالہ حضرت مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے اور آپکا علم و تبحر چہار دانگ عالم میں مشہور ہے - یہ آپکی جودت طبع کا ادنی نمونہ ہے بکوشش تمام اسکی صحیح نسخہ بہم پہونچا کر طبع کیا - اوپر عبارت اصلی عربی ہے اور اسکے نیچے سلیس اردو ترجمہ لکھا گیا ہے - مسئلہ سماع کی تحقیق اور اوسکے آداب معلوم کرنے کے لیئے اسکا معائنہ نہایت ضروری ہے - قیمت بغرض افادہ عام - ۴ر

کشکول کلیمی اردو - خاندان چشت اہل بہشت کے تمام حلقہ بگوش اس کتاب کی عظمت سے واقف ہیں - تعلیم اذکار خفی و جلی و اقسام مراقبہ میں نہایت مستند کتاب ہے مصنف اسکے حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی رضی اللہ عنہ ہیں بہت بڑی محنت و احتیاط سے اسکا اردو ترجمہ کیا گیا ہے اور ترجمہ میں تمام اشکال حل کر دیے گئے ہیں جو ملاحظہ کنندگان فارسی و ذاکرین کو دوران ذکر میں پیش آتی تہیں مع ہذا یہ کتنی بڑی خوبی کی بات ہے کہ حضرت سراج السالکین بدر العارفین مولانا مولوی غلام محمد خاں صاحب مرفوضہ خلیفہ حضرت فخر الاولیا غوث زماں خواجہ سلیمان چشتی تونسوی رضی اللہ عنہ کی جانب سے صرف اس میرے ترجمہ کیے ہوئے نسخہ کے معائنین کو اجازت ذکر و اذکار و مراقبہ ہے - خوش خط کاغذ عمدہ - قیمت ۱۲ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ واہلبیتہ اجمعین ط اما بعد
خادم خادمان درویشان بلکہ تراب نعال اقدام ایشان **غلام احمد خاں** ترباں۔ ابن
جناب فیض مآب سراج السالکین بدر العارفین محب الفقراء والمساکین مولانا بالفضل و
اولانا بالکمال حضرت **مولوی غلام محمد خاں** صاحب حنفی چشتی سلیمانی ساکن قصبہ
جھجر ضلع روہتک از مضافات شہر شاہجہان آباد عرف دہلی۔ حضرات ارباب دانش و اصحاب
بینش کی خدمت فیضدرجت میں عرض کرتا ہے کہ جب یہ عاجز ہیچکارہ گرفتار نفس امارہ
آلودہ عصیان ترجمہ کتاب مستطاب منتخب جوہر آسمانی معدن یواقیت والجواہر **مجموعہ
شریف ملفوظات خواجگان چشت** اہل بہشت نور اللہ مرقدہم سے فارغ ہوا
چند دوستان صادق و محبان واثق محرک اس امر کے ہوئے کہ کتاب مستطاب **فوائد الفواد**
ملفوظات شریف حضرت قطب المشائخ سلطان العاشقین محبوب رب العالمین سلطان **نظام الدین**
اولیا زری زربخش **محبوب الٰہی** قدس سرہ جسے حضرت **امیر علاء حسن** سنجری رحمۃ اللہ علیہ
نے کامل **بیس سال** کی محنت میں جمع فرمایا ہے اور نہایت بابرکت و مستند کتاب ہے۔ اگر
زبان اردو میں ترجمہ ہو جائے موجب حصول استفادہ اردو خواناں ہو اور طالبان حق
کو جو زبان فارسی نہیں سمجھ سکتے اسکے مطالعہ سے فوائد بے اندازہ حاصل ہوں۔ اسی تحریک کو

عالی جناب حضرت ولی نعمی قبلہ وکعبہ ام مدظلہ نے بھی پسند فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم کو اب فرصت ترجمہ ملفوظات خواجگان چشت سے ہوگئی اسکے بھی ترجمہ کا ہتیہ کرو۔ جو کہ یہ عاجز تعمیل ارشاد دوستان سے بھی دریغ نہ کہتا تھا۔ اور اب فرمان واجب الاذعان حضرت سراج السالکین ادام اللہ بقائہٗ صادر ہوا عذر اپنی بے بضاعتی ازعلم وفن درمیان میں لاکر اس نسخہ شریف کے ترجمہ پر کمر بستہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ پاک بے نیاز جل شانہ وعم نوالہ سے دعا ہے کہ وہ اس ترجمہ میں اپنے لطف عام اور احسانِ عظیم سے میری پردۂ غیب سے امداد فرمائے اور مشکلات ترجمہ کو آسان کرے۔ نیز قاریان کتاب سے بھی مستدعی ہے کہ خادم حسب تعمیل بزرگاں اس کار اہم کے انجام پر مستعد ہوا ہے اگر کہیں زلت ولغزش پائیں ازراہ الطاف وکرم درست فرمائیں۔ کہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان حدیث شریف قدسی منزلت قدوسی مرتبت ہے۔ اور اس فقیر کے حق میں دعائے خیر وسلامتی ایمان فرمائیں کہ دنیا سے ایمان سلامت لیجانا ہی فوز عظیم ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اسی معنی میں کیا خوب فرماتے ہیں ؎

الٰہی بر جنید ایماں نگہدار ÷ کہ اینست مال جاہ واعتبارم ÷ اور نام نامی اس ترجمہ مجموعۂ فوائد بے بہا کا تبرکاً و تیمناً اسم اصلی یعنے **فوائد الفواد** ہی رہنے دیا البتہ واسطے تعارف کے بعد نام کتاب لفظ **اردو** زیادہ کیا اور یہ نسخہ شریف ایکباب اور دو فصل پر تمام ہوا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

باب اول

فصل اول۔ اس فصل میں مختصر حال حضرت خواجۂ راسین وارث اہل سلوک والانبیاء والمرسلین حضرت شیخ المشائخ محبوب رب العالمین نظام الحق والشرع والہدے والدین محمد بن احمد بن علی البخاری۔ بدایونی ثم الدہلوی رضی اللہ عنہم مجموعۂ شریف ملفوظات خواجگان چشت رضی اللہ عنہم مترجمۂ دعاگوئے مسلماناں خاکسار مترجم فوائد فوائدنا کی

باب پنجم فصل اول سے نقل کیا جاتا ہے وهو هذا۔

واضح ضمیر منیر وابستگان سلسلۂ علیۂ چشتیہ بہشتیہ رض ہو کہ نام نامی واسم گرامی صاحب ملفوظات ہٰذا موسوم فوائد الفواد کا سلطان المشائخ محبوب آلہی **نظام الدین محمد** بن احمد رضی اللہ عنہ ہے آپ ازسادات حسینی ہیں کہ سلسلہ نسب آپ کا اٹھارہ واسطوں سے حضرت امام الارض فی السماء سلطان الشہداء حضرت امام حسین الشہید فی الکربلا رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے کہ اسم مبارک والد ماجد حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز کا سید خواجہ احمد بن سید خواجہ علی الحسینی البخاری بن سید عبداللہ بن سید حسن بن سید میر علی بن سید میر احمد بن سید میر ابی عبداللہ بن سید میر علی اصغر بن سید جعفر بن سید علی الامام بن سید علی الہادی التقی بن سید امام محمدن الجواد بن الامام الشہداء حضرت امام علی موسی الرضا بن الامام موسی الکاظم الغیظ بن الامام الہمام حضرت جعفر ثانی الصادق بن الامام محمد ثانی الباقر بن الامام علی حضرت امام زین العابدین بن الامام فی الارض والسماء سلطان الشہداء حضرت امام حسین الشہید فی الکربلا رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔ اور جد مادری بھی حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ کے نیز ازسادات حسینی ہیں کہ سلسلۂ نسب ازجانب مادر آپ کا سلسلہ نسب پدری حضور سے بعد چار واسطوں کے جا ملتا ہے کہ نام مبارک آپکی والدۂ ماجدہ کا بی بی زلیخا بنت سید عرب الحسینی البخاری بن سید محمد بن سید حسن رحمہم اللہ علیہم ہے۔ حضرت سید حسن نور اللہ مرقدہ جد مادری و پدری آپکے ہیں حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ حریق المحبت فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ کتب سیر میں مرقوم ہے کہ آپکے دادا خواجہ علی بخاری اور آپکے نانا خواجہ عرب رضی اللہ عنہما بخارا سے وارد ہندوستان ہوئے اور مدت مدید تک لاہور میں مسکن گزین رہے بعدہ شہر بدایوں میں جو اوس زمانہ میں قبۃ الاسلام تھا تشریف لائے اور سکونت اختیار کی خواجہ علی بخاری رضی اللہ عنہ کے ایک فرزند موسوم بہ خواجہ احمد تھے

اور حضرت خواجہ عرب کے دو فرزند اور ایک دختر رابعہ عصری بی زلیخا رضی اللہ عنہا تہیں جبکہ
ہر دو حضرات وطن مالوفہ سے بمعیت یکدگر عازم ہند ہوئے اور بعد ازیں لاہور میں بہی
ساتہ ہی ساتہ اقامت گزین رہے اور بداؤں بہی ساتہ ہی آئے پس واسطے مزید استحکام
اخوت رشتہ مناکحت خواجہ احمد و بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کا باندہا کہ اِن دونوں نیکبختوں سے
ساعت سعید و آوان حمیدہ میں حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ شیخ
مصلح الدین سعدی شیرازی رح کیا خوب فرماتے ہیں ؎ آفرین از خدائی بر پدرے ؛ کہ ازو
ماند ایں چنیں پسرے ؛ واللہ در لمن قال ؎ پدرے را کہ آنچناں خلف است ؛ مادرے را
کہ اینچنیں پسر است ؛ آفتابش بر آستین قباست ؛ ماہتابش بر آستان درست ؛ ابہی
آپ خورد سال ہی تہے کہ حضرت کے والد کو سفر آخرت پیش آیا اور سرزمین بداؤں میں مدفون
ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔ آپکی والدہ ماجدہ رابعہ عصری بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا بعد انتقال خواجہ
احمد نور اللہ مرقدہ کے متکفل آپکی پرورش و تربیت کی ہوئیں جسوقت عمر شریف چار سال
چار ماہ چار روز کی ہوئی آپکی والدہ ماجدہ نے مکتب میں برائے تعلیم قرآن مجید و فرقان حمید
بہیجا آپ نے تہوڑے عرصہ میں قرآن شریف پڑہا اور دیگر کتب متداولہ کی تحصیل سے
فارغ ہوئے اونہی ایام میں کہ عمر شریف آپکی بارہ برس کی تہی اور آپ کتب لغت پڑہتے تہے
ایک شخص جسکا نام ابوبکر قوال تہا ملتان سے آپکے اُستاد کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال بیان
کرنا شروع کیا کہ میں نے شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں راگ گایا اور یہ
اشعار پڑہے ؎ قد لسعت حیۃ الھوی کبدی (یعنی ہر آئینہ ڈسا ہے مار عشق نے میرے جگر کو)
مصرعہ دوم اُسوقت اوسکو یاد نہ آیا تہا آپنے یاد دلایا وہ یہ حال دیکہکر آپکی جانب مخاطب ہوا ابوبکر نے
حالات سفر اپنے بیان کرنے شروع کیے اور خانقاہ شیخ بہاء الدین زکریا رح اور وہانکے درویشوں کے مجاہدے ذکر میں
بیان کیا کہ خانقاہ شیخ موصوف میں ہر شخص ذاکر ہے حتی کہ لونڈیاں جو آٹا گوندہتی ہیں ہنگام مشت زنی
بہی ذکر سے فارغ و خالی نہیں رہتیں میں ایک عرصہ تک وہاں رہا بعدہ روانہ ہو کر پاک پٹن میں آیا

اور وہاں زیارت شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس سرہ سے مشرف ہوا آپ اسقدر با عظمت وہیبت ہیں کہ حال شریف آپکا اور درویشان خانقاہ کا میں بیان نہیں کرسکتا۔ ذات حضرت شیخ شیوخ العالم کی ایک عجب دریائی فیض ہے کہ آنیوالا خواہ کیساہی بدبخت ہو خانقاہ مبارک سے محروم نہیں جاتا۔ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کو مجرد سننے اِن کلمات کے عشق غائبانہ حضرت شیخ شیوخ العالم قدس سرہ العزیز کا ہوا اور محبت شیخ الاسلام رضی اللہ تعالی عنہ کی حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ کے دل پر مستولی ہوئی کہ ہر حالت میں موافق شیوۂ محب ذکر خیر حضرت شیخ شیوخ العالم رضی اللہ تعالی عنہ کا فرماتے تھے اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے اپنی اوقات مبارک کو ذکر خیر شیخ شیوخ العالم قدس سرہ سے معمور رکھتے بدایوں سے بعد فراغت تحصیل علم جسکا حاصل کرنا وہاں ممکن تھا برائے حصول علم دہلی تشریف لائے اور شمس الملک کی خدمت میں جو صدر ولایت دہلی تھے حاضر رہکر مقامات حریری کے چالیس مقام پڑہے اور علم حدیث کی سند حاصل کی بعدہ بشوق ارادت شیخ فریدالحق والدین رضی اللہ تعالی عنہ اجودھن تشریف لے گئے اوسوقت عمر مبارک آپکی بیس سال کی تھی۔

نسخۂ راحت القلوب جس میں حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالی عنہ نے ملفوظات اپنے پیر کے جمع فرمائے ہیں خود ہی تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ ۱۵ ماہ رجب المرجب ۶۵۵ھ ہجری دعاگو بمقام اجودھن حاضر خدمت شیخ شیوخ العالم ہوکر شرف بیعت حضور سے مشرف ہوا۔ آپنے بیحد نوازش فرمائی اور خرقہ و نعلین چوبین (کھڑاؤں) مرحمت کیں اور یہ بہی ارشاد فرمایا کہ میرا ارادہ ولایت ہند کسی دوسرے شخص کو تفویض کرنے کا تہا مگر تم راستہ میں تہے کہ مجہپر الہام ربّانی ہوا کہ یہ نظام الدین کا حق ہے جب وہ حاضر ہو اوسے عنایت کرنا چاہیئے۔ میں یہ سنکر قدمبوس ہوا اور اوس شوق ملازمت کا بیان کرنا چاہا جو مجھے واسطے حضور کے حاصل تہا الا زبان نے یاری نہ دی اور دہشت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی غالب آئی۔ آپنے روشنضمیری سے واسطے رفع ہیبت کے فرمایا کہ یہ جائے دہشت و مقام خوف نہیں ہے لکل داخلٍ دہشۃٌ (واسطے ہر داخل ہونے والے کے دہشت ہے) اور نیز زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ؎ اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ + سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

اخبار الاخیار میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت سلطان المشائخ
شرف بیعت حضرت شیخ شیوخ العالم قدس سرہ سے مشرف ہوئے آپنے خدمت مرشد میں عرض کی کہ اگر
حکم صادر ہو میں ترک تعلیم کرکے اوراد و نوافل میں مصروف ہوں۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے
ارشاد فرمایا کہ میں کسیکو تعلیم و تعلم سے منع نہیں کرتا یہ بھی کرو اور وہ بھی کرو۔ غالب اپنے مغلوب کو
آپ ترک کرا دیگا۔ درویش کو کسیقدر علم ضرور ہونا چاہیئے۔ فرمان شیخ ہونے پر آپ خانقاہ میں
مصروف یاد کردگار ہوئے اور طریقہ مجاہدہ وریاضت کا اختیار کیا جیسا کہ ملفوظ مبارک راحت القلوب
سے ظاہر ہے آپ آٹھ ماہ خدمت شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز میں حاضر رہے کہ شیخ شیوخ العالم قدس
سرہ العزیز نے کمالیت آپکی ملاحظہ کی اور خرقہ خلافت سے ممتاز فرماکر دہلی روانہ کیا آپ دہلی تشریف
لائے اور دہلی سے تین مرتبہ زمانہ حیات حضرت شیخ الاسلام رضی اللہ تعالی عنہ میں برائے حصول
زیارت جسمانی اجودہن تشریف لے گئے مگر وقت رحلت حضرت شیخ شیوخ العالم رحمۃ اللہ علیہ
اجودہن میں تشریف فرما نہ تھے۔ منقول ہے کہ اوائل حال میں آپکو اسقدر تنگی معاش تھی کہ باوجود
اتنی ارزانی کہ ان دنوں ایک پیسہ میں دو آدمی دونوں وقت بخوبی شکم سیر ہوتے تھے الا آپکو کئی کئی روز
تک زحمت فاقہ کشی کی کھینچنی پڑتی تھی۔ سیر الاولیا میں سید محمد مبارک المعروف بخواجہ امیر خورد
رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے زبانی شیخ نصیر الدین محمود رضی اللہ تعالی عنہ کے سنا ہے وہ
فرماتے تھے کہ مجھہ سے خود حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ ان دنوں
جب یہ دعاگو دہلی میں متصل دروازہ مندہ رہتا تھا دو دو تین تین روز گذر جاتے تھے کہ مجھے اور میرے
متعلقان کو بالکل بوئے طعام بھی نہ پہونچتی تھی۔ میری والدہ کی عادت تھی کہ جس روز گھر میں غلہ
نہوتا مجھہ سے فرماتیں کہ بابا نظام الدین امروز ما مہمان خدائیم۔ مجھے سنتے ان الفاظ سے ایسی خوشی
پیدا ہوتی کہ میں اوسکو بیان نہیں کرسکتا اور فرط شوق و انبساط سے بالکل پروائے طعام
نرہتی تھی اتفاقاً ایک شخص بطریق نذرانہ ایک روپیہ کا غلہ والدہ کو دیگیا اسوجہ سے کئی دن تک
متواتر کہانا نصیب ہوا۔ میں تنگ آگیا اپنے دلمیں کہتا تھا کہ وہ کونسا روز ہوگا کہ والدہ فرماوینگی

کہ بابا نظام الدین امروز ما مہمان خدائیم۔ آخرش وہ غلہ ختم ہوگیا اور والدہ نے مجھسے بروقت افطار کہا
کہ بابا نظام الدینؒ امروز مہمان خدائیم۔ مجھپر سنتے ہی ان الفاظ کے ایک حالت طاری ہوئی جو بہت
باراحت تہی کہ اوسکی صفت بیان نہین ہوسکتی اور صاحب سیر الاولیا تحریر فرماتے ہیں کہ مین نے
اپنے والد سید محمد مبارک کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ وقت تشریف آوری حضرت
سلطان المشائخ بمقام غیاث پور خانقاہ مبارک مین خالی دسترخوان پہرایا جاتا تہا کہ ساکنان
خانقاہ کو عدم موجودگی علوفہ معلوم ہوجاوے۔

خود حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جسوقت سلطان معز الدین کیقباد
(شاہ دہلی) نے شہر نو متصل غیاث پور[1] آباد کیا خلق کا مجھپر ہجوم ہوا اور آمدورفت امرا و ملوک
کی بکثرت ہوئی میرے دلمیں آیا کہ اس جگہ سے چلا جانا مناسب ہے اسی اندیشہ میں تہا کہ اوسی
روز عصر کے وقت ایک جوان صاحب جمال بغایت نحیف البدن آیا اور مجھے دیکھتے ہی یہ مثنوی
زبان پر لایا ؎ آن روز کہ مہ شدی نمیدانستی ٭ کانگشت نمائی عالمی خواہی شد ٭ امروز
کہ زلفت دل خلقے بربود ٭ درگوشہ نشستنت نمیدارد سود ٭ اسکے بعد یہ بات کہی کہ آدمی کو اول مشہور
نہ ہونا چاہیئے اور جسوقت مشہور ہوا پہر اوسکو گمنام ہونیکا خیال نکرنا چاہیئے ورنہ فردائے قیامت
حضرت رسول مقبول صلعم کے روبرو شرمندہ ہونا ہوگا۔ اسکے بعد کہا کہ کسقدر پست ہمتی اور
کم حوصلگی کی بات ہے کہ خلق سے گوشہ گیر ہوکر حق سے مشغول ہوں بلکہ مردوں کا یہ کام ہے کہ باوجود
کثرت آمدورفت خلائق حق سے مشغول رہیں جب وہ خاموش ہوا کسیقدر طعام موجود اونکے
روبرو رکہا الا اونہوں نے نہیں کہایا۔ مین نے اوسی وقت نیت کی کہ یہین رہوں گا جسوقت
مین نے یہ نیت کی اونہوں نے ہاتہ کہانے مین ڈالا اور کسیقدر تناول فرمایا اور پانی پیکر چلے گئے
بعد اس واقعہ کے مینے اونکو کبھی نہین دیکہا جب حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیت
اقامت درست فرمائی اللہ تعالیٰ نے اونکو قبول تام عنایت فرمایا خاص و عام بجانب حضرت کے رجوع
لائے اور دروازے فتوح کے حضرت پر مفتوح ہوئے کہ ایک عالم نے اوس سے فائدہ اوٹھایا۔

[1] جہان آپکا مزار ہے اسجگہ کا نام غیاث پور تہا اب آپکے مزار کے باعث آبادی موجودہ کا نام درگاہ نظام الدین ہے۔

حضرت باوجود اس شوکت وعظمت کے ریاضات اور مجاہدات میں رہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ آخر عمر میں جب
سن شریف اسی برس سے تجاوز کرگیا تھا آپنے بدرجۂ غایت مجاہدہ اختیار کیا ہر روز روزہ رکھتے
اور وقت افطار بہت ہی تھوڑا کھاتے۔ سحری اکثر تناول نہ فرماتے تھے حتی کہ اہل خانقاہ نے عرض
کی کہ مخدوم وقت افطار بہت کم کھانا کھاتے ہیں بعدہ سحری بھی تناول نہیں فرماتے ہیں اس
سبب سے آپکی قوت بہت کم ہو جاویگی۔ آپ یہ سنکر رو پڑے اور فرمانے لگے کہ بہت سے درویش و
مساکین مساجد اور دکانوں کے گوشوں میں بھوکے پیاسے فاقہ زدہ پڑے ہوئے ہیں انکا یہ
حال ہو اور میں شکم سیر ہوں۔ اس حالت کی یاد آوری سے کھانا میرے حلق کے نیچے نہیں اُترتا ایسے
ہی باتیں فرماکر زار زار رونے لگتے۔ گریہ موقوف ہونے پر لوگ دسترخوان سامنے سے بڑھا لیتے
اور خود حضرت سے منقول ہے کہ میں ایک مرتبہ بہنگام سفر ایک روز تنہا کشتی میں ہمراہ شیخ شیوخ
العالم رضی اللہ عنہ کے سوار تھا شیخ نے مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ دہلی میں مجاہدہ اختیار
کرنا بیکار رہنا اچھا نہیں ہے روزہ ہمیشہ رکھنا۔ روزہ نصف راہ دین ہے اور دیگر اعمال نصف
راہ دیگر۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ نظام الدین میں نے تیرے واسطے خدا سے چاہا ہے کہ جو کچھ تو
طلب کرے اللہ تعالی جل شانہ اپنے کرم سے تجھے عطا فرماوے۔ منقول ہے کہ آپ راتکو حجرہ خاص
کا دروازہ اندر سے بند فرما لیتے تھے اور تمام شب راز و نیاز میں مصروف رہتے صبح کے وقت دروازہ
کھولتے بوجہ شب بیداری چشمہائے مبارک سرخ رہتی تھیں جسکی نظر آپکے جمال مبارک پر پڑتی وہ تصور
کرتا کہ ایک مست و طافح (مخمور) ہیں امیر خسرو علیہ الرحمۃ اسی ضمن میں کیا خوب فرماتے ہیں ؎

تو شبانہ می نمائی ببر کہ بودی امشب ٭ کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد ٭

نقل ہے کہ پروانہ رہائی کسی شخص کا گم ہو گیا تھا اوسے بہت تشویش تھی خدمت شریف میں برائے
طلب دعائے خیر حاضر ہوا آپکا وقت خوش تھا آپنے فرمایا کہ حلوا بروح پاک حضرت گنجشکر بدہ۔ وہ حسن اعتقاد
سے روپیہ لیکر حلواگر کی دکان پر گیا اور حلوا مول لیا۔ حلوا بنانیوالے نے حسب قاعدہ کاغذ میں
لپیٹ کر شئے مطلوبہ دی۔ اوس نے جب کاغذ کو دیکھا وہی پروانہ رستگاری تھا۔

منقول ہے کہ آپ نے رحلت سے چالیس روز پیشتر کہانا بالکل چھوڑ دیا تہا اور وقت غلبہ بیماری جب آپ
بیہوش ہوجاتے اور پہر ہوش میں آتے یہی ارشاد فرماتے کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے یا نہیں اگر کہا جاتا
کہ آپ ادا فرما چکے ہیں ارشاد فرماتے کہ ایک مرتبہ اور پڑھ لوں پس مکرر سہ کرر نماز ادا فرماتے اور
اکثر ارشاد فرماتے تھے کہ میرویم و میرویم و میرویم * جسوقت حضرت کا وقت قریب آیا آپنے اقبال
خادم خانقاہ کو طلب فرمایا اور اوس سے ارشاد کیا کہ خانقاہ میں کسی چیز کو نر کہو کہ بروز حشر
مجہسے حساب لیا جائیگا اقبال خادم اُسیوقت گیا اور تمام اسباب لٹا یا الا لنگر میں کسیقدر غلہ خرچ
علوفہ درویشاں برائے چند روز تہا باقی رکہا۔ اس حال کے دریافت ہونے سے آپ ناراض
ہوئے اور فرمانے لگے کہ غلہ کس واسطے رکہہ چھوڑا ہے ابہی تقسیم ہو اور انبار خانوں میں جاروب
پہیرو اقبال نے حسب الحکم اوسیوقت انبار خانے کشادہ کیئے درویش و فقرا ایک ساعت میں
جمع ہوئے اور تمام غلہ لوٹ کر چلے گئے۔ انبار خانوں میں جہاڑو دی گئی ایک صاع بہی غلہ باقی
نہ رکہا اسکے بعد خادمان خانقاہ اور متوسلان حضرت نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض
کی کہ اللہ تعالیٰ حضور کی عمر اس شان و شوکت سے گذاری کہ بادشاہانِ عصر کو آپکی عظمت
دیکہکر رشک و حسد ہوتا تہا آپکے سامنے ہم لوگونکو کسی سے ملتجی ہونے کی ضرورت نہ تہی بعد
مخدوم کے ہمارا کیا حال ہوگا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ میرے طریقے پر بیٹھے رہوگے۔
میری خانقاہ میں تم کو اسقدر پہونچیگا کہ تمہاری احتیاجات کے واسطے کافی ہوگا۔
قصہ مختصر ذکر حالات و خوارقِ عادات حضرت سلطان المشائخ نور اللہ مرقدہ کے اسقدر ہیں
کہ اس مختصر میں درج نہیں ہوسکتے۔ اگر ایک شمہ اوسکا بیان ہو یہ فصل بجائے خود ایک
ضخیم کتاب ہوجائے۔ طالبِ صادق کو چاہیئے کہ رجوع بطرف کتب سیر (تاریخ) کے کرے
سیر الاولیا حضرت کے حالات و ارشادات میں جامع و مستند کتاب ہے۔ اس نیاز مند
داعی الخیر غلام احمد مترجم مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت رضی اللہ عنہم کا ارادہ ہے (ارادۃ
اللہ الغالب) ہے کہ ترجمہ ان فوائد بے بہا سے فارغ ہو کر سعادت ترجمہ کتاب مذکور

حاصل کرے انشاءاللہ تعالیٰ۔ وفات شریف آپکی بعد طلوع آفتاب بروز چہار شنبہ ہجدہم ماہ ربیع الثانی ۷۲۵ھ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی مزار مبارک آپکا مرجع حاجات خلائق زیارت گاہ خاص وعام دہلی سے تین کوس بسمت دکن ہے یُزَار وَیُتَبَرَّکُ بِہٖ کسی نے یہ قطعہ تاریخ آپکی وفات کا خوب موزوں کیا ہے۔ اللہ اوسکو اجر عظیم عطا فرماوے ؎ نظام دو عالم شہ ما و طیں ٭ سراج دو گیتی شدہ بالیقیں ٭ چو تاریخ فوتش بجستم ز غیب ٭ ندا داد ہاتف شہنشاہ دیں ٭ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز ترجمۂ فوائد الفواد

فصل دوم۔ خاکسار غلام احمد خاں مترجم قبل از شروع ترجمہ عرض کرتا ہے کہ اصل کتاب میں دیباچہ اول سے پیشتر جو خطبہ کتاب تحریر ہے وہ حضرت سلطان المشائخ طاب اللہ ثراہ کی خاص قلم سے منسوب کیا جاتا ہے اور عبارت سے بھی یہی مویدا ہے اسلئے طریقہ ادب سے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی چکیدہ قلم خطبہ کو از روی تبرک اپنی اصلی حالت ہی پر رہنے دیا جائے۔ نیز یہ خطبہ دقیق بھی نہیں ہے اور بیشتر اسمیں اسماء حضرات خواجگان چشت طاب اللہ ثراہم وجعل خطیرۃ القدس مثواہم ہیں جسکی فہمید سے افہام ناظرین قاصر نہیں ہے وہو ھذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی سبح التسبیح ملبسان حالہ والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ۔ **اما بعد** میگوید اضعف العباد **محمد احمد** بداونی نظام جعل اللہ قابل المحبۃ کہ چوں عنایت سابقہ ایں بیچارہ را در حضرت یار فنعت شیخ شیوخ العالم قطب الوری علامۃ الدین بدر الشریعۃ شمس الحقیقۃ فرید الحق والدین طیب اللہ ثراہ وجعل خطیرۃ القدس مثواہ برسانید واز روی بندہ نوازی ایں بندہ را بنظر اختصاص ملحوظ گردانید وبخرقہ ارادت مشرف کرد۔ وآں از خدمت ملک المشائخ

سلطان الطریقۃ برہان الحقیقۃ ابو المکارم خواجہ قطب الملۃ والدین بختیار اوشی یافتہ واو
خدمت بدر العارفین سید العابدین خواجہ معین الملۃ والدین حسن سنجری یافت واواز خدمت
حجۃ الحق علی الخلق خواجہ عثمان ہارونی یافت واواز خدمت سند النطق عدیم المثل خواجہ
حاجی شریف زندنی یافت واواز خدمت خواجہ مودود چشتی یافت واواز خدمت ملک المشائخ
ناصر الملۃ والدین خواجہ یوسف چشتی یافت واواز خدمت ملجا العباد خواجہ محمد چشتی یافت
واواز عمدہ ابرار قدوۃ الاخیار خواجہ ابواحمد چشتی یافت واواز خدمت تاج الاولیا سراج
الاصفیا خواجہ ابواسحاق شامی چشتی یافت واواز خدمت شمس الفقرا بدر الکبرا خواجہ ممشاد
علو دینوری یافت واز خدمت اکرم اہل الایمان وافر البر والاحسان خواجہ ہبیرہ بصری یافت
واواز خدمت تاج الصلحا منہاج الاتقیا خواجہ حذیفہ مرعشی یافت واواز خدمت سلطان
التارکین برہان العارفین باذل المملکۃ والسلطنۃ خواجہ ابراہیم ادہم یافت واواز خدمت
قطب الفضائل خواجہ فضیل بن عیاض یافت واواز حضرت قطب المشائخ المعظم خواجہ عبدالواحد
زید یافت واواز خدمت رئیس التابعین خواجہ حسن بصری یافت واواز خدمت افضل
الوقت اعلی العصر امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ یافت واواز خدمت
سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یافت۔ اللہم اوصل
برکاتہم الی والی کافۃ اہل اسلام +

دیباچہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خزانہ غیب کے جواہر اور یہ بلاشک وشبہ چمکدار موتی جو خزانہ تلقین حضرت خواجہ راستین لقب یافتہ دار سلطان
الا رحمۃ للعالمین ملک الفقرا والمساکین نظام الحق والشرع والہدی والدین متع اللہ المسلمین بطول بقائہ
آمین۔ جمع کیے جاتے ہیں جو کہ حضرت بابرکت کی زبان فیض ترجمان سے سنتے تھے راقم نے حتے الوسع خود میں
لفظ مبارک ہی تحریر کیا ہے یا اسکے معانی بقدر فہم خاکسار لکھے گئے ہیں اور اون سے فائدہ حاصل

کیا گیا ہے۔ اور نام اس مجموعہ کا فوائد الفواد رکہا گیا۔ واللہ المستعان والیہ التکلان۔

مجلس اول بروز یکشنبہ تیسری ماہ شعبان ۷۰۷ ہجری بندہ گنہگار امیدوار رحمت پروردگار حسن علاء سنجری کو جو اس مجموعہ شریف کا بانی وجامع ہے دولت قدمبوسی حضرت ملکوتی صفت کی حاصل ہوئی۔ آپنے نہایت نوازش ورحمت اس خاکسار کے حال پر فرمائی اور کلاہ چہار ترکی عنایت فرمائی اوسی روز نمازہائے مفروضہ وچاشت اور چہ رکعات نماز اوابین بعد مغرب کے پڑہنے اور روزہ ہائے ایام بیض رکہنے کے لیئے ارشاد فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ متقی اور تائب برابر ہیں متقی وہ ہے جس نے اپنی عمر میں کبہی گناہ نہیں کیا اور کوئی معصیت اوس سے وجود میں نہیں آئی۔ اور تائب وہ ہے جس سے گناہ سرزد ہوئے اور اُس نے توبہ کی۔ اسکے بعد پہر ارشاد فرمایا کہ دونوں برابر ہیں بحکم حدیث شریف التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ یعنی تمام گناہوں سے توبہ کرنے والی ایسی ہی ہے گویا اوس نے گناہ ہی نہیں کیا۔ اور یہ بات بہی اوسی محل میں ارشاد فرمائی کہ جس نے گناہ کیا اور گناہ سے لذت حاصل کی ہر آئینہ جب تائب ہوکر نیک عمل کریگا طاعت سے بہی ذوق حاصل ہوگا۔ ممکن ہے کہ ایک ذرہ اوس راحت کا جو اوسکو اس طاعت میں حاصل ہو۔ گناہونکے تمام کہلیانوں کو جلا ڈالے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مردان خدا نے ہمیشہ اپنی ذات کو پوشیدہ رکہا ہے اور اللہ تعالی نے اونکے کمال کو ظاہر فرمایا ہے۔ یہہ بیان فرماکر ارشاد فرمانے لگے کہ خواجہ ابو الحسن نوری نور اللہ مرقدہ مناجات میں فرمایا کرتے ہے کہ یا آلہی تو اپنے شہروں میں مجہے اپنے بندوں کی نگاہ سے پوشیدہ رکہہ۔ ہاتف غیب نے اونہیں آواز دی کہ اے ابو الحسن حق کو کوئی شے نہیں چہپا سکتی اور حق کبہی پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور یہ حکایت بہی اوسی محل میں ارشاد فرمائی کہ خطہ ناگور میں ایک بزرگ خواجہ حمید الدین سوالی سوالی رہتے تہے اونسے سوال کیا گیا کہ بعض مشائخ جب انتقال فرما جاتے ہیں اونکے مرنے کے بعد کوئی شخص اونکا نام بہی نہیں لیتا اور بعض جب انتقال کرتے ہیں آوازہ اونکی کرامتکا اقصائے عالم میں چاردانگ پہونچ جاتا ہے۔ اس تفاوت حال کا کیا سبب ہے۔ مولانا حمید الدین سوالی نے جوابدیا کہ جس شخص نے حالت حیات میں اپنی ذات کو مشتہر کرنے کے لیئے کوشش کی ہے بعد اوسکی وفات کے وہی امر اوسکے نام کی گمنامی کا باعث ہوتا ہے اور جس نے

حالت حیات میں اپنی گمنامی اور ستر حال کے واسطے جد و جہد کیا ہے بعد اوسکے وفات کے اوسکے
نام اور کرامت کی شہرت چار دانگ عالم میں ہو جاتی ہے۔ اسکے بعد گفتگو مشائخ کبار اور اونکی
ترقی درجات ابدالوں کے مراتب کے بارہ میں ہوئی۔ آپ نے یہ حکایت ارشاد فرمائی
کہ ایک شخص نے خانقاہ مبارک حضرت غوث الاعظم عبد القادر جیلانی رحمہ میں داخل ہوتے وقت
دیکھا کہ دروازہ خانقاہ پر ایک شخص دست و پا شکستہ پڑا ہوا ہے جب یہ خدمت شیخ میں پہنچا اوس
دست و پا شکستہ کی بابت بھی دریافت کیا اور اوسکا حال بیان کر کے دعا کے واسطے درخواست
کی شیخ نے فرمایا کہ خاموش رہو۔ اس شخص نے بے ادبی کی ہے۔ اس آنیوالے نے دریافت
کیا کہ اس دست و پا شکستہ سے کیا بے ادبی سرزد ہوئی انہوں نے جواب دیا کہ یہ شخص منجملہ
چالیس ابدالوں کے ایک ابدال ہے۔ کل اپنے اور دو یاروں کے ساتہ ہوا میں اڑتے ہوئے
اس خانقاہ کے اوپر آئے ایک نے ازراہ ادب واہنے جانب کنارہ کیا۔ اور خانقاہ
کو اپنے داہنی جانب چھوڑ کر اڑتا چلا گیا۔ دوسرے نے بھی اوسکی تقلید کی اور بائیں
جانب سے چلا گیا۔ اس شخص نے ازراہ بے ادبی سیدھا جانا چاہا جب ہوا میں اس خانقاہ
کے مقابل میں آیا گر پڑا کہ ہاتہ پاؤں ٹوٹ گئے اور یہ حکایت بھی اوسی محل میں ارشاد فرمائی
اور ادب پیر و حسن جواب پیر کا ذکر کیا کہ خواجہ جنید بغدادی رح ایک شب جسکی صبح عید تہی
اپنے خانقاہ میں بیٹھے ہوئے تہے۔ اور آپکی خدمت میں چار شخص مردان غیب سے حاضر
تہے آپنے اون میں سے ایک شخص کی جانب مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ تم صبح نماز عید کہاں
پڑہو گے اوسنے جواب دیا کہ مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً میں پڑہوں گا پہر دوسرے سے
بہی سوال کیا اوسنے جواب دیا کہ مدینہ منورہ میں اسکے بعد تیسرے سے دریافت کیا اوسنے
جواب دیا کہ بیت المقدس میں۔ بعد اسکے چوتہے سے دریافت کیا کہ تم نماز عید کہاں
پڑہو گے اوسنے عرض کی کہ یہیں بغداد میں حضرت کے ساتہ آپ اوسکے اس حسن ادب و جواب
نہایت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ انت ازیدہم وا علمہم وا فضلہم اسکے بعد

گفتگو تزکیہ کے بارہ میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مرد میں کمال چار چیزوں سے پیدا ہوتا ہے یعنے کم بولنا۔ کم کہانا۔ کم سونا۔ اور آدمیوں سے کم صحبت رکہنی اسکے بعد گفتگو دربارہ جد وجہد و اجتہاد ہوئی۔ میں نے یہ دو بیتیں آپکی زبان گوہر افشاں سے سنیں **قطعہ** گرچہ ایزد دہد ہدایت دین ÷ بندہ را اجتہاد باید کرد ÷ نامۂ کاں بحشر خواہی خواند ÷ ہم ازیں جا سواد باید کرد ÷

مجلس دویم روز آدینہ ہشتم ماہ شعبان سنہ مذکور۔ بعد نماز ظہر دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ میرا ایک غلام ملیح تہا اوسکو بطور شکرانہ ارادت اپنے ہمراہ لاکر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر کے روبرو آزاد کیا۔ آپنے دعائے خیر ارزانی فرمائی اوسیوقت غلام مذکور نے سر اپنا مخدوم عالم و عالمیاں کے قدموں میں رکہا اور شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ والحمد للہ علی ذلک اور اسی محل میں حضرت خواجہ ادام اللہ برکاتہ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اس راستہ میں خواجگی و غلامی بالکل نہیں ہے جو شخص عالم محبت میں درست آیا کام اوسکا بنگیا اور اسی ضمن میں یہ **حکایت** ارشاد فرمائی کہ غزنین میں ایک بزرگ تہے اُنکا ایک غلام زیرک نام۔ صاحب صدق و صلاحیت تہا جب اوس بزرگوار کے انتقال کا وقت قریب آیا مریدوں نے حاضر خدمت ہوکر عرض کی کہ آپکی جگہ سجادہ پر کسکو بٹہائیں انہوں نے زیرک کے واسطے ارشاد فرمایا۔ اوس بزرگ کے چار لڑکے صاحب اختیار چالاک اور تیز تہے۔ یہ حال دیکہکر زیرک نے عرض کی کہ اے خواجہ مجہے آپکے صاحبزادے آپکی جگہہ پر بیٹہنے نہیں دینگے اور ہر آئینہ مجہہ سے خصومت کریں گے۔ پیر نے کہا کہ تجہے اس امر کا خوف نکرنا چاہیئے۔ تم مطمئن رہو۔ اگر وہ تجہہ سے نزاع۔ تکرار۔ فساد کرینگے میں اونکا شر تجہہ سے دفع کروں گا۔ الغرض جب اونکا انتقال ہوا زیرک بجاے اونکے سجادہ پر بیٹہا۔ خواجہ کے لڑکوں نے خصومت شروع کی اور کہنے لگے کہ یہ تیری مجال کیونکر ہوسکتی ہے کہ تو ہمارے باپ کی جگہہ بیٹہے۔ جب سرکشی اونکی حد سے زیادہ ہوگئی زیرک نے اپنے پیر کے مزار کی جانب رجوع کی اور عرض کیا کہ اے خواجہ آپنے ارشاد فرمایا تہا کہ اگر

میرے لڑکے تجہسے مزاحمت کریں گے۔ میں اونکی شر کو تجہسے دفع کر دوں گا اب وہ میری ایذا کے درپے ہو گئے ہیں وعدہ کے وفا کرنے کا وقت آگیا ہے۔ یہ کہکر اپنے مقام پر واپس آگیا۔ اون ہی دنوں میں کافروں نے نواح غزنین پر چڑھائی کی۔ ہر قریہ و شہر سے خلقت واسطے محاربہ کے جمع ہوئی۔ اس بزرگ کے چاروں لڑکے بہی جنگ میں شامل ہوئے اور شہید ہو گئے اور مقام خلافت شیخ کا بے مزاحمت زیرک کے واسطے خالی ہوگیا۔ شیخ مذکور کو آپنے بعد ارادت لانے کے دو رکعت نماز ہمیشہ پڑہنے کے لیئے ارشاد فرمایا اور اوسکی یہ نیت تلقین فرمائی۔ دعًا عما سوی اللہ۔

مجلس سوم روز جمعہ پندرہویں ماہ مبارک شعبان عمت میامنہ ۷۰۷ھ بعد نماز کے دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ ایک گودڑی پوش فقیر آکر تہوڑی دیر بیٹہا اور چلا گیا خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس حال سے بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت کم لوگ آنے پاتے تہے۔ البتہ خدمت شیخ الاسلام فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً میں ہر قسم کے درویش وغیرہ اور عوام حاضر ہو سکتے تہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ عوام میں خاص بہی ہوتے ہیں اور اسی بارہ میں یہ **حکایت** ارشاد فرمائی کہ شیخ بہاؤالدین زکریا کثیر السیاحت تہے ہنگام سفر ایک مرتبہ ایسی جماعت پر گذرے جو دلق پوش تہے۔ آپ اون میں بیٹہ گئے۔ اوس مجلس سے ایک نور مرتفع تہا۔ آپکو خیال ہوا کہ یہ نور کہاں سے پیدا ہوتا ہے جب نیک نگاہ کی اُن آدمیوں میں سے ایک شخصکو دیکہا کہ وہ نور اوس سے ساطع تہا آپ اوسکے نزدیک گئے اور آہستہ اوس سے کہا کہ تم ایسی جماعت دلق پوشوں میں کیوں شریک ہو اوسنے جواب دیا کہ اے ذکریا میں اسوجہ سے شریک ہوں کہ آپکو معلوم ہو جاوے کہ عوام میں بہی خاص ہوتے ہیں۔

مجلس چہارم روز جمعہ ۲۲ ماہ شعبان امت حرمتہ سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی مجہسے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ چہہ رکعت نماز بین العشائین جسکے لیئے تمکو کہا گیا ہے

پڑھتے ہو یا نہیں میں نے عرض کی کہ بتصدق خواجہ پڑھتا ہوں اوسکے بعد روزہ ایام بیض
کی بابت دریافت کیا۔ میں نے عرض کیا کہ روزہ ایام بیض بھی رکھتا ہوں بعد اسکے نماز چاشت
کے متعلق پوچھا میں نے عرض کیا کہ یہ بھی ادا کرتا ہوں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ چار رکعت
نماز صلوۃ سعادت بھی پڑھا کرو میں نے سر تسلیم خم کیا اور یہ سعادت اوس روز دوسری
سعادتوں کے ساتھ پیوست ہوئی۔ والحمد للہ علی ذالک۔

مجلس پنجم روز جمعہ ۱۳ ماہ مبارک رمضان عمت میامنہ سنہ مذکور قبل از نماز دولت
قدمبوسی حاصل ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ قبل از وقت معہودہ تشریف لانے کا کیا باعث
ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نماز تراویح باقتدار مولانا ظہیر الدین حافظ پڑھا کرتا ہوں وہ ہر روز
تین سیپارے سناتے ہیں بندہ یہ چاہتا ہے کہ دس روز متصل بے فاصلہ اونکے پیچھے نماز
ادا کرے کہ ثواب ختم قرآن حاصل ہو۔ اگر ارشاد ہو بعد نماز جمعہ کے چلا جاؤں کہ
تہیہ نماز تراویح میں مصروف ہوں آپنے از راہ نوازش ارشاد فرمایا کہ بہت مبارک ہے
بعد اوسکے یہ **حکایت** اسی معنی کے مناسب ارشاد فرمائی۔ کہ ایک شب حضرت شیخ
بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہ العزیز نے اپنے یاروں سے ارشاد فرمایا کہ تم میں کوئی
ایسا شخص ہے کہ آجکی رات دو رکعت نماز میں تمام کرے۔ اور ایک رکعت میں کامل
قرآن شریف پڑھ جائے۔ حاضر الوقت لوگوں میں سے کسی ایک نے بھی اس امر کی
کفالت نہ کی۔ شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ خود کہڑے ہوگئے اور رکعت اول میں
تمام قرآن شریف ختم کیا بلکہ چار سیپارے اور زیادہ پڑھے۔ اور رکعت دوم میں سورۂ
اخلاص پڑہی اور نماز تمام کی۔ اور اسی محل میں یہ **حکایت** ارشاد فرمائی کہ خواجہ
بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو کچھہ مجھے حاصل ہوا۔ نماز سے
ہوا۔ میں نے مشائخ و زہاد کے جملہ اوراد ورد کیئے مگر ختم مجھہ سے نہو سکا اور یہ معاملہ اسطرح
تھا کہ مجھہ سے کہا گیا کہ فلاں بزرگ طلوع صبح صادق سے آفتاب نکلنے تک قرآن شریف

ختم فرماتے ہیں میں نے ہرچند چاہا کہ میں بھی ایسا ہی کروں مگر مجھ سے نہ ہوسکا۔ اس کے بعد یہ
حکایت ارشاد فرمائی کہ قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں طواف کعبہ کررہا تھا
میرے آگے ایک اور بزرگ بھی مصروف طواف تھے۔ میں نے اونکی متابعت اختیار کی اور
جس جگہ وہ قدم رکھتے تھے اوسی جگہ قدم رکھنا شروع کیا۔ وہ روشن ضمیر تھے اس امر سے
مطلع ہوئے اور فرمانے لگے کہ میری متابعت ظاہری کیا کرتے ہو۔ اُس امر کی متابعت کرو
جسکو میں کرتا ہوں۔ قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ حضرت وہ متابعت
کیا ہے فرمانے لگے کہ میں ہرروز سات سو قرآن شریف ختم کرتا ہوں قاضی حمید الدین اس
امر کے استماع سے بغایت متعجب ہوئے اور اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ معانی قرآن بطور
وہم خیال کرتے ہونگے یا مُوہم پڑھتے ہونگے۔ اس وسوسہ کا اونکے دلمیں آنا تھا کہ اُنھوں نے
قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میں موہوماً نہیں بلکہ لفظاً لفظاً
پڑھتا ہوں جب حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے اس حکایت کو تمام کیا میاں اعزالدین علی شاہ
سلمہ اللہ تعالی نے کہ حضرت کے خاص مریدوں میں سے ہیں سوال کیا کہ حضرت یہ کرامت
اونکی ہوگی ورنہ طاقت بشری سے یہ امر باہر ہے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا
کہ ہاں یہ اونکی کرامت تھی۔ اور ہر معاملہ جو عقل میں آجائے نام اوسکا اور ہی ہوتا ہے
اور جس معاملہ میں عقل قاصر ہو اوسکو کرامت کہتے ہیں **اسکے بعد** گفتگو طاعت مشائخ
میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ شیخ ابو سعید ابو الخیر قدس سرہ العزیز فرماتے تھے۔ کہ
جو کچھہ مجھے حاصل ہوا بمتابعت نماز حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم ہوا۔ میں نے
ہر نماز جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی تھی پڑہی۔ تو کہ ایک وقت مجھے معلوم
ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز معکوس بھی پڑہی ہے۔ مینے بھی رسن اپنے پانوں میں
باندہا اور دوسر چاہ پر اولٹا لٹک گیا اور نماز معکوس ادا کی۔ جب آپنے یہ حکایت تمام
فرمائی مجھہ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا۔ جو شخص مقامات اعلی پر پہونچا حسن عمل سے پہونچا

اگرچہ فیض ایزدی نازل ہے لیکن جدوجہد کرنا چاہیئے۔

مجلس ششم روز جمعہ ۵۔ ماہ شوال سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو ترک و تجرید کے بارہ میں ہورہی تہی۔ اسی اثنا میں آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ ایک درویش بغایت فقر و مسکنت میں مبتلا تہا۔ کہ اکثر بہوکے رہنے سے اوسکا پیٹ پیٹہہ سے جا لگا تہا وہ چلا جارہا تہا کہ راستہ میں خواجہ محمود پٹوہ سے جو میرے دوست ہیں ملاقی ہوا اونہوں نے ایک دانگ (نام ایک تانبہ کے سکے کا) اوسکو دینا چاہا۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ اے خواجہ آج میں نے کہل پیٹ بہر کر کہائی ہے اور روزی کی جانب سے آجکے لیئے استیفاء تمام حاصل کرلیا ہے۔ مجہے آج اس ٹکے کی حاجت نہیں معاف فرمایئے۔ یہ بیان فرماکر حضرت خواجہ ذکرالله بالخیر اوسکے غایت صدق سے تعجب کرنے لگے اور ارشاد فرمایا۔ زہے قناعت وقوت صبر اور اسی موقع پہ **حکایت** قناعت اور ماسوای الله سے طمع قطع کرنے کے بارہ میں ارشاد فرمائی۔ کہ ایک بزرگ ہتے نام اونکا شیخ علی تہا۔ ایک روز پاؤں لمبے کرکے اور خرقہ اوسپر ڈالکر خرقہ میں بخیہ کررہے تہے۔ اسی حالت میں اون سے کہا گیا کہ خلیفہ آتا ہے وہ اسیطرح پیر پسارے ہوئے خرقہ سیتے رہے مطلق اپنی حالت سے بتدل نہیں کیا خلیفہ آیا اور سلام کرکے بیٹہہ گیا۔ آپ نے جواب سلام دیا۔ ایک حاجب نے جو خلیفہ کے ہمراہ آیا تہا کہا کہ اے شیخ اپنے پیر سمیٹ لیجیئے۔ آپنے اوسکو جواب ندیا اور نہ اس امر کا التفات کیا۔ الغرض حاجب نے دو تین مرتبہ آپ سے پیر سمیٹ لینے کے واسطے کہا۔ جب بادشاہ اٹہکر روانہ ہونے لگا آپ نے ایک ہاتہ سے خلیفہ کا ہاتہ اور دوسرے ہاتہ سے اوس حاجب کے ہاتہ کو پکڑا اور ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے دونوں ہاتہ سکوڑ لیئے ہیں روا ہے۔ کہ اپنے دونوں پیر پہیلا دوں یعنے مجہے آپ سے نہ کچہہ خواہش ہے اور نہ آپ سے آئندہ کے واسطے کچہہ طمع رکہتا ہوں اور نہ کچہہ لینا چاہتا ہوں۔ ہاتہ اپنے کہینچ لیئے ہیں۔ روا ہے کہ اگر پاؤں پہیلا دوں۔

اسکے بعد گفتگو اصل سلوک کے بارہ میں ہوئی کہ نچوڑ اس امر کا کیا ہے۔ آپنے

ارشاد فرمایا۔ کہ ایک شخص حضرت خواجہ اجل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور
ارادت لایا۔ منتظر فرمان خواجہ تھا کہ آپ اوسکو نماز روزہ اور اوراد کے متعلق کیا کیا ارشاد
فرماتے ہیں خواجہ نے اوسکو یہ تلقین فرمایا کہ جو شے تم اپنے واسطے روا نہ رکھو دوسرے لیئے
بھی پسند نکرو جو اپنے لیئے چاہو وہی دوسرے کے واسطے بھی چاہو۔ الغرض وہ مرید یہ سنکر
چلا گیا اور بعد مدت کے واپس آیا۔ اور عرض کی کہ میں جس روز سے آپکی حلقہ بگوشوں میں
داخل ہوا ہوں اُسروز سے اس امر کا منتظر ہوں کہ آپ مجھے نماز روزہ اور اوراد سے کیا
تلقین فرماتے ہیں آپنے ارشاد فرمایا کہ جس روز تم مرید ہوئے اُسروز تمکو کیا سبق دیا گیا تھا
وہ شخص حیران ہوا اور کوئی جواب نہ دیا۔ خواجہ اجل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ متبسم ہوئے
اور کہا کہ میں نے اوسروز تجھے سبق دیا تھا کہ جو اپنے لیئے پسند نہو وہ دوسروں کے لیئے بھی پسند
نکیجیو تم نے وہ بات یاد نہ رکھی جب ایک سبق بھی یاد نہوا تو آگے اور کیونکر دیا جائے۔ اس
حکایت کے اتمام کے بعد آپنے یہ **حکایت** ارشاد فرمائی کہ ایک بزرگ تھے اکثر فرمایا کرتے
تھے کہ نماز۔ روزہ۔ اوراد۔ و وظائف۔ یہ جملہ حوائج یعنے ضروریات دیگ ہیں۔ اصل
دیگ میں گوشت ہونا چاہیئے جب گوشت ہی نہوگا ان مصالحوں سے کیا ہو سکتا ہے اور
اس امر کی تشریح کے واسطے سوال کیا۔ فرمانے لگے۔ کہ گوشت ترک دنیا ہے اور نماز روزہ
اور اوراد و وظائف مصالحہ جات ہیں۔ مرد کو لازم ہے کہ اول دنیا ترک کرے اور کسی چیز سے
تعلق نہ رکھے اور پھر نماز پڑھے روزہ رکھے اور دیگر وظائف میں مشغول ہو تو کچھ ڈر نہیں لیکن اوس
حالت میں کہ محبت دنیا اوسکے دلمیں بھری ہوئی ہے ادعیات و اوراد سے اوسکو کچھ حاصل
نہوگا **اسکے** بعد حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر گھی لونگ لہسن وغیرہ
دیگ میں ڈالیں اور بگھاریں اور پانی ڈالکر شوربا کریں۔ اوسے شوربائے روز و منوز کہتے
ہیں یعنے جھوٹا شوربا۔ اصل شوربا وہی ہے جسکی اصل گوشت سے ہو۔ خواہ اوس میں
مصالحے ڈالے جائیں یا نہ ڈالے جائیں **اسکے بعد** ترک دنیا کی تحقیق میں تذکرہ ہوا۔

آپنے ارشاد فرمایا - کہ ترک دنیا کے یہ معنی نہیں کہ ننگا ہو کر لنگوٹہ باندھ بیٹھہ رہے - بلکہ ترکِ دنیا یہ ہے کہ لباس پہنے - کہانا کہاوے - اور جو فتوحات سے حاصل ہو رواں رکھے جمع نہ کرے اور اپنی خاطر کو کسی شے کی جانب متعلق نکرے - فقط

مجلس ہفتم روز جمعہ ۱۹ ماہ شوال سنہ مذکور بعد نماز دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو آداب تصوف - ارشادات مشائخ اور اونکی اصطلاحات کے بارے میں ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ شیخ جمال الدین بسطامی رحمۃ اللہ علیہ دہلی کے شیخ الاسلام تہے مزاسم اہل صفہ اور اونکے آداب سے کماحقہ واقف - ایک مرتبہ اونکے روبرو ایسا کوزہ لایا گیا جس میں پکڑنے کی چار جگہہ تہیں - ایک بزرگ نے جو اوسی مجلس میں متمکن تہے ذکر کیا کہ اس طرحکے کوزہ کو کوزۂ لقمانی کہتے ہیں شیخ جمال الدین بسطامی نے یہ سنکر کہا کہ اسکی وجہ تسمیہ بتلا ئیے - وہ بزرگ یہ سنکر ساکت ہو گئے کیا اونکو وجہ اسکی معلوم نہ تہی اونکے خاموش ہو جانے پر شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ **حکایت** بیان فرمانی شروع کی کہ ایک بزرگ شیخ لقمان سرخسی نام تہے رحمۃ اللہ علیہ مناقبِ اونکے بہت ہیں چنانچہ **نقل** ہے کہ واللہ اعلم ایک روز اون سے نماز جمعہ فوت ہو گئی تہا اور کسی شرعی امر کا ترک ہوا - شہر کے علمار نے اونپر احتساب کرنا چاہا اور مکان سے بدیں نیت روانہ ہوئے - شیخ لقمان سرخسی رہ کے مریدوں نے یہ حال معلوم کرکے آپ سے عرض کی کہ علمار شہر بہ نیت احتساب آپکی جانب آرہے ہیں - آپنے دریافت فرمایا کہ سوار آتے ہیں یا پیادہ عرض کی کہ سوار آرہے ہیں - ہنگام گفتگو - شیخ دیوار پر بیٹہے ہوے تہے دیوار سے کہا کہ بفرمان خدائے عزوجل تو بہی چل دیوار فی الفور روانہ ہوئی الغرض آمدیم برسرِ حکایت کہ شیخ لقمان نے ایک وقت اپنے مرید سے کوزہ طلب کیا وہ ایسے کوزے میں پانی لایا جس میں کوئی جگہ گرفت کی نہ تہی - آپنے فرمایا کہ ایسے کوزے میں لاؤ جو پکڑنے کی جگہ رکہتا ہو مرید نے جاکر کوزےکے ایک آنکڑا بنایا جس سے وہ گرفت میں آوے اور اوسے پکڑے ہوئے آپکی خدمت میں لایا - شیخ نے متبسم ہو کر فرمایا - کہ یہ پکڑ تو تم پکڑے ہوے

میں کس جگہ سے پکڑوں۔ مرید پہر واپس لیگیا اور دو کڑے بنائے اور وہ دونوں ہاتھوں سے دونوں پکڑے اور آپکی خدمت میں لیگیا۔ آپنے پہر ارشاد فرمایا کہ دونوں کڑے تم پکڑ رہے ہو میں کونسا کڑا پکڑوں۔ مرید پہر واپس لیگیا اور ایک کڑا بنایا اور آپکی خدمت میں لایا۔ مگر رُخ اوس کڑے کا اپنے سینہ کی طرف کرلیا اور اوسکے روبرو کی جگہ خالی تہی شیخ نے متبسم ہوکر فرمایا۔ کہ چار کڑے والا بناؤ کہ تم دو کڑے کسی طرف کے پکڑو اور کوئی سا رخ اپنے سینہ کے جانب رکھو۔ مگر ایک کڑا سامنے پکڑنے کے واسطے خالی رہے گا چنانچہ مرید نے اوس کوزے کے چار گوشے پکڑنے کے لیئے بنائے۔ اسوجہہ سے اس کوزے کا نام کوزۂ لقمانی ہوا۔ الحمد للہ علی ذالک

مجلس ہشتم روز آدینہ ۲۶ ماہ شوال ۷۰۷ھ ہجری بعد نماز سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو دربارۂ نماز ہو رہی تہی حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے دربارہ حضور امام و مقتدیان ارشاد فرمایا۔ کہ اول حضور نماز میں یہ ہے کہ مصلی جو پڑھ رہا ہے اوسکے معانی سمجھا جائے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید حسن افغان نام تہا صاحب ولایت اور صاحب ذوق و شوق۔ کہ حضرت شیخ الاسلام بہاؤ الدین فرماتے تہے کہ اگر کل یعنے بروز قیامت مجہہ سے سوال کریں کہ تم ہمارے واسطے کیا تحفہ لائے ہو۔ میں حسن افغان کو پیش کروں گا۔ الغرض ایکروز یہ حسن افغان راہ راہ چلے جاتے تہے کہ وقت نماز ہوا۔ موذن نے اذان دی۔ خلق بانگ نماز سنکر جمع ہوئی حسن افغان بہی شریک ہوئے۔ امام آیا۔ اقامت کی گئی اور نماز میں مصروف ہوئے۔ جب نماز ہوچکی ہر شخص اپنے مقام کو گیا حسن افغان امام کے پاس گئے اور آہستہ اوس سے کہا کہ اے خواجہ تم نے نماز شروع کی میں تمہاری جانب متوجہ ہوا تم یہاں سے دہلی گئے اور غلام خریدے اور اونکو لیکر خراسان گئے اور وہاں سے پہر ملتان آئے میں تمہارے پیچہے بہت حیران ہوتا پہرا۔ آخر یہ کیسی نماز ہے۔ اسکے بعد پہر اونکی بزرگی میں یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایکمرتبہ وہ کسی گانو کو گئے جہاں مسجد تعمیر کی جارہی تہی اُسے ملاحظہ کرکے فرمایا کہ قبلہ اس طرف ہے

محراب درست کرو۔ ایک دانشمند اوسجگہ حاضر تہا اوسنے تکرار کی کہ نہیں قبلہ بطرف دیگر ہے۔ الغرض درمیان حسن افغان اور دانشمند کے بحث ہوئی۔ آخرالامر خواجہ حسن افغان نے دانشمند کا موہنہ پکڑکے پہیرا اور کہا دیکہہ قبلہ یہہ ہے حجاب درمیان سے آپکے فرماتے ہی ہٹ گیا اور دانشمند نے اپنی آنکہوں سے قبلہ دیکہا اور مقر ہوا۔ اسکے بعد اونکے متعلق یہ **حکایت** اور بیان فرمائی۔ کہ وہ امی محض تہے۔ بالکل پڑہے لکہے نہ تہے۔ خلق اونکے پاس دوات قلم اور کاغذ لاتی اور کئی ایک سطریں کوئی نظم کوئی نثر کوئی عربی کوئی فارسی وغیرہ لکہہ کر۔ اوسی میں ایک سطر قرآن شریف کی بہی ہوتی آپ سے دریافت کرتی۔ کہ اونمیں قرآن شریف کی عبارت والی سطر کون سی ہے۔ آپ ہر سطر کو ملاحظہ فرماتے اور سطر قرآنی کو بتلادیتے لوگ اون سے سوال کرتے۔ کہ تم تو پڑہے لکہے نہیں ہو تم نے کہاں سے جانا کہ یہ سطر قرآن شریف کی ہے۔ فرماتے جو نور میں اس سطر میں دیکہتا ہوں۔ دیگر سطور میں مجہے نظر نہیں آتا۔ تہوڑی دیر بعد گفتگو استغراق وذوق نماز کے بارے میں ہوئی آپنے یہ **حکایت** ارشاد فرمائی۔ کہ ایک شخص خواجہ کریم نام تہے اوائل حال میں کتابت کیا کرتے اور آخر عمر میں دنیا سے موہنہ موڑکر مشغول طاعت الٰہی ہوئے کہ واصلان الٰہی سے ہو گئے۔ غلبات عشق میں فرماتے تہے کہ جبتک میری قبر دہلی میں سلامت رہے گی۔ کافر اس شہر پر مسلط نہو سکیں گے الغرض اونکے حضور نماز کا حال بیان فرمایا۔ کہ ایک روز اون ایام سے کہ شورش مغل کا خوف دہلی پر طاری تہا اور دروازہ ہا شہر شام سے ہی بند ہو جاتے تہے۔ کوئی شخص اندر باہر آ اور جا نہ سکتا تہا قصہ مختصر یہ خواجہ کریم بیرون دروازہ کمال نماز میں مصروف ہوئے۔ ہمراہی اندرون دروازہ کہڑے تہے وقت دروازہ بند کرنے کا آ گیا ہمراہیوں نے زور سے آواز دی اور دربان دروازہ نے بہی لکار کر اندر آنے کے لئے کہا۔ مگر خواجہ کریم نماز میں مصروف تہے باحضور تمام نماز ادا کی بعد فراغت داخل ہوئے۔ یاروں نے اون سے کہا۔ کہ ہم نے آپکو بہتیری آوازیں دیں آپنے کہہ خیال نکیا۔ دربان کے لکارنے کا بہی اثر نہوا۔ خواجہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے

آپکی مطلق آواز نہ سنی۔ اُنہوں نے متعجبانہ کہا کہ اسقدر زور کی پکار نہ سننے سے بڑا تعجب ہے۔
آپنے فرمایا کہ یہ تعجب کی بات نہیں ہے۔ عجب اوس شخص کے حال سے ہے جو نماز میں اپنے خدا کے
روبرو حاضر ہو اور اہل دنیا کی آواز سنے۔ اسکے بعد یہ ارشاد فرمایا کہ خواجہ کریم نے جس روز سے
توبہ کی تہی دینار و درم کو ہاتہ نہ لگایا تہا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے پہر ارشاد
فرمایا۔ کہ ہر حالت میں آلائش دنیا سے مشغول ہونا چاہیئے اور ہمت بلند رکہنا چاہیئے اور
ترک شہوات کرنا چاہیئے۔ اسکے بعد یہ دو مصرعے زبان مبارک سے ارشاد فرمائے ؎ یک لحظہ
ز شہوتے کہ داری برخیز؛ تا بنشیند ہزار شاہد لپشت ٭

مجلس نہم ۔ روز پنجشنبہ دہم ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔
آپنے ازراہ کرم مجہہ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ خلاف معمول آنیکا کیا سبب ہے کہ آپکا
دن روز آدینہ مقرر تہا۔ بندہ نے عرض کیا کہ سعادت قدمبوسی جس روز میسر ہو باعث سعادت
ہے۔ آپنے تحسین فرماکر ارشاد فرمایا۔ کہ بہت بہتر تشریف لائے۔ جو کچہہ غیب سے میسر ہو
بہت خوب ہوتا ہے۔ اسکے بعد گفتگو دربارہ صحبت ہوئی آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ صحبت میں
بہت بڑا اثر ہے۔ اسکے بعد ترک دنیا میں گفتگو ہوئی۔ آپنے اسکے چہوڑنے کے واسطے
بہت غلو فرمایا اور اسی ضمن میں ارشاد فرمایا۔ کہ ایسا کوئی شخص نہیں ہوا۔ جس نے مکروہ
چیز کو چہوڑا ہو اور اوسے کوئی شریف و عمدہ چیز حاصل نہوئی ہو ٭

مجلس دہم روز سہ شنبہ ۱۵۔ ماہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اُسروز مجلس
شریف میں بہت سے عزیز مثل مولانا وجیہہ الدین پائلی اور مولانا تاج الدین ملک یار
اور مولانا جمال الدین رحمہم اللہ حاضر تہے کہانا سامنے لایا گیا۔ کسی شخص نے کہا۔ کہ جو
روزہ دار نہو کہاوے۔ چونکہ یہ دن ایام بیض میں سے تہا بہت سے احباب روزہ دار تہے
صرف دو شخص روزہ سے نہ تہے اونکے سامنے وہ کہانا رکہا گیا۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ جب
احباب آویں اور کہانا سامنے لایا جائے۔ کسیکو یہ نہ کہنا چاہیئے جیساکہ اس مجلس میں کہا گیا

جو روزہ دار نہ ہوگا کہا لے گا۔ اور حکمت اس میں یہ ہے اگر کسی روزہ دار سے پوچھا جائے اور وہ روزہ دار بیان کرے کہ میں روزہ دار ہوں ممکن ہے کہ ریا کا اوس میں تداخل ہو۔ اور اگر وہ شخص راسخ الاعتقاد ہو اور اوسکی حسنات میں ریا کا گذر ہوتا ہو۔ اور پوچھنے والے سے کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اس طاعت باطنی کو اوسکے نامۂ اعمال میں ظاہری لکھیں گے اور اگر از راہ پوشیدگی جواب دے کہ میں روزہ دار نہیں ہوں۔ یہ بات اوسکی غلط ہوگی اور اگر سائل کا سوال سنکر خاموش ہو جاوے گا۔ ہر آئینہ اوس میں استحقار سوال سائل متصور ہے

مجلس یازدہم روز دوشنبہ ۱۲ ماہ ذی قعدہ ۷۰۸ ہجری دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو بزرگان دین کے نیک قدم کی منزلت کے بارہ میں ہو رہی تہی۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ ہر موضع وغیرہ درویشوں کی نیک قدم سے باراحت ہے چنانچہ مسجد جامع دہلی اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ معلوم کسقدر درویشوں کے قدم اوسجگہہ گئے ہیں۔ کہ اوسکو اسقدر شرف حاصل ہوا ہے۔ اسی ضمن میں یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ میں نے شیخ محمود کبیر سے سنا ہے فرماتے ہتے کہ میں نے ایک بزرگ کو دیکہا کہ مسجد جامع کی سنہری کلسیوں پر نہایت سرعت سے مثل طائران آتے جاتے ہتے اور اس دوش میں اونکو مطلق تشویش نہ تہی۔ میں دور کہڑا دیکہہ رہا تہا جب صبح ہوئی وہ بزرگ نیچے اوتر آئے اور مجہے بلاکر منع فرمایا کہ زنہار یہ ذکر کسی شخص سے نکرنا میں نے قبول کیا۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ گفتگو فرما رہے ہتے کہ اس کاتب الحروف نے عرض کیا کہ اکثر بزرگوں نے جو اپنے حال کو پوشیدہ رکہا ہے اوس میں کیا حکمت ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ راز فاش کرنے سے محرومیت نصیب ہوتی ہے اور واسطے محرمیت راز دیگر شایان نہیں رہتا۔ اسکی مثال اسطرح پر ہے کہ جب ایک شخص اپنے کسی دوست سے راز کہے اور وہ اوسے آشکارا کردے یہ کہنے والا دوبارہ اوس سے راز نہ کہے گا۔ میں نے یہ سنکر عرض کیا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اونہوں نے بہت سے راز و اسرار الٰہی افشا کیے ہیں یہ بات

صحیح ہے یا غلط آپ نے ارشاد فرمایا کہ صحیح ہے اور اولیا جب غلبات شوق میں ہوتے ہیں
اس عالم سکر میں کوئی سر اون سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ لیکن کاملؒ ہیں جو کسی حال میں بھی
راز فاش نہیں ہونے دیتے اور یہ مصرع دو تین بار زبان مبارک سے ارشاد فرمایا مصرع
مردان ہزار دریا خورند و تشنہ رفتند۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ حوصلہ وسیع و بلند
رکھنا چاہیئے کہ اسرار دوست حاصل ہوں اور اس معنی کے اہل کو اصحاب صحو کہتے ہیں۔ بندہ نے
دریافت کیا کہ مرتبہ اصحاب سکر کا زیادہ ہے یا اصحاب ہوشیاری کا آپنے ارشاد فرمایا
کہ مرتبہ اصحاب صحو کا بلند و زیادہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مجلس دوازدہم روز چہارشنبہ ۱۴۔ ماہ ذی الحج ۷۰۸ ہجری سعادت پائے بوسی
حاصل ہوئی گفتگو قبول النفس کے بارے میں ہورہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ کوئی طاعت
یا ورد جو صاحب نفس کی جانب سے تلقین ہو اسکے ادا کرنے سے ایک عجب لذت حاصل ہوتی ہے
اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے کئی وظیفے خود اپنی ذات پر لازم کر لیئے ہیں اور کئی
مجھے حضرت شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے تلقین فرمائے
تھے میں دونوں ادا کرتا ہوں۔ البتہ ہر ایک کی ادائگی میں جدا جدا راحت حاصل
ہوتی ہے کہ بہت بڑا فرق مثل بلندی آسمان و پستی زمین ہے۔ تھوڑی دیر بعد گفتگو
ترک اختیار کے بارے میں ہوئی یعنے اپنے اختیار سے کوئی کام نکرنا چاہیئے۔ آپنے
ارشاد فرمایا کہ آدمی کو چاہیئے کہ دوسرے کے حکم کا محکوم ہو نہ حاکم۔ اسکے بعد یہ **حکایت**
ارشاد فرمائی۔ کہ ایک روز بروز جمعہ برائے ادائے جمعہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ
علیہ خانقاہ سے باہر آئے۔ اور مریدوں سے دریافت کیا کہ راستہ مسجد جامع جانیکا
کونسا ہے۔ ایک مرید نے آگے بڑھکر بتلایا۔ اُسیوقت کسی نے آپ سے سوال کیا۔ کہ آپ
ہر جمعہ کو مسجد جامع تشریف لیجاتے ہیں اور ابتک راستہ سے واقف نہیں ہوئے آپنے ارشاد
فرمایا کہ میں راستہ بخوبی جانتا ہوں لیکن اسوجہ سے دریافت کیا کہ محکوم دوسرے کے حکم کا رہوں

اور اپنے اختیار سے کوئی کام نکروں۔ **اسکے بعد** آپنے ترک وطن اور محبت خانہ و کاخ اور اسکے مثل دیگر اشیاء کے بارہ میں وعظ فرمایا اور یہ ابیات زبان مبارک سے ارشاد فرمائیں ؎ دشت و کوہسار گیر ہمچو وحوش ؛ خانماں را بماں بگریہ دموش ؛ قوت علیسی چواز آسماں سازند ؛ ہم بداں جاش خانہ پردازند ؛ خانہ را گر برائے قوت کنند ؛ مور و زنبور و عنکبوت کنند ؛

مجلس سیزدہم روز یکشنبہ سیوم ماہ محرم الحرام ۷۰۸ھ ہجری دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو طاعت الٰہی کے بارہ میں ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ طاعت دو قسم پر منقسم ہے ایک طاعت لازمی اور دوسری طاعت متعدی۔ طاعت لازمی وہ ہے کہ نفع اوسکا صرف اوس شخص کی ذات پر ہی محدود ہو مانند نماز روزہ حج اوراد و تسبیحات اور مثل اسکے عبادات دیگر لیکن طاعت متعدی یہ ہے کہ تیری ذات سے کوئی منفعت یا راحت یا شفقت کسی دوسرے شخص کو حاصل ہو۔ اس طاعت کو طاعت متعدیہ کہتے ہیں اور ثواب اسکا بیحد و بے حساب ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ طاعت لازمی میں صدق و اخلاص چاہیئے کہ عمل اوسکا قبول ہو۔ مگر طاعت متعدی کے واسطے کوئی امر شرط نہیں۔ ہر حالت میں اسکا ثواب اوس فیض رسان عالم کو حاصل ہوتا ہے۔ واللہ الموفق۔

مجلس چہاردہم روز پنجشنبہ ہفتم ماہ محرم ۷۰۸ھ ہجری سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو ولایت کے بارے میں ہو رہی تہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ کو ولایت حاصل ہوتی ہے اور ولایت یہ ہے کہ جب تائب ہو کر عبادت کرے ہر آئینہ اوس طاعت سے ایک ذوق پیدا ہوگا۔ ممکن ہے کہ مرید کرے اور اونکو واصل بحق فرمائے۔ اور آداب طریقت تعلیم کرے اور ولایت دو قسم پر ہے۔ ایک یہ جسکا مذکور ہوا دوسری ولایت وہ ہے کہ جو رابطہ درمیان اوسکے اور خلق کے ہے جب شیخ دنیا سے نقل کرتا ہے اوس ولایت کو جو اوسکے اور حق تعالیٰ کے درمیان ہہی اور یہ ایک خاص محبت ہوتی ہے اپنے ساتھ لیجاتا ہے لیکن ولایت ثانی کی بابت اوسکو اختیار ہے کہ آپنے بعد جس شخص کو چاہے

تفویض کرے اگر شیخ نے ولایت ثانی کسیکے سپرد نہ کی ہو روا ہے کہ اللہ تعالی یہ ولایت کسی دوسرے شخصکو عطا فرما دے۔ اسکے بعد آپنے اسی ضمن میں یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک بزرگ نے اپنے مرید کو دوسرے بزرگ کی خدمت میں اس امر کے دریافت کے لیئے کہ رات کو اس دنیا میں کونسی نئی بات ہوئی روانہ کیا۔ اوسنے جواب میں کہلا بھیجا کہ رات کو شیخ ابو سعید ابو الخیر نے مسجد منہیہ میں انتقال فرمایا انہوں نے دوبارہ پوچھا کہ ولایت اونکی کسکے اسم گرامے و نام نامی پڑی جوکہ یہ حال شیخ مسؤلعنکو معلوم نہوا تھا اُنہوں نے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ اسکے بعد اونکو معلوم ہوا کہ ولایت حضرت شیخ ابو سعید کی خواجہ شمس العارفین کو مرحمت ہوئی ہے وہ اوسی شب شیخ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر آئے آواز دی۔ داخل مکان ہوئے۔ اسکے قبل کہ یہ اون سے ولایت کے بارہ میں دریافت کریں۔ شیخ شمس العارفین نے ارشاد فرمایا کہ نمعلوم مخلوق آلہی میں شمس العارفین کتنے صاحبوں کا نام ہے نمعلوم یہ ولایت شیخ ابو سعید کی کس شمس العارفین کو مرحمت ہوئی ہے۔ اسکے بعد یہ **حکایت** شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی۔ کہ اون سے جب وہ برائی تحصیل علم مدرس کے پاس گئے مدرس نے سوال کیا کہ آپ ہی نجیب الدین متوکل ہیں۔ آپنے جواب دیا کہ میں نجیب الدین متاکل ہوں یعنے کہانے والا ہوں متوکل نہیں۔ اسکے بعد مدرس نے پوچہا کہ آپ کیا شیخ الاسلام فرید الدین نور اللہ مرقدہ کے بہائی ہیں۔ جواب دیا کہ برادر صوری میں ہوں برادر معنوی کی نسبت مجہے معلوم نہیں۔ تہوڑی دیر بعد گفتگو اصحاب نعمت کی بخشش کے بارے میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نہایت صاحب ثروت و دولت تہا کبہی حضرت شیخ عین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے خرچ روانہ کیا کرتا ایک مرتبہ حضرت خواجہ عین القضاۃ ہمدانی رح نے کسی دوسرے دولتمند سے فرمائش کی او سنے اپنی سعادت جانکر ارشاد شیخ کی تعمیل کی۔

دولتمنداول کو یہ معاملہ گراں گذرا اور بطریق شکایت آپ سے اسبارہ میں عرض کیا
کہ یہ دولت اس خادم کو کس وجہ سے عطا نہ فرمائی گئی۔ آپنے اوسکو جواب میں لکہا
کہ اوس امر سے رنجیدہ نہوا وروں کو بہی فیض یاب ہونے دو۔ اون لوگوں کی پیروی
نکرو جو کہتے تہے اللھم ارحمنی ومحمدا ولا ترحم معنا احدا۔ یعنے بارخدایا رحم کر مجہپر اور محمد
صلعم پر اور ہم دونوں کے سوا کسی ایک پر بہی رحم نہ فرما۔ اور اون لوگونکی پیروی کرو
جنکا مقولہ ہے۔ **ع** اے باغبان ہیا و در باغ باز کن ؛ چوں من در ایم انس من در
فراز کن ؛ **اوسی روز** میرے چہوٹے برادر زادہ کاتب نے حاضر ہوکر شرف غلامی حاصل
کیا اور شمس الدین اوسکا بہائی بہی مرید ہوا۔ اور اسی روز شیخ جمال الدین ہانسوی
رحمۃ اللہ علیہ نواسا بہی محلوق ہوا اور مولانا برہان الدین غریب نے بہی تجدید بیعت
کی۔ اور شیخ عثمان سیوستانی نے کلاہ کے لیئے درخواست کی تہی منظور ہوئی اور کلاہ عطا
کی گئی۔ اور شمس الدین کو خرقہ حاصل ہوا۔ یہ روز عجب باراحت تہا اسی محل میں آپنے
یہہ **حکایت** شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی کہ جس روز وہ حضرت
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے آپنے یہ مثنوی ارشاد فرمائی
تہی۔ **مثنوی** کہ بحقیقت چراغ کشتہ شود ؛ چوں بروں رفت از سرش روغن ؛
مجلس پانزدہم روز چہارشنبہ ششم ماہ جمادی الاول سنہ مذکور۔ خاکسار مقام
لشکر خضر آباد سے واسطے قدمبوسی کے حاضر ہوا تہا کہ سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی
گفتگو مردان غیب کے بارہ میں ہو رہی تہی کہ وہ جسکو قابل دیکہتے ہیں اور عالی ہمت
ومجاہد پاتے ہیں۔ اپنے ہمراہ لیجاتے ہیں۔ اس اثنار میں آپنے ارشاد فرمایا کہ نصیر نام
بدایوں میں ایک شخص تہا میں نے اوسکی زبانی سنا کہ باپ اوس شخص کا واصلان
الٰہی سے تہا۔ ایک شب چند شخصوں نے مکان کے دروازے پر آکر آواز دی وہ باہر
گئے اور ہم اندر رہتے انہوں نے جواب سلام دیا۔ یہ جواب ہم نے اندر سے سنا اور اسقدر

اور بھی سنا کہ میرے والد نے کہا کہ بہت خوب۔ میں اپنے لڑکوں اور کنبے والوں سے رخصت ہو آؤں۔ آنے والوں نے اجازت ندی اور کہا کہ فرصت باقی نہیں ہے۔ پھر ہم کو یہ معلوم ہوا کہ وہ لوگ اور میرا باپ کہاں گئے۔ اسکے بعد آپنے یہ **حکایت** اور متضمن اسی امر کے ارشاد فرمائی کہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمتہ فرمایا ہے اور اپنی کتاب میں بھی لکھا ہے کہ ہمارے عہد میں ایک جوان تھا اسکو قروینی کہتے تھے اوسکے گھر میں مردانِ غیب جمع ہوتے تھے چنانچہ بوقت نماز خلق صف لبتہ کھڑی ہوتی تھی مردانِ غیب آتے تھے ایک شخص مردانِ غیب میں سے امامت کرتا تھا اور قرارت وغیرہ بلند آوازسے پڑھتا۔ مگر مقتدیوں کی نظر سے پوشیدہ۔ مقتدی اوسے دیکھہ نہیں سکتے تھے البتہ قروینی دیکھتا تھا شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قروینی کی معرفت مردانِ غیب نے ایک مہرہ میرے پاس بھیجا تھا ابتک وہ مہرہ موجود ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ ایک شخص علی نام تھا کبھی کبھی مردانِ غیب اوسکے دروازے پر آتے اور السلام علیکم کہتے۔ خواجہ علی اس آواز کو سنتے مگر کسی شخصکو معائنہ نکرتے تھے چنانچہ ایکروز مردانِ غیب نے آکر موافق قاعدہ سلام علیک کی خواجہ علی نے جواب دیا اور کہا کہ آپ ظاہر کیوں نہیں ہوتے کب تک یہ آواز دوگے اور رُخ انور کب دکہاؤگے انہوں نے یہ سنکر جواب دیا کہ آگے آؤ اور غائب ہوگئے۔ خواجہ علی نے اونکو نہ دیکھا اور نہ بعد اس واقعہ کے پھر کبھی آواز آئی۔ بندہ نے عرض کیا کہ خواجہ علی نے گستاخی کی آپنے ارشاد فرمایا کہ بے شک گستاخی کی تھی اور اسی وجہہ سے وہ اس دولت سے بھی محروم رہا۔

اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مردانِ غیب اول آواز دیتے ہیں بعدہ باتیں کرتے ہیں اسکے بعد ظاہر ہوکر ملاقات کرتے ہیں اور آخر الامر اپنے ساتھ لیجاتے ہیں۔ دیکھئے کونسا بار احت مقام ہے جہاں لیجاتے ہیں۔

مجلس شانزدہم روز سہ شنبہ ۱۹ ماہ جمادی الاول سنہ مذکور دولت قدمبوسی

حاصل ہوئی۔ گفتگو سلوک کے بارہ میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ اس طریقے میں سعی کرنے والا کمال کا طالب ہوتا ہے سالک جبتک سلوک میں ہے امیدوار کمالیت ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا۔ کہ تین درجہ ہیں۔ سالک۔ واقف۔ وراجع۔ سالک وہ ہے جو راہ چلے اور واقف وہ ہے جسکو وقفہ ہو۔ بندہ نے عرض کیا کہ کیا سالک کو بھی وقفہ ہوتا ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ ہاں جس وقت سالک کی طاعت میں فتور ہو جاتا ہے اور ذوق طاعت اوسکو حاصل نہو تا ہو اجب تک اوسکو ذوق حاصل نہو وقفہ میں رہتا ہے اگر جلد ذوق حاصل ہوا در انابت لائے پھر مقامات سلوک کا سالک ہو جاتا ہے اگر عیاذا باللہ اوسی حالت میں گرفتار رہے پس وہ راجع ہوتا ہے۔

اسکے بعد اس راہ کی لغزش کی سات قسمیں بیان فرمائیں کہ اسما ر اونکے اعراض۔ حجاب۔ تفاصل۔ سلب مزید۔ سلب قدیم۔ تسلی۔ عداوت ہیں۔ اسکے بعد اس قسمت کی تفصیل اس تمثیل کے ذریعے سے بیان فرمائی کہ دو دوست ہوں۔ باہمدگر عاشق و معشوق ایک دوسرے کی محبت میں مستغرق اس حالت میں اگر معشوق عاشق کی جانب سے کوئی حرکت یا قول ویا فعل ایسا ملاحظہ کرے جو لائق حال اوسکے نہو البتہ معشوق کو عاشق سے ایک طرح کی رکاوٹ پیدا ہوگی۔ پس عاشق کو واجب ہے کہ اس امر کے دریافت ہوتے ہی استغفار میں مصروف ہو اور عذر و معذرت کرے۔ پھر آئندہ دوست اوس سے راضی ہو جائیگا اور وہ تھوڑی سی رُکاوٹ جو اس ناپسندیدہ حرکت کے دیکھنے سے ہوئی تھی ناچیز و حک ہو جائے گی۔ لیکن اگر یہ محب اوس خطا پر اصرار کرے اور عذر درمیان میں نہ لائے یہ رکاوٹ حجاب سے تبدیل ہو جائے گی معشوق حجاب کرے گا۔ جسوقت حضرت خواجہ ذکرا للہ بالخیر نے یہ ارشاد فرمایا۔ حجاب کی تمثیل ظاہر کرنے کے لیئے اپنی آستین مبارک اس انداز سے اوٹھائی۔ کہ پیراہن آستین سے روئے انور اور حاضرین مجلس کے درمیان میں حجاب ہو گیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب اس قسم کا پردہ محب اور محبوب کے درمیان میں ہو جائے پس محب کو واجب و لازم ہے کہ عذر و توبہ کرے کہ یہ حجاب اور اعراض جاتا رہے۔ اگر اس حجاب پر بھی

سہل انکاری رہی۔ یہ حجاب مبدل بہ تفاصل ہوگا۔ یعنی دوست اوس سے جدا ہوجا ئیگا
اول اعراض سے زیادہ نہ تہا بعد اسکے حجاب ہوا جب حجاب ہونے پر عذر نہ کیا وہ حجاب
تفاصل سے بدل گیا پس اگر اس وقت بہی عذر نکیا سلب ہوجائیگا اور وہ مزید جو اوسکو
حصول ذوق طاعت و عبادت میں تہا آئندہ نہوگا یعنے دوست کی نظروں سے گرجائیگا
اگر اسحالت میں عذر و معذرت نہ کی اور اُسیکی بطالت پر رہا آگے اوسکے سلب قدیم ہوگا
یعنے طاعت میں راحت وغیرہ جو قبل از بند ہونے مزید کے حاصل تہی وہ بہی واپس لے لی جائیگی
پس اگر اسحالت کے ہونے پر توبہ نکی اور عذر تقصیر نہ کیا درجہ تسلی میں جا پڑے گا یعنے دوست
اوسکی جدائی پر دل دہرے گا۔ اگر اسکے بعد بہی اپنی عادت قدیم پر قائم رہا اور انابت
درمیان میں نہ لایا۔ عداوت پیدا ہوگی۔ یعنے وہ محبت جو ابتدا میں تہی عداوت سے
مبدل ہوجائے گی۔ نعوذ با بعد منہا۔

مجلس ہفت وہم روز دوشنبہ ہست و پنجم ماہ جمادی الاول سنہ مذکور دولت قدمبوسی
حاصل ہوئی گفتگو فضیلت کہانا کہلانے کے بارہ میں ہورہی تہی آپنے زبان فیض ترجمان
سے ارشاد فرمایا۔ خلق خدا کو کہانا کہلانا بہت اچہی بات ہے اور اسی ضمن میں یہہ حکایت
بیان فرمائی کہ خواجہ علی بڑے صاحبزادے خواجہ رکن الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے فتنۂ
کفار لا اعتبار میں گرفتار ہوئے لشکری اونکو پکڑکر چنگیز خاں کے روبرو لیگئے دربار چنگیز خان
میں ایک شخص جو وہاں مکنت رکہتا تہا اور آپکے خاندان کے مریدوں میں سے تہا
حاضر تہا جب اوس نے پسر شیخ رکن الدین چشتی رح کو گرفتار دیکہا حیران ہوا اور خیال
کرنے لگا کہ چنگیز خان سے کس حیلہ سے سفارش کروں۔ اگر یہ بیان کیا جائے کہ یہہ
بزرگ زادہ ہیں تو وہ کچہہ خیال نکرے گا اور جو یہ کہا جائے کہ عابد زاہد اور مرتاض شخص
ہیں تو یہ بہی موثر نہ ہوگا۔ قصہ مختصر بعد تامل بسیار چنگیز خاں کے سامنے جاکر عرض کی کہ
اس شخص کا باپ بہت بڑا بزرگ تہا ہمیشہ خلق خدا کو کہانا کہلاتا تہا۔ انکو خلاص کیا جائے

چنگیز خاں نے پوچھا کہ اپنے گھر والوں کو کھلانا بہتا یا باہر والوں کو۔ اس بزرگ سفارش کنندہ نے جواب دیا کہ خلق اللہ کو کھانا کھلانا بہتا اپنے گھر کے آدمیوں کو تو عام مردمان زمانہ کھانا کھلاتے ہیں گھر کے لوگوں کو کھلانا بڑی بات نہیں ہے تمام عالم کی رسم ہے۔ چنگیز خاں یہہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ فی الواقع بزرگ وہی شخص ہے جو خلق خدا بیگانوں کو کھانا کھلاوے اور حکم دیا کہ خواجہ علی کو فوراً خلاص کریں جب خلاص ہو گئے چنگیز خاں نے عذر کیا اور خلعت دیکر رخصت کیا **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ خلق خدا کو کھانا دینا کل مذاہب میں پسندیدہ ہے **اسکے بعد** گفتگو خطرت۔ عزیمت۔ فعل کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ خطرہ یہ ہے کہ کوئی امر دلمیں گذرے اسکے بعد غلبہ ہوتی ہے یعنے دلمیں اوسکام کرنے کا عزم ہو۔ اسکے بعد فعل ہے کہ عزیمت منجر بفعل ہے۔

اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ عوام کی جبتک انسے فعل صادر نہو گرفت نہیں ہوتی۔ لیکن خواص کے خطرہ پر بھی مواخذہ ہوتا ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ ہر حال میں خدا کے جانب رجوع کرے اور اوسی کی ذات کی پناہ لائے کیونکہ خطرہ عزیمت و فعل کل آفریدہ حق ہیں۔

اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کوئی خطرہ میرے دلمیں ایسا نہیں آیا جسکے صدور سے میں متہم نہ کیا گیا ہوں حالانکہ وہ فعل مجھسے سرزد نہیں ہوا۔ اسیوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ ایک درویش ثابت قدم صادق خانقاہ میں آیا۔ شیخ ابو سعید نے اوسکی کمالیت معلوم کی۔ وقت افطار اپنی لڑکی سے کہا کہ کوزہ پانی کا درویش کے پاس برائے افطار لیجاوے لڑکی عمر میں بہت کم تہی نہایت ادب و حرمت سے کوزہ درویش کے روبرو لیگئی۔ شیخ ابو سعید کو اس لڑکی کا حسن ادب بہت پسند آیا اپنے دلمیں خیال کیا کہ وہ کونسا نیک بخت بندہ ہوگا جس کے حبالہ نکاح میں یہ لڑکی آویگی۔ جوں ہی یہ اندیشہ آپکے دلمیں گذرا آپنے حسن موذن خانقاہ کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ بازار جاؤ اور جو نئی بات سنو وہ مجھسے آکر کہو۔ حسن بازار میں گئے

اور واپس آئے اور عرض کیا کہ میں نے بازار میں ایسا تذکرہ سنا۔ کہ کانوں کو اوسکے سماعت کی تاب نہیں۔ عرض کیا کروں۔ شیخ نے فرمایا۔ نہیں جو کچھہ سنا ہے بیان کرنا چاہیئے حسن موذن نے کہا کہ بازار میں لوگ ایک دوسرے سے تذکرہ کر رہے تھے کہ شیخ ابو سعید خود اپنی لڑکی سے اپنا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سنکر شیخ ہنس پڑے اور فرمایا کہ اس خطرے کا بہی مجہپر مواخذہ کیا گیا۔ جب خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ حکایت تمام کی بندہ نے عرض کیا کہ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ ابو سعید اپنے اہل عصر سے زیادہ نیک بخت ہوں گے آپنے ارشاد فرمایا کہ بیشک اوس زمانہ میں سب سے زیادہ بزرگ تھے **اسکے بعد** گفتگو توبہ کی استقامت کے بارہ میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص شراب پینے سے توبہ کرے ہر آئینہ اوسکے یاران جلسہ و دوستان سابق بہی مزاحمت کریں گے۔ اور اکثر اوسے اسموقع شراب نوشی پر جہاں کبہی ذوق اور کیفیت حاصل ہوئی تہی بلائیں گے اور اس کوشش میں رہیں گے کہ وہ پہر شراب پیوے یہ صورت اوسوقت ہوگی کہ اوس تائب کے دلمیں کسیقدر میل ہوائے سابق کا ہوگا۔ اگر تائب نے صدق دلی سے توبہ کری ہے اور اوس اندلیشہ سے کلی پاک ہوا ہے کوئی مصاحب سابق اوسکی مزاحمت نہیں کرسکتا۔ اور دلیل اوسکے صدق توبہ کی یاران دیرینہ سے میل جول چہوڑنا ہوگا **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ جب کسی شخص کا لوگ معصیت اور فسق کے ساتہ تذکرہ کریں۔ جاننا چاہیئے کہ اوس شخص کا دل کسیقدر مائل اس فسق اور معصیت کے ساتہ ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص صدق دل سے کسی معصیت اور فسق سے توبہ کرے گا اور اپنے دلکو اوس ناشائستہ کردنی سے باز رکہیگا۔ آئندہ کوئی شخص اوسکو اوس جرم سے متہم نکرے گا۔ اور یہی دلیل استقامت توبہ کی ہے۔ کہ تائب توبہ پر مستقیم ہے۔ ہاں اگر اوسکے دلمیں کچہہ بہی میل ہوگا۔ البتہ اوسکا تذکرہ فسق و فجور لوگوں کی زبان پر آئیگا۔ **اسکے بعد** گفتگو حمید زادہ کے بارے میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ وہ قوم سے ترک درویش صاحب کمال و حال تہے۔ خروج چنگیز خاں کے زمانہ میں ایک روز اُنہوں نے اپنے یاروں سے کہا کہ وہ فتنہ

چنگیز خاں سے بہاگ کر اپنی جان بچاییں۔ کیونکہ لشکر مغل غالب آئیگا۔ لوگوں نے اون سے سوال کیا کہ چنگیز خاں کے غالب آنے کی وجہ بیان فرمایئے۔ آپنے جواب دیا کہ وہ اپنے ہمراہ ایک درویش کو لاتے ہیں اور اوسکی پناہ میں آتے ہیں میں نے اوس درویش سے مقابلہ کیا تہا اوسنے مجھے زک دی۔ مجھے معلوم ہوگیا۔ کہ اون کا لشکر غالب آئیگا تم کو بہاگ جانا لازم ہے۔ یہ فرماکر خود ایک غار میں چھپ رہے اور ناپیدا ہولے اور عاقبۃ الامر وہی ہوا جو اُنہوں نے کہا تہا۔ اس گفتگو کے بعد بندہ نے عرض کی کہ ایک فرقہ ہے جو گلے میں طوق آہنی اور ہاتہوں میں دست کلہ آہنی پہنتے ہیں اور خود کو منسوب حیدر زادہ سے کرتے ہیں۔ اسکی کیا اصل ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا یہ نسبت اونکی درست ہے۔ خواجہ حیدر زادہ پر ایک حال ایسا وارد ہوا تہا کہ وہ اس حال میں لوہا سرخ گرم کرکے اپنے ہاتہ سے طوق اور دست کلہ بناتے تہے۔ لوہا اونکے ہاتہ میں مثل موم کے نرم ہو جاتا تہا۔ یہ طائفہ بہی دست کلہ آہنی اور طوق بناتے ہیں۔ لیکن وہ حال اور وہ معاملہ اونکے خواب و خیال میں بہی نہیں ہوتا **اسکے بعد** ارشاد فرمایا۔ کفی الواقع درویشوں کی زندگی یہی ہے کہ وہ یاد خدا میں مصروف رہیں۔

اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ خواجہ میر گرامی نام تہے۔ ایک بزرگ صاحب حال کو اونسے ملاقات کی آرزوئے ہوئی اور اشتیاق غالب آیا۔ اس درویش کی کرامت یہی کہ جو خواب وہ دیکہتے لعینہ اوسکا ظہور عالم بیداری میں ہوتا۔ الغرض وہ اپنے مقام سے برائے ملاقات روانہ ہوئے اثنائے راہ میں یہ خواب اُنہیں دکہائی دیا کہ خواجہ میر گرامی نے انتقال فرمایا۔ صبح بادلِ ملول اُٹہے۔ کہ صد افسوس اسقدر دور و دراز راہ صرف اونکی ملاقات کے لیئے طے کی اور ملاقات نہ ہونے پائی۔ کہ اونکا انتقال ہوگیا۔ خیر اب اونکی قبر کی زیارت کرنی چاہیئے۔ قصہ مختصر اوس مقام سے روانہ ہوکر میر گرامی کے گاؤں میں پہونچے اور بہ سبب عدم واقفیت مکان و موضع قبر دریافت کرنا شروع کیا۔ کہ خواجہ میر گرامی کی قبر کہاں ہے۔ ہر شخص یہ جواب دیتا تہا کہ خواجہ میر گرامی زندہ ہیں اونکی قبر

کیونکر ہوسکتی ہے۔ یہ درویش یہ جواب سنکر حیران ہوتے تھے کہ یہ جواب اونکے خواب سے
برعکس ہے۔ آخرالامر میر گرامی کی خدمت میں پہونچے۔ سلام کیا۔ جواب سلام پایا اور پہلی
بات جو خواجہ میر گرامی نے کی یہ تہی کہ آپکا خواب دروغ نہیں صحیح ہے۔ میں ہمیشہ یاد حق میں
مصروف رہتا ہوں جس شب آپنے خواب دیکہا میں تہوڑی دیر کے لئے غافل یاد الٰہی سے
ہوگیا تہا اسیوجہ سے عالم میں ندا ہوئی کہ میر گرامی نے انتقال کیا۔ واللہ اعلم۔

مجلس سی و چہارم۔ تیرہویں ماہ جمادی الآخر ۷۰۸؁ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی
گفتگو روزہ کے بارے میں ہورہی تہی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر ماہ میں تین روز روزے رکہتے تہے۔ مگر صحیح طور پر معلوم نہیں
ہوا کہ وہ تین روزے کن تاریخوں میں ہوتے تہے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ آداب
درویشی میں یہ امر داخل ہے کہ سال میں چار ماہ روزے رکہے جائیں **اسکے بعد** ارشاد
فرمایا۔ کہ اسکی تقسیم یہ ہے کہ تین ماہ متواتر اور دس روز اول ماہ محرم اور دس روز اول ماہ
ذی الحجہ اور دس روز دیگر ایام متبرکہ میں روزے رکہے جائیں کہ ثلث سال کامل یعنی
چار ماہ کے روزے پورے ہوجائیں **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ روزے ایک اور طرح سے
بہی تقسیم کیئے گئے ہیں یعنے ہفتہ میں دو روز مثل دوشنبہ و پنجشنبہ کو مدام روزہ رکہنے سے
بہی ثلث سال کامل ہوجاتا ہے۔ **اسکے بعد** گفتگو صوم دہر کے بارے میں ہوئی۔
آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اسبارے میں دو حدیثیں آئی ہیں۔
ایک یہ ہے کہ من صام الدھر کلہ لا صام و لا فطر اور دوسری حدیث یہ ہے
من صام الدھر کلہ یضیق علیہ جھنم وعقد التسعین بظاہر معنی دونوں
حدیثوں کے متضاد ہیں مگر انکی تطبیق اسطرحپر ہے کہ حدیث اول کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص
پیوستہ تمام سال کے روزے رکہے اور روز عیدین اور ایام تشریق میں بہی افطار
نکرے حکم اوسکا یہ ہوگا کہ نہ اوسنے روزہ رکہا اور نہ افطار کیا۔ اور دوسری حدیث کے

یہ معانی ہیں کہ جس نے تمام سال کا روزہ رکھا۔ اور ان پانچ دنوں میں افطار کیا۔ اوسپر دوزخ اسطرح تنگ ہو جائیگی جیسے عقد انامل میں نوے کا عقد یعنے اوسکے دوزخ میں گنجائش نہ ہوگی اور کسی حالت میں وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ **اسکے بعد** حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پیوستہ روزہ رکھتا ہے اوسکو عادت ہو جاتی ہے اور تکلیف روزہ مطلق نہیں معلوم ہوتی۔ زیادہ ثواب اسطرح سے روزہ رکھنے میں ملتا ہے۔ کہ ایک روز روزہ رکھیں اور دوسرے روز افطار کریں اور تیسرے روز پھر روزہ رکھیں کہ اسمیں نفس کو زیادہ تکلیف ہوگی۔ الحمد للہ علی ذلک۔

مجلس نوزدہم تاریخ ۱۹۔ ماہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ جسوقت بندہ نے زمین بوسی کی آپنے ازراہ الطاف فرمایا کہ بعد نماز ظہر دس رکعتین پانچ سلام سے پڑہا کرو اور اونمیں دس سورتیں آخر قرآن شریف کی پڑہا کرو۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ اس نماز کا نام صلوۃ خضر ہے اور جو شخص پیوستہ اس نماز کو پڑھیگا اوسکو حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقی ہونا نصیب ہوگا۔ **اسکے بعد** نماز ہائے روز و شب میں سورتوں کا تعین اسطرح سے فرمایا کہ صبح کی رکعتوں میں بعد فاتحہ الم نشرح اور الم ترکیف پڑہے اور ظہر کی اول کی چار رکعتوں میں قل یا ایہا الکافرون سے بالترتیب قل ہو اللہ احد تک پڑہے اور آخرین دو رکعت سنت نماز ظہر میں آیت الکرسی اور آمن الرسول پڑہے۔ اور چہار رکعت سنت نماز عصر میں اذا زلزلت الارض سے الہکم التکاثر تک پڑہے۔ اور دو رکعت سنت نماز شام میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑہے اور سنت نماز عشا میں آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور شہد اللہ اور قل اللہم مالک الملک پڑہے اور نماز وتر میں انا انزلناہ و قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑہے۔

مجلس بستم روز پنجشنبہ ۲۷۔ ماہ مذکور سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو صبر جمیل کے بارے میں ہو رہی تھی یعنے خلق کو وفات اعزہ پر جسقدر ممکن ہو صبر کرنا چاہیئے۔ یہہ کار

بہت خوب ہے برخلاف اسکے کہ جزع و فزع کریں۔ دامن پھاڑیں اور مردے کا نام لے لیکر بَین کریں۔ یہ باتیں نہایت واہیات ہیں انسے گناہ لکھے جاتے ہیں۔ اسی ضمن میں آپ نے یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ بقراط حکیم کے بیس لڑکے تھے وہ بیسوں ایک ہی دن مر گئے۔ حیث او پر گر پڑی تھی کہ سب دبکر مر گئے تھے جب یہ خبر بقراط کو پہونچی۔ اگرچہ صدمہ عظیم ہوا۔ مگر اوس شیر مرد نے اصلا اپنے مزاج کو برہم نہ ہونے دیا۔ اس کے بعد ایک اور **حکایت** اسی مضمون کی بیان فرمائی۔ کہ مجنوں سے کہا گیا کہ لیلےٰ کا انتقال ہوگیا اوسنے جواب دیا کہ اوس کی غرامت مجھپر ہے کہ کیوں ایسے شخص کو دوست رکھوں جو مرجائے اس گفتگو میں رات ہوگئی یہ رات شب جمعہ تھی ایک عورت نے حاضر ہو کر شرف غلامی حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر حاصل کیا آپنے ثمرہ صلاحیت مستورات بہت بیان فرمایا اور یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ اس شہر اندرپرست میں ایک نیک زن تھیں فاطمہ نام نہایت صاحب عفت وصاحب صلاحیت کہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ اکثر اونکی شان میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ وہ عورت درحقیقت مرد ہے کہ اللہ تعالی نے اوسکو عورت کی شکل میں پیدا کیا ہے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ درویش جب دعا کرتے ہیں اول وسیلہ نیک عورتوں کا پکڑتے ہیں۔ اور بعد اوسکے نیک مردوں کا۔ کیونکہ نیک عورتیں لغایت کم ہوتی ہیں **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ جب شیر جنگل سے نکلتا ہے آبادی میں آتا ہے۔ کوئی اس امر کا جویاں نہیں ہوتا کہ یہ شیر نر ہے یا مادہ سب خوف کھاتے ہیں۔ فرزند آدم کو بھی چاہیئے کہ طاعت آلہی میں مصروف ہو۔ خواہ مرد ہو یا عورت **اسکے بعد** فضیلت پارسایان وتعبدان کی حکایت میں یہ دو مصرعے زبان مبارک سے ارشاد فرمائے ؎ گر نیک آیم مرا ازایشاں گیرند + ور بد باشم مرا بدیشاں بخشند +

مجلس لبست ودوئم تاریخ ۱۳۔ ماہ مبارک رجب سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی حضور نے ازراہ کرم بندہ سے دریافت فرمایا کہ تمہاری صحبت اکثر کن لوگوں سے رہتی ہے

خادم محرر سطور نے جواب دیا کہ یہ نا لائق خلائق اکثر وقت اپنا حضور والا کے یاران اعلیٰ کی خدمت میں صرف کرتا ہے۔ آپنے نہایت پسند فرمایا اور تعریف کی کہ اور یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی

؎ با عاشقاں نشین و ہم عاشقی گزیں ؛ با ہر کہ نیست عاشق کم شو با و قریں ؛ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا۔ کہ یہ بیت کلام شیخ ابو سعید ابو الخیر سے ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا۔ کہ مشائخ کا دستور ہے کہ جب کسی شخص کے حال سے مطلع و خبردار ہونا چاہتے ہیں اسطرح دریافت فرماتے ہیں کہ تمہاری صحبت کس سے رہتی ہے۔ اس سے اوسکا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ **اسکے بعد** گفتگو لیلۃ الرغائب کے بارہ میں ہوئی۔ ارشاد فرمایا کہ رغائب جمع رغبت کی ہے یعنے اس شب میں بہت خیر و برکات ہیں۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ جو شخص وہ نمازیں جو اس شب پڑھنی آئی ہیں پڑھے گا اوس سال نہ مرے گا۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ ایک شخص ہمیشہ اس رات کو کل نمازیں جو اس شب میں پڑہنی آئی ہیں پڑھتا تہا اوس سال جو اوسکے مرنے کے لیئے مقرر تہا پورا کیا۔ اور قبل از ادا کرنے نماز لیلۃ الرغائب کے مرگیا۔ **اسکے بعد** گفتگو نماز اویس قرنی کے بارہ میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نماز اویس قرنی رجب کی تیسری۔ چوتہی۔ پانچویں۔ تاریخ کو پڑہی جاتی ہے بعدہ فرمایا کہ بعضوں نے تیرہویں چودہویں اور پندرہویں تاریخ اس نماز کے لیے مقرر فرمائی ہے **اسکے بعد** فرمایا کہ ایک روایت میں تیئیسویں چوبیسویں اور پچیسویں تاریخ کو اس نماز اویس قرنی کا پڑہنا آیا ہے۔ **اسکے بعد** آپنے نماز اویس قرنی کے ثواب کے بارہ میں بہت غلو فرمایا اور یہ **حکایت** اوس محل میں ارشاد فرمائی۔ کہ مدرسہ کلاں میں ایک دانشمند مولانا زین العابدین نامی رہتے تہے اچھے عالم تہے جو مسئلہ اون سے دریافت کیا جاتا تہا جواب شافی دیتے اور میانہ عالمانہ تقریر فرماتے۔ اونسے اونکی تعلیم کے بارے میں سوال کیا گیا۔ جواب دیا کہ میں نے کسی سے نہیں پڑھا اور نہ کسیکی شاگردی کی ہے۔ جوانی میں نماز اویس قرنی پڑھا کرتا تہا ایک روز بعد نماز دعا مانگی کہ الٰہی مجہے

بوڑھا ہوا۔ علم نہیں پڑھا تو اپنی مہربانی سے دولت علم مجھے عطا فرما۔ حق تعالیٰ نے بیبرکت اس نماز کے دروازہ علم کا مجھپر کہول دیا۔ اب جو مسئلہ مجھے سے دریافت کیا جاتا ہے میں بخوبی اوسکی شرح کرتا ہوں۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ آخر ماہ رجب میں بھی ایک نماز برائے درازی عمر پڑہنی آئی ہے اور ارشاد فرمایا کہ شیخ بدر الدین غزنوی پیوستہ اس نماز کو پڑھا کرتے تھے۔
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے مولانا نظام پسر شیخ ضیار الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ جس سال شیخ بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوگئے اُنہوں نے اس نماز کو نہیں پڑھا اون سے پوچھا گیا کہ آپنے اس نماز کو کیوں ادا نہیں فرمایا۔ جواب دیا۔ کہ میری عمر کے سال پورے ہوگئے اب کچھہ باقی نہیں۔ کہتے ہیں کہ اوسی سال انکا انتقال ہوگیا۔

مجلس بست و دوم روز سہ شنبہ۔ تاریخ ۲۳۔ ماہ رجب سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو خانہ کعبہ اوسکی عمارت اور خرابی کے بارہ میں ہورہی تہی۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ کعبہ کو دو مرتبہ خراب کرچکے ہیں اب کبھی خراب نہو گا۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کعبہ کو دو مرتبہ خراب کریں گے۔ بار سوم آسمان پر لیجائینگے اور یہ معاملہ آخر زمانہ میں ہوگا۔ اور لعبد اسکے قیامت قائم ہوگی۔ اور یہ معاملہ اسطرح ہوگا۔ کہ جب قیامت قریب ہوگی۔ بتوں کو لاکر خانہ کعبہ میں رکھیں گے اور اس بتوں کے رکھنے والی قوم کا نام اُوسی ہوگا اور اس قبیلہ کی عورتیں اُن بتوں کے سامنے ناچا کرینگی۔ اس امر کے واقع ہونے پر کعبہ کو اُٹھا لیں گے

مجلس بست و سوم روز شنبہ تاریخ ۱۱۔ ماہ شعبان المعظم سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ حضور نے اس خادم کو سامنے بلاکر ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ طاعت و عبادت الٰہی میں مصروف و مشغول رہنا چاہیئے۔ اور اور اد عیات کے پڑھنے ہیں جہد کرنا لازم ہے۔ اور اگر ممکن ہو کتب بلائے تذکرۂ مشائخ ضرور دیکہنا چاہیئے بیکار رہنا نہایت نازیبا ہے۔ یہ فرماکر آپنے خاکسار پر نہایت شفقت فرمائی اور کلاہ و دراع عنایت فرمایا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مجلس بست و چہارم روز شنبہ تاریخ ۲۵۔ ماہ شعبان المعظم سنہ مذکور دولت قدمبوسی

حاصل ہوئی۔ گفتگو تلاوت قرآن وقیام شب کے بارے میں ہو رہی تھی اور ان لوگوں کا بھی تذکرہ تھا۔ جو اعتکاف کرتے ہیں۔ بندہ نے عرض کیا کہ اگر اپنے مکان میں قیام کیا جائے۔ پس یہ امر مستحسن ہوگا یا غیر مستحسن۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اپنے مکان میں ایک سیپارہ پڑھنا مسجد میں ختم کرنے سے زیادہ فاضلتر ہے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ ایک شخص مسجد جامع میں اسغرض سے معتکف تہا۔ اور ہمیشہ شب بیدار رہتا تہا۔ کہ اوسکی عبادت کا شہرہ ہوکر شیخ الاسلام کا منصب اوسکو عطا ہو۔ یہ بیان فرماتے ہوئے حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بہر لائے۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ اول دل کو خانقاہ اور شیخ الاسلامی سے ہی سرد کرنا چاہیئے۔ اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک بقال تہا۔ تیئیس سال اوسنے متواتر روزہ رکہا اور کسیکو بہی اوسکے اس حال سے اطلاع نہوئی۔ جب گہر میں رہتا خود کو اسطرح پر ظاہر کرتا۔ کہ دوکان میں کچھہ کہا کر آیا ہے اور جب دوکان میں ہوتا۔ خود اسطرح پر رکہتا کہ دوکان والے یہ سمجھتے کہ یہ گہر کہا کر آیا ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا۔ کہ اول نیت خالص ہونا ضروری ہے۔ خلق کی نگاہ عمل پر ہے۔ مگر اللہ تعالی نیت کو دیکہتا ہے۔ جب نیت اچہی ہوگی تہوڑے عمل کا ثواب بہت زیادہ ہوگا۔ اسکے بعد یہ **حکایت** اسی حال کے موافق بیان فرمائی کہ مسجد جامع دمشق میں اوقاف بہت ہیں اور آمدنی معقول ہونے کے سبب اوس مسجد کا متولی نہایت خوشحال ہوتا ہے۔ گویا دوسرا بادشاہ ہے۔ حتے کہ اگر بادشاہ کو کبہی روپیہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ متولی مسجد جامع دمشق سے قرضہ لیتا ہے۔ الغرض ایک درویش نے اس تولیت حاصل کرنے کی طمع میں مجاہدہ اور ریاضات کثیرہ اس مسجد میں رہکر شروع کی۔ کہ اوسکی ریاضت مجاہدہ کا شہرہ ہوکر تولیت مسجد اوسکے حوالہ کی جائے۔ ایک مدت تک اوسکا یہی دستور رہا۔ مگر کوئی پرسان حال نہ ہوا۔ آخر درویش اس عبادت ریائی سے پشیمان ہوا۔ اور اپنے دلمیں اللہ تعالی سے یہ عہد مستحکم کیا کہ آئندہ تیری پرستش بلا کسی غرض کے کروں گا۔ یہ عہد کر پہر وہی طاعت معہودہ شروع کی۔ جو کہ اوسکی نیت صالح ہوگئی تہی خلق نے تولیت مسجد

اوسپر عرض کی۔ اس درویش نے جسکو اس تھوڑی ہی عرصہ میں حظ طاعت دوست حاصل ہوگیا تھا انکار کیا اور کہا کہ میں تارک ہوگیا ہوں۔ جب اوسکی طلب میں تھا۔ کسی نے نہ پوچھا آپ اوس آرزو کے چھوڑتے ہی مجھے دیجاتی ہے۔ مجھے اب یہ تولیت بالکل نہیں چاہیئے۔ یہ کہکر پھر مشغول ہوگیا۔ اور بقیہ عمر طاعت وعبادت الٰہی میں بسر کی۔ اور کسی شغل و شغال دنیاوی سے آلودہ نہ ہوا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

مجلس لبست و پنجم روز شنبہ نہم ماہ مبارک رمضان سنہ مذکور سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی حاضرین میں سے ایک شخص نے یہ **حکایت** عرض کی۔ کہ ایک شخص تھا نہایت صاحب صلاحیت اور خدمت درویشاں میں حاضر ہونے کے لیے عظیم مشتاق۔ میں نے اوس سے کہا کہ تم کیوں حضرت کی خدمت میں (حضرت سے مراد یہاں ذات مجمع الحسنات حضرت سلطان المشائخ نوراللہ مرقدہ ہے) حاضر ہوکر مرید نہیں ہوتے۔ اوسنے جواب دیا کہ میں ایکمرتبہ آپکی خدمت میں بہ نیت بیعت گیا تھا۔ مگر وہاں میں نے چراغ روشن اور بچھونے مکلف بچھے ہوئے دیکھے اعتقاد میرا بدل گیا اور واپس چلا آیا۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے جب یہ سنا حاضرین سے مخاطب ہوکر دریافت فرمایا کہ یہاں کس روز مشعلیں روشن اور بچھونے بچھائے گئے تھے اسکے بعد خود ہی متبسم ہوکر ارشاد فرمایا۔ کہ اوسکو دولت بیعت سے مشرف ہونا نصیب نہتھا اوسے ایسا ہی دکھلائی دیا میں نے عرض کیا کہ یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ بچھونے بچھے اور چراغ روشن دیکھکر اعتقاد فاسد کرلیا جائے آپنے ارشاد فرمایا کہ بعضے نہایت زود اعتقاد و بے اعتقاد ہوتے ہیں۔ تھوڑے سے امر میں اونکو اعتقاد ہو جاتا ہے اور ذرا سی بات سے پھر فاسد ہو جاتا ہے اور بعضوں کے عقیدے نہایت محکم اور اعتقاد بغایت راسخ ہوتا ہے۔ اور کسیطرح بھی نہیں متغیر ہوتا۔ **اسکے بعد** گفتگو نگاہداشت فرماں پیر کے بارے میں ہوئی آپنے یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایکروز حضرت شیخ شیوخ العالم شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک میں ایک دعا لکھی ہوئی تھی۔ اور آپ یہ فرماتے تھے کہ کوئی شخص ہے جو اس دعا کو یاد کرے۔ مجھے خیال آیا کہ

مقصود حضرت کا میری ذات سے ہے کہ میں اوسے یاد کروں چنانچہ میں نے سلام کیا اور عرض کی
کہ اگر حکم ہو یہ بندہ یاد کرے۔ آپنے از راہ نوازش مجھے عطا فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا کہ یاد کرلو۔ میں نے
عرض کیا کہ اگر حکم ہو میں ایکمرتبہ آپکے سامنے پڑھکر صحیح کرلوں۔ آپنے اجازت بخشی۔ میں نے
پڑھنا شروع کیا ایک جگہ ایک اعراب کی اصلاح فرمائی۔ کہ اسطرح پڑھو۔ میں نے سر تسلیم
خم کیا اور جسطرح آپنے فرمایا تہا اوسیطرح پڑھا۔ اگرچہ جسطرح میں نے پڑھا تہا وہ بھی با معنی
تہا۔ القصہ وہ دعا اوسیوقت یاد ہوگئی۔ میں نے عرض کیا۔ کہ دعا مجھے یاد ہوگئی ہے اگر
حکم ہو سنادوں آپنے اجازت مرحمت فرمائی۔ میں نے دعا پڑھکر سنائی اور وہ اعراب اسیطرح
پڑھا جیسا کہ شیخ نے تصحیح فرمایا تہا۔ جب میں مجلس شریف سے باہر آیا مولانا بدرالدین
اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت تحسین میری اس حرکت پر فرمائی میں نے کہا کہ اگر سیبویہ
جو واضع اس فن کا ہے مجھے یہ کہے کہ یہ اعراب اسطور پر ہے میں اوسے کبھی نہ مانونگا
اور اسیطرح پڑھونگا جیسا کہ شیخ نے فرمایا۔ مولانا بدرالدین رح یہ سنکر بہت خوش ہوئے
اور فرمانے لگے۔ کہ جسقدر ادب حضرت کا تم ملحوظ رکہتے ہو ہم سے نہیں ہوسکتا۔

اسکے بعد گفتگو آداب خدمت پیر کے بارہ میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ میں نے از زبان فیض
ترجمان شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس سرہ العزیز سے سنا ہے فرماتے تہے۔ کہ میں نے
اپنی عمر میں ایک جرأت اپنی پیر شیخ قطب الدین قدس سرہ العزیز کی خدمت میں کی ہے
اور وہ اسطرح تہی کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت سے اجازت چلّے کی طلب کی۔ آپنے اجازت
نہ بخشی اور فرمایا کہ کچھہ ضرورت نہیں اس سے شہرت حاصل ہوتی ہے ہمارے خاندان میں
طلب شہرت نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ذات پاک حضرت کا سایہ میرے سر پر موجود ہے آپکے
ہوتے ہوئے میرا مقصود یہ نہیں۔ قصہ مختصر آپنے اجازت نہ دی اور خاموش ہو رہے۔ اس واقعہ
جرأت کے صادر ہونے کے بعد مجھے پشیمانی ہوئی۔ کہ میں نے کیوں حضرت کو جواب دیا جو خلاف
مرضی مبارک تہا۔ جب یہ حکایت تمام ہوئی حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا۔

میں نے بھی ایک مرتبہ بلا قصد و بے اختیار خدمت مبارک حضرت شیخ الاسلام میں جرأت کی تھی اور وہ معاملہ اس طرح ہوا ہے کہ ایک روز حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ خانقاہ مبارک میں تشریف فرما تھے۔ نسخۂ عوارف تصنیف شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رح حضرت کے سامنے تھا آپ اوس میں سے فوائد بیان فرماتے تھے یہ نسخہ جو حضرت کے پاس تھا باریک قلم سے لکھا ہوا اور کرم خوردہ تھا حضرت کو بوجہ کرم خوردگی بیان میں اندک وقت تھی۔ میں نے دہلی میں بخدمت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ نسخہ خوشخط و صحیح دیکھا تھا یہ بات مجھے یاد آئی میں نے عرض کیا کہ میں نے نسخہ صحیح بخدمت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ دیکھا ہے یہ بات ناگوار خاطر عاطر ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ درویش کو فرصت تصحیح نسخۂ سقیم نہیں ہے۔ یہ الفاظ آپنے دو تین مرتبہ فرمائے۔ مجھے مطلقاً اس امر کا خیال نہوا کہ آپ یہ کسکے حق میں فرماتے ہیں۔ اور مجھے کیونکر اس خفگی کا حال معلوم ہوتا کیونکہ میں نے اوس قصہ کو بطریق حکایت بیان کیا تھا نہ بطریق اعتراض۔ جب کئی مرتبہ آپ ان الفاظ درویش کو فرصت تصحیح نسخۂ سقیم نہیں فرما چکے مولانا بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت یہ الفاظ تمہارے حق میں فرمارہے ہیں یہ سنتے ہی میں اٹھ کھڑا ہوا اور سر ننگا کر کے حضرت کے قدموں پر گر پڑا۔ اور عرض کی کہ بخدا میرا مقصود یہ نہتا کہ قطع کلام حضرت کروں۔ میں نے بمقام دہلی یہ کتاب حضرت نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دیکھی تھی وہ دیکھنا اسوقت یاد آیا اور بر سبیل حکایت اوسکا تذکرہ کیا۔ میں نے ہر چند بہت معذرت کی مگر اثر نارضامندی مزاج مقدس حضرت شیخ میں اوسیطرح تھا۔ قصہ مختصر میں مجلس سے باہر آیا اور نہایت پریشان تھا۔ اللہ تعالی الیسا روز بد کسی دشمن کو بھی نہ دکھلائے گریہ مجھپر بشدت طاری ہوا۔ اور اضطراری بوجہ ناراضی شیخ لحظہ بلحظہ مزید ہوتی جاتی تھی اوسی حال میں خانقاہ سے باہر نکلا پاس ہی ایک کنواں تھا۔ دلمیں آیا۔ اس میں ڈوبکر مرجاؤں۔ اس خیال کے آتے ہی پھر یہ خیال ہوا کہ بہت بڑی بدنامی ہوگی اور یہ امر طریق درویشی سے بعید ہے اسی حسرت و حیرت میں سراسیمہ جنگل کو چلا گیا۔ اور گریہ اوسیطرح طاری تھا اوس روز کی حالت سے

اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے کہ اس درویش کو کسقدر پریشانی تھی۔ الغرض حضرت شیخ شیوخ العالم
قدس سرہ العزیز کے ایک لڑکے شیخ شہاب الدین نامی سے میری دوستی تھی جب اونکو یہ حال
معلوم ہوا حضرت شیخ شیوخ العالم کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ معلوم کیا عرض کیا کہ وہ خفگی جاتی
رہی اور آپنے اپنے لڑکے شیخ محمد کو میرے بلانیکے لئے بھیجا۔ میں خدمت والا میں گیا اور قدموں پر گر پڑا۔
آپنے ازراہ شفقت مجھے اوٹھایا۔ پھر دوسرے روز مجھے بلاکر ارشاد فرمایا کہ میں تم سے خوش ہوں اور یہ امر
تمہارے کمال کے مزید ہونے کے واسطے کیا گیا ہے۔ اور یہ الفاظ میں نے اوسروز آپکی زبان مبارک سے
سنے کہ پیر مشاطہ مرید ہے۔ اسکے بعد مجھے خلعت مرحمت فرمایا۔ اور ملبوس خاص سے مشرف کیا۔ الحمد علیٰ ذالک

مجلس بست و ششم روز شنبہ۔ چہارم ماہ رمضان سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل
ہوئی۔ گفتگو طاعت کے بارے میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ آدمی جب اول
آغاز طاعت کرتا ہے البتہ وہ طاعت اوسکے نفس پر گراں گذرتی ہے۔ لیکن جب یہ شخص صدق
دل سے اوس میں کوشاں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق ارزانی فرماتا ہے۔ کہ وہ طاعت اوسے
آسان معلوم ہونے لگتی ہے اور فرمایا کہ یہی قاعدہ ہر کام کیلئے ہے۔ ابتدا میں ہر کام مشکل
و سخت معلوم ہوتا ہے لیکن جب شروع ہو جاتا ہے باسانی تمام ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ
حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ جامع الحکایات لکھوانا چاہتے
تھے۔ مگر بسبب تنگی معاش اسباب کتابت اور اجرت نساخ نہ جڑتی تھی۔ اگر کاتب ملتا اسباب
کتابت سیاہی قلم و کاغذ مفقود ہوتا اور جب چیزیں میسر ہوتیں کاتب نہ ملتا۔ الغرض ایکروز
حمید نام کاتب نے جو آپکی خدمت میں عبودیت رکھتا تھا حاضر ہوکر عرض کی کہ آپ مدت سے فکر نقل
جامع الحکایات میں ہیں۔ لائیے میں اوسکو تحریر کروں آپ نے عذر بیان کیا۔ حمید کاتب نے کہا
کہ آپکے پاس اسوقت کچھ بھی موجود ہے دیکھیے کہ فکر نقل کی جائے۔ آپکے پاس ایک روپیہ تھا وہ
حمید نساخ کو دیا انہوں نے اوسکا کاغذ خریدا۔ یہ ظاہر ہے کہ ایک روپیہ کا کسقدر کاغذ آیا ہوگا۔
فی الجملہ حمید نساخ وہ کاغذات پورے نہ لکھنے پائے تھے کہ اور فتوح پہونچی۔ تا اینکہ کتاب تمام ہوگئی

اور اجرت کتابت بہی دیگئی۔ **اسکے بعد** گفتگو مناقب شیخ نجیب الدین رحمۃ اللہ علیہ اور اونکی خوبی اعتقاد کے بارے میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ ایکروز میں اونکی خدمت میں بیٹہا تہا۔ اسوقت تک کسی سے بیعت بہی نہیں کی تہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت ایکمرتبہ سورۂ فاتحہ اس نیت سے پڑہیئے کہ میں قاضی ہو جاؤں۔ شیخ نجیب الدین یہ سنکر خاموش ہورہے میں نے خیال کیا کہ شاید آپنے میرا معروضہ نہ سنا ہوگا۔ میں نے دوبارہ عرض کیا آپنے کچہہ جواب نہ دیا۔ جب میں نے تیسری بار بہی عرض کیا ہنسکر فرمایا کہ قاضی نہ ہو کچہہ اور ہو یہ فرماکر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپکو کسقدر دنیا سے تنفر تہا۔ **اسکے بعد** گفتگو آمرزش کے بارے میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس کیسہ میں ایک روپیہ ہو۔ اور بوقت حاجت جیب سے نکالنا چاہئے۔ لیکن وہ روپیہ ایک گوشہ میں ہو جائے کہ ہاتہہ میں نہ آئے اور اس مرد کو معلوم ہو کہ گر گیا۔ ہر آئینہ اوسکو غم ہوگا۔ اور اسیقدر مغموم ہونے سے اللہ تعالی اوسکو بخشدیگا **اسکے بعد** حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ حدیث صرف ایسے شخص کے بابت ہے جسکے پاس وہی ایک روپیہ ہو۔ کیونکہ اگر کسی شخصکے پاس بہت روپے ہوں گے اور اونمیں سے ایک گر جائیگا اوسے اتنا غم نہوگا جو اوس شخص کو ہوگا جسکے پاس صرف وہی ایک روپیہ تہا جو گر گیا اللہ تعالی اوسکو بخشدیگا۔ **مترجم** عفی عنہ گذارش کرتا ہے کہ یہ حدیث بر سبیل تمثیل ہے اس سے یہ نہ سمجہہ لینا چاہیئے کہ ایک روپیہ کے کہو جانے سے اسقدر بخشش یعنے آمرزش کا سزاوار ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس سے مراد اوس غم سے ہے۔ جو اپنی بے بضاعتی و ناداری از اعمال صالح کی وجہ سے ہو۔ اور بصدق دل ایک لحظہ بہی اللہ تعالی سے ڈرکر اپنے سیاہ کاری سے غمگین ہو جائے رحمت خداوندی سے بعید نہیں ہے جو ایسے شخصکو اپنے کرم عمیم سے بخشدیوے۔

مجلس بست و ہفتم ۲۸ ماہ شوال سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ آپ حسب عادت بالاخانہ دہلیز پہ تشریف فرما تہے آپکے متصل زینہ تہا۔ جب بندہ حاضر ہوا۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ اسی جگہ سر نردبان پر بیٹہو۔ میں حکم ہوتے ہی بیٹہہ گیا۔ اوسوقت ہوا چل رہی ہتی۔ اور

ہوا سے ایک کواڑ زینہ کا کہلتا اور بند ہو جاتا تہا میں نے اوس کواڑ کو مضبوط پکڑ لیا۔ کہ موجب شور نہو۔ آپنے بعد تہوڑی دیر کے مجہے دیکہا اور متبسم ہوئے۔ میں نے عرض کی کہ در دولت پہ دروازہ پکڑے بیٹہا ہوں۔ آپنے تبسم کیا اور فرمایا کہ ہاں دروازہ پکڑو اور مستحکم پکڑو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تہے کہ ایک دروازہ پکڑو اور اوسے مستحکم پکڑو بہٹکے نہ پہرو۔ اسکے بعد **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک دیوانہ ایک روز صبح کے وقت دروازہ شہر پر گیا اور وہاں کہڑا رہا۔ جب دروازہ شہر کہلا۔ آدمیوں کو دیکہا کہ دروازہ کہلتے ہی جوق جوق نکلے اور ہر چہار جانب رواں ہوئے دیوانہ یہ دیکہکر ہنسا اور کہنے لگا۔ کہ عجب پریشان و مختلف راہ جاتے ہیں۔ اسیوجہ سے نہیں پہونچتے۔ اگر سب ایک ہی جانب جائیں۔ البتہ مقصود کو پہونچیں۔ **اسکے بعد** گفتگو کہانا کہانے اور اوسکی مضرت و منفعت کے بارہ میں ہوئی۔
آپنے ارشاد فرمایا کہ بحالت شکم سیری کہانا کہانا روا نہیں کہ موجب مضرت ہے۔ مگر دو حالت میں کہایا جائے تو روا ہے۔ اول اوس حالت میں جب کوئی مہمان آئے اور میزبان شکم سیر ہو اور اوسی حالت میں کہانا مہمان کے سامنے رکہے اور بپاس خاطر مہمان کسیقدر کہاوے۔ دوم اوس حالت میں کہ روزہ افطار کرے اور کہانا کہاوے بہ شکم سیری اور یہ جانے کہ بسبب تنگی معاش سحری ممکن نہوگی۔ پس اگر کسیقدر زیادہ کہا جاوے تو بہی روا ہے۔ **اسکے بعد** گفتگو دعائے ماثورہ کے بارے میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ جب کوئی شخص رنج و بلا میں گرفتار ہو اوسکو لازم ہے۔ کہ علاج اور دفعیہ اوسکا کرے اور جب کسیطرح دفعیہ نہو۔ پس جمعہ کے روز بعد ادائے عصر رو بقبلہ ہو کر مغرب تک کسی چیز سے مشغول نہو۔ اور یہ تین اسم یکبارگی یعنے ملا کر پڑہتا رہے اللہ تعالی اوسکو اوس رنج سے خلاص کریگا۔ اور وہ اسم یہ ہیں۔ یا اللہ یا رحمن یا رحیم۔
مجلس بست و ہشتم تاریخ ۸۔ ماہ شوال المکرم سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اس ضع بہ خاکسار چند اوراق مسودہ کتاب ہذا اپنے ہمراہ لیگیا تہا۔ وقت صالح اور خلوت با راحت پاکر بعد سرافگندگی عرض کیا کہ مجہے کچہ التماس کرنا ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ پہر کون مانع ہے شوق دل سے

جو عرض کرنا ہو کرو۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے شرف غلامان حضرت خواجہ میں منسلک ہوئے ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرا اور جب کبھی مجلس شریف میں حضوری میسر ہوئی۔ ہر کلمہ جو زبان گوہر بار آں مخدوم سے مشتمل بر وعظ و نصیحت وغیرہ سنا اوسکو لکھ لیا کہ دلیل بوہردی اس شکستہ پا کی ہو۔ کیونکہ مینے اکثر حضور کی زبان فیض ترجمان سے سنا ہے کہ مرید کو چاہیئے کہ کتب حالات و ملفوظات مشائخ ہمیشہ زیر نظر رکھے۔ میرے خیال میں کوئی مجموعہ زیادہ تر افادہ دہندہ ملفوظات حضور سے ہنیں۔ اسلیئے جو کچھ مین نے سنا اپنی استعداد کے موافق انفاس نفیسہ حضور کو قلم بند کیا۔ اور اب تک اوسکو ظاہر نہیں کیا منتظر فرمان حضور والا ہوں۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے اس عرضداشت کو سنکر یہہ

حکایت زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمائی۔ کہ جب میں خدمت حضرت شیخ الاسلام فریدالدین مسعود گنج شکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ میں حاضر ہوا یہی نیت کی کہ جو وعظ و نصائح زبان حضرت شیخ الاسلام سے سنونگا اونکو لکھ لونگا۔ اول روز جب مجھے سعادت دست بوسی حاصل ہوئی۔ پہلے الفاظ جو زبان گوہرافشاں حضرت شیخ الاسلام سے سنے یہ تھے **بیت**۔

ای آتش فراقت مارا کباب کردہ ؛ سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ **اسکے بعد** مینے چاہا کہ اس شرح اشتیاق کا اظہار کروں جو حضور کی حصول قدمبوسی کے لیئے مجھے حاصل تہا۔ دہشت حضوری شیخ الاسلام مجھپر غلبہ کر گئی۔ اور سوائے ان الفاظ کے اور کچھ موںہہ سے نہ نکلا۔ کہ اشتیاق قدمبوسی مجھے بہت غالب تہا۔ حضرت شیخ الاسلام نے مجھہ میں اثر دہشت ملاحظہ کر کے فرمایا۔ لکل داخل دھشۃ **الغرض**۔ اوس روز سے میں نے یہ عادت مقرر کی کہ ہر لفظ جو زبان شیخ الاسلام سے سنتا اپنے مقام پر آکر لکھ لیتا۔ کئی روز کے بعد یہ امر حضرت شیخ الاسلام نوراللہ مرقدہ کو معلوم ہو گیا۔ آپنے نوازش فرمائی اور تحسین کی۔ **اسکے بعد** جس وقت حضرت شیخ الاسلام حکایات مشائخ یا فوائد بہیہ بیان فرماتے۔ اول مجھہ سے مخاطب ہوتے اور ارشاد فرماتے کہ حاضر ہو۔ حتے کہ جب میں موجود نہ ہوتا اور میری غیبت میں آپ وعظ و نصیحت فرماتے میری حاضر ہونے پر دوہراتے اون ہی ایام میں مین نے ایک کرامت حضرت شیخ الاسلام معنی کی

کہ میرے پاس کاغذ برائے تحریر فوائد ہو چکا تھا - ایک شخص نے آکر مجھے ایک جلد کتاب مجلد اوراق سفید کی دی - مینے اوسکو قبول کیا - اور ارشادات حضرت شیخ الاسلام اوسمیں لکھے جو اوسوقت تک سنے تھے اور شروع کتاب میں یہ عبارت لکھی - سبحان اللہ - والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ؕ بعد اس تاریخ کے جوکچھہ زبان فیض ترجمان حضرت شیخ الاسلام سے استماع میں آتا اوسی کتاب سادہ میں لکھہ لیتا - وہ کتاب تحریر کردہ ابتک میرے پاس موجود ہے **اسکے بعد** مجہہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم لنے جو میرے ارشادات لکھے ہیں وہ کہاں ہیں - مین نے چہہ ورق لکھے تھے - حضرت کی خدمت میں پیش کیے - آپنے مطالعہ فرمایا اور شاباشی دی اور ارشاد فرمایا کہ خوب لکھا اسیطرح کل تحریر ملاحظہ فرمائی اور اکثر جگہ شاباشی مرحمت کی - ان اوراق میں دو ایک جگہ سفید جگہ عبارت میں چھوڑی گئی تھی آپنے دریافت فرمایا کہ اسجگہ کو سفید چھوڑ دینے کا کیا سبب ہے مینے عرض کیا کہ بقیہ ان فوائد کا میری سمجھہ میں اچھی طرح نہیں آیا تھا اسواسطے جگہ سفید چھوڑ دیگئی تھی کہ موقع مناسب پر دریافت کرکے لکھدونگا آپ یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور اُس عبارت کو درست فرمایا - یہ کمال شفقت شکستہ پروری حضرت کی تھی جو اوسروز اس خاکسار پر مبذول ہوئی والحمد للہ علی ذلک -
اسکے بعد گفتگو فضل و مرحمت باری تعالیٰ کے بارہ میں ہوئی - آپنے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ برعکس اندلیشہ خلق کی کارسازی فرماتا ہے - اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ بغداد کے کسی خلیفہ نے ایک شخص کو قید کیا اوسکی ماں نے خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عجز و زاری کی خلیفہ اوسکے لڑکے کی خطا معاف کردے مگر نتیجہ اس زاری کا بےسود نکلا خلیفہ نے کہا کہ مین نے عمر قید کا حکم دیا ہے اوسکا رہا ہونا محال ہے میری اولاد میں سے اگر ایک شخص بھی باقی رہیگا وہ بھی اوسکی رہائی کا حکم ندے گا - بڑھیا یہ سنکر آنکھوں میں آنسو بھرلائی اور آسمان کی جانب مونہہ اٹھاکر کہا کہ خلیفہ نے یہ حکم کیا ہے میں منتظر تیرے حکم کی ہوں خلیفہ کا دل اوسکے یہ الفاظ سنکر بھر آیا اور اوسکے لڑکے کی رہائی کا حکم دیا اور فرمایا کہ اوسکو ایک قیمتی گھوڑے پر سوار کراکے

شہر میں تشہیر کرائیں اور منادی یہ ندا کرے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا آزاد کیا ہوا ہے۔ برخلاف حکم خلیفہ کے

اسکے بعد گفتگو بخشش پیر و قابلیت مرید کے بارہ میں ہوئی اوسوقت آپنے یہ **حکایت**

بیان فرمائی۔ کہ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں ایک شخص یوسف نامی مرید تھا۔ ایک روز خدمتِ مبارک میں حاضر ہوکر گستاخانہ عرض کرنے لگا۔ کہ حضرت میں ایک عرصہ سے حاضر خانقاہ ہوں میرے سامنے بہت لوگ آپکے حلقۂ بگوشوں میں داخل ہوئی اور فیضیاب ہوکر چلے گئے۔ قدامت کے لحاظ سے میں مستحق تھا۔ لازم تھا کہ حضور اون سے پہلے مجھے نعمت عطا فرماتے۔ حضرت شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے اوسکی یہ شکایات سنکر ارشاد فرمایا کہ میری جانب سے تو کوئی تقصیر نہیں مگر تجھے بھی تو قابلیت و استعداد حاصل کرنی چاہیئے۔ اور کسیکو میں اپنی جانب سے تھوڑا ہی دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ واہب العطایا ہے۔ اگر وہ نہ دے تو کیا کیا جائے۔ آپ اسی طرح کی معذرت فرماتے تھے۔ مگر شیخ یوسف ویسے ہی بر سرِ شکایت تھے اسی اثنا میں نظر حضرت شیخ الاسلام کی ایک معصوم لڑکے پر پڑی آپنے اوسکو بلایا۔ جس جگہ آپ تشریف فرما تھے وہاں ایک انبار اینٹوں کا تھا۔ آپنے اوس لڑکے سے ارشاد فرمایا کہ وہاں جاکر ایک اینٹ میرے لیئے اُٹھالاؤ۔ بیچارہ لڑکا ایک سالم اینٹ اُٹھا لایا اور آپکی سامنے رکھدی۔ اسکے بعد آپنے پھر دوبارہ اوس لڑکے سے کہا کہ اب اس دوست کے واسطے بھی اینٹ لاؤ۔ لڑکا دوبارہ سالم اینٹ لایا اور جسکی نسبت حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا تھا اوسکے سامنے رکھدی۔ بار ثالث آپنے اوس لڑکے سے فرمایا کہ ہاں پھر جاؤ اور ایک اینٹ اُٹھا لاؤ اور انکے سامنے اشارہ شیخ یوسف سے تھا لاکر رکھدو۔ لڑکا سہ بارہ گیا اور اینٹ کا نصف ٹکڑا اُٹھا لایا۔ اور شیخ یوسف کے سامنے رکھدیا۔ حضرت شیخ الاسلام یہ دیکھکر فرمانے لگے کہ فرمایئے میرا اس میں کیا قصور ہے اور اس میں میرا مطلق قصور نہیں ہے جسقدر تمہیں روزی تھا پہونچا اور جو قسمت میں تھا حاصل ہوا۔ اسکا الزام بالکل میرے ذمہ نہیں۔ فقط۔

مجلس بست و نہم ۔ روز پنجشنبہ تاریخ ۲۰۔ ماہ شوال سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی

حکایت شیخ عثمان خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ عثمان خیر آبادی بہت بڑی بزرگ تھے۔ صاحب علم وکمال و صاحب تفسیر ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ غزنین میں رہا کرتے تھے اور سالن بیچا کرتے تھے اکثر چقندر مولی وغیرہ پکاتے اور فروخت کرتے اسی اثنار میں عنایت غیبی کا ذکر ہوا آپ نے یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی **بیت** حق بشبان تاج نبوت دہد + ورنہ نبوت چہ شناسد شباں + یعنے موسے علیہ السلام اسکے بعد پھر شیخ عثمان خیر آبادی کا تذکرہ کیا۔ کہ اگر کوئی شخص اونکے پاس کہوٹا روپیہ لاکر ترکاری مانگتا آپ اوس سے کہوٹا روپیہ لے لیتے اور ترکاری پوری دیتے۔ اگرچہ یہ جانتے تھے کہ روپیہ کہوٹا ہے مگر اوس شخص سے مطلق نہ فرماتے۔ اور جو کہرا روپیہ دیتا اوسکو بھی اوسیقدر ترکاری دیتے۔ تا اینکہ عوام میں اسبات کی شہرت ہوگئی تھی کہ شیخ عثمان کہرے اور کہوٹے میں تمیز نہیں کرسکتے یہ معلوم کرکے اور اکثر آدمی اونکے پاس کہوٹے روپے لانے لگے اور ترکاری خرید کرتے آپ سب سے کہوٹے روپے لے لیتے اور مطلق شکایت نکرتے۔ جب اونکے انتقال کا وقت قریب آیا۔ آپنے مونہہ سوئے آسمان کیا اور عرض کی کہ بار خدایا تو واقف ہے کہ میں نے ہر شخص سے کہوٹا روپیہ بجائے کہرے کے لے لیا اور اس سبب سے کہ وہ شرمندہ نہو مطلق تذکرہ کہوٹے روپے ہونے کا نہیں کیا۔ الٰہی تو بھی میری طاعات اگرچہ وہ قلب ہی ہوں اپنے فضل وکرم سے قبول فرما۔ اور میرے سامنے رد نہ کر۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی بزرگ نے آکر حضرت عثمان کفچہ گیر سے سالن مانگا شیخ عثمان نے حسب طلب کفچہ دیگ میں ڈالکر نکالا۔ کفچہ میں کل موتی آبدار نکلے۔ اوس صاحب حال و صاحب نعمت نے یہ معاملہ دیکھکر کہا کہ مجھے یہ ہنر درکار نہیں ہے سالن دیجیے آپنے جب دوبارہ کفچہ ڈالکر نکالا اس مرتبہ کل سونا نکلا۔ درویش نے اوسکو بھی قبول نکیا اور کہا کہ اس دیگ سے کوئی قسم سالن سبزی وغیرہ نکالو کہ روٹی سے لگا کر کہاؤں۔ آخر تیسری بار جب آپنے چمچہ ڈالا وہی ساگ نکلا جو پکایا تہا اوس درویش نے یہ حال دیکھکر کہا کہ اب تم کو اسجگہ یعنے دنیا میں رہنا نہ چاہیئے۔ چنانچہ اس واقعہ کے چند روز بعد

شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا یہہ **فرماکر** حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا۔ کہ
جب درویش اسی طور کا کشف کریں اونکے شایان حال نہیں ہے کہ پہر دنیا میں رہیں۔ حکیم سنائی رحمۃ اللہ
علیہ نے اس مثنوی میں اس مضمون کو کیا خوب نظم کیا ہے **مثنوی** پیش منما جمال شہرافروز ٭ چوں
ننمودی بروسپند لبوز ٭ آں جمال تو چیست مستی تو ٭ وآں سپند تو چیست ہستی تو ٭ **اسکے بعد**
حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا۔ کہ اولیاء اللہ سے جو بعض راز فاش ہوجاتے ہیں یہ امر
اونکی مستی کی وجہسے واقع ہوتا ہے کیونکہ وہ اصحاب سکر ہیں۔ برخلاف انبیا کے کہ اکثر انبیاء
علیہم السلام اصحاب صحو سے ہیں اسیواسطے کہا گیا ہے۔ کہ جب اولیاء اللہ کسی راز کو فاش کریں
پس اونکو دنیا میں رہنا نہ چاہیئے اور یہی حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے نظم کیا ہے ؎ آں جمال تو چیست
مستی تو ٭ وآں سپند تو چیست ہستی تو ٭ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ کشف وکرامت مردونکے لیئے
حجاب راہ ہے۔ اور استقامت کار محبت ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔

مجلس سی ام روز دوشنبہ تاریخ ۲۳ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی
اس وقت میں ایک جوان حاضر خدمت ہوا۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے اوس سے دریافت کیا کہ
تیرا دادا کسکا مرید تہا اوسنے جواب دیا کہ اونکو شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت حاصل
تہی۔ یہ سنکر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر فرمانے لگے کہ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ
بہت کم مرید کیا کرتے تہے۔ اور یہی حال حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کا تہا اس
مجلس میں مولانا برہان الدین غریب بہی حاضر تہے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ جب کسی شخص کو بزرگی
منجانب اللہ اور اجازت بیعت منجانب شیخ حاصل ہو پہر اوسے مرید کرنے میں کیا عذر رہنا چاہیئے۔
حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ عذر تو کچہہ نہیں مگر یہ ایک عادت ہے کسیکو بیعت نکرنے
سے اونکی شیخی اور بزرگی میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ اگر مرید کیا تو خیر اور نکیا تو اولی اور یہہ
تمثیل بیان فرمائی۔ کہ دو مرد ہوں۔ اور دونوں میں صفت مردی برابر ہو۔ ایک اون میں سے
صاحب اولاد ہو اور دوسرا بانجہہ اس عقر ہونے سے اوسکی صفت رجولیت میں کوئی نقص نہ آئیگا

اور یہ امر اکثر دیکھا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں بھی ایسا ہوا ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ بروز قیامت ایک وصد قناجب امتیں ہمراہ اپنے اپنے پیغمبروں کے میدان حشر میں صف بستہ ہونگی کسی نبی کے ساتھ بیشمار آدمی ہوں گے اور کسی کے پاس کم و بیش حتی کہ ایک پیغمبر کے ساتھ صرف ایک امتی ہوگا۔ اور نبوت میں وہ سب کے برابر ہوگا اس ایک شخص کے ہمراہ ہونے سے اوسکے مرتبہ میں کوئی فرق نہ آئیگا۔ اسی پر حالت پیران و مریدان کو قیاس کر لینا چاہیئے۔

مجلس سی و یکم۔ روز یکشنبہ تاریخ ۲۹۔ ماہ مذکور سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو سماع اور وجد کے بارے میں ہو رہی تھی آپنے زبانِ مبارک سے ارشاد فرمایا کہ نو دو نہ نام باریتعالے عز اسمہ میں جو الواجد الماجد۔ ہے اوسکے معانی یہ ہیں کہ الماجد بالفتح۔ اندوہگین ہونا۔ اور بالکسر تونگر ہونا۔ اور الواجد کے معنی الغنی ہیں۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ معنی الواجد وجد سے بھی آئی ہیں۔ کہ عطا کنندہ وجد جیسے کہ شکور اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور شکور کے یہ معنی ہیں کہ شکر کرے۔ مگر اسم الٰہی یا شکور کے یہ معنی ہیں کہ قبول کرنے والا بندوں کے شکر کا۔ یہی الواجد معنی ہیں کہ واہب الوجد۔ معطی الوجد۔ کیونکہ صفتِ وجد حق باریتعالی کی نسبت درست نہیں ہے **اسکے بعد** شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ وہ سماع نہیں سنتے تھے۔ شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ اونکی شان میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہر ایک نعمت بشر کو عطا ہونی ممکن ہے وہ حضرت شیخ شہاب الدین کو دیگئی۔ مگر ایک نعمت ذوق سماع سے بے بہرہ رہے۔ **اسکے بعد** ذکر استغراق حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا ہوا آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ شیخ احد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ آپکی ملاقات کو آئے آپنے اپنا مصلا لپیٹ کر زیر زانو رکھ لیا۔ مشائخ میں مصلا لپیٹ کر زیر زانو رکھ لینا غایت تعظیم کی رسم ہے۔ الغرض جب رات ہوئی شیخ احد الدین کرمانی نے سماع کی خواہش کی آپنے باوصف انکار قوالونکو بلایا اور مجلس ترتیب دیکر ایک گوشہ میں گئے اور مصروف بیاد الٰہی ہوئے۔ شیخ احد کرمانی نے رات بھر سماع سنا اور آپ یادِ الٰہی میں مستغرق رہے۔ جب صبح ہوئی خادم خانقاہ نے عرض کی کہ رات بھر

ان قوالوں نے گایا اور صوفیوں نے سنا ہے انکے واسطے نماری ہونا چاہیئے۔ شیخ شہاب الدین نے غایت استغراق سے فرمایا۔ کہ کیا رات کو سماع تھا خادم نے عرض کیا بے شک سماع تھا۔ آپنے فرمایا کہ مجھے خبر نہیں یہ فرماکر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر فرمانے لگے کہ اس حکایت سے غایت استغراق شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا حال قیاس کرلینا چاہیئے۔ کہ سماع کے شور و شغب سے مطلق اون کو اطلاع نہیں ہوئی اللہ تعالی واقف ہے کہ کسقدر مستغرق بحر شہود رہتے۔ **اسکے بعد** گفتگو دربارہ مزارات اولیا رہوئی کہ معلوم کسقدر اللہ تعالی کے شیر زیر زمین سوئے ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم نے لاہور کی سیر کی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے لاہور دیکھا ہے اور بعض اولیا اللہ کے مزارات کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ شیخ حسینی زنجانی اور دیگر بزرگان کے مزارات کی بھی زیارت کی ہے۔ یہ سنکر آپنے ارشاد فرمایا کہ شیخ حسین زنجانی اور شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہما ایک ہی پیر کے مرید ہیں کہ وہ اپنے عہد کے قطب تھے۔ شیخ حسین زنجانی مدت سے لاہور میں رہتے تھے۔ ایک روز مخدوم علی ہجویری رح سے انکے پیر نے ارشاد فرمایا کہ تم لاہور جاؤ۔ مخدوم علی ہجویری نے عرض کی کہ حسین زنجانی وہاں موجود ہیں اُنہوں نے فرمایا کہ تمکو اس سے کچھ بحث نہیں تمہیں تعمیل ارشاد کرنا چاہیئے قصہ مختصر شیخ علی ہجویری روانہ لاہور ہوئے اور لاہور پہونچکر ایک شب کامل بھی نہ رہنے پائے تھے کہ شیخ حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ **اسکے بعد** گفتگو نظم کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ بعض مشائخ کا کلام بہت عجیب ہے۔ شیخ اوحد کرمانی اور شیخ ابو سعید ابو الخیر بے بدل رباعیات موزوں فرماتے تھے اور شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کو نظم کہنے میں کمال دسترس تھی اور ہر مضمون اشعار موزوں فرماتے تھے کہ ایک روز اون کے مریدوں نے اون سے عرض کیا کہ جتنے مشائخ و علما گذرے ہیں سب صاحب تصنیف و تالیف ہوئے ہیں آپکو بھی کوئی کتاب کسی فن کی لکھنی چاہیئے۔ آپنے یہ سنکر جوابدیا کہ میرا کلام ہی مجھے یادگار زندگی رہیگا میری ایک بیت اونکی ایک کتاب کی جگہ ہے۔ **اوسیروز** اس خاکسار کو آپنے ازراہ الطاف دو رکعت نماز اشراق تلقین فرمائی۔ رکعت اول میں بعد سورۂ فاتحہ آیت الکرسی تا

ھم فیھا خالدون اور رکعت دوم میں آمن الرسول تا آخر اللہ نور السموات والارض تا واللہ بکل شیٔ علیم اسکے بعد دو رکعت نماز استعاذہ بتلائی۔ کہ رکعت اول میں بعد فاتحہ قل اعوذ برب الفلق اور رکعت دوم میں قل اعوذ برب الناس اور دو رکعت نماز ضحیٰ کے بھی ارشاد فرمائی کہ رکعت اول میں بعد فاتحہ قل یاایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ سورہ اخلاص اور انکے بعد جملہ ادعیات مقررہ وقت۔ یہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ میں تم کو اور دو رکعت نماز بتلاؤں گا۔ یہ بیان فرماتے ہوئے آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمانے لگے کہ جس روز حضرت شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز نے مجھے نماز اشراق تلقین فرمائی تھی اسیطرح سے فرمائی تھی۔ اول بھی چھ رکعت بیان فرمائیں اور بعد انکے دو اور بیان فرمائیں

والحمد للہ علی ذالک

مجلس ستی و دوم روز پنجشنبہ تاریخ ۱۲ ماہ ذی الحج سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو آداب مجلس کے بارے میں ہو رہی تھی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اول آداب مجلس میں یہ امر ہے کہ جب مجلس میں آئیں جس مقام پر جگہ خالی پائیں بیٹھ جائیں کہ آنے والے کی وہی جگہ ہے اور جب اپنے پیر کی مجلس میں حاضر ہوں اس انتظار میں نہ رہیں کہ کسی عمدہ جگہ بیٹھا روزی ہو بلکہ مجلس میں کسی جگہ جہاں جگہ خالی ہو بیٹھیں۔ اسکے بعد آپنے یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی جگہ تشریف فرما تھے اور آپکے گرداگرد یاران آنحضرت حلقہ کیئے ہوئے بیٹھے تھے۔ اسوقت تین شخص حاضر ہوئے۔ ایک اوس حلقہ میں جگہ خالی پر بیٹھ گیا دوسرے نے واپس جانا مناسب نہ جانکر اوس حلقہ کے باہر بیٹھا تیسرا منغص ہو کر چلا گیا تھوڑی دیر بعد حضرت جبرئیل ؑ وحی لیکر نازل ہوئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان تین شخصوں میں سے جس شخص نے دائرہ میں جگہ پائی اور وہاں بیٹھ گیا ہم نے اپنی پناہ میں لے لیا۔ اور دوسرا شخص جو آنے کی شرم کی سبب سے بیرون دائرہ بیٹھا ہمیں بھی اوس سے شرم آئی لہذا ہم نے اوسکو بھی بخشدیا۔ مگر وہ تیسرا جو غصہ کہاکر چلا گیا ہماری رحمت نے بھی اوس سے کنارہ کشی کی۔

یہ فرمایا کہ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے مکرر بیان فرمایا کہ آداب مجلس میں بیٹھنا بھی ایک ادب ہے آنے والے کو لازم ہے کہ جہاں جگہ خالی پائے بیٹھ جائے۔ اگر دائرہ میں جگہ نہ ملے پس دائرہ بیٹھے اور جو وہاں بھی جگہ نہ ملے جس جگہ جگہ ملے بیٹھ جائے۔ مجلس میں آکر تا برخاست مجلس بغیر ضرورت اشد نہ اُٹھے ورنہ ملعون ہوگا۔

مجلس سی و سوم روز یکشنبہ تاریخ ۱۲۔ ماہ ذی الحج سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو تلاوت قرآن شریف اور اوسکے باقاعدہ و باترتیل پڑھنے کے بارے میں ہو رہی تھی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ جب تالی یعنے قرآن شریف پڑھنے والے کو کسی آیت کے پڑھنے سے حظ حاصل ہو لازم ہے کہ اوسکو دوبارہ سہ بارہ پڑھے اور ذوق اوس سے حاصل کرے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا۔ کہ حالت تلاوت و استماع قرآن شریف میں جو سعادت حاصل ہوتی ہے اوسکی تین قسمیں ہیں۔ انوار۔ احوال۔ اور آثار۔ اور یہ تینوں بالترتیب تین عالم ملکوت۔ جبروت۔ و ملک سے نازل ہوتی ہیں اور مقام نزول انکا جسم انسان میں تین جگہ پر ہے کہ وہ مقامات ارواح۔ قلوب۔ اور جوارح میں انوار ملکوت سے ارواح اور احوال جبروت سے دل پر اور آثار ملک سے جوارح پر صادر ہوتے ہیں۔ یعنے اول حال تلاوت و سماع میں انوار ملکوت سے ارواح پر نازل ہوتے ہیں کہ ایک فرحت روحی پیدا ہوتی ہے بعد اوسکے جو کچھ دلمیں آتا ہے اوسکو احوال کہتے ہیں اور اصل اوسکی عالم جبروت سے ہے۔ بعد اوسکے اگر کوئی حرکت وغیرہ پیدا ہو وہ عالم ملک سے جوارح پر ہوتی ہے اسکو آثار کہتے ہیں۔ والحمدللہ علی ذلک۔

اسکے بعد گفتگو دربارہ صدقہ ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ جب صدقہ میں پانچ شرطیں موجود ہوں بے شک وہ صدقہ قبول ہوتا ہے اور اون پانچ شرطوں میں سے دو قبل از عطا اور دو حالت عطا اور ایک بعد از عطا مقرر ہیں۔ وہ جو قبل از عطا ہیں یہ ہیں۔ اول یہ کہ صدقہ دی جانیوالی شے وجہ حلال سے ہو۔ دوسری شرط یہ ہے نیت مرد صالح کو دینے کی کرے کہ وہ اوسکو اچھی مصرف میں خرچ کریگا۔ اور دو شرطیں جو حالت عطا میں ہیں یہ ہیں۔ کہ تواضع اور

کشادہ دلی سے دیوے۔ دوسرے یہ ہے۔ کہ علانیہ نہ دے بلکہ خفیہ دے اور پانچویں شرط یہ ہے کہ جب دیچکے
دیگر بھول جائے۔ کسیکے روبرو اوسکا تذکرہ نہ کرے۔ ان شروط کی بجا آوری سے امید ہے کہ اوسکا صدقہ
ضرور قبول ہوگا **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ صدقہ دو قسم پر ہے۔ ایک صدقہ خالص جسکا بیان ہو چکا۔ دوسرا
صدقہ مہر اور تیسرا صدقہ محبت و اخلاص پیدا کرنے کے لیے ہے۔ یعنے جو شخص کسی عورت سے نکاح کرتا
ہے ہر آئینہ اوسکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ درمیان میرے اور ایک ہم جنس کے محبت اور صدق پیدا ہو۔ پس وہ
مہر مقرر کرتا ہے اور وہ شخص جو کوئی چیز راہ حق میں دیتا ہے ہر آئینہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں دیتا ہے۔ پس سبب
صدق محبت اوسکا نام بہی صدقہ رکہا گیا۔ بعد اسکے **حکایت** امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی
عنہ کی بیان فرمائی کہ وہ ایک روز چالیس ہزار دینار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو لائے تہے

ع شکرانہ آنرا کہ بوصل خویشتن بار دہند ٭ در غار حرا ازدہن مار دہند ٭ شکرانہ چہل ہزار
دینار دہند ٭ تا شیخ و کلیم عشق ما بار دہند ٭

اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ واقعہ اسطرح ہوا۔ کہ اوس
روز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان میں چالیس ہزار دینار موجود تہے۔ آپ وہ سب آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر لائے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے ابوبکر
تم نے اپنے لڑکے بچے اور بیوی کے واسطے بہی کچہہ رکہا ہے یا نہیں آپنے از راہ صدق جواب دیا کہ اللہ اور
اوسکا رسول اونکے واسطے کافی ہے **اسکے بعد** حضرت فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور
جتنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مال لائے تہے اوسکا نصف نذر گذرانا۔ آپ نے اونسے بہی دریافت
فرمایا کہ تم نے اپنے عیال کے واسطے کیا باقی رکہا ہے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ میں اپنی دولت کا نصف
حصہ لایا ہوں اور نصف اپنی عیال کے واسطے باقی رکہا ہے۔ آپنے بعد ازاں اسی اندازہ کے اونکے
بارے میں حکم فرمایا۔ **اسکے بعد** حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے کرامت حضرت ابوبکر صدیق رضہ میں یہ **حکایت**
بیان فرمائی کہ جس روز حضرت ابوبکر صدیق رضہ چالیس ہزار دینار برائے نذر حضرت سرور کائنات
لائے تہے آپ کمل اوڑہے ہوئے تہے اور جابجا اوس میں پیوند لگے تہے حضرت جبرئیل علیہ السلام بہی
اوسوقت تشریف لائے پوشش حضرت جبرئیل علیہ السلام کی بہی کمل ہی تہی جس میں پیوند لگے تہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اے جبرئیل آج کیسا لباس پہنے ہوئے ہو اونہوں نے جوابدیا کہ یارسول آج جملہ ملائک زمین و آسمان کو حکم ہوا ہے کہ بموافقت حضرت ابوبکر صدیق کمل اسطرح کا اوڑہیں۔ یہ بیان فرماکر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ دو مصراع زبان مبارک سے ارشاد فرمائے۔ بیت شکرانہ چہل ہزار شہ دہند۔ تا شیخ و گلیم عشق را بار دہند۔ اسکے بعد گفتگو صدق یعنے سچ بولنے کے بارے میں ہوئی۔ آپنے یہ حکایت ارشاد فرمائی۔ **حکایت** ایک شخص تہا اوسکو شوق زیارت خانہ کعبہ ہوا۔ پچیس اشرفیاں اوسکے پاس موجود تہیں۔ اوسنے اون کو ایک بٹوے میں رکہا اور روانہ خانہ کعبہ ہوا۔ اور اپنے دلمیں ارادہ کیا کہ ان اشرفیوں کو خانہ کعبہ پہونچکر نکالوں گا اور وہانکے فقرا و مساکین کو نفقہ دونگا۔ راستہ میں ایک عیار سے اوسکا مقابلہ ہوا۔ عیار نے تلوار سونت کر اوسپر حملہ کیا اور کہا کہ جو کچھہ مال تیرے پاس ہے ڈالدے ورنہ تجھے مار ڈالونگا اس شخص نے بٹوا اشرفیوں کا نکالکر سامنے ڈالدیا اور کہا کہ مجھے قتل نہ کیجے یہ بٹوا لیجے۔ اسمیں پچیس اشرفیاں ہیں۔ عیار نے بٹوا اوٹھا لیا۔ اور کہولکر اشرفیاں گنیں پوری پچیس نکلیں۔ عیار نے اونکو پھر بٹوے میں رکہا اور واپس دیں۔ اور یہ کہا کہ اے شخص تیری راستی و راستگوئی نے میرے قہر و خشم کی آگ کو ٹھنڈا کردیا۔ اسکے بعد یہ **حکایت** دربارہ تصدق بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے کسی شخصکو گھوڑا عطا فرمایا۔ اوسنے اوسکی خدمت نہ کی اور نہ دانہ چارہ کی خبر لی گھوڑا الاغر ہوگیا کہ اوسکی نسبت صرف گھوڑے ہونے کا خیال ہی باقی تہا یہ حال دیکھکر حضرت امیر المومنین رضؓ نے چاہا کہ اوسے خرید لیں اور وہ قیمت عطا کریں جو بحالت تندرستی وقت عطیہ تہی۔ یہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوگئی آپنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلاکر منع فرمایا کہ اپنی دی ہوئی چیز کو کبھی واپس نہ لینا چاہیے خواہ وہ ایک حبہ میں حاصل ہو۔ **اسکے بعد** گفتگو کہانا کہلانے کے بارے میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کا فرمودہ ہے کہ ایک درہم کا کہانا پکاکر تقسیم کرنا بیس روپیہ نقد تقسیم کرنے سے افضل تر ہے۔ اور اسیوقت آپنے یہہ **حکایت** فضیلت اطعام میں بیان فرمائی۔ کہ ایک درویش تہا صاحب حال۔ اوسنے

صدر جہاں بخارا کے سامنے آکر بیان کیا کہ میرا بادشاہ شہر سے ایک کام ہے۔ آپکو لازم ہے کہ میری
سفارش کریں اور میرا کام پورا کرادیں صدر جہاں نے جواب دیا کہ نہ میں تمکو جانتا ہوں اور نہ
تمہاری غرض سے واقف ہوں۔ پھر میں کیونکر سفارش کروں۔ درویش نے کہا کہ میں مستحق ہوں
صدر جہان نے جواب دیا کہ وہ حق کونسا ہے ظاہر کرو۔ درویش نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ آپنے
دسترخوان بچھایا تھا۔ اور کھانا اسپر کھا تھا اوسوقت میں بھی آیا۔ آپنے کھانے کے واسطے اصرار
کیا۔ میں نے آپکی خاطر سے کھانا کھایا۔ پس یہ میرا حق آپ پر ہے صدر جہاں نے یہ سنکر اوسکی
سفارش پر کمر باندھی اور فوراً اوسکے ساتھ بادشاہ کے پاس گئے۔ اور کام اوسکا پورا کرادیا۔
اسکے بعد گفتگو درویشوں کی خرید و فروخت اور اونکے معاملہ کرنے کے بارہ میں ہوئی۔ آپنے
ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ بدر الدین اسحاق علیہ الرحمۃ والغفران نے کسی حاجت کی جہت سے ایک
شخص کو شطرنجی دی کہ بازار میں بیچ لائے۔ اور اوس سے کہدیا کہ درویشانہ بیچنا۔ اوس شخص نے
دریافت کیا کہ حضرت درویشانہ بیچنے کے کیا معنی ہیں۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ جو قیمت لگے اوس
قیمت پر بیچڈالو الٹی مکان کو نہ لاؤ۔

مجلس سی و چہارم روز دوشنبہ تاریخ ۲۹ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل
ہوئی۔ گفتگو مناقب و مراتب حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں
ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نو برس تک ایک غار میں
مقیم رہے اوس غار میں ایک چشمہ جاری تھا آپ اوسکی کنارے رہتے تھے اور خدا تعالیٰ
عزوجل کی عبادت کرتے تھے۔ ایک شب موسم سرما میں آپکو بہت سردی معلوم ہوئی کہ شدت
سردی سے بیم تلف جان پیدا ہوا۔ آپکے پاس ایک پوشش تھی اوسپر ہاتھ ڈالا اور اوڑھ لیا
اسقدر گرمی پہونچی کہ وہ خوف جاتا رہا جب دن نکلا آفتاب طلوع ہوا پوشش اوتار ڈالی اور
اوسے دیکھا ایک اژدہا پایا آنکھیں کھولے ہوئے سر اوٹھائے متحرک تھا۔ حضرت ابراہیم ادہم کو
اس واقعہ سے تحیر ہوا۔ اُسیوقت ہاتف غیبی نے آواز دی نجیناک من التلف بالتلف

یعنی نجات دی ہم نے تجکو تلف کرنے والے سے کہ وہ سردی تہی - اور نجات دی ہم نے تجکو اژدہا سے
کہ وہ بہی تلف کرنے والا تہا **اسکے بعد** ایک اور حکایت اسی مضمون کی بیان فرمائی - کہ ایک
درویش صاحبِ حال تہے وہ کسی کنوئیں میں گر پڑے وہ کنواں جنگل میں تہا رسی موجود نہ تھی
اور آبادی دور تہی کہ کوئی شخص اوسطرف سے نکلتا اور آپکے نکالنے کا باعث ہوتا پوری پوری شکل
ہلاکت ہوگئی ہتی - ناگاہ اونہوں نے دیکہا کہ کوئی شے رسی کی مثال اوپر سے کنوئیں میں لٹکی ہوئی
ہے آپ نے اوسکو سبب خلاصی جانکر مضبوط پکڑا اور باہر نکل آئے دیکہا کہ ایک شیر کنوئیں کی
مینڈھ پر بیٹھا تہا اور دم اوسکی کنوئیں میں لٹکی ہوئی ہتی جسکو پکڑکر نکلے - بغایت متعجب ہوئے
اور یہی آواز سنی - نجیناک من التلف بالتلف **اسیوقت** گفتگو کرامت اولیا کے
بارے میں ہوئی - آپنے ارشاد فرمایا کہ ایکولی تہے محجوب الحال - ایک شخص نے جو کرامت اولیا کا قائل
نہ تہا - آپکی خدمت میں اس نیت سے آیا کہ آپکا امتحان کرے - اور یہ خیال دلمیں کیا کہ بحث
اس مضمونکی شروع کی جائے کہ جس شخص کی آنکہیں پہوٹی ہوئی ہیں واجب ہے کہ اونکے
باطن میں بہی کچہہ نقصان ہو - یہ سوچکر اونکی طرف مخاطب ہوا - اور دریافت کیا کہ نشان ولایت
کیا ہے - وہ یہ بات کہہ رہا تہا کہ ایک مکہی اوڑتی ہوئی آئی - اور اوس مدعی کی ناک پر بیٹہہ گئی اور
اوسنے مکہی کو اوڑادیا - وہ پہر آبیٹھی - تیسرے مرتبہ پہر اوڑایا وہ پہر آبیٹھی - اس اوڑانے اور
بیٹہنے میں کسیقدر دیر لگی - بزرگ صاحب دل خاموش تہے - مدعی نے دوبارہ دریافت کیا
کہ حضرت فرمایئے - کہ نشانِ ولایت کیا ہے - آپنے جوابدیا کہ ولی کی ناک پر مکہی نہیں بیٹہہ سکتی
اسکے بعد گفتگو نگاہداشت لقمہ کی بابت ہوئی - اور اوسکے اثر کا تذکرہ آیا - آپنے ارشاد فرمایا
کہ ایک جوان خدمت حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ میں آکر مرید ہوا - یہ شخص کچھ لطافت
تہا حضرتِ ابراہیم بن ادہم رح کو اوسکی ریاضت اور اوسکا مجاہدہ دیکہکر کمال تعجب ہوا - اور
اپنے نفس سے خطاب کیا - کہ یہ نیا آیا ہوا اسقدر عبادت کرتا ہے جو تجہہ سے نہیں ہو سکتی
کچہہ دنوں بعد آپکو روشنضمیری سے معلوم ہوا کہ جملہ طاعت اسکی ہیچ ہے اور یہ سب ایک

شیطانی وسوسہ ہے۔ یہ شخص کہانا اکل حلال سے نہیں کہاتا ہے اور شیطان نے اسکو اس اطاعت پے
پہلار کہا ہے۔ جب آپکو یہ حال معلوم ہوا آپ نے اوس جوان کو بلاکر ارشاد فرمایا کہ جو کہانا میں
کہاتا ہوں اوسی میں سے تم بہی کہایا کرو جوان آپکے کہانے میں سے حصہ پانے لگا۔ اور آپکا کہانا
مزدوری ہیزم کشی سے تہا۔ کہ آپ لکڑیاں جنگل سے لاتے تہے اور اوسکی مزدوری سے غلہ
خرید کر کہانا کہاتے تہے۔ جب جوان نے اس محنت و مشقت کا کہانا کہایا اوسکی طاعت بہت کم
ہوگئی تہی کہ نماز مفروضہ بہی اوسکو بار معلوم ہوتی تہی۔ چند روز میں پہر آپکی توجہ سے کام اوس
جوان کا بن گیا اور وہ واصلان الٰہی سے ہوگیا۔ **یہہ فرماکر** حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر
نے یہ راز جو تمام رازوں کا سردار ہے بیان فرمایا کہ پیر اسیواسطے ہونا چاہیئے۔ کہ مرید کو
ذلات سے بچائے اور لغزش سے روکے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ تہوڑی سی عبادت کے
لیئے بہت زیادہ صدق و اخلاص کی ضرورت ہوتی ہے۔ **اسکے بعد** گفتگو ثمرۂ مجاہدات کے
بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ چالیس برس تک رات کو نہ سوتے
تہے چالیس سال پورے ہوجانے پر ایک شب سورہے حضرت عزت کو خواب میں دیکہا۔ اس
واقعہ کے بعد ہر شب سوتے تہے اور جہاں جاتے بستر خواب اپنے ہمراہ لے جاتے۔ کہ یہہ
سعادت مکرر نصیب ہو۔ ایک شب یہ آواز سنی کہ وہ خواب دیکہنا چالیس برس کی عبادت کا نتیجہ
اور چالیس برس تک راتوں کو جاگتے رہنے کا صلہ تہا۔ **اسکے بعد** گفتگو جمع و خرچ اموال
دنیا کے بارہ میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ محدثین نے اس حدیث کو دو طرحپر بیان کیا ہے
اول اسطرح پر کہ حلالہا حساب وحرامہا عذاب یعنے جو مال کہ وجہ حلال سے جمع
ہوا ہے اوسکا حساب ہوگا۔ اور وہ مال جو وجہ حرام سے ہے اوسپر عذاب کیا جائے گا اور دوسری
طرحپر یوں بیان کیا ہے۔ کہ حلالہا عذاب وحرامہا عذاب یعنے اوسکے ظاہر میں
حلال کا عذاب یہ ہے کہ اوس جمع کرنے والے کو روز محشر آفتاب کے سایہ یعنے دہوپ میں
کہڑا کریں گے اور حساب لیں گے۔ دریافت کریں گے کہ یہ مال تم نے کہاں سے حاصل کیا اور

کہاں خرچ کیا۔ یہ بھی ایک عذاب ہے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا
مقولہ ہے کہ حلالها حساب وحرامها عذاب وشبهاتها عتاب یعنے حلال کا حساب
لیا جائیگا اور وجہ حرام کے بدلے عذاب ہوگا اور جو مال شبہہ کا ہوگا اوسکی پاداش میں
عتاب ہوگا۔ **اسکے بعد** گفتگو اس امر میں ہوئی کہ بعضے مشائخ سیم وزر قبول کرتے
ہیں آپنے ارشاد فرمایا کہ چاندی سونا لینے اور اوسکے خرچ کرنے کے لیئے شرائط ہیں
لینے والے کو چاہیئے کہ جو کچھہ لیوے ساتھ حق کے لے۔ اسکی تمثیل اسطرح بیان فرمائی
کہ کوئی شخص کسیکے پاس نذر لائے اور اوسکی یہ نیت ہو یا یہ جانتا ہو کہ یہ شخص سیدزادہ
فرزند رسول ہے۔ یا علوی ہے اور یہی وجہ ہو کہ وہ نذر دیتا ہے۔ اور وہ شخص جس کی
خدمت میں نذر لائی گئی متصف بصفات بالا نہو اور نذر قبول کرے۔ یہ نذر اوسکو مطلق
جائز نہ ہوگی۔ حرام ہوگی۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ مرد کو لازم ہے کہ کسی سے سوال
نکرے اور نہ یہ خیال اپنے دلمیں لائے کہ کوئی شخص مجھے کوئی چیز دے۔ اگر بلا طلب اور
بلا خواہش کوئی شخص کوئی شے اوسکو نذر دے اوسے لینا جائز ہے۔ اسی ضمن میں آپنے
یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک بزرگ تھے وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں کسی سے کسی
چیز کا طالب نہیں ہوں۔ اور نہ دلمیں طمع کسی چیز کی مانگنے کی رکھتا ہوں۔ اگر بلا طلب و بلا
مانگے کوئی شخص مجھے کوئی چیز دیگا میں قبول کروں گا۔ خواہ دینے والا شیطان ہو۔ حضرت
خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ بیان فرما کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مقصود اون کا اس کلام
سے یہ ہے کہ ہر کوئی شخص جو مجھے ہدیہ دے گا میں قبول کروں گا۔ مجھے اس امر کے دریافت
کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ کون ہے اور کہاں سے لایا ہے اور کس وجہ سے لایا ہے۔ مجھے
خود خواہشمند نہ ہونا چاہیئے۔ **اسکے بعد** گفتگو در بارہ احوال انبیا ہوئی۔ آپنے
ارشاد فرمایا کہ ہر پیغمبر علیہ السلام کو وقت انتقال اختیار دیا جاتا ہے کہ اگر مرضی ہو نقل
فرمالیئے یا کچھہ اور دن دنیا میں رہیئے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وقت ارتحال

قریب ہوا اور وقت موعود آیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اوس وقت موجود تھیں۔ آپ نے دل میں خیال کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشی اس امر میں ہوگی کہ چند گاہ اور درمیان صحابہ رہیں۔ یہ خیال کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بغور دیکھنا شروع کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس خطرہ پر واقف ہوکر فرمایا کہ مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین یعنے میں ہمراہ انبیا و صدیقین اور شہدا اور صالحین کے رہنا چاہتا ہوں۔ فقط

الحمد للہ کہ یہ فوائد ایک برس پانچ ماہ کی مدت میں اوائل ماہ شعبان ۱۳۰۸ھ ہجری سے آخر ماہ ذی الحج ۱۳۰۹ھ تک قلم بند ہوئے۔ اگر مرضی الٰہی ہوئی اور حیاتِ مستعار باقی رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جو کچھ انفاس نفیسہ استماع میں حضرت سلطان المشائخ والاولیا کے آئیں گے بعون الٰہی اور حسنِ توفیق اوسکے لکھے جائیں گے۔

دیباچۂ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ صفحات غالی اور یہ خوشبو ہائی خوش جو الفاظ مبارک اور انفاس متبرک خواجۂ راستین قطب الاقطاب فی الارضین ختم المشائخ فی العالمین نظام الحق والشرع والہدیٰ والدین متع اللہ المسلمین بطول بقآ آمین سے جمع کیئے جاتے ہیں اور اسیطرح چند جزو قبل ازیں جمع کیئے گئے ہیں اور تمام ہوکر نام انکا **فوائد الفواد** رکہا ہے امید ہے کہ اُن فوائد عالی کے پڑہنے والوں اور لکہنے والوں کو انشاء اللہ تعالےٰ جمعیتِ دو جہانی حاصل ہوگی۔ **ع** صحفی کہ جمع کردہ تحفیست پیش یاران ؛ حسن علا سنجری یکے از امیدواران ؛ حضرات افادہ گیر بندگان کتاب ہذا سے اس سیاہ کارہ گرفتار نفس امارہ خادم درویشاں **غلام احمد خاں** بریاں مترجم کی استدعا ہے کہ اس نالائق خلائق کے حق میں دعائے خیر وسلامتی ایمان کی فرمائیں۔ **ع** ہر کہ خواند دعا طمع دارم ؛ زانکہ من بندۂ گنہگارم ؛

مجلس اول روز چہار شنبہ تاریخ ۲۹۔ ماہ شوال ۷۰۷ھ ہجری کو دولتِ قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو ترک دنیا و ترک مخالطت از خلق کے بارے میں ہو رہی تہی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ایام جوانی میں بہی خلق سے ہم صحبت تہا اور اکثر میرے دل میں آتا تہا کہ۔ وہ کونسا وقت ہوگا جو میں انسے علاحدہ ہونگا۔ اگرچہ میرے ہمنشین کل طالب علم اور مشغول تحصیل علم تہے۔ میں اکثر اُنسے بحث میں نفرت اپنی ظاہر کرتا اور اکثر یہ کہتا تہا کہ میں تمہارے ذیل میں نہیں رہونگا۔ میں صرف چند روز کے لیئے تمہارا مہمان ہوں۔ خاکسار جامع ملفوظ ہذا نے عرض کیا۔ کہ یہ خیالات آپکو قبل از حصول دولتِ بیعت حضرت شیخ الاسلام فرید الدین مسعود گنج شکر اجودہنی رحمۃ اللہ علیہ آتے تہے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام کی بیعت سے پہلے ہی میرا یہ خیال تہا۔

مجلس دوم روز چہار شنبہ تاریخ ۲۷۔ ماہ ذلقعدہ سنہ مذکور دولت دست بوسی حاصل ہوئی گفتگو اسبارہ میں ہو رہی تہی کہ مرید اپنے مرشدونکی زیارت کو جاتے ہیں یہ امر بغایت مستحسن ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں تین مرتبہ بحالت حیات حضرت شیخ الاسلام اُنکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں

ہر سال ایکمرتبہ جاتا تھا اور میں آپ کے انتقال کے بعد سات مرتبہ گیا ہوں یا شاید چھہ بار اچھی طرح یاد نہیں
لیکن گمان غالب ہے کہ سات مرتبہ گیا ہوں اور مجھے یہی خیال ہے کہ حالت حیات و ممات حضرت شیخ الاسلام
میں دس مرتبہ پاک پٹن گیا ہوں اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ
علیہ سات مرتبہ ہانسی سے برائے زیارت حضرت شیخ الاسلام پاک پٹن تشریف لے گئے ہیں۔ اسکے
بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ نجیب الدین متوکل جب بار اول برائے زیارت حضرت شیخ الاسلام گئے بروقت
واپسی آپکی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت دعا کیجے کہ مجھے پھر اس در دولت پر آنا نصیب ہو۔ حضرت نے
ارشاد فرمایا کہ دعا کی حاجت نہیں تم اکثر آؤگے۔ اس واقعہ کے بعد آپ اٹھارہ مرتبہ پاک پٹن گئے
اور بروقت واپسی عرض کیا کہ میں نے یہاں آنے کے واسطے جب بار اول آیا تھا عرض کیا تھا ارشاد
عالی ہوا تھا کہ تم اکثر آؤگے میں اس درخواست کے بعد اٹھارہ مرتبہ حاضر ہوا۔ جملہ انیس [19] مرتبہ
ہوئے اب میری خواہش ہے کہ حضور دعا فرمائیں کہ مجھے بیسویں مرتبہ بھی حضوری نصیب ہو حضرت
شیخ الاسلام نے اونکی اس عرضداشت کا جواب نہ دیا۔ حضرت نجیب الدین متوکل نے اس خیال سے
کہ شاید آپنے نہ سنا ہو دوبارہ عرض کیا آپنے اوسکا بھی کچھہ جواب مرحمت نہ فرمایا۔ شیخ نجیب الدین
مایوس ہوکر واپس چلے گئے۔ اور اس واقعہ کے بعد پھر آپ سے ملاقات نہ ہوئی۔ اسکے بعد
آپ نے شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر فرمایا۔ کہ وہ خدمت شیخ شہاب الدین عمر
سہروردی میں کل سترہ روز رہے تھے اور ان سترہ دنوں میں شیخ سہروردی نے اونکو نعمائے الٰہی
سے مالامال کر دیا تھا اور روانہ ہندوستان فرمایا تھا۔ آپ ملتان میں آکر مسکن گزین ہوئے ایکمرتبہ
آرزو سے حصول قدمبوسی اپنے پیر کی ہوئی۔ ملتان سے روانہ بغداد ہوئے۔ راستہ میں شیخ جلال الدین
تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ وہ آپکو لوٹا لائے کہ شیخ الشیوخ کا یہ فرمان نہیں ہے
انکا ارشاد ہے کہ تم واپس ملتان جاؤ۔ اسکے بعد بزرگی شیخ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کا
تذکرہ ہوا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے سترہ روز میں اسقدر نعمت پائی کہ دیگر ساکنان خانقاہ
عالیہ حضرت شیخ الشیوخ کو برسوں میں بھی میسر نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ بعضے قدیم ساکنان خانقاہ

عرض کیا کہ ہم اسقدر مدت دراز سے مقیم ہیں ریاضات شاقہ اور مجاہدات کا ملہ کرتے ہیں ہم کو کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اس ہندوستانی نے غضب کیا کہ تہوڑے ہی دنوں میں بہت کچھ لیگیا۔ حضرت شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ علیہ نے جوابدیا کہ تم بمثال گیلی لکڑی کے تہے۔ کہ اوسکے جلانے میں کسیقدر محنت درکار ہوتی ہے اور زکریا ملتانی سوکہی لکڑی کے مثال تہا۔ کہ ایک پہونک میں بہڑک اُٹہا۔

مجلس سوم روز پنجشنبہ تاریخ ۱۳۔ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور کو سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو طاعت الٰہی اور مشغولی بیاد حق کے بارہ میں ہو رہی ہتی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ہر شئے جسکا وجود موجود ہے وہ بین العدمین ہے یعنے وہ وجود ہے جو درمیان دو عدم کے ہے اوسکو بہی عدم ہی سمجہنا چاہیئے۔ اور اُسکی تمثیل اسطرح بیان فرمائی کہ ایک عورت ہے جسکو حیض آتا ہے وہ دوران حیض میں ایک روز لہو نہ دیکہے وہ روز اوسکا طہر کا ہوگا مگر دوسرے روز پہر خون جاری ہو پس اس طہر کا حکم بہی روز خون کا ہو جائیگا اور اسکا نام طہر متخلل ہے اور یہ عبارت زبان مبارک سے پڑہی الوجود بین العدمین کالطہر المتخلل بین الدمین حاصل الامر عمر کو جسکے وجود کا حکم عدم ہے اوسکا بہروسہ نکرنا چاہیے اور اوسکو بیکاری و غفلت میں کہونا روا نہیں ہے۔ اسکے بعد ایک بزرگ کی **حکایت** بیان فرمائی کہ وہ پیوستہ یاد الٰہی میں مشغول رہتے تہے کبہی خلق سے اختلاط نکرتے۔ اُن سے سوال کیا گیا کہ آپ کیوں خلق اللہ سے احتراز کرتے ہیں اور اون سے کبہی گفتگو نہیں فرماتے اونہوں نے جواب دیا کہ دیکہیئے میں اپنے پیدا ہونے سے پیشتر ایک مدت دراز جسکی تعداد سے اللہ تعالیٰ واقف ہے معدوم تہا۔ اور آج پہر معدوم ہو جاؤں گا اور قرن حالت معدومی میں گذر جائیں گے پس اس چند روزہ عمر کو جسے اس کثیر تعداد عدم کے درمیان میں پایا ہے کیوں ضائع کروں۔ اور اشتغال خلق اور امور دنیاوی میں کہودوں۔ بارے اس مایۂ حیات کو اسطرح گذارنا چاہیئے جیسے رضائے حق ہے **حضرت مولانا محمود اودہی** اس مجلس شریف میں حاضر تہے۔ آپنے اونکی جانب مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ آجکل کہاں رہتے ہو۔ اُنہوں نے جوابدیا کہ مکان حضرت خواجہ برہان الدین غریب میں رہتا ہوں آپنے یہ سنکر یہ لفظ زبان مبارک سے ارشاد فرمائے۔ کہ مرد بے عیب اور خالص رہو جہاں چاہو رہو۔

اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ ہر روز زمین کا ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے سے پوچھتا ہے کہ آج تجھپر کوئی مرد خدا یا کسی غمناک کا گذر ہوا یا نہیں۔ اگر یہ ٹکڑا زمین کا کہے کہ مجھپر گذر نہیں ہوا پس وہ ٹکڑا جسپر گذر ہوا ہے فخر کریگا۔ اور اپنا شرف بیان کرے گا۔

مجلس چہارم روز سہ شنبہ تاریخ ۲۵ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر اُسیوقت کسی عزیز کی نماز جنازہ پڑھکر تشریف لائے تھے۔ احوال اور حکایت اسکی بیان فرمائی ہے کہ شخص متوفی نیک مرد تھا۔ اخلاق نیک رکھتا تھا۔ صاحب اتفاق تھا۔ اوس دنیا کے نیک و بد سے اوسے کچھ سروکار نتھا البتہ اتنی کسر تھی کہ مرید کسیکا نہیں ہوا تھا۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ مرد جب تحصیل علم سے فارغ ہو کر عالم ہوتا ہے البتہ اسکو شرف حاصل ہو جاتا ہے اور جب بعد حصول علم طاعتِ الٰہی کرتا ہے کام اوسکا بہتر ہو جاتا ہے اسوقت اوسے مرید ہونا چاہیئے۔ کہ پیر اوسکے علم و عمل پر نظر کرے اور اوسکو عُجب میں مبتلا نہ ہونے دے کہ عجب موجب سخت زیاں ہے

اسکے بعد پھر اوسی متوفی کا تذکرہ فرمایا کہ سُننے میں آیا ہے کہ اوسکے انتقال کے وقت کوئی شخص اوسکے پاس نتھا صرف وہی تھا اور حق تعالی۔ اور یہ کمال سعادت ہے۔ اسکے بعد حضرت شہاب الدین خطیب ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت بیان فرمائی۔ کہ وہ دعا مانگا کرتے تھے کہ الٰہی میں نے تیرے بہت سے عہد و فا کیے ہیں۔ امید وار ہوں کہ تو میری یہ آرزو پوری فرمائیگا کہ میرے انتقال کیوقت کوئی شخص اپنا یا بیگانہ میرے سر پر موجود نہو۔ حتی کہ ملک الموت بھی نہ ہو تو خوب ہے اسوقت صرف میں ہوں یا تو ہو۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ مولانا شہاب الدین ہانسوی بہت بڑے بزرگ تھے ہر روز سوتے وقت سورۂ بقر کامل پڑھا کرتے تھے۔ خود فرماتے ہیں۔ کہ ایکروز میں سورۂ بقر پڑھکر سونا چاہتا تھا کہ مکان میں سے آواز آئی ؎ داری سرما و گرنہ نداری سرما ؛ مادوست کشیم تو نداری سرما ؛ گھر کے تمام آدمی اوسوقت سو رہے تھے۔ میں حیران ہوا کہ اس شعر کا پڑھنے والا کون ہے اور گھر میں کوئی شخص ایسا بھی نہ تھا جو ایسا شعر پڑھتا۔ ناگاہ دوبارہ پھر یہ آواز آئی ؎ داری سرما و گرنہ دوا ز بدرما ؛ مادوست کشیم و تو نہ داری سرما ؛ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے جب دوبارہ یہ شعر پڑھا گریہ

آپ پر اسقدر غالب ہوا کہ زبان سے لفظ ہی نہ نکلتے تھے کہ اس حکایت کو تمام کریں۔ روتے جاتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ مولانا شہاب الدین کو یہ خطاب ہوا۔ بلا اور زحمتیں اُنپر مسلط ہوئیں۔ اور جس حالت میں وہ چاہتے تھے اونکا انتقال ہوا۔ **اسکے بعد** گفتگو سماع اور اہل سماع کے بارے میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ سماع ایک قوی کسوٹی مرد کی شناخت کے لئے ہے۔ **اسکے بعد** گفتگو ایمان یاس کے بارے میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ کافر بوقت مرگ جب عذاب دیکھیں گے ایمان لائیں گے مگر یہ ایمان مقبول نہوگا کہ ایمان بغیب نہیں رہا۔ لیکن اگر مسلمان بوقت مرگ توبہ کریگا وہ توبہ اوسکی مقبول ہوگی۔ حاصل یہ ہے کہ کافروں کا ایمان لانا بوقت مرگ قبول نہوگا اور مسلمانوں کی توبہ قبول کیجائیگی

مجلس پنجم روز یکشنبہ ۱۵ ماہ محرم الحرام سنہ ۷۱ھ کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو کتب مشائخ اور ملفوظات کے بارے میں ہو رہی تھی ایک شخص نے اوس مجلس کے حاضرین میں سے عرض کیا۔ کہ مجھے ملک اودھ میں ایک شخص نے ایک کتاب دکھلائی تھی اور بیان کیا تھا کہ یہہ حضرت نظام الدین اولیا کی لکھی ہوئی ہے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا۔ کہ یہ سخن اوسکا درست نہیں تھا۔ میں نے کوئی کتاب نہیں لکھی ہے۔ **اسکے بعد** آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت علی ہجویری عرف داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب کشف المحجوب تصنیف فرمائی دیباچہ میں اپنا نام تحریر فرمایا اور درمیان کتاب بھی اپنا نام کئی جگہ لکھا اور خود ہی اس تحریر کرنے کا سبب لکھا کہ میرا ایک دیوان بزبان عربی تھا اوس میں بہت سے قصائد اور غزلیں میری ہی طبع زاد جمع تھیں مگر مقطع میں تخلص نہ تھا ایک شخص نے وہ دیوان مجھسے عاریتاً مانگا اور کل غزلیں اور قصائد اپنے نام پر کر لیئے۔ میری اسقدر محنت خواہ مخواہ ناحق تلف ہوئی۔ **اسکے بعد** آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ کہ وہ شخص جو میرا دیوان لیگیا تھا بے ایمان اس دنیا سے گیا۔ جب حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر اس حکایت کو ختم فرما چکے فرمانے لگے کہ وقت انتقال سخت دشوار ہے اور یہ جاننا نہایت مشکل ہے کہ یہ مرنے والا شخص باایمان یا بے ایمان دنیا سے گیا۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا۔ کہ ایمان سلامت لیجانے والے کی علامت یہ ہے کہ وقت ارتحال چہرہ اوسکا زرد ہو۔ اور

ماتھے پر پسینا آوے۔ یہ بیان فرماتے ہوئے فرمانے لگے کہ وقت انتقال میری والدہ کے انکا یہی حال تھا
اور یہ سعادت سلامتی ایمان اونکو روزی ہی تھی **اسکے بعد** آپنے حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا سلامتی
ایمان کے واسطے دو رکعت نماز بعد نماز مغرب ہمیشہ پڑھنا چاہیئے۔ ترتیب اوسکی یہ ہے کہ رکعت
اول میں بعد سورہ فاتحہ قل ہو اللہ سات بار اور ایکبار قل آعوذ برب الفلق اور رکعت دوم میں
بعد سورۂ فاتحہ قل ہو اللہ سات مرتبہ اور ایکبار قل اعوذ برب الناس پڑھے اور بعد سلام سر
سجدہ میں رکھکر تین مرتبہ یا حی یا قیوم ثبتنی علی الایمان کہے۔ انشاء اللہ اس نماز کی
برکت سے با ایمان جائے گا۔ **اسکے بعد** اس نماز کی برکت کے بارے میں یہ **حکایت** بیان
فرمائی۔ کہ میں نے خواجہ احمد نبیرہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی
زبانی سنا ہے۔ اور خواجہ احمد نہایت صالح شخص تھے۔ فرماتے تھے کہ میرے دوستوں میں ایک شخص
سپاہی پیشہ تھا وہ ہمیشہ یہ نماز پڑھا کرتا۔ ایکروز ہم دونوں کو جنگل میں وقت عصر ہو گیا۔ اوس
زمانہ میں لوٹ مار بہت تھی۔ خصوصاً اوسجگہ چوروں کا بہت بڑا زور تھا اور چور بھی ہماری تاک میں
تھے۔ قصہ مختصر چور ہمیں دکھلائی بھی دیئے۔ میں نے بہ سبب جلدی کے صرف تین رکعت نماز فرض
اور دو رکعت سنت پڑھی اور اپنے بچاؤ کے لئے بہ تعجیل تمام شہر کو آیا۔ لیکن میری اوس دوست نے
باوجودیکہ اوسنے بھی چوروں کا گروہ دیکھا تھا اور خوف معلوم ہوا تھا لیکن علاوہ نماز مذکورۂ
بالا کے دو رکعت حفظ الایمان بھی پڑھی۔ الغرض جب وقت رحلت اوس جوان کا ہوا مجھے بھی خبر ہوئی
میں وقت نزع روح اوسکے سرہانے موجود تھا البتہ اوسکی موت ایسی خوش اسلوبی سے ہوئی
چنانکہ باید۔ یہ فرماکر حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر فرمانے لگے کہ خواجہ احمدؒ اوس جوان کی سلامتی ایمان
کے بارے میں فرماتے تھے۔ کہ اگر مجھے محکمہ قاضی میں لیجاویں اور حلفیہ مجھ سے دریافت کیا جاوے
اسصورت میں بھی میں اوسکی سلامتی ایمان کی گواہی دونگا۔ **اسکے بعد** دو رکعت نماز اور ارشاد
فرمائی کہ بعد نماز مغرب پڑھنی چاہیئے اور اسی ضمن میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ میرے ایک دوست
مولانا تقی الدین نامی نہایت صالح اور متعبد تھے وہ ہمیشہ یہ نماز اس طریق سے پڑھتے تھے کہ

رکعت اول میں بعد فاتحہ والسماء ذات البروج اور رکعت دوم میں بعد فاتحہ والسماء والطارق۔ جب اونکا
انتقال ہوا بعد انتقال میں نے اونکو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالی نے تمہارے ساتھ کیا سلوک
کیا اونہوں نے جواب دیا کہ جب میری روح نے اس جسم خاکی کو چھوڑا اوسیوقت یہ فرمان ہوا کہ ہم نے اس
شخصکو بوجہ مدام پڑھتے رہنے دو رکعت نماز مذکورہ بالا کے بخش دیا ہے۔ اوس وقت کسی شخص نے
یہ عرض کیا کہ اس نماز کو صلوۃ النور کہتے ہیں آپنے ارشاد فرمایا کہ اس نماز کا نام صلوۃ البروج ہے
اور صلوۃ النور اس طرح پڑھی جاتی ہے کہ اول رکعت میں بعد فاتحہ دو آیت سورہ انعام اور رکعت ثانی
میں اولم یروکم اھلکنا تا ختم یستھزؤن **اسکے بعد** ترغیب عبادت شب کیلیے
یہ ارشاد فرمایا کہ جب شام ہوتی ہے ایک فرشتہ بام خانہ کعبہ پر نازل ہوتا ہے اور یہ ندا کرتا ہے۔ کہ
اے بندگان خدا و امتیان محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی نے تم کو یہ شب روزی فرمائی ہے
اور تمہارے واسطے ایک اور رات درپیش ہے کہ نام اوسکا گور ہے تم کو لازم ہے کہ اس رات میں اوسکے
واسطے ذخیرہ مہیا کرو۔ اور وہ دو رکعت صلوۃ البروج و صلوۃ النور کی پڑھنا ہے اور یہ دو رکعت اور
ہر شب پڑھتے رہنا چاہیئے۔ انکے پڑھنے سے قبر میں روشنی ہوتی ہے اور ترکیب اوسکی یہ ہے کہ رکعت
اول میں بعد فاتحہ پانچ مرتبہ قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں بھی یہی پڑھنا چاہیئے۔
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب دن نکلتا ہے یہی فرشتہ پھر خانہ بیت المقدس کی چھت پر آتا ہے
اور ندا کرتا ہے کہ اے بندگان خدا و امتیان محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی نے تمکو یہ روز عطا
فرمایا ہے۔ اسکے سوا تمہارے لیئے ایک روز اور درپیش ہے کہ نام اوسکا روز حشر ہے تم کو لازم ہے کہ اسکے
واسطے ذخیرہ اٹھا کرو۔ اور یہ دو رکعت نماز پڑھو۔ ترکیب اوسکی یہ ہے کہ رکعت اول میں بعد
فاتحہ پانچ مرتبہ قل ہو اللہ احد اور رکعت دوم بھی موافق رکعت اول ہے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا
کہ مندرجہ بالا فوائد حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھسے بیان فرمائے تھے
اور ایک حدیث شریف اس مضمون کی پڑھی تھی مجھے وہ حدیث یاد نہیں۔ مگر ترجمہ اوسکا یہ تھا
جو بیان کیا گیا۔ **اسکے بعد** گفتگو موت اولیا کے بارے میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ حالت

زندگی میں اولیاء کرام کا حال مثل سوئے ہوئے اشخاص کے ہوتا ہے کہ وہ خوابیدہ کسی معشوق کی تلاش میں ہو۔ اور معشوق اوسکے لبستر میں اوسکے برابر ہو اور اوسے خبر نہو لیکن جب آنکھہ کھلے معشوق کو جسکی طلب میں عمر بھر رہتا اپنے ساتھ دیکھے۔ واللہ اعلم اوسے کسقدر شادی اور فرحت حاصل ہوگی کہ مراد اوسکی پوری ہوئی - یہی حال مرگ اولیاء اور اونکے حال کا ہے کہ حاضران مجلس میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ بعض اولیاء کرام رحمہم اللہ ایسے ہوتے ہیں کہ نعمت مشاہدہ اونکو اسی حالت زندگی میں حاصل ہوتی ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ بے شک یہ بیان صحیح ہے لیکن بوقت مرگ اور بعد از مرگ اُنکا مشاہدہ کمال کو پہونچ جاتا ہے اور یہ مثل بمصداق اس آیہ کریمہ کے اونکے حق میں راست آتی ہے۔ کہ الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا یعنے آدمی سوئے ہوئے ہیں جب مر کر وہ وعید جو اونکے حسب حال ہوگا دیکھینگے متنبہ ہوں گے۔ کچھہ اولیاء کرام کے حالات پر ہی حصر نہیں۔ ہر شخص کو بعد اوسکے مرنیکے اسکا مطلوب دینگے **اسکے بعد** ذکر موت اولیاء میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ شہر بدایوں میں میرا ایک دوست احمد نام نہایت صالح و متعبد تھا۔ ابدال صفت۔ اگرچہ اُمی تھا۔ مگر روز و شب تحقیق مسائل شرعی میں مشغول رہتا تھا جب میں دہلی میں آیا اور رہنے کا اتفاق ہوا۔ یہ احمد بھی ایک مرتبہ آئے تھے اور مجھہ سے ملاقی ہوئے تھے اور نہایت گرمجوشی سے ملے۔ اونکو میری والدہ کی بیماری کا حال معلوم تھا اون کی نسبت مجھہ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ اونکا انتقال ہوگیا شیخ احمد کو بہت رنج ہوا۔ اور بعد عذر خواہی مجھہ سے کہا اللہ تعالی تمہاری عمر دراز کرے۔ یہ بیان فرماتے ہوئے حضرت خواجہ ذکرالله بالخیر کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ اور جو کچھہ بیان فرماتے تھے وہ شدت گریہ کی وجہ سے سمجھہ میں نہیں آتا تھا۔ اوسی اثنا میں یہ دوبیت زبان مبارک سے فرمائیں مگر یہ معلوم ہوا کہ آپ نے خود حسب محل ارشاد فرمائیں۔ یا شیخ احمد سے نقل کیں ؎ گر وصل تو یاری کند و یا نکند ÷ یار کے فراق ہیچ تقصیر نکرد ÷ افسوس دلم کہ ہیچ تدبیر نکرد ÷ تا غمہائے وصال را بزنجیر نکرد ÷ ÷ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ اس واقعہ کے چند روز بعد شیخ احمد کا انتقال ہوا۔ میں نے بعد از وفات

وفات اونکو خواب میں دیکھا کہ برحکم معہود و عادت مجھہ سے مسائل دریافت کرتے ہیں۔ میں نے اون سے کہا۔ کہ یہ جو کچھہ تم پوچھہ رہے ہو عالت حیات کے کام میں آتا ہے۔ تم تو مر چکے ہو تمھیں اس سے کیا سروکار ہے۔ میرے اس کہنے پر اُنہوں نے جواب دیا کہ اے نظام الدین تم سے یہ بعید ہے کہ اولیا خدا کو مردہ کہو وہ زندہ ہیں۔ اسی اثنا میں ایک گوڈری پوش فقیر آیا اور آپکی شان میں کلمات ناسزا کہنے لگا خواجہ ذکراللہ بالخیر پر اس بدگوئی کا مطلق اثر نہ ہوا۔ بلکہ آپنے اوسکی حاجت روا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ایسے آدمی بھی آنے چاہیئں۔ بہت سے اشخاص ایسے آتے ہیں کہ اپنے ساتھہ نذر لاتے ہیں اور سر قدموں پر رکھتے ہیں پس ایسے آدمی بھی ہونے چاہیئیں۔ جو آویں گالیاں دیں اسکے بلیکر جائیں۔ ایسے آدمیونکے آنے سے با اعتقاد آنے والے کی عبودیت مکفر ہوجاتی ہے۔ اسکے بعد یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ کئی پریشان گو میرے پاس آئے اور مجھے بیشمار برا بھلا کہا میں نے اونکو مطلق جواب ندیا جب وہ لاچار ہوئے یہ کہکر چلے گئے کہ جبتک جہان قائم ہے ہمارے لیئے بھلا اور تمہارے واسطے بُرا ہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ بھی بیباک حضرت شیخ الاسلام فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتمیں حاضر ہوئے اور اپنی عادت کے موافق بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ کہ تم مہنت بنے ہوئے بیٹھے ہو خلق خدا کو گمراہ کرتے ہو۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔ کہ میں خود تہوڑا ہی بنکر بیٹھا ہوں مجھے خدا تعالی نے بٹھایا ہے۔ اُنہوں نے جواب میں دوبارہ کہا کہ نہیں خود بنکر بیٹھے ہو۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ جو کچھہ بنایا ہوا ہے اللہ تعالی کا بنایا ہوا ہے وہ یہ سخن سنکر خجل ہوئے اور خاموش ہوکر چلے گئے۔ اسکے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ اسیطرح ایکمرتبہ کئی بیباک حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے۔ وہ ایسے لوگوں سے بہت ناراض تھے۔ اور اپنے ہاں آنے ند یتے تھے۔ الغرض انہوں نے حضرت سے کچھہ طلب کیا آپ نے ندیا۔ انہوں نے باہر جاکر بیہودہ گوئی اختیار کی نوبت باینجا رسید کہ گالیاں دیتے تھے اور پتھر پھینکتے تھے۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ دروازۂ خانقاہ بند کردیا جائے۔ حسب الحکم دروازہ بند کیا گیا۔ اُن نالائقوں نے دروازہ پر

سہروردنکی بوچہاڑ کی۔ آپکو جوش آیا اور انکو بلاکر کہا کہ میں یہاں از خود نہیں بیٹھا ہوں مجھے ایک کامل پیر
نے بٹہایا ہے جنکا نام شیخ شہاب الدین عمر سہروردی ہے۔ وہ یہ سنکر آپکے قدموں میں گر پڑے اور
چلے گئے اسکے بعد حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ درِ خانقاہ بند کرانے میں البتہ
لبشریت تہی۔ اور یہ اوسوقت تک قائم رہی کہ اونہوں نے دروازہ نہ کہلوایا۔ جب وہ گہڑی
ٹل گئی خانقاہ کا دروازہ کہولدیا گیا اور اُسیوقت یہ حکایت ملائم اسی حال کے بیان فرمائی
کہ جب جنگ اُحد میں بہت سے صحابی شہید ہوئے حضرت جبرئیلؑ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئے اور عرض کی کہ اسے محمد اسوقت آپ ہی تہوڑی دیر صفِ شہدا میں لیٹ جائیں کہ ساعت غضب ملجائے

مجلس ہشتم روز چہار شنبہ تاریخ ۲۵ ماہ محرم الحرام ۷۰۸ھ کو سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی
گفتگو مال جمع کرنے والونکے بارہ میں ہو رہی تہی کہ جسقدر اونکو میسر ہوتا ہے اوس سے زیادہ
طلب کرتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ حق تعالی عزاسمہ نے انسان کو مختلف
الطبائع پیدا کیا ہے۔ مثلاً کسی شخص کے پاس دس۱۰ روپئے ہوں۔ اور اس دس کے بارہ ہوجائیں
اوسکو یہ فکر ہوتا ہے کہ دو روپیہ خرچ کرڈالے اور جبتک وہ خرچ نہ ہوجائیں اوسکو آرام نہیں
ملتا۔ اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ جسقدر زیادہ جُڑتا جاتا ہے اَور اُسیکی فکر میں رہتے ہیں۔ یہ
عادت اونکی اختیاری نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالی نے اونکو ایسا ہی پیدا کیا ہے یہ قسمت ازلی ہے
اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ راحت روپیہ پیسہ خرچ کرنے سے حاصل ہوتی ہی اور کوئی شخص اوسوقت
تک راحت حاصل نہیں کرسکتا۔ جبتک خرچ زر نکرے۔ مثلاً اگر کسی شخص کو یہ مطلوب ہو۔ کہ
کپڑے اچھے پہنے یا کہانا اچھا کہاوے یا کوئی اور تمنا پوری کرے جبتک وہ صرفِ زر نکریگا
تمنا اوسکی پوری نہوگی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جمع سیم وزر سے یہ مقصود ہونا چاہیئے
کہ اس سے دوسرونکو منفعت حاصل ہو۔ اسی درمیان میں ارشاد فرمایا۔ کہ شروع عمر میں مجھے
بہی خیال روپیہ جمع کرنیکا تہا۔ نہ اسقدر کہ بہت سا حاصل ہو۔ مگر جب میں خدمت حضرت شیخ
الاسلام فریدالدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوا۔ میں نے آپکو دیکہا کہ اونکی نگاہ میں دو کونَین

ہیچ تہے۔ میں نے وہ خیالات ترک کردیئے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ قبل ازیں مجہپر معاش کی تنگی بدرجہ
کمال تہی۔ مگر خوب فراغت سے گذر ہوتی تہی۔ ایکروز بوقت غیر مجہے ایک آدہا ٹنکہ حاصل ہوا اور سوقت
بازار بند ہوگئے تہے میں نے خیال کیا کہ صبح اسے صرف کرونگا۔ اُسکو بوقت مشغولی بہی مجہے اُس آدہے ٹنکے کا
خیال آیا میں نے لاحول پڑہی اور اپنے دلمیں کہا۔ کہ یا الٰہی کس وقت صبح ہوگی۔ کہ میں اس بلا سے نجات
حاصل کروں گا۔

مجلس ہفتم۔ روز شنبہ تاریخ پنجم ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی
گفتگو قدم اصحاب ولایت کے بارہ میں ہورہی تہی۔ کہ بعضوں کو طیران یعنے پریدگی حاصل ہوتی ہے
اسبارہ میں آپنے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ شہر بدایوں میں ایک واعظ تہے جس جگہ وہ وعظ کہا کرتے
اونکے ممبر کے متصل ایک دیوار تہی منحرف ٹوٹی ہوئی۔ اور اسمیں طاق تہے بوضع مختلف۔ کہ آدمی
کو اوسپر چڑہنا دشوار تہا اور یہ طاق اتنے اونچے تہے کہ کہڑے ہوئے آدمی کا سر اون سے نیچے رہتا
تہا۔ اثنائے وعظ میں اوس وعظ پر یہ حال وارد ہوتا۔ کہ وہ اُچہل کر اُن طاقوں میں سے کسی ایک
میں جا بیٹھتے تہے اور یہ **حکایت** اوسوقت اسی معنی میں بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ ایک راجہ
معہ ایک جوگی کے شیخ صفی الدین گازرونی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شیخ سے بحث شروع
کی اثنائے بحث میں جوگی نے کہا کہ اچہا اگر آپ بزرگ ہیں قدم دکہلایئے۔ شیخ نے کہا کہ دعوائے بزرگی
اول تمہاری جانب سے ہے تم ہی پہلے دکہلاؤ۔ جوگی زمین سے سیدہا ہوا میں معلق ہوا۔ کہ سر
اوسکا چہت سے جا لگا۔ اور پہر اسیطرح سیدہا اُتر آیا۔ اور شیخ سے کہنے لگا اب تمہاری باری ہے
شیخ صفی الدین صحن مکان میں تشریف لے آئے اور آسمان کی جانب موںہہ اُٹہاکر فرمانے لگے کہ الٰہی
تو نے اس بیگانے کو یہ طاقت دی ہے مجہے بہی طیران کرامت فرما۔ یہ فرماکر اپنے مقام سے بلند
ہوئے اور گاہے جانب چپ اور گاہے بجانب راست اُڑتے تہے الغرض تہوڑی دیر اُڑکر پہر اپنے
مقام پر واپس آگئے اور بیٹہ گئے جوگی اُٹہکر قدموں میں گر پڑا اور کہنے لگا کہ مجہہ میں سوائے
سیدہا بلند ہونے کے اور دوسری طاقت نہیں آپ طریق حق پر ہیں کہ جس طرف خواہش ہوتی ہے

اوڑاتے ہیں یہ امر حق ہے اور میرا فعل باطل ہے **اسکے بعد** یہ حکایت بیان فرمائی کہ زمانِ مبارک
حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ میں ایک فلاسفر بادشاہ وقت کے پاس آیا
اور یہ چاہا کہ بادشاہ کو طریق حق سے برگشتہ کرے۔ بحث و مباحثہ شروع کیا تہا۔ یہ خبر حضرت کو
پہونچی۔ آپنے خیال کیا کہ اگر سلطانِ وقت کا عقیدہ بدل جائیگا۔ یہ امر موجب خرابیٔ دین ہوگا
یہ سوچکر دولت سرائے خلیفہ کی جانب نہضت فرما ہوئے۔ یہ وہ وقت تہا کہ خلیفہ اوس فلاسفر
سے خلوت میں باتیں کر رہا تہا آپنے اطلاع کرائی خلیفہ نے بلایا مگر فلاسفی اور خود خاموش ہو رہا
آپنے دریافت فرمایا کہ کیا گفتگو درپیش تہی اُنہوں نے بعد الحاح بسیار حضرت سے بیان کیا کہ اسوقت
ہم یہ گفتگو کر رہے تہے کہ حرکتِ آسمانی طبعی ہے یا ارادی یا قسری کیونکہ حرکات مندرجہ بالا تین اقسام
منقسم ہیں۔ حرکت طبعی یہ ہے کہ ایک پتہر ہاتہ سے چہوڑا جائے اور وہ زمین پر گر پڑے۔ اور حرکت
ارادی یہ ہے کہ کوئی شے اپنے ارادہ سے خود حرکت کرے۔ اور حرکت قسری کی مثال یہ ہے کہ اوکو
دوسرا شخص حرکت دے اور جہانتک اس حرکت دینے والے کی طاقت ہو وہ خلاف اپنی طبع کے
حرکت کرے اور اوس طاقت کے ختم ہونیکے بعد اپنی اصل کی جانب رجوع کرے۔ اول الذکر حرکت
طبعی ہے اور آخر الذکر حرکت قسری ہے۔ اب ہم اس بحث میں تہے کہ حرکتِ فلک طبعی ہے یا قسری۔ آپنے
ارشاد فرمایا کہ حرکت فلک قسری ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ ایک فرشتہ ہے جو آسمان کو
حرکت دیتا ہے۔ حکیم یہ سنکر خندہ زن ہوا۔ شیخ کے مزاج پر تغیر آیا باہر نکل آئے اور آسمان کی
طرف مونہہ اُٹہاکر فرمانے لگے کہ الٰہی جو تو اپنے خاص بندوں کو دکہلاتا ہے انکو بہی دکہلا۔ یہ کہکر
اونکو باہر بلایا اور جانبِ آسمان دیکہنے کے واسطے کہا۔ خلیفہ اور حکیم نے اوس فرشتہ کو اپنی
آنکہہ سے دیکہا اور اقرار کیا۔ اُنکے دین اسلام میں کوئی رخنہ نہ آیا۔ الحمد للہ رب العالمین

مجلس ہشتم روز دوشنبہ تاریخ ۲۷ ماہ مبارک ربیع الاول سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل
ہوئی۔ گفتگو دربارہ احوال حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الدین مسعود گنج شکر اجودہنی رحمۃ اللہ
علیہ کی ہو رہی تہی کہ حضرت شیخ الاسلام اکثر روزہ رکہتے تہے اور افطار اسکا شربت سے

ہوتا تہا ایک پیالہ بہا اوس میں پانی اور قدرے مویز ڈالکر حضرت کے سامنے لاتے اور مشقی کو اوس میں ملتے
کہ شربت ہوجاتا۔ آپ اوس میں سے نصف بلکہ دو حصہ کے قریب حاضرین میں تقسیم فرماتے اور تہوڑا سا
شربت ایک کے بڑے برتن میں ڈالتے۔ قریب تہائی کے خود نوش فرماتے تہے۔ بلکہ اوس تہائی میں سے
حسب خاص عنایت منظور ہوتی مرحمت فرماتے۔ بعد نماز شام دو روٹیاں چپٹر کر حضرت کی خدمت میں
لائی جاتیں وہ آدہ سیر سے کم کی ہوتی تہیں آپ ایک روٹی کے ٹکڑے کرتے اور حاضرین میں تقسیم
فرماتے۔ اور ایک روٹی خود تناول فرماتے۔ لیکن اوسمیں بہی جسکو چاہتے لطف فرماتے تہے اور پہر عبادت
میں مصروف ہوتے تہے کہ آپکی مشغولی حق کا وقت تہا۔ بعد نماز عشا دستر خوان چُنا جاتا اور جو کچہہ
اقسام طعام سے لنگر شریف میں موجود ہوتا لاکر آسیر کہتے تہے فقرا آتے اور کہا کر واپس چلے جاتے
لیکن آپ سوائے اُس روٹی کے جو بوقت افطار کہاتے تہے مطلق نہ کہاتے۔ مگر دوسرے روز اوقت
افطار **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ مرض الموت آپکا بیماریِ حلقوم تہی۔ **یہہ فرماکر** حضرت
خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا۔ کہ اُن ہی ایام میں ایک روز بوقت استراحت میں حاضر خدمت
تہا۔ میں نے بچشم خود معائنہ کیا کہ چار پائی پر آپکے وہ گلیم بچہایا گیا جسکو آپ دن میں اوڑہتے تہے مگر
اوسکے چہوٹا ہونے کی وجہ سے پائین چار پائی لیٹنے جانے اور اُن خالی رہگئی وہاں ایک اور چادر لاکر
ڈالی جسکو آپنے بوقت شب اوڑہا۔ اوسکے اوڑہے جانے سے وہ جگہہ پہر خالی رہگئی۔ اور آپکے پاس
ایک عصا حضرت خواجۂ خواجگان شہید المحبت رضی اللہ عنہ کا عطا فرمودہ تہا وہ لاکر آپکے سرہانے
رکہا جاتا تہا کہ اوس سے تکیہ فرماکر استراحت فرماتے تہے۔ اور جب آپکا ہاتہ اوس عصا کو لگتا آپ
غایت تعظیم سے ہاتہ چومتے تہے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ اُن ہی ایام میں مجہے اور کئی اور خاص
مریدوں سے ارشاد فرمایا کہ فلاں موقع پر جاکر شب بیداری کرو۔ اور میری صحت کی دعا مانگو ہم سب
جنکو آپنے ارشاد فرمایا اوس موقع پر گئے کہانا ساتہ لے گئے تہے رات بہر وہاں مصروف عبادت رہے
اور برائی تندرستی حضرت دعا مانگا کئے جب صبح ہوئی آپکی خدمت میں حاضر ہوکر عرض حال کیا
آپنے بعد تہوڑی دیر خاموشی کے ارشاد فرمایا کہ تمہاری دعا سے مجہے کوئی اثر صحت معلوم نہ ہوا

خواجہ ذکر اللہ بالخیر ارشاد فرماتے تھے کہ میں اس امر کے جواب میں متامل تھا۔ میرے ہمراہیوں میں آپکے ایک مرید شیخ علی بہاری نام تھے۔ اور وہ مجھہ سے پیچھے کھڑے ہوئے تھے اونہوں نے فوراً فرمایا کہ ہم سب ناقص ہیں اور ذاتِ مبارک حضرت شیخ کامل و اکمل ہے۔ دعا ناقصوں کی کاملوں کے حق میں کب مستجاب ہو سکتی ہے۔ آپ نے یہ اونکی عرض نہ سنی۔ مینے دوبارہ تکرار کی آپنے میری طرف موںہہ کرکے ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے اللہ تعالی سے دعا کی ہے کہ جو کچھہ تم طلب کروگے وہ تم کو عطا فرمائیگا۔ آسکے بعد اپنا عصا مجھے مرحمت فرمایا اوسوقت میں نے (جامع ملفوظ ہذا اپنی ذات سے مراد لیتے ہیں) عرض کیا کہ آپ بوقت انتقال حضرت شیخ شیوخ العالم رح حاضر خدمت ہونگے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر آنکہوں میں آنسو بہر لائے اور ارشاد فرمانے لگے میں حاضر نہ تہا مجھے کماہ شوال بجانب دہلی آپنے بہیجدیا تہا اور تاریخ وفات شریف آپکی پانچویں ماہ محرم الحرام ہے لیکن وقت ارتحال آپنے مجھے یاد فرمایا تہا اور حاضرین سے فرمایا کہ فلاں دہلی میں ہے اور یہہ بہی ارشاد فرمایا کہ میں بہی بوقتِ انتقال حضرت شیخ الشیوخ خواجہ شہید المحبت رحہ دہلی میں حاضر نہتا ہانسی میں تہا۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ بیان فرماتے جاتے تھے۔ اور گریہ آپ پر طاری تہا۔ کہ سب حاضرین پر اوسکا اثر تہا۔ اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ زمانہ غلبۂ زحمت حضرت شیخ شیوخ العالم تہا کہ ماہ رمضان المبارک کا چاند دکہلائی دیا آپ بسبب غلبۂ زحمت روزے نرکہہ سکے۔ ایک روز چند خربوزے کہیں سے آئے تھے آپ اونکو کہارہے تھے۔ اسی اثنا میں آپنے ایک پہانک مجھے مرحمت فرمائی۔ میں نے دل میں ارادہ کیا کہ اس عطائے شیخ کو اسیوقت کہالوں یہ دولت کہاں نصیب ہوگی۔ اسکے کفارے میں دو ماہ پیوستہ روزے رکہہ لونگا۔ میرا یہ ارادہ مستحکم ہوگیا تہا اور قریب تہا کہ میں اس ارادے کو پورا کردوں آپ نے روشنضمیری سے یہ حال دریافت فرمایا۔ اور مجھسے ارشاد فرمایا کہ خبردار تم ایسا نکرو میں معذور ہوں مجھے رخصت شرعی ہے۔ **اسکے بعد** کسینے آپ سے حضرت شیخ شیوخ العالم قدس سرہ کی حصول عمر کی نسبت دریافت کیا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ مدت عمر حضرت کی نوّے سال تہی اوس روز آپ سے اس بیان سے اسقدر لطف حاصل ہوا کہ تحریر و تقریر میں نہیں آسکتا۔ اسکے بعد جماع ہوا

برکت حضوری حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر سے لطف تام وذوق کامل حاصل ہوا اور بوقت شب بعد
ادائے نماز عشا آپنے مصلائے خاص اس نحیف کو مرحمت فرمایا والحمدللہ رب العالمین ؐ

مجلس نہم روز سہ شنبہ تاریخ ۱۰ ماہ مبارک ربیع الآخر سنہ مذکور سعادت قدمبوسی حاصل
ہوئی گفتگو دربارۂ دعا ہورہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ دعا قبل از نزول بلا کرنی چاہیئے اور
بزبان عربی یہ ارشاد فرمایا کہ جب بلا آسمان سے نازل ہوتی ہے اور دعا زمین سے کی جاتی ہے وہ اوپر
سے نیچے آتی ہے اور یہ نیچے سے اوپر جاتی ہے دونوں ہوا میں باہم متعارض ہوتی ہیں اگر قوت
دعامیں ہو وہ اوس بلا کو اُلٹا پھیر لیجاتی ہے۔ اگر دعا میں قوت نہوئی بلا نازل ہوتی ہے۔ اُسی وقت
یہہ **حکایت** خروج لشکر مغل کی بابت بیان فرمائی کہ جب خبر روانگی لشکر مغل وارادہ تاراجی
ملک نیشاپور بادشاہ نیشاپور کو معلوم ہوا بادشاہ نے کسی مقرب ندیم کو حضرت شیخ فریدالدین عطار
رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ بجناب باری مستدعی ہوں کہ یہ بلا ٹل جائے۔ آپ نے بجواب
اسکے کہلا بھیجا کہ اب وقت رضامندی آپہونچا ہے وقت دعا گذر گیا۔ مرضی الٰہی پر صبر وشکر
کرنا چاہیئے۔ **اسکے بعد** آپنے ارشاد فرمایا کہ بعد نزول بلا بھی دعا مانگنی چاہیئے۔ اگرچہ بلا دفع
نہیں ہوگی۔ تاہم صعوبت بلا کم ہوجائے گی **اس کے بعد** گفتگو صبر ورضا کے بارہ میں ہوئی
آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ صبر یہ ہے کہ جب کوئی مکروہ امر یا تکلیف بندہ کو پہونچے وہ اوسپر صبر کرے
شکایت نکرے مگر رضا یہ ہے کہ جب کوئی امر مکروہ بندہ کو پہونچے اوسے اوسکے پہونچنے سے کوئی
کراہیت نہ آئے۔ ایسا سمجھے کہ وہ مکروہ اوسے حاصل ہی نہیں ہوا ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا
کہ مذہب متکلمان اسکے خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ جب کوئی رنج کسی شخصکو
پہونچے اور وہ اوسکو نارسیدہ سمجھے اور مطلق خیال نکرے **یہہ فرماکر** آپنے ارشاد فرمایا کہ اسکے
کئی جواب ہیں ایک یہہ ہے کہ بہت سے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ اونکو ضروری کسی مقام کو جانا ہوتا
ہے اور ہنگام رہروی اگر کانٹا اونکے پاؤں میں لگجاتا ہے اونکو بسبب مشغلہ کار خبر نہیں ہوتی
ہے اور کچھہ دیر بعد معلوم ہوتا ہے کہ کانٹا لگا تھا اور دوسری تمثیل یہ ہے کہ جب بہادر لڑائی میں

مشغول ہوتے ہیں اونکو اسوقت اگر کوئی ضرر پہونچتا ہے اس ضرر سے وہ خبردار نہیں ہوتے
تھوڑی دیر کے بعد جب تکلیف بہت بڑھجاتی ہے یا اپنے مقام پر واپس آجاتے ہیں خبردار ہوتے
ہیں۔پس غور کا مقام ہے کہ جو لوگ اپنے کاموں میں مستغرق ہوتے ہیں وقت استغراق اونکو اپنے
دردونکی مطلق خبر نہیں ہوتی تو وہ لوگ جو مستغرق یاد الٰہی ہیں اور فانی فی اللہ ہوگئے ہیں اُنکو
کیونکر اطلاع ہوگی۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا۔کہ قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کسی
کتاب میں لکھا ہے کہ ایک عاشق کو کسی تہمت میں گرفتار کیا۔اور بازار میں لکڑی سے باندھکر ہزار لا
چوب ماریں اوس نے مطلق فریاد نکی اور کوئی اثر رنج والم و تکلیف کا اوسکے چہرے سے دکہلائی
نہیں دیا۔جب اوسکو سیاست دیکر چھوڑدیا اوس سے دریافت کیا کہ تونے اسقدر مار کہائی
اور مطلق فریاد نہ کی اسکا سبب بتلا اوسنے جواب دیا کہ میرا معشوق جسپر میں فدا ہوں اوسوقت
میرے روبرو تہا۔مجھے اوسکے مشاہدۂ جمال کی محویت کے سبب سے مطلق تکلیف معلوم نہوئی
یہہ فرماکر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ مثال اوس شخص کی تہی جو عشق مجازی
میں مبتلا تہا۔اور فی الواقع یہ امر لا التعبیر ہے۔ **اسکے بعد** گفتگو دربارہ توکل ہوئی۔آپنے
ارشاد فرمایا کہ توکل کے تین مرتبہ ہیں اول مرتبہ یہ ہے کہ ایک شخص کسیکو اپنا وکیل مقرر کرے جو
عالم ہو اور اوسکا دوست بہی ہو۔کہ اوسکی جانب سے عدالت میں سوال وجواب کرے۔پس موکل
کو ایک قسم کا اطمینان حاصل ہوگا کہ وکیل اوسکا ہر امر میں دانا ہے یہ صورت اول مرتبہ توکل کی
ہے۔اور اس میں سوال بہی ہوسکتا ہے کہ وہ موکل اپنے وکیل کو بتلائے۔کہ فلاں امر کا بیان
اسطرح ہو اور فلاں کا اسطرح۔یہ توکل مع السوال ہے۔دوسرا مرتبہ توکل کا یہ ہے کہ ایک
لڑکا شیرخوار ہے کہ اوسکی ما اوسکو دودھ پلاتی ہے یہ بہی توکل ہے اسمیں سوال نہیں کیونکہ
لڑکا سوال نہیں کرتا اور نہ تقاضا کرتا ہے۔اگرچہ بعض اوقات رونے لگتا ہے لیکن یہ نہیں
کہتا کہ مجھے دودھ دے یا دودھ پلا البتہ ما اپنی شفقت سے دودھ پلاتی ہے۔تیسرا مرتبہ
توکل یہ ہے۔اور مثال اوسکی اسطرح ہے کہ ایک مردہ غسال کے ہاتھ میں ہے کہ وہ اوسے

جس طرح چاہتا ہے حرکت دیتا ہے۔ اس مردہ کا خود اپنا کچھ تصرف نہیں ہوتا۔ یہ مرتبہ سوم توکل ہے اور گذشتہ
دونوں مراتب سے اعلیٰ ہے۔ **اسی عرصہ** میں کھانا چنیا سامنے لایا گیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے
گفتگو مطایبہ آمیز کرنی شروع کی کہ میں فلاں موقع پر تھا۔ اگرچہ شکم سیر تھا مگر اوسموقع پر نان فراج
میرے روبرو لائی گئی۔ مجھ سے ضبط نہو سکا اور بھرے ہوئے پیٹ پر بھی اونکو کھایا آپ نے اوسکی
یہ باتیں سنکر تبسم فرمایا۔ اور یہ **حکایت** مناسب اوس موقع کی بیان فرمائی۔ کہ میں ایکمرتبہ
حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاڑے کے موسم میں حاضر تھا ایک روز
اشراق کے وقت حضرت شیخ جمال الدین رحمہ مجھ سے مخاطب ہوکر یہہ دو مصرعے فرمائے۔ **بیت** بار وغن
گاؤ اندریں روز خنک ؛ نیکو باشد ہریسہ ونان تنک ؛ میں نے عرض کی کہ ذکر الغائب غیبۃ
حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمہ نے فرمایا کہ نہیں یہ کھانا پکایا جائیگا۔ چنانچہ اوسروز دسترخوان پر
یہی کھانے چنے گئے تھے اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک شخص محمد نام تھا۔ کبھی کبھی
خدمت شیخ الاسلام میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایکروز یہ محمدؐ حضرت شیخ الاسلام فریدالدین رحمۃ اللہ
علیہ کی خدمت میں موجود تھا۔ کہ کھانا سامنے لایا گیا اور انکے سامنے بھی رکھا گیا۔ چونکہ دسترخوان
وغیرہ موجود نہ تھا شیخ محمد نے خیال کیا۔ کہ دسترخوان ہونا چاہیئے کہ روٹی اوسپر رکھی جائے۔ باواصاحب
کو اوسکے اس خطرہ سے اطلاع ہوگئی اور آپنے انگشت سبحہ سے ایک خط مربع زمین پر کھینچکر فرمایا
کہ اے محمدؐ اسے ہی دسترخوان سمجھو۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ یہ واقعہ مبدء حال میں ہوا تھا

مجلس دہم روز جمعہ۔ تاریخ ۲۳ ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی
اس ہفتہ میں کاتب الحروف کو بسبب نہ ملنے تنخواہ کے ایک قسم کا تردد تھا۔ جب میں حاضر خدمت
اقدس ہوا آپنے یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ ایک صاحب تھے۔ آثار بزرگی اونکی پیشانی سے
ہویدا۔ کئی مرتبہ مجھ سے ملاقی ہوئے۔ اور باتیں کیں میں نے اونکے فرط شکوہ سے اُنکا نام بھی
دریافت نکیا۔ ایک مرتبہ مجھے راستہ میں ملے اور یہ ارشاد فرمایا کہ تم انشاء اللہ تعالیٰ ویسے ہی
ہو جاؤگے جیسا لوگوں کا تمہارے حق میں خیال ہے۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے بعد اختتام حکایت

اس سخن پر بہت استحسان فرمایا۔ اور **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ یہی صاحب ایک مرتبہ اور مجہہ سے ملاقی ہوئے اور یہہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ لاہور میں ایک بہت بڑے بزرگ شیخ زندہ دل نامی رہتے تہے۔ ایک دن بروز عید جبکہ جملہ مسلمان عیدگاہ گئے ہوئے تہے انہوں نے موبنہہ آسمان کی جانب اوپہا یا اور عرض کی کہ آجکے روز عید ہے۔ ہر شخص اپنے سر پرستوں سے طلبگار عیدی ہے مجہے بہی تیری جناب سے عیدی مرحمت ہونا چاہیئے۔ اُنکا یہ فرمانا تہا کہ آسمان سے ایک پارۂ حریر جسپر یہ لکہا ہوا تہا۔ کہ ہم نے تجہکو دوزخ سے خلاصی بخشی آپکی گود میں گرا خلق نے معائنۂ اس کرامت سے آپکی دست بوسی اور قدمبوسی شروع کی اور بہت اعزاز و احترام کیا۔ اونہیں لوگوں میں سے کسی نے کہا کہ حضرت آپ نے تو حضرت رب العالمین سے عیدی حاصل کی مجہے بہی کچہہ عیدی آپ مرحمت فرمائیں آپنے وہی پارۂ حریر اوسکو یہ کہکر دیدیا کہ جا یہ تیری عیدی ہے کل کیے روز میں جانوں اور آتش دوزخ۔ **اسکے بعد** حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہہ ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ اور یہی شخص مجہہ سے ملاقی ہوا۔ اور یہہ **حکایت** بیان کی کہ کسی شہر میں ایک برہمن بڑا مالدار رہتا تہا۔ والی شہر نے اوسپر کسی سبب سے اسقدر جرمانہ کیا کہ کل مال اوسکا جرمانہ میں ضبط ہوگیا۔ برہمن بیچارہ مفلس و پریشان حال ہوگیا اور بحالت نکبت ادہر اُدہر مارا مارا پہرتا تہا۔ اتفاقاً ایک روز اوسکا کوئی قدیمی دوست راستہ میں ملگیا اور مزاج پوچہا۔ برہمن تباہ شدہ نے جواب دیا کہ فضل الٰہی ہے میں بہت خوش ہوں۔ اوس شخص نے کہا کہ جب تم سے کل مال تمہارا لیلیا گیا پہر خوشی کہاں۔ برہمن نے جواب دیا کہ نہیں میرا جنیئو میری گردن میں ہے۔ یہ حکایت بیان فرماکر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے مجہہ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ تقریب تقریر و بیان حکایت تہا سے تمہاری سمجہہ میں کچہہ آیا میں نے عرض کی کہ مجہے سُننے اِن حکایات سے استغنار قلب حاصل ہوا۔ اور مجہے معلوم ہوا کہ آپنے ازراہ بندہ نوازی یہ حکایتیں اس خاکسار کی تسکین دل کے واسطے فرمائیں یعنے توقف مواجب و نایافت اسباب دنیا سے مطلق غم نکہانا چاہیئے اگرتمام جہان اوس شخص سے پہر جاوے

کچھہ ڈر نہیں صرف محبت حق ہی پر قرار رہنی چاہیئے۔ آپنے میری اس سمجھہ پر بہت استحسان فرمایا۔ والحمد للہ علی ذلک۔

مجلس یازدہم روز جمعہ تاریخ ۱۴ ماہ مبارک جمادی الاول سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اسی شب جمعہ کو بندہ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ گویا امیر عالم شیخ ابوالحی رحمۃ اللہ علیہ مجھے کچھہ شیرینی مرحمت فرماتے ہیں۔ یہ خواب حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر کی خدمت میں عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تمہیں کوئی پیوند اونکی خدمت میں ہے۔ میں نے عرض کیا نہیں مجھے کوئی پیوند اون سے نہیں ہے۔ یہ سنکر آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ خواب لبا مبارک ہے تمکو کوئی چیز غیب سے حاصل ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اگلے جمعہ تک مجھے ایک ایسی شئے غیب سے حاصل ہوئی کہ میرے گمان میں بھی نہ تھی۔

مجلس دوازدہم روز دوشنبہ تاریخ ۲۴ ماہ مذکور۔ یہ گیارھواں روز اوس خواب کے دیکھنے سے تھا کہ اوسکے ذریعے سے ایک شئے بابرکت حاصل ہوئی تھی۔ **الغرض** اسروز حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے امیر عالم ابوالحی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے فضائل بیان فرمائے اور اوسی ضمن میں ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ صاحب نعمت تھے اونکو حضرت خواجہ اجل شیرازی رح سے نعمت حاصل ہوئی تھی۔ ایکروز وہ درویش منبر پر چڑھے اور گرداگرد منبر کے ازدحام خلق ہوا۔ اوس مجمع میں امیر عالم ابوالحی رحمۃ اللہ علیہ بھی حاضر تھے اوس صاحب نعمت نے منبر پر چڑھکر یہ بیان فرمانا شروع کیا کہ اے خلق خدا آگاہ ہوجاؤ کہ مجھے نعمت حضرت خواجہ اجل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی تھی۔ آجکی رات میں یہ چاہتا تھا کہ وہ دولت اپنے لڑکے کو تفویض کرولی کہ حکم ہوا ٹھیر جاؤ۔ یہ حق امیر عالم ابوالحی کا ہے اوسکو دو یہہ فرماکر منبر سے نیچے اُترے اور امیر عالم ابوالحی کو بلاکر اپنا لعاب دہن اونکے موہنہ میں ڈالا۔ اور وہ نعمت اونکی سپرد کی۔

مجلس سیزدہم روز یکشنبہ تاریخ ۲۹ ماہ جمادی الآخر سنہ ۷۰۸ ہجری سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو فضیلت ماہ رجب المرجب کے بارے میں ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ

یہ نہایت بزرگ اور بابرکت ماہ ہے اسمیں دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں اور چار راتیں اس ماہ میں
نہایت بابرکت ہیں۔ اول۔ شب اول۔ دوم شب جمعہ۔ سوم شب چہاردہم۔ یعنے چودہویں رات
چہارم ستائیسویں رات۔ کہ شب معراج ہے **اسکے بعد** گفتگو نماز نفل کے بارہ میں ہوئی۔
آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص اس ماہ میں نماز نفل ادا کرتا ہے ثواب اُسکا فرض کے برابر پاتا ہے
اور اس ماہ کے نفل بدلے نماز فرض قضا شدہ کے محسوب ہونگے۔ اسکے بعد یہ **حکایت** حضرت
امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی کہ وہ اپنی نماز ہائے قضا شدہ اس ماہ میں پڑہتے تہے

مجلس چہاردہم روز یکشنبہ تاریخ ۱۲ ماہ رجب سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو
استقرار توبہ کے بارے میں ہورہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ سالک جب بیعت پیر میں مستقیم ہوجائے
وہ اپنی ناکردنی عملہائے گذشتہ کے بدلے میں ماخوذ نہوگا۔ اور اُسیوقت یہ **حکایت** مناسب اس
حال کے بیان فرمائی۔ کہ شیخ سراج الدین ساکن ابوہرا ایک بزرگ شخص تہے۔ شیخ الاسلام فریدالدین
مسعود رحمۃ اللہ علیہ سے اونکو شرف بیعت حاصل تہا۔ اور اوس گانوں کے کئی آدمی حضرت سے
بیعت تہے۔ خیر میں ابوہر میں اونکے گہر ایک روز مقیم ہوا اتفاقاً اوسیروز گانوں والوں کی انکی
زوجہ سے لڑائی ہوئی اون لوگوں نے حالت غیظ و غضب میں کلمہائے ناگفتنی شیخ سراج الدین
کی عورت کی نسبت استعمال کیئے کہ وہ اوس پاک دامن عورت کے حق میں تہمت تہی۔ قصہ
مختصر اوس نیک بی بی نے اون سے سوال کیا۔ کہ یہ جو کچھ تم کہتے ہو واقعات میرے مرید ہونے سے
پہلے کے ہیں یا پیچھے کے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے جب یہ کلمات فرمائے اوس کے اعتقاد کی اور
ان کلمات کی نہایت تحسین فرمائی۔

مجلس پانزدہم۔ تاریخ ۲۹ ماہ رجب روز سہ شنبہ ۷۰۸ھ دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔
اس روز ایک شخص نے آپکی خدمت میں آکر اپنا عرض حال کیا اور اپنے حسن انتظام خانہ کے لیے
دعا اور رائے کی امداد چاہی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ہر شب برائے رفع تنگی معیشت
سورہ فاتحہ پڑہا کرو۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام فریدالحق والدین

رحمۃ اللہ علیہ برائی تنگی رزق ہر شب جمعہ کو سورہ فاتحہ پڑھنا فرمایا کرتے تھے جو ہر شب پڑھنے کے لیے کہا ہے واسطے زیادہ اثر ہونے کے کہا ہے اور نیز یہ عمل نیک ہے۔ یہ فرماکر فرمانے لگے کہ میں نے کبھی اپنے لیئے اس وظیفہ کو نہیں پڑھا کیونکہ میری عین خواہش ہے کہ جس حال میں اللہ تعالی رکھے راضی رہوں۔ اُسیوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ میرا گذر ایک مرتبہ ایسی جماعت پر ہوا جو لباس فقرا پہنے ہوئے تھے اور آپس میں ایک دوسرے سے یہ تذکرہ کر رہے تھے کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے اور دوسرا تعبیر دیتا تھا کہ یہ خواب بیٹرا بہت اچھا ہے تعبیر اسکی یہ ہے کہ روزگار تمہارا ہو جاویگا اور اسباب دنیا مہیا ہوگا۔ خوب آرام سے گذریگی۔ میرے دلمیں آیا کہ میں اون سے عرض کروں کہ تمہارا یہ بیان اِن کپڑوں سے بسیا بعید ہے ایسے لباس کے پہننے والونکو ایسا تذکرہ نکرنا چاہیئے مگر اُسیوقت مجھے خیال ہوا کہ میں کون ہوں جو انہیں منع کروں الغرض میں نے اون سے مطلق تعرض نکیا اور اپنی راہ چلا گیا۔ یہ حکایت سنکر اوس شخص نے جسنے طلب استمداد کی تھی عرض کیا کہ یا حضرت بنی آدم کو فراہمی اسباب و فکر معاش ضروری ہے بغیر اسکے چارہ نہیں۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے تبسم کیا اور ارشاد فرمایا کہ میں یہ حکایت اپنے حال کے متعلق بیان کرتا تھا۔ تم سے اسکا کچھ تعلق نہیں ہے۔

مجلس شانزدہم۔ روز پنجشنبہ تاریخ پنجم ماہ رمضان عمت میامنہ سنہ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اس روز بندہ نے مع چند یاران دیگر آپسے تجدید بعیت کی آپنے ازراہ کرم اوسوقت یہ **حکایت** ملائم اس معنے کے بیان فرمائی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبل از عزیمت مکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بطریق رسالت مکیوں کے پاس روانہ کیا تھا کہ بعض نالائقوں نے یہ خبر بد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گوشہائے مبارک تک پہنچائی کہ اہل مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرڈالا۔ جب آپنے یہ خبر متوحش سُنی اصحاب رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اس امر کی بعیت کرو کہ اہل مکہ سے جنگ کی جاوے یاروں نے حسب الحکم بعیت کی اوسروز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک درخت سے

ہنگام بیعت تکیہ لگائے بیٹھے تھے اسوجہسے اس بیعت کا نام بیعت رضوان اور بیعت شجرہ ہوگیا
اوسیوقت ایک صحابی نے جنکا نام ابن اکوع تہا آپکی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت کیلئے عرض کی
آپنے ارشاد فرمایا کہ کیا تو نے قبل ازیں بیعت نہیں کی ہے انہوں نے جواب دیا کہ بیعت میں کرچکا ہوں
اب دوبارہ پہر اس سعادت سے مشرف ہونا چاہتا ہوں۔ پس آپنے دوبارہ اونکو بیعت کیا مشائخ
جو تجدید بیعت کرتے ہیں یہی سند بیان فرماتے ہیں **اسکے بعد** حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے
ارشاد فرمایا کہ اگر مرید تجدید بیعت کرنا چاہے اور شیخ موجود نہو تو چاہیئے شیخ اپنے سامنے رکہے
اور اون کپڑوں سے بیعت کرے۔ حضرت شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ بہی بعض اوقات ایسا ہی
کرتے تہے اور میں بہی کبہی کبہی کیا کرتا ہوں۔ **اسکے بعد** گفتگو حسن اعتقاد کے بارہ میں ہوئی
آپنے ارشاد فرمایا کہ میں نے شیخ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ سے جو شیخ الاسلام اودہ تہے سنا ہے
وہ فرماتے تہے کہ میرا ایک دوست خواجہ اجل شیرازی رح کا مرید تہا۔ اوسکو کسی تہمت میں گرفتار
کیا اور سزائے قتل تجویز کی گئی بالآخر قتل گاہ میں لائے گئے جلاد نے اونکو روبقبلہ کہڑا کیا اور
قتل کرنا چاہا تہا کہ انہوں نے موہنہ پہیر لیا اور قبلہ کی جانب لپشت دیکر موہنہ اوسطرف کرکے کہڑے
ہوگئے جسطرف اونکے پیر کا مزار تہا۔ جلاد نے کہا کہ تم نے موہنہ کیوں پہیر لیا ایسے وقت موہنہ
قبلہ کی طرف کیا کرتے ہیں۔ آپنے جواب دیا کہ جس طرف میرا قبلہ ہے میں نے اپنا موہنہ کرلیا ہے تو
اپنا کام کر۔ **اسکے بعد** آپنے خود اپنے متعلق یہ حکایت بیان فرمائی کہ۔ ایک مرتبہ میں سفر
میں تہا مجہے ایک روز ایک منزل میں بسبب درازی منزل سخت تکلیف ہوئی۔ اگرچہ پیادہ مسافر
نہ تہا مگر پہر بہی تشنگی غالب ہوئی۔ راہ میں ایک تالاب تہا میں اوسکے کنارے گیا گہوڑے سے
اوترا اور چاہتا تہا کہ پانی پیوں مگر صفرا غالب ہوگیا تہا مجہے قے ہوگئی اور گرکر بیہوش ہوگیا
اوس حالت بیہوشی میں نام شیخ الاسلام کا میری زبان سے جاری تہا بعد تہوڑی دیر کے مجہے
ہوش آیا۔ میں نہایت خوش ہوا اور مجہکو یقین کامل ہوگیا کہ بوقت آخر یہی نام مبارک شیخ کا
میری زبان سے جاری ہوگا۔ اور انشاء اللہ تعالی میں اونکی یاد ہی میں سفر آخرت کروں گا۔

مجلس ہفتدہم روز یکشنبہ تاریخ ۱۳ ماہ رمضان المبارک عمت مبا ۱۵۰۳؁ھ کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو زیارت قبور کے بارہ میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ میری والدہ رحمۃ اللہ علیہا جب بیمار ہوئیں اپنی بیماری میں اکثر فرمائیں کہ فلاں بزرگ اور فلاں مزار کی زیارت کو جاؤ۔ میں اون کے حکم کے مطابق جاتا اور واپس آکر عرض حال کرتا۔ نہایت خوش ہوتیں اور فرمائیں کہ میری بیماری میں تخفیف ہوئی اور مرض رو بہ صحت ہے اور اسیوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حالت بیماری میں مجھ سے اور کئی یاروں سے فرمایا۔ کہ فلاں خطیرہ میں جہاں بہت سے شہدا آسودہ ہیں جاؤ اور زیارت سے فارغ ہو کر میری صحت کے لیئے دعا مانگو۔ چنانچہ ہم سب وہاں گئے۔ اور تعمیل حکم کر کے واپس آکر ماجرا عرض کیا آپنے ارشاد فرمایا کہ تمہاری دعا نے میرے حق میں کوئی فائدہ نہ بخشا (مجھ سے اسکا جواب مطلق نہ دیا گیا)۔ میری ایک پیر بھائی شیخ علی بہاری نام تھے۔ وہ میرے متصل کھڑے تھے اُنہوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ ناقص ہیں اور آپکی ذات کامل ہے۔ ناقصونکی دعا کاملوں کے حق میں اثر پیدا نہیں کرتی۔ آپنے کسیوجہ سے اونکے معروضہ کو نہ سنا میں نے دوبارہ عین وہی الفاظ جو شیخ علی بہاری نے کہے تھے آپکی خدمت میں دُہرائے استحسان فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں نے خدا سے چاہا ہے کہ جو کچھ تو طلب کرے وہ اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائے اوسیروز اپنا عصا مجھے لطف فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم اور بدرالدین اسحاق علیہ الرحمۃ جاکر آج شبکو فلاں خطیرہ میں مشغول بیاد الٰہی رہو۔ میں اور وہ دونوں حسب الارشاد جاکر رات بھر اوس خطیرہ میں مشغول رہے اور صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس حال کو عرض کیا۔ آپنے فرمایا بہت اچھا کیا۔ **اسکے بعد** یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ اون ہی ایام میں آپنے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم مع چند یاران دیگر ایک لاکھ مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھو اور اسکو تم ہی پڑھنے کے لیئے اون لوگوں میں تقسیم کردو۔ میںنے یہہ حال اپنے پیر بھائیوں سے جو خانقاہ میں موجود تھے کہا اور اون میں تقسیم کی۔ کسی نے پانچ ہزار اور کسینے چار ہزار پڑھنے کا وعدہ کیا۔ میں نے دس ہزار اپنے ذمہ کیں اور یہ ورد ایک ہفتہ یا اس سے

کم میں تمام ہوگیا۔ پورا ہو جانے پر آپکی خدمت میں عرض کیا اور میں نے دریافت کیا کہ آپنے استیفائی مرض کے لیئے یہ ورد پڑہوایا ہے فرمانے لگے نہیں کچھ اور ہی مقصود ہے واللہ اعلم آپکا مقصود کیا تہا۔

مجلس ششم - روز دوشنبہ تاریخ ۱۰ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ تفسیر امام ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ آپکے روبرو تہی۔ آپ صاحب تفسیر کا حال بیان فرمارہے تہے کہ ایکمرتبہ یہ امام ناصر لبستی رح بیمار ہوئے اور اوس بیماری میں آپکو مرض سکتہ ہوگیا۔ اعزا و اقربا نے آپکو مردہ تصور کرکے دفن کردیا۔ رات کے وقت آپکو ہوش ہوا خود کو مدفون دیکہا۔ سخت متحیر ہوئے اوس حسرت و پریشانی و اضطراب میں آپکو یاد آیا کہ جو شخص حالت پریشانی میں چالیس مرتبہ سورۂ یس پڑہتا ہے اللہ تعالی اوسکے اضطراب کو دفع کرتا ہے اور وہ تنگی اوسکی فراخی سے بدل جاتی ہے یہ سوچکر سورہ یس پڑہنی شروع کی آپ انتالیسویں مرتبہ پڑہ چکے تہے۔ کہ اثر کشادگی ظاہر ہوا اور وہ یہ تہا کہ ایک کفن چورنے بہ نیت کفن چورانے کے آپکی قبر کہودی تہی۔ امام نے اپنی فراست سے معلوم کیا کہ یہ کفن چور ہے پس اس خیال سے کہ مبادا یہ معلوم کرجائے کہ کوئی شخص زندہ دفن ہے اور یہ اپنے ارادے سے باز رہے چالیسویں مرتبہ سورہ یس کو بہت دہیمی آواز سے پڑہنا شروع کیا کہ دوسرا شخص نہ سن سکے۔ القصہ جب آپنے چالیسواں مرتبہ پورا کیا یہ کفن چور بہی اپنا کام پورا کرچکا تہا آپ اٹہکر قبر سے باہر آئے کفن چورنے جب یہ معائنہ کیا ہیبت سے اوسکا گردہ پہٹ گیا اور وہ اسی جگہہ خوف کہاکر گر پڑا۔ اور مرگیا۔ امام کو اوسکی ہلاکت کا بہت تاسف ہوا اور اپنے دل سے کہا کہ تونے اسقدر جلدی کی اوسکو اپنا کام کرلینے دیا ہوتا اور پہر باہر نکلتا الغرض پشیمان ہوتے ہوئے باہر آئے اور یہ خیال کیا کہ اگر میں فوراً شہر میں چلاجاؤں گا لوگوں کو اس محال کے وقوع سے سخت پریشانی و حیرت و ہیبت ہوگی۔ خوف کہائینگے۔ پس آپ رات کو ہی شہر میں گئے اور ہر محلہ کے ہر دروازہ کے آگے آگے پکارتے تہے کہ میں امام ناصر لبستی ہوں۔ تم لوگوں نے مجہے سکتہ کی حالت میں دیکہکر غلطی سے مردہ تصور کیا اور دفن کردیا۔ میں زندہ ہوں۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ بیان فرماکر فرمانے لگے یہ تفسیر اونہوں نے اس واقعہ کے بعد لکہی تہی۔ **اسکے بعد** گفتگو مردان خدا کے بارے میں ہوئی

کہ وہ ہمیشہ یادِ دوست میں مستغرق رہتے ہیں اور کھانے پینے سونے و دیگر ضروریات سے مطلق یاد ہم نہیں ہوتی۔ جو کچھ کرتے ہیں محض خالصتہً لوجہہ اللہ کرتے ہیں۔ یہ فرماکر یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ ایک بزرگ دریا کے کنارے رہتے تھے اور دریا کے پار ایک دوسرے بزرگ کا قیام تھا۔ ایک روز اونہوں نے تھوڑا سا کھانا مہیا کر کے اپنی عورت سے کہا کہ یہ کھانا اپنے سر پر رکھہ اور دریا عبور کر کے اس مرتاض شخص کو دے آ۔ کہ وہ کھا لیوے۔ عورت نے کہا کہ راہ میں پانی بہت زیادہ ہے عبور دریا بغایت دشوار ہے میں کیونکر جاؤں شیخ نے کہا۔ کہ جب تو دریا کے کنارے پہونچے پانی کی جانب موہنہ کر کے کہہ دیجیو کہ اے پانی اوس حرمت سے کہ میرے شوہر نے مجھہ سے کبھی صحبت نہیں کی مجھے راہ دے۔ عورت کو یہ سنکر سخت تعجب ہوا۔ اور اپنے دلمیں کہا کہ مجھے اسنے کئی لڑکے بچے ہو چکے ہیں یہ بات میں کس طرح کہہ سکتی ہوں۔ قصہ مختصر وہ نیک عورت یہ سوچتی ہوئی دریا کے کنارے پہونچی اور پانی سے جو اوسکے شوہر نے تلقین کیا تھا کہا۔ پانی سنتے ہی دو ٹکڑے ہو گیا اور درمیانِ آب راہِ خشک ظاہر ہوئی کہ یہ عورت عبور دریا کر گئی۔ اور اوس بزرگ کو کھانا پہونچایا۔ درویش نے تناول کیا۔ اور عورت سے کہا کہ واپس چلی جاؤ۔ عورت نے یہ سنکر کہا کہ راستہ میں دریا حائل ہے میرے شوہر نے مجھے کچھہ تلقین کیا تھا اسوجہہ سے عبور دریا میں نے کیا اب واپس جانا ناممکن ہے۔ درویش نے یہ سنکر دریافت کیا کہ تمہارے خاوند نے کیا کلمات تم سے کہے تھے۔ عورت نے وہی الفاظ جو اوسکے خاوند نے کہے تھے دوہرائے درویش نے اونکو سنکر کہا کہ جب تو لب آب پہونچے میری جانب سے مخاطب بہ آب ہو کر کہہ دیجو کہ اے پانی اُس شخص کی حرمت سے جس نے کبھی بیس برس ہوئے کھانا نہیں کھایا ہے مجھے راستہ دے اوس زن صالحہ کو یہ کلمات سنکر اور بھی زیادہ تعجب ہوا۔ کہ انہوں نے تو ابھی میرے روبرو میرا لایا ہوا کھانا کھایا ہے اب یہ کیا فرما رہے ہیں القصہ وہ عورت اسی کشمکش و پیچ میں بر روئے آب پہونچی اور وہ کلمات کہے جو اونہوں نے فرمائے تھے پانی سنتے ہی دو ٹکڑے ہو گیا اور درمیان دو آب موافق بار اول راہِ خشک نمودار ہوئی اور اسنے بسلامت عبور کیا اور اپنے مکان میں پہونچی۔

اپنے خاوند کے قدموں میں گر پڑی کہ مجھے اس راز سے مطلع فرمائیے کہ آپنے ہمیشہ مجھہ سے صحبت کی ہے
اور کئی لڑکے آپکے نطفہ سے موجود ہیں- اور اوس درویش نے میرے روبرو کہانا کہایا ہے اور تعجب
ہے کہ آپنے اور اوسنے انکار کیا اور اس صدق کی وجہ سے پانی نے راہ دی- اوسکے خاوند نے
کہا کہ آگاہ ہو میں نے کبھی تجھہ سے بہوائے نفس خود صحبت نہیں کی جب تجھہ سے صحبت کی تیرے حق
کے ادا کرنے کی نیت سے کی اور اوس مرد صالح نے بہی تیس برس سے بہوائے نفس خود کبھی کہانا
نہیں کہایا جب کہانا کہایا بہ نیت بقائی زندگی و قوتِ عبادت کہایا- یہی وجہ تہی کہ پانی نے
اوس حرمت کو نگاہ رکہا اور تجھے راہ دی پس خبردار ہو جا کہ مردانِ خدا جو کچھہ کرتے ہیں نیت
اونکی ہمیشہ سچا آوری فرمانِ حق ہوتی ہے **اسکے بعد** یہ حکایت حضرت قدوۃ الاولیا شیخ
قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی کہ اونکے دو لڑکے تہے دونوں ایکساتہہ ہی
یعنے توام پیدا ہوئے تہے منجملہ اونکے ایک کی وفات بحالتِ طفلی ہو گئی تہی اور دوسرا جو جوان
ہوا تہا اوسکا حال حضرت کے حال سے بالکل برعکس تہا- یہ فرماکر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے
فرمایا- کہ فرزند حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ الاسلام
شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر اجودہنی رحمۃ اللہ علیہ تہے- القصہ جب آپکے چہوٹے لڑکے
کی وفات ہوئی حضرت اوسکو دفن کرکے واپس آئے مکان میں گئے- آپکی بیوی نے رونا شروع
کیا مکان سے باہر آکر مجلس خانہ میں تشریف فرما ہوئے گہر کے اندر سے آوازِ جزع و فزع آتی تہی
یہ نالہ اونکا شیخ کے سمع شریف میں پہنچا- ہاتہ ملنے لگے- شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ
آپکی خدمت میں حاضر تہے انہوں نے آپ سے دریافت فرمایا کہ آپ یہ اظہار تاسف کیسا کرتے
ہیں فرمانے لگے کہ مجھے اسوقت یہ خیال آیا کہ میں نے حق تعالی سے اپنے لڑکے کی درازی عمر کی
دعا نہ مانگی اگر میں طلب کرتا ہر آئینہ دعا میری قبول ہوتی- یہ فرماکر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر
نے ارشاد فرمایا کہ حضرت کا استغراق دیکہنا چاہیئے کہ کیسا واقعہ ہائلہ ہوا اور آپ کو خبر نہوئی
اور آپ کیسے یادِ دوست میں مستغرق تہے کہ واقعہ وفات فرزند کو نہ معلوم کرسکے آسکے بعد

گفتگو در بارۂ دعا ہوئی- آپنے ارشاد فرمایا کہ وقت دعا بندہ کو لازم ہے کہ وہ اپنی کسی معصیت کا
خیال نکرے اور نہ کسی طاعت کو درمیان میں لائے کہ اس سے عُجب پیدا ہوگا اور دعا قبول نہ ہوگی
اور معصیت کا خیال کرنے سے ایقان قبول دعا میں سستی پیدا ہوگی- بہر حال وقت طلب دعا-
اللہ تعالی کے فضل وکرم پر نظر رکھنی چاہیئے- اور امیدوار رحمتِ حق رہنا چاہیئے اور اس امر کا
پختہ یقین رکھنا چاہیئے کہ دعا ضرور قبول ہوگی- اوسوقت آپنے یہ بھی فرمایا کہ وقت دعا مانگنے
کے دونوں ہاتھ کشادہ سینہ کے برابر ہونے چاہیئں اور فرمایا کہ ایک روایت میں اسطرح
بھی آیا ہے کہ ہاتھوں کی کفدست اور پنجے ملے ہوئے ایسے ہونے چاہیئں کہ کوئی شئے اوسمیں
ڈالی جائیگی اوسوقت یہ بھی فرمایا- کہ دعا برائے تسکین قلب ہے اللہ تعالی عزوجل جو چاہتا ہے
سوکرتا ہے **اسکے بعد** گفتگو عقیدۂ مریدان کے بارہ میں ہوئی آپنے یہ **حکایت** بیان
فرمائی کہ اسی شہر میں میرا ایک ہمسایہ محمد نام تھا اوسے ہر سال نارو نکلا کرتے تھے اس سبب سے
بیچارے کو سخت تکلیف ہوتی تھی- ایک مرتبہ جب میں نے ارادہ روانگی برائے سعادت قدمبوسی
حضرت شیخ الاسلام کیا یہ محمد میرے پاس آئے اور شکایت نارو کرنے لگے اور کہا کہ جب آپ
دولت قدمبوسی سے مشرف ہوں میری بیماری کا بھی تذکرہ فرمائیں- اور کوئی تعویذ لا کر مجھے
مرحمت کریں کہ اس عذاب جانکاہ سے نجات حاصل ہو- القصہ جب میں حضرت شیخ الاسلام کی
زیارت سے مشرف ہوا مجھے شیخ محمد بھی یاد آئی اور اونکا حال بیان کرکے گذارش کی کہ انہوں نے
ایک تعویذ کے لیئے بھی کہا تھا حضور مرحمت فرمائیں- آپنے ارشاد فرمایا کہ تم ہی لکھہ لو- میں نے
تعویذ لکھا اور آپکے ملاحظہ میں گذرانا آپنے مجھے واپس دیدیا اور فرمایا کہ اپنے پاس رکھو اور جب
دہلی پہونچو اون کو دیدینا- جب میں واپس آیا میں نے وہ تعویذ شیخ محمد کو دیدیا اونکو اوس
تاریخ سے پھر کبھی نارو نہ نکلا- حاضرین میں سے کسی نے دریافت کیا کہ آپنے اوسمیں کیا لکھا تھا
خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اوسمیں اللہ شافی اللہ کافی- اللہ معافی اور ایک دو
کلمے اور لکھے تھے جو اسوقت یاد نہیں آتے- اسکے بعد یہ **حکایت** مریدوں کے حسن اعتقاد میں

بیان فرمائی کہ میں ایک روز مجلس مبارک حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہ میں حاضر تھا۔ کہ ایک بار یعنے
بال آپکی محاسن شریف سے جدا ہوکر آپکی گود میں گرا۔ میں نے عرض کی کہ مجھے کچھ عرض کرنا ہے آپنے
اجازت دی میں نے عرض کیا کہ ایک بال آپکا ڈاڑہی سے جدا ہوکر گرا ہے مجھے اجازت دی جائے کہ
میں اوسکو اوٹھالوں۔ اور اپنے پاس بطور تعویذ کے رکھوں۔ آپنے ازراہ کرم بخشش فرمائی میں نے
اوس بال کو بتعظیم تمام اُٹھایا۔ اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر بطور تعویذ کے رکھا۔ عجب بزرگی اور
کرامات اوس سے ظاہر ہوئیں۔ اور ہمیشہ دیکھنے میں آئیں۔ کہ اوس سے ہر ایک دردمند کی بیماری اور
درد دل کی دوا ہوتی تھی۔ ہر ایک بیمار آکر تعویذ مجھسے لیجاتا تہا اور چند روز اپنے پاس رکھکر بعد
شفا دیجاتا تہا۔ میرے ایک دوست شیخ تاج الدین ملتانی نام تھے۔ ایک مرتبہ اونکا چھوٹا لڑکا
بیمار ہوا۔ وہ تعویذ مانگنے میرے پاس آئے۔ مین اوس تعویذ کو باحترام تمام ایک طاق میں رکھا کرتا
تہا اوٹھکر اونکو دینا چاہا۔ تعویذ طاق میں نہ ملا۔ مین نے اس خیال سے کہ شاید بھول کر کسی دوسرے
طاق میں رکھدیا ہوگا۔ دوسرے طاقوں مین بھی دیکھا مگر نہ پایا۔ اور وہ دوست نامراد واپس چلے گئے
اور لڑکا اُنکا فوت ہوگیا بعد کئی روز کے پہر کوئی شخص مانگنے آیا۔ مین نے اوسکو دینے کے لیئے پھر
اوٹھکر دیکھا جس طاق میں رکھا کرتا تہا مجھے ملگیا۔ اوسوقت مجھے معلوم ہوا کہ شیخ ناصر الدین رح کی لڑکی
کی قضا آگئی تہی اسوجہ سے یہ موئے مبارک ہمدست نہوا تہا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مجلس نوزدھم روز چہارشنبہ تاریخ ۱۶۔ ماہ ذیقعدہ ۷۰۸ھ سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی
گفتگو نظم و نثر کے بارے میں ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ ہر ایک سخن خوب جو سنا جاتا ہے اور
سُننے سے ایک ذوق حاصل ہوتا ہے اور جو سخن خوش کہ بعبارت نثر سنا جاوے اور اچہا معلوم ہو
اگر وہی سخن نظم مین سنا جائے زیادہ دلپذیر ہوگا۔ اور لحن خوب میں سُننے سے زیادہ اثر ہوتا ہے اور وہی
لحن بد سے سنا جائے بہت کم اثر پیدا کریگا۔ ذوق بھی کم ہوگا۔ اسوقت راقم الحروف نے عرض
کیا کہ بندہ کو جسقدر رقت سماع میں ہوتی ہے کبھی بوقت غیر نہیں ہوتی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ سماع
اصحاب طریقت کی جان ہے اور سماع سے ایک آگ اونکے دلوں میں محبت کی بہڑک اُٹھتی ہے۔ اور

ذوق حاصل ہوتا ہے۔ اگر یہ ذوق ہی نہوتا زندگی لاحاصل تہی۔ یہ فوائد بیان فرماتے ہوئے آپ آنکھوں میں آنسو بہر لائے اور ایک نفس سرد سینہ سے کہینچا اور ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے خواب میں کچھہ دکھلائی دیا۔ میں نے یہ مصرعہ پڑہا ۔ ایدوست بدست انتظارم کشتی ٭ اور دوبارہ پہر اسکا اسطرح اعادہ کیا ۔ ایدوست بزخم انتظارم کشتی ٭ اور جسوقت میری آنکھہ کہلی مجھے یہ مصرع یاد تہا۔ اور اصل میں یہ مصرع اسطرح سے ہے مصرعہ ایدوست بہ تیغ انتظارم کشتی ٭

مجلس بستم۔ تاریخ ۱۳ ماہ ذی الحج روز سہ شنبہ سنہ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو صدق ارادت کے بارے میں ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک سپاہی محمد شاہ نامی حضرت شیخ الاسلام فریدالدین مسعود گنج شکر اجودھنی قدس سرہ العزیز کا مرید تہا۔ وہ جب کسی کام کا یا کسی جگہہ جانے کا عزم کرتا اوسی اندیشہ میں خدمت شیخ کو خواب میں دیکھتا اور حسن ہیئت میں آپکی زیارت کرتا اوس خواب کی تعبیر کو اوسی پر قیاس کرتا ایک مرتبہ اوسکی ہندوستان آنیکی نیت ہوئی ایک شب اوس نے خواب میں دیکھا کہ شیخ الاسلام بجانب پاک پٹن رواں ہیں۔ جب بیدار ہوا۔ یہ عزم کیا کہ اب مجھے پاک پٹن جانا چاہیئے۔ اگرچہ اوس نے اوس خواب میں حضرت سے کلام نہیں کیا اور نہ آپنے اوسے کچھہ فرمایا صرف اسیقدر اشارہ دیکہا تہا اسکو دیکھکر محمد شاہ نے نیت ہندوستان جانیکی فسخ کی اور بجانب پاک پٹن روانہ ہوا۔ **الغرض** اس سفر میں اونکو بہت آرام ملا راہ میں نہایت آسائش ملی۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ بیان فرما ارشاد فرمایا کہ اس محمد شاہ کو غوری کہا کرتے تہے۔ مرد بزرگ تہے آخر عمر میں سفر حج کعبہ کیا۔ اس سفر کے بعد پہر اونکا کچھہ پتہ نہ ملا کہ کہاں گئے اور کیا ہوئے۔

مجلس بست و یکم روز دوشنبہ۔ تاریخ ۱۱ ماہ محرم الحرام ۷۰۸ ہجری کو دولت دستبوسی حاصل ہوئی کہ ایک بزرگ تہے ایک شخص انکی خدمت میں حاضر ہو کر ارادت لایا اور شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ آپنے اوسکو موافق رسم خرقہ عطا فرمایا وہ شخص خرقہ پہنکر چلا گیا۔ بعد چند روز کے کسینے آپکی مجلس میں اس امر کا ذکر کیا۔ کہ وہ طریقہ نیک سے برگشتہ ہو گیا ہے

صحبتِ بد اختیار کی ہے اور امر ہائی ناکردنی کرتا ہے فساد میں مشغول ہے۔ آپ یہ سنکر اوسکے مکان پر تشریف لے گئے اور اوس مرید سے ارشاد فرمایا کہ چلکر میرے مکان میں رہ اور جو تجھے کرنا ہو وہاں کر کہ میں تیری پردہ پوشی کرونگا کسلیئے کہ درویشی جامع حسنات ہے اور کل پردہ پوشی سے مملو ہے۔ مرید نے جب آپکا یہ فرمان سنا۔ آپکے قدموں میں گر پڑا۔ اور تجدید بعیت کی اور ایسا تائب ہوا کہ پھر کبھی گرد معصیت کی نہ پھٹکا۔ والحمد للہ علی ذلک۔ اس حکایت کے تمام ہونے پر بندہ نے عرض کیا کہ یہ قاعدہ مقرر ہے کہ پیر مرید کے احوال پر نظر کرتا ہے کیونکہ اگر احوال مرید پر نظر نکرے پیر کو کیونکر معلوم ہوسکتا ہے کہ اونکے عمل درست ہیں لیکن پیر کو اونکے اعتقاد کا بھی حال معلوم کرنا چاہیئے کہ آیا اعتقاد درست ہے اور اوسمیں کسی قسم کا فرق تو نہیں آیا ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا بے شک ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اصل اس کام میں اعتقاد کا درست ہونا ہے جیسا کہ عالم ظاہر میں اصل ایمان یہ ہے کہ مرد وحدانیت اللہ تعالی اور رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقر ہو۔ کہ بغیر اوسکی درستی ایمان کی نہیں ہوسکتی۔ مرید کو بھی لازم ہے کہ حق پیر میں اعتقاد درست رکھے۔ جو مومن کہ ایمان اوسکا درست ہو گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا۔ اسیطرح مرید کہ اعتقاد اوسکا بحق پیر درست ہو اور کوئی لغزش اوس سے صادر ہوجائے حکم اوسکے ارتداد کا نہیں دیا جائیگا اور امید ہے کہ ببرکت اعتقاد کے وہ پھر درست ہوجاویگا **اسکے بعد** گفتگو تلاوت قرآن کے بارہ میں ہوئی اور حفظ قرآن کا ذکر ہوا۔ بندہ نے عرض کیا کہ اگر حفظ نہو ناظرہ پڑھنا بہتر ہے یا نہیں۔ آپنے ارشاد فرمایا بہت بہتر ہے کہ آنکھ کو بھی حظ حاصل ہوتا ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام جس شخص کو قرآن شریف حفظ کرنے کے لیئے فرماتے اول سورۂ یوسف یاد کرنیکے واسطے ہدایت فرماتے اور ارشاد فرماتے تھے کہ جس نے ابتدائً سورۂ یوسف حفظ کی اللہ تعالی اوسکی برکت سے تمام قرآن شریف یاد کراتا ہے اور اسیوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ جس شخص نے قرآن شریف حفظ کرنے کی نیت کی اور یاد کرلینے کے قبل مرگیا اوسکی قبر میں رکھے جانے کے بعد ایک فرشتہ اوسکے پاس

آویگا جسکے ہاتھہ مین ایک ترنج بہشتی ہوگا اور اس شخصکے ہاتہ مین دیکر کہانے کے واسطے کہیگا۔ اس ترنج کے حلق سے نیچے اوترتے ہی قرآن شریف اوسکو یاد ہو جائے گا۔ اور وہ فردائے قیامت حافظ اوٹھیگا۔ **اسکے بعد** گفتگو اون عالمون کے بارہ مین جو درویش صفت ہوتے ہین ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے ایسے تین عالم دیکھے ہین۔ ایک مولانا شہاب الدین میرٹھی۔ دوم مولانا حافظ احمد۔ سوم مولانا کیتھلی۔ اور اسیوقت یہ **حکایت** مولانا احمد کی بیان فرمائی کہ وہ بڑے باخدا اور عالم اور حافظ کلام ربانی تھے۔ ایک مرتبہ مین بعد وصال حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ عازم اجودہن تہا۔ سرسہ مین مولانا احمد حافظ سے ملاقی ہوا۔ مجھہ سے فرمانے لگے کہ جب تم روضۂ مبارک پر پہونچو میری جانب سے دست بستہ بعد سلام عرض کرنا۔ کہ مین طالب دنیا نہین ہون۔ اسکے طالب بہت ہین اور عقبی بہی مجھے نہین چاہیئے۔ مین صرف اسیقدر چاہتا ہون کہ اللہ تعالی میرا خاتمہ بخیر کرے۔ اور نیک لوگون کے زمرہ مین بروز حشر اٹھائے۔ اسکے بعد **حکایت** بزرگی مولانا کیتھلی کی بیان فرمائی۔ کہ وہ بزرگ باعظمت تھے کیسکے مرید نہ تھے مگر صحبت مین بہت سے اولیاء اللہ کے رہے تھے مین نے اونکو بارہا وعظ فرماتے ہوئے دیکہا تہا اونکی تقریر سے ہیبت اور بزرگی ہویدا تہی اور صاف معلوم ہوتا تہا کہ یہ واصلان الہی سے ہین۔ ایک عرصہ سے ایک مشکل مسئلہ مجھے دریافت طلب تہا۔ مین نے اون سے اوسکا حل چاہا آپنے بوضاحت تمام بیان فرمایا کہ وہ اسطرح اور اسطرح ہے۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر یہ بیان فرماتے ہوئے آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ مین اوس مسئلہ کو اگر سو عالمون سے دریافت کرتا مجھے حل نہوتا اسکے بعد اونکے اخلاق کی یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ میرے پاس تشریف لائے میرا خدمتکار مبشر اون دنون لڑکا تہا اوس سے اوسوقت کچھہ بے ادبی سرزد ہوئی مین نے ایک تھپڑ ماری۔ مولانا کیتھلی یہ حال دیکھکر رونے لگے گویا تھپڑ اونکو لگی تہی اور روتے ہوئے مجھہ سے فرمایا کہ یہ میری شامت تہی اور یہ اثر میری بدبختی کا تہا کہ اسکو یہ آزار پہونچا اونکے رونے سے میرا بہی دل بہر آیا اور شکستگی کمال دلکو ہوئی۔ اسکے بعد آپنے ایک اور **حکایت**

اونکی بزرگی کی بیان فرمائی۔ کہ خود آپ ہی مجھ سے بیان فرماتے تھے کہ جس سال سلطان قطب الدین حسن کا
انتقال ہوا۔ دہلی مین قحط پڑا ہوا تہا۔ ایک روز مین بحالت گرسنگی بازار کر ماس مین گیا اور کہانا
خریدا۔ لیکن اوسوقت یہ دل مین آیا کہ اسکو تنہا نہ کہاؤن اور بہی کسی غریب کو اپنے ساتھ بہم نوالہ
کرون۔ اتنے مین ایک درویش دلق پوش میرے روبرو سے گذرا مینے بڑہکر اوس سے کہا کہ آئے
بہائی مین غریب ہون۔ اور تم بہی مجھے غریب معلوم ہوتے ہو۔ مین نے تہوڑا سا کہانا خریدا ہے
مہربانی فرماکر میرے ساتھ کہانے مین شریک ہوجاؤ اوسنے قبول کیا۔ ہم اور وہ دونون نانبائی
کے کوٹھے پر چڑہے اور کہانا شروع کیا۔ اسی اثنا مین مین نے اوس شخص سے کہا کہ مجہپر بیس ٹنکہ
(ایک قسم کا سکہ) قرض ہوگیا ہے مجھے اوسکی ادائگی کی فکر ہے۔ اوس درویش نے یہ سنکر
کہا۔ کہ تم بفراغ دلی کہانا کہائے جاؤ مین بیس ٹنکہ تمہین دونگا۔ میرے دل مین خیال آیا کہ
یہ شخص مجہہ سے بہی زیادہ نادار معلوم ہوتا ہے اسکے پاس بیس ٹنکہ کہان سے آوینگے جو
مجھے دیگا۔ الغرض جب مین اور وہ دونون کہانے سے فارغ ہوئے وہ مجھے اپنے ساتھ عیدگاہ
تک لیگیا۔ عیدگاہ کے پیچھے ایک قبر تہی اوسکے سرہانے کہڑا ہوکر کچہہ پڑہا اور ایک چہوٹی قمچی
سے جو ہاتہ میں تہی آہستگی سے ایک دوبار اوس پر ضرب مارین اور بآواز کہا کہ اس درویش
کو بیس ٹنکہ کی ضرورت ہے۔ دو۔ یہ کہکر میری جانب مخاطب ہوا اور کہا آپ جائیے بیس ٹنکہ
آپکو پہونچ جاینگے۔ مولانا کیتہلی کہتے ہتے۔ کہ مین بعد اونکے دست بوسی کے واپس چلا آیا
اور اس حیرت مین تہا کہ بلا وجہہ کون مجھے بیس ٹنکہ دیگا۔ مین یہ سوچتا آتا تہا کہ مجھے ایک خط
کی بابت جو ایک شخص نے مجھے کسی مقام پر پہنچانے کیواسطے دیا تہا یاد آیا کہ وہ جگہ اس مقام
سے نزدیک ہے۔ خط پہونچاتا جاؤن۔ جب مین دروازہ کمال کے متصل پہنچا ایک ترک کو بالاخانہ
مین بیٹھے ہوئے دیکہا کہ اوسنے مجھے آواز دی۔ اور اپنے غلامون کو میری طلب مین دوڑایا
مین اوسکے بلانے سے بالاخانہ مین داخل ہوا اوس نے میری بہت خاطر کی اور نہایت تعظیم سے
پیش آیا۔ مین نے ہرچند کوشش کی کہ اوسکو شناخت کرون۔ مگر نہ پہچان سکا اور وہ ترک

بدستور کہتا تھا کہ فلاں عالم ہو اور میں تم کو بہت اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ اور تم نے فلاں موقعہ پر میرے ساتھ بھلائی کی تھی اور میں ہمیشہ اوسکے سوال کے جواب میں کہتا تھا۔ کہ میں تم سے واقف نہیں۔ تم کو نہیں پہچانتا۔ مگر وہ میرے کہنے کو نہ مانتا تھا اور ہر بار یہی کہتا تھا۔ کہ میں نے تم کو پہچان لیا ہے اب خود کو چھپانے سے کیا حاصل ہوگا۔ الغرض اوسنے بہت سی ایسی ہی رد و کد کی آخر الامر بیس تنکہ طلب کرکے ہزاروں معذرت کے ساتھ مجھے دیئے۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ کہنا جو انہوں نے تنہا نہ کہا یا۔ یہ اونکی عادت مستحسنہ تھی۔ کہ کبھی تنہا نہ کہاتے تھے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ہنگام مسافرت میں نے حوالی سرسہ میں سنا۔ کہ کل راہ میں غارتگری ہوئی اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے ہیں۔ اور کوئی دانشمند جسکو کیتھلی کہتے تھے اوس قافلہ میں تھا کہ وہ بھی شہید ہوا مجھے انکا خیال ہوا کہ کہیں مولانا کیتھلی نہوں۔ دوسرے روز میں اون شہیدونکی فاتحہ خوانی کو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرا خیال صحیح ہوا۔ یہ مقتول مولانا کیتھلی ہی تھے۔ جو اس طائفہ غارت گروں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔

مجلس بست و دوم روز چہارشنبہ تاریخ ۳ ماہ مبارک ربیع الاول ۷۰۸ھ کو دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ اس سے پیشتر کبھی اس قدر دراز مدت تک میں حضوری مجلس شریف سے قاصر و غائب نہ رہا تھا۔ جب مجھے یہ سعادت حاصل ہوئی دو تین اور یاران معتبر خدمت شریف میں حاضر تھے آپنے مجھ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ میں اسوقت ذکر علماء و فضلاء کر رہا تھا خوب ہوا جو تم آئے میںنے دوبارہ قدمبوسی کی اوسوقت آپ نے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ خواجہ شمس الملک رحمۃ اللہ علیہ کی رسم تھی۔ کہ جب کوئی شاگرد سبق ناغہ کرتا۔ یا کوئی دوست مدت کے بعد آتا۔ آپ اوس سے ارشاد فرماتے کہ میں نے ایسا کیا کیا تھا کہ تم نہ آئے۔ اسکے بعد آپنے متبسم ہوکر ارشاد فرمایا کہ خواجہ شمس الملک جب کسی سے مطائبہ فرماتے یہ الفاظ ارشاد کرتے کہ میں نے کیا کیا تھا جو تم نہ آئے۔ اب کہو تو اب پھر وہی کروں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ اگر میرا سبق ناغہ ہوجاتا اور میں دوسرے دن جاتا مجھے بھی یہ خیال ہوتا کہ آپ حسب اجرائے عادت مجھ سے بھی یہی فرمائیں گے مگر آپ مجھے دیکھتے ہی

یہ بیت فرماتے ؎ آخر کم ازاں کہ گاہ گاہے ٭ آئی و بکا کنی نگاہے ٭ خواجہ ذکراللہ بالخیر اس بیت کو بیان فرماکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے کہ اوس سے ایک خاص اثر حاضرین کو پیدا ہوا یہ وقت بار احت تھا اوسوقت حاضرین میں سے کسی نے دریافت کیا کہ ایسا سنا گیا ہے کہ آپ جب برائے تعلیم خدمت خواجہ شمس الملک میں حاضر ہوتے وہ آپکی تعظیم فرماتے تھے اور حجرہ میں کہ خاص اونکے بیٹھنے کی جگہ تھی آپکو بٹھاتے۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا۔ کہ ہاں اونکے حجرہ میں سوائے قاضی فخرالدین یا مولانا برہان الدین کے اور کوئی نہ بیٹھنے پاتا تھا۔ یا آپ مجھے بٹھاتے تھے۔ ہرچند میں عذر کرتا تھا مگر آپ پذیرا نہ فرماتے اور مجھے اپنی جگہہ ضرور ہی بٹھاتے۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے اوسوقت پھر سوال کیا کہ خواجہ شمس الملک رہنے کوئی خدمت سلطانی بھی قبول کرلی تھی آپنے جواباً کہا کہ ہاں وہ مستوفی ہند ہوگئے تھے اور خواجہ تاج الدین ریزہ نے ایک قصیدہ آپکی تعریف میں کہا تھا جسکا مطلع یہ ہے

بیت اے شمس و ین بکام دل دوستاں شدی ٭ مستوفی ممالک ہندوستاں شدی ٭ اسوقت بندہ نے عرض کیا کہ خواجہ شمس الملک کے تبحر کا حال زبان زد خاص و عام ہے مگر یہ معلوم ہوا کہ وہ کیسکے مرید تھے اور خاصکر کس سے عقیدت رکہتے تھے۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں کہ وہ کیسکے مرید تھے لیکن عقیدہ اُنکا بہت اچھا تھا اور میری تعظیم کرنا اور مجھہ پہ محبت پیش آنا اونکی خوبی عقیدہ کی ایک دلیل بیّن ہے۔

مجلس بست و سوم۔ روز چہارشنبہ تاریخ ۲۴ ماہ ربیع الاول ۷۱۱ھ کو دولت پائبوسی حاصل ہوئی اُسروز بندہ مع کئی احباب کے ایک ہی مرتبہ اس سعادت سے مشرف ہوا۔ آپ نے ازراہ کرم ارشاد فرمایا کہ کیا تم سب ملکر آئے ہو۔ عرض کیا گیا کہ نہیں ہم سب اپنے گھروں سے الگ الگ آئے اور اسجگہہ جمع ہوئے ہیں۔ آپنے فرمایا۔ اکیلے آنا بہت خوب ہے کہ حضرت شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس سرہ العزیز اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جدا جدا آنا چاہیئے کہ نظر حق ہے۔

اسکے بعد گفتگو العین حق۔ و السحر حق کے بارے میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ حق نہیں ہے جو غیر باطل ہے۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ اثر انکا ضرور ہوتا ہے فرقہ معتزلہ اس امر کا منکر ہے

وہ کہتے ہیں کہ جب اثر سحر و نظر بد فی الفور نہیں ہوتا۔ پس یہ خیال باطل ہے اُنکا یہ کہنا درست نہیں ہے۔
اسکے بعد گفتگو معجزہ اور کرامت کے بارے میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ اسکے چار درجہ و مراتب ہیں کہ
اونکو معجزہ۔ کرامت۔ معونت اور استدراج کہتے ہیں۔ معجزہ انبیاء علیہ السلام کے حصہ میں تہا کیونکہ
علم اور عمل اونکا کامل تہا اور وہ معجزات کے دکہلانے کیلئے مامور تہے۔ جو کچہہ وہ ظاہر فرماتے تہے معجزہ
ہوتا تہا اور کرامت اولیاء اللہ سے صادر ہوتی ہے کہ علم اُنکا بہی کامل ہے۔ فرق صرف اسیقدر
ہے کہ یہ مغلوب الحال ہیں جو انسے خرق عادت ظاہر ہوتی ہے اوسکو کرامت کہتے ہیں اور معونت
مجانین یعنے دیوانوں سے سرزد ہوتی ہے کہ نہ اونکو علم ہوتا ہے اور نہ عمل کبہی کبہی کوئی چیز
اون سے بطور خرق عادت ظاہر ہو جاتی ہے سو اوسکو معونت کہتے ہیں لیکن استدراج یہ ہے کہ
وہ اوس طائفہ سے صادر ہوتا ہے جنکو ایمان نہیں ہوتا مثلاً اہل سحر وغیرہ وغیرہ جو کچہہ خلاف
عادت اون سے سرزد ہو وہ استدراج ہے۔ **اسکے بعد** گفتگو دربارہ اطوار ہوئی
کہ طور تین قسم پر منقسم ہیں۔ اول طور حس دوم طور عقل۔ سوم طور قدس طور حس حواس خمسہ
سے معلوم ہوتا ہے۔ طور عقل دو قسم پر ہے۔ کسبی اور بدیہی۔ اور طور قدس بہی دو علوم سے مبنی
ہے۔ کسبی و بدیہی۔ لیکن جو شخص کہ عالم قدس میں پہونچ جاتا ہے وہ کسبہائے عقلی کو بطور بدیہی
دیکہہ لیتا ہے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ بدیہیائے علم قدس کا جاننا کام انبیائے علیہ السلام
اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کا ہے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ علامت اوس شخص کی جسپر
کہڑکی علم قدس کی کہولتے ہیں یہ ہے کہ عالم عقل میں کامل ہو اور اگر کوئی چیز بدیہی یا کسبی اوسپر
ظاہر ہو کر حل ہو جائے اوسے کچہہ بہی فرحت حاصل نہو متعجب رہے اگر اوسکو فرحت حاصل
ہو جائے گی وہ اسی تماشے میں رہجائے گا اور علوم عالم قدس اسکو حاصل نہ ہونگے اسیوقت آپ
ایک بزرگ کی **حکایت** بیان فرمائی کہ وہ فرماتے تہے کہ جو مکاشفات غیبی مجہے معلوم ہوتے ہیں
میں انشاء اللہ تعالی اونکو قلم بند کرسکتا ہوں لیکن وہ بہت سے الجہنے کے آخر میں تحریر فرماتے
ہیں۔ کہ اگرچہ بہت لکہا گیا۔ مگر جو مقصود تہا وہ حوالہ قلم نہ ہوا۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ

معتزلہ کا یہ قول کہ اہل کفر واہل کبائر ہمیشہ دوزخ میں رہینگے غلط ہے۔ اصل یہ ہے کہ کفار ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے کیونکہ اونکا اعتقاد یہ ہے کہ جسکی وہ پرستش کرتے ہیں وہ اونکے معبود ہیں اور یہ عقیدہ کفر اونکا دائم ہے اسلیئے عذاب بھی اون پر دوام رہیگا۔ لیکن اہل کبائر ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے اور نہ عذاب دوام اونکو ہوگا کیونکہ جب وہ گناہ سے فارغ ہوتے ہیں جانتے ہیں کہ جو کچھہ ہم سے صادر ہوا خطا تھی پس جبکہ اعتقاد دوام اجرائی کبائر پر راسخ نہیں ہے عذاب بھی اونکو دائم نہوگا **اسکے بعد** ارشاد فرمایا۔ کہ عاصی حالت عصیان میں تین صفت کا مطیع ہوتا ہے۔ اول وہ یہہ خوب جانتا ہے کہ جو کچھہ میں کر رہا ہوں حق نہیں ہے۔ دوسرے جانتا ہے کہ خدا تعالی دانا اور بینا ہے۔ تیسرا امید آمرزش بھی اوسکو ہوتی ہے اور تینوں عقائد مطیع لوگوں کے ہیں۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ مذہب اشعریہ یہہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ کافر جسکا خاتمہ ایمان کے ساتھ ہوگا وہ اسوقت بھی مسلمان ہے اور وہ مومن جسکا عیاذاً باللہ خاتمہ کفر پر ہوگا وہ اسوقت بھی کافر ہے اوسیوقت یہ **حکایت** بیان کی کہ خواجہ حمید الدین سوالی رحمۃ اللہ علیہ ناگور کے ایک ہندو کی نسبت ہمیشہ فرماتے تھے کہ یہ خدا کا ولی ہے۔ اسیوقت حکایت حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ اون سے سوال کیا گیا۔ کہ بروز قیامت کافر دوزخ میں داخل ہونگے آپنے ارشاد فرمایا نہیں جب روز حشر کا معائنہ کریں گے اور اوس وعید کو دیکھیں گے جسکے دیکھنے کا ذکر اللہ تعالی نے فرمایا ہے ایمان لے آوینگے الا اس ایمان لانے سے اونکو کچھہ فائدہ نہ ہوچکیگا کیونکہ ایمان بغیب نہوگا۔ ایمان یہہ ہے کہ بغیب ایمان لائیں۔ تمام کفار داخل دوزخ ہونگے۔ مگر مومن ہوکر جائینگے۔ اسیوقت آپنے یہ آیت پڑہی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ لیعبدون کے معنے لیوحدون فرماتے ہیں یعنے کل جن وانس موحد ہوجائینگے۔ جو یہاں موحد ہے اوسکا ایمان بغیب ہے اور کل بروز حشر سبب عذاب دیکھکر ایمان لائینگے وہ بھی موحد ہونگے مگر اس سے اونکو کچھہ فائدہ نہوگا۔ پس اس تطبیق سے قول لیوحدون درست ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو تم دیکھو اوسکو اپنے سے بہتر تصور کرو۔

خواہ یہ دیکھنے والا مطیع ہو اور جسے دیکھے وہ عاصی ہو کہ شاید طاعت اس شخص کی آخری طاعت ہو اور معصیت اوسکی آخرین معصیت ہو۔ اوسکی بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جس شخص کو دیکھا اپنے سے بہتر تصور کیا ہے مگر ایک روز ایک شخص کو اپنے سے کم خیال کیا تھا۔ اوسکی سزا مجھے دیکھنی اور اوسکا قصہ یہ ہے کہ ایک روز میرا گذر دریا کے کنارے پر ہوا ایک حبشی کو دیکھا کہ ایک صراحی مع جام پاس رکھے ہوئے ایک عورت کو اپنے برابر بٹھائی بٹھا ہے اوس سے بات چیت کرتا جاتا ہے اور صراحی سے کوئی شے نکالکر پیتا ہے یہ دیکھکر مجھے خیال ہوا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ میں یہ خیال کر رہا تھا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک کشتی جو اسطرف آرہی تھی اور اوسمیں سات آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ بھنور میں آگئے اور غرق ہونے لگے اور وہ آدمی بھی جو اوس میں بیٹھے تھے قریب تھا کہ ڈوب جائیں حبشی اسحال کو دیکھکر فوراً دریا میں کودا اور چھ مرتبہ میں چھ آدمیونکو نکال لایا اور اوس ساتویں شخص کی بابت مجھ سے کہنے لگا کہ اے حسن اسکو تم نکالو۔ خواجہ حسن فرماتے ہیں۔ کہ میں یہ حال دیکھکر اور یہ بات سنکر متحیر ہو گیا وہ ساتویں شخص کو بھی نکال لایا اور کہنے لگا۔ کہ اے حسن اس قرابہ میں شربت ہے اور یہ عورت میری والدہ ہے میں تیرا امتحان لینے کے واسطے اسجگہہ بیٹھا تھا۔ خیر معلوم ہوا کہ تم مرد ظاہر بین ہو **اسکے بعد** گفتگو تلاوت قرآن کے بارہ میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف باتردید و باترتیل پڑھنا چاہیئے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے سوال کیا کہ تردید کس کو کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تردید یہ ہے کہ کسی آیت کے پڑھنے میں تالی کو اگر ذوق حاصل ہوا سکو چاہیئے کہ وہ اس آیت کو مکرر پڑھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ کے پڑھنے میں حظ حاصل ہوا تم آپنے بیس مرتبہ اوسکی تکرار فرمائی تھی **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ مراتب قرآن خوانی آٹھ میں۔ منجملہ اونکے پانچ بیان فرمائے اول یہ کہ وقت تلاوت قرآن دل متعلق بخدا ہو۔ اور اگر یہ میسر نہ ہو سکے تو چاہیئے۔ کہ جو کچھ پڑھتا ہے اوسکے معانی دلمیں سمجھے اور اگر یہ بھی نہو سکے وقت قرآن شریف پڑھنے کے جلال خ

عظمت حق تعالیٰ کی اپنے دلمیں قائم کرے۔ حاضرین میں سے کسینے دریافت کیا کہ یہ تو وہی تعلق
سمجھی ہے کہ آپ مرتبۂ اولی میں فرما چکے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خیر وہ متعلق بذات حق ہے
اور یہ متعلق بصفات حق تعالیٰ جل شانہ۔ اسکے بعد چوتھا مرتبہ بیان فرمایا کہ وقت تلاوت حیا
اوس پڑھنے والے پر غالب ہونی چاہیئے۔ کہ میں کسکا کلام پڑھتا ہوں۔ یہ دولت میرے
لائق نہ تھی مگر یہ اوسکا فضل اور عین کرم ہے اور اگر یہ بھی نہو سکے تو یہ جاننا چاہیئے۔ کہ جو کچھہ
میں پڑھ رہا ہوں یہ مجازی قرآن شریف کا پڑھنا ہے ہر آئینہ اللہ تعالیٰ جل شانہ مجھے اسکا اجر
مرحمت فرمائے گا۔ اسیوقت بندہ نے عرض کی کہ جب میں قرآن شریف پڑھتا ہوں جسقدر کہ
معلومات قرآنی مجھے ہیں اس آیت کے متعلق اپنے دلمیں خیال کرتا جاتا ہوں۔ اگر اثناء تلاوت
میں کوئی اندیشہ مجھے ہوتا ہے اوسے فوراً دفع کرتا ہوں کہ یہ محل اوسکا نہیں یہ خیال فاسد
بیہودہ ہے اور اپنے دلکو تواضع کے ساتھ مشغول کرتا ہوں۔ اوسیوقت با فضال الٰہی ایسی آیت
آتی ہے جو مانع اوس سودا اور خیال کے ہوتی ہے اور اوسکے پڑھنے سے وہ سودا اور خیال جاتا رہتا
ہے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ یہ امر بہت نیک ہے اسکو اچھی طرح نگاہ رکھنا چاہیئے

مجلس بست و چہارم روز چہار شنبہ تاریخ ۲۰ ماہ ربیع الآخر ۷۱۱ھ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی
گفتگو در بارۂ ترک دنیا ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ دراصل عقلمند وہ شخص ہے جو دنیا سے
پرہیز کرے اور اوسکی یہ تمثیل بیان فرمائی کہ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اوسکی فوت ہونیکے بعد
تہائی مال مکسوبہ اوسکا کسی اعقل الناس شخصکو دیا جائے اوسکا حکم یہ ہوگا کہ یہ مال ایسے شخصکو
دیں جو تارک دنیا ہو۔ حاضرین میں سے کسینے سوال کیا۔ کہ جب وہ شخص تارک دنیا ہوگا۔ مال
کیوں قبول کرے گا۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ بحث مصرف کی ہے۔ وہی حکم دیا جائیگا جو موقع مصرف
ہو۔ اور اُسیوقت یہ ارشاد فرمایا۔ کہ دنیا کچھہ روپیہ پیسا اور اسباب وغیرہ ہی نہیں ہے اسیوقت
ایک بزرگ کی **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ اونکا ارشاد تھے کہ بَطْنُکَ دُنْیَاکَ یعنے تیرا پیٹ
ہی دُنیا ہے۔ اگر کم کھائیگا تارک الدنیا ہوگا۔ اگر زیادہ کھائیگا اہل دنیا سے ہوگا اسیوقت

ملائم اسی معنی کے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ شیطان کا مقولہ ہے کہ جو شخص پیٹ بھر کر نماز میں مشغول ہوتا ہے میں اوس سے معانقہ کرتا ہوں پس جسوقت وہ شخص نماز ختم کر چکے اوسکے حال سے قیاس کر لینا چاہیئے۔ کہ اثر میرا اوسپر کہاں تک ہے اور بھوکا جب سوتا ہے میں اوسکے نزدیک سے بھاگ جاتا ہوں پس قیاس کر لینا چاہیئے کہ میں اوسکی نماز کی حالت میں کسقدر اوس سے نفرت کرتا ہوں گا۔

اسوقت گفتگو شیطان اور اوسکے وساوس کے بارے میں ہوئی اور آدم علیہ السلام کی اولاد پر اوسکے غلبہ کا تذکرہ ہوا۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ خناس نام ایک شیطان ہے کہ ہمیشہ آدمی کے دل پر رہتا ہے۔ کہ ذکر حق سے اونکو باز رکھے جب فرزند آدم ذکر ایزدی میں مشغول ہوتا ہے وہ دفع ہوجاتا ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا۔ کہ مولانا علاؤ الدین ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نوادر الاصول میں تحریر فرمایا ہے کہ جب حضرتِ آدم علیہ السلام بہشت بریں سے خاکدان دنیا میں تشریف لائے ایک روز حوا بیٹھی ہوئی تھیں۔ ابلیس آیا اور خناس کو اپنے ساتھ لایا اور حوا سے کہا کہ یہ میرا لڑکا ہے اسکو اپنی خدمت میں رکھو۔ یہ کہکر اور خناس کو چھوڑ کر چلا گیا جب مہتر آدم علیہ السلام باہر سے تشریف لائے حوا سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے۔ اونھوں نے جواب دیا کہ یہ شیطان کا لڑکا ہے جسکو وہ خود آکر چھوڑ گیا ہے اور کہہ گیا ہے کہ اسکو اپنی خدمت میں رکھو آپنے فرمایا کہ شیطان ہمارا دشمن ہے تمکو لازم نہ تھا کہ اوسکے لڑکے کو اپنے پاس رکھتیں۔ پس آدم علیہ السلام نے خناس کے چار ٹکڑے کیئے اور اوسکو چار پہاڑوں کے چار گوشوں میں ڈالدیا جب حضرت آدم علیہ السلام اسکام سے فارغ ہوکر چلے گئے شیطان نے آکر حضرت حوا سے پوچھا کہ میرا لڑکا کہاں گیا آپنے اوس لعین کو جواب دیا کہ حضرتِ آدم علیہ السلام آئے تھے مجھ سے سخت ناراض ہوئے اور تیرے لڑکے کو ذبح کر اوسکے پارچے پہاڑوں کے گوشوں پر ڈالدیئے ہیں شیطان نے یہ سنتے ہی خناس کو آواز دی وہ یہ ندا سنتے ہی بھاگا ہوا آیا اپنی قدیمی شکل پر تھا اور ابلیس اوسکو چھوڑکر چلا گیا حضرت آدم علیہ السلام نے واپس آکر پھر خناس کو موجود پایا۔ حضرت حوا سے دریافتِ حال کیا آپنے کل ماجرا عرض کیا۔ مہتر آدم علیہ السلام نے

اس مرتبہ خناس کو مار کر جلا ڈالا۔ اور اوسکی راکھہ کو دریا میں بہا دیا جس وقت آدم علیہ السلام اس
کام سے فارغ ہوکر چلے گئے۔ ابلیس نے آکر پہر حضرت حوا علیہ السلام سے دریافت حال کیا۔ آپنے
ازراہ صدق صورت حال وواقعہ اوس ملعون سے بیان کی اسنے موافق قاعدہ اول پہر آواز یا خناس
دی وہ منحوس پہر حاضر ہوا اور ابلیس چلا گیا۔ اس راندۂ درگاہ آلہی کے واپس جانے کے بعد
حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے اور خناس کو موجود پاکر متحیر ہوئے۔ اس مرتبہ خناس بکری کی
صورت میں تہا آپنے اوسکو ذبح کر ڈالا اور پکا کر کہا گئے اسیوقت ابلیس آیا اور آکر آواز یا خناس
دی خناس نے اندر دل آدمؑ سے آواز لبیک لبیک دی شیطان نے یہ آواز سنکر کہا کہ اسیجگہ
رہو کہ مقصود میرا حاصل ہوگیا۔ واللہ اعلم

مجلس بست و پنجم۔ روز چہارشنبہ تاریخ ۱۵۔ ماہ جمادی الاول ۷۱۱ھ ہجری کو سعادت
قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو فال مصحف کے بارے میں ہو رہی تہی۔ بندہ نے دریافت کیا
کہ مصحف میں فال دیکہنے کے لیئے کسی حدیث شریف میں کچہہ وارد ہوا ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ہاں
اسبارے میں ایک حدیث بہی آئی ہے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ جب مصحف فال دیکہنے کے
واسطے کہولیں داہنے سے کہولیں اور بایئں ہاتہ سے مدد نہ لیں۔ اسکے بعد یہ **حکایت**
اسی امر کے متعلق بیان فرمائی کہ میں نے شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے
فرماتے تہے کہ میں جس زمانہ میں غزنی سے لاہور آیا اوسوقت لاہور خوب آباد تہا۔ میں چندروز
لاہور میں رہا۔ اور پہر غزنی واپس جانیکا ارادہ کیا۔ اور کبہی کبہی دلمیں یہ بہی آتا تہا کہ دہلی
جاؤں۔ اور وہاں کے ائمہ اور مشائخ سے ملاقات کروں۔ دہلی میں صرف میرا ایک داماد
رہتا تہا اور غزنی میں مکان ہی تہا۔ جملہ اقربا مادر و پدر سب وہیں سکونت گزین تہے
میں نے اس دودلی میں قرآن شریف بطور فال کہولا۔ غزنی جانے کی نیت تہی۔ آیت غضب
نکلی دوبارہ دہلی جانے کی نیت سے فال دیکہی آیت بہشت اور وہاں کی نہروں اور درختوں کے
وصف کی نکلی اگرچہ میرا دل غزنی جانا چاہتا تہا لیکن حسب الارشاد فال دہلی گیا۔

جب شہر میں پہونچا سنا گیا کہ میرا داماد مقید ہے میں نے ارادہ کیا کہ بادشاہ وقت کے پاس جاکر اوسکی رہائی کے واسطے عرض کروں۔ جسوقت میں در سرائے سلطانی پر پہنچا اپنے داماد کو اندر سے نکلتے دیکہا اوسکی بغل میں روپیوں کی ہتیلی تہی۔ وہ مجہے دیکہتے ہی لپٹ گیا اور خوشی خوشی جس مکان میں رہتا تہا مجہے لیگیا اور وہ ہتیلی میرے سامنے رکہی اوسمیں روپئے تہے۔ اونہی ایام میں غزنی سے خبر آئی۔ کہ وہاں لشکر مغل پہونچا اور باعث تاراجی و بربادی شہر ہوا اور اوس خونریزی میں میرے ماباپ اور جملہ اقربا شہید ہوئے۔ جب حضرت خواجہ ذکراﷲ بالخیر یہ حکایت ختم فرما چکے راقم الحروف نے عرض کیا کہ حضرت مولانا بدرالدین غزنوی رحمۃ اﷲ علیہ ملک خراسان میں شرف بیعت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اﷲ علیہ سے مشرف ہوئے تہے۔ یا دہلی آکر مشرف ہوئے۔ آپنے ارشاد فرمایا وہ دہلی میں داخل مریدان حضرت خواجہ قطب الاقطاب ہوئے تہے **اسکے بعد** گفتگو حالات حضرت شیخ الاسلام فریدالدین مسعود گنج شکر اجودہنی کے بارہ میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اونکے کمالات خارج از تحریر ہیں۔ اول اُنہوں نے خلق سے قطع تعلق کیا تہا جنگل اور بیابان میں رہتے تہے۔ چند مدت کے بعد اجودھن میں تشریف لائے۔ اور گاؤں کے باہر درویشانہ مسکن گزین ہوئے اور اون چیزوں سے جو اوس دیار میں مثل پیلو وغیرہ پیدا ہوتی تہی کہا کر قناعت فرماتے تہے۔ لیکن اسحال میں بہی آپکی خدمت میں آمد و رفت خلق بکثرت تہی۔ کہ آپ اپنے مکان میں بہت کم تشریف لیجاتے تہے شاید رات کا نصف حصہ یا کم و بیش مکان میں رہتے ہوں ورنہ ہمیشہ مجلس ہی میں تشریف فرما رہتے تہے۔ جو کچہہ آپکے پاس روپیہ پیسہ کہانا وغیرہ آتا تہا ہر آنے والے کو اوسمیں سے حصہ مرحمت فرماتے تہے۔ ایسا کوئی شخص ہوتا تہا جسکو آپنے خالی جانے دیا ہو۔ اور جب کوئی شخص آپکی خدمت میں نیا حاضر ہوتا اور وسیوقت الہیا شخص آتا جو آپکی خدمت میں ہمیشہ آتا رہتا تہا۔ آپ دونوں سے یکساں بہ تلطف پیش آتے تہے اور دیکہنے والے یہہ گمان کرتے تہے کہ آپ دونوں سے برابر واقف ہیں۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ مولانا

بدر الدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں آپکا خادم خاص اور محرم راز تھا آپکو جو کچھ کہنا ہوتا مجھ سے فرماتے۔ میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔ کہ آپنے مجھ سے خلوت جلوت میں کچھ فرق گفتگو کا کیا ہو۔ آپکا ظاہر و باطن یکساں تھا اور یہ امر عجائبات روزگار سے ہے۔

مجلس بست و ششم۔ روز سہ شنبہ تاریخ ۱۲ ماہ جمادی الآخری ۷۱۱ھ کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو سورۂ فاتحہ کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ کہ یہ سورہ روائے حاجات کی خاصیت اکسیر رکھتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی شخصکو کوئی کار اہم یا سخت مشکل پیش آئے اوسکو لازم ہے کہ سورۂ فاتحہ اسطرح پڑہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے میم آخری کو الحمد کے الف لام اول سے ملا لیوے اور جب الرحمن الرحیم پر پہونچے تین مرتبہ آہستہ آہستہ الرحمن الرحیم کہے اور جب صورت تمام کرلے تین مرتبہ آمین کہے حق تعالی اوسکی حاجت پوری فرماتا ہے۔ اور ذکر سورۂ فاتحہ میں فرمایا۔ کہ جو کچھ تمام قرآن شریف میں ہے وہ اس سورۃ میں ہے البتہ دو امر نہیں ہیں۔ کل قرآن شریف میں دس امور کا تذکرہ ہے منجملہ اوسکے آٹھ امر سورۂ فاتحہ میں بھی ہیں اور قرآن شریف میں ان دس امور کا تذکرہ ہے۔ ذات و صفات و افعال و ذکر معاد۔ و تزکیہ و تخلیہ و ذکر اولیا و ذکر اعدا و مجاہدہ از کفار۔ و احکام شرع۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ ان دس چیزوں میں سے یہ آٹھ امور سورہ فاتحہ میں ہیں۔ الحمد للہ ذات رب العالمین افعال۔ الرحمن الرحیم صفات مالک یوم الدین ذکر معاد ایاک نعبد تزکیہ و ایاک نستعین تخلیہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم ذکر اولیا غیر المغضوب علیہم و الضالین ذکر اعدا صرف اس سورہ فاتحہ میں احکام شرع و مجاہدہ کفار کا ذکر نہیں باقی سب کچھ ہے۔

اسکے بعد گفتگو حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کے بارہ میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جسقدر اونہوں نے لکھا ہے تحقیق کرکے لکھا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ احیاء العلوم میں ہے الصوم نصف الصبر و الصبر نصف الایمان اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ الصوم نصف الصبر سے یہ مراد ہے۔ مگر پہلے صبر کی حقیقت معلوم کرنی چاہیئے۔ کہ صبر کیا ہے

صبر غلبہ باعث حق ہے۔ غلبہ باعث ہوا پر **اسکے بعد** ارشاد فرمایا۔ کہ ہل ہوا دو چیز سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ خشم اور شہوت ہے روزہ شہوت کو کم کرتا ہے پس روزہ نصف صبر ہو گیا۔ لیکن یہ جو فرمایا کہ الصبر نصف الایمان پس صفت ایمان دو چیز ہیں۔ عقائد و اعمال اور صبر نصف انکا ہے۔ کاموں نا کردنی او خیالات ناآمدنی سے روکتا ہے اور خاموش رکھتا ہے **اسکے بعد** گفتگو کتاب عوارف مصنفہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کے بارہ میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ میں نے پانچ باب عوارف کے حضرت شیخ الاسلام شیخ فریدالدین مسعود گنج شکراجودھنی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑہے ہیں۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ جو بیان نکات عوارف کا حضرت شیخ الاسلام فرماتے تہے وہ دوسرے سے کم ہو سکیگا۔ آپکے وقت بیان نکات عوارف میں بعض آدمیونکو ایسا ذوق پیدا ہوتا تہا۔ کہ وہ چاہتے تہے کہ اسیوقت ہماری روح جدا ہو جاوے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ ایک روز یہی کتاب آپکے ہاتھ میں تہی اوسیوقت یہ خبر پہونچی کہ آپکو اللہ تعالی نے فرزند روزی فرمایا ہے آپ نے اوسکا نام شہاب الدین رکہا۔ **اسکے بعد** گفتگو اس امر میں ہوئی کہ جب کوئی وعظ یا نصیحت یا کوئی اور بات صاحب نعمت کی زبان سے سننے میں آتی ہے اوسکا اثر زیادہ ہوتا ہے اور اوسکے سننے سے ایک راحت حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر وہی بات کسی اور شخص کی زبان سے سنی جاوے اوس سے کچھ ذوق حاصل نہیں ہوتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسکا سبب خاص ہے کہ بزرگ کی زبان سے وہ الفاظ ایسے مقام سے نکلتے ہیں جو نور معرفت سے آراستہ ہے اور اسیوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک مرد صاحب نعمت و صالح کسی مسجد کا امام تہا بعد فراغت نماز چند باتیں وعظ و نصیحت و احوال مشائخ کی بیان کرتا تہا اوسکے سننے سے سننے والونکو ایک راحت اور ذوق حاصل ہوتا تہا۔ اوسی جماعت میں ایک نابینا تہا اوسکو بہی انکے بیان سے لذت حاصل ہوتی تہی۔ ایک دن امام صاحب کسی ضرورت سے جماعت میں شریک نہ ہوئے اور مؤذن نے اونکی جگہ کام کیا اور حسب العادت بعد نماز چند باتیں موافق بیان امام صاحب بیان کیں جو اون سے سنی تہیں جب آواز مؤذن کی اس نابینا کے کان میں گئی اوسنے دریافت کیا کہ یہ حالات مشائخ اور

اون کے ملفوظات کون بیان کر رہا ہے جواب دیا گیا کہ آج امام غائب ہے اور موذن نے نماز پڑہائی
ہے۔ اور یہ سخن ہائے وعظ وہی بیان کر رہے ہیں نابینا نے جواب دیا کہ میں ایسے تردامن سے یہ باتیں
سننی نہیں چاہتا۔ **اسکے بعد** باچشم پرآب حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا۔ کہ
فی الواقع اوس شخص کی زبان سے وہ باتیں جن سے اوسکے دل اور اوسکے حالات کی موافقت نہو سننے
میں کچھہ ذوق نہیں حاصل ہوتا۔ یہ فرماکر آپنے یہ بیت حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی پڑہی
؎ بزباں ہرکہ جز من برود حدیث عشقت ٭ چو معاملہ ندارد سخن آشنا نباشد ٭

مجلس بست وہفتم۔ تاریخ ۱۸ ماہ رجب سنہ [illegible] ہجری روز سہ شنبہ کو سعادت قدمبوسی
حاصل ہوئی اسی شب بندہ نے ایک خواب دیکھا تہا اوسکا تذکرہ آپکی خدمت میں کیا وہ خواب
یہہ تہا۔ کہ گویا وقت نماز صبح ہوگیا ہے اور میں برای ادای صلوۃ وضو کر رہا ہوں وقت تنگ
ہوتا جاتا ہے اور میں بجلدی تکمیل وضو میں مصروف ہوں۔ القصہ وضو کرکے نماز سنت ادا کی ہے
اور چونکہ مجھے یہ معلوم ہے کہ پاس ہی جماعت سے نماز ہوتی ہے۔ میں شتابی اوس طرف روانہ
ہوا ہوں۔ ابہی راستہ ہی میں ہوں کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب نکلا ہی چاہتا ہے میں متفکر
ہوا ہوں اور مجھے خوف گذرجانے وقت نماز معلوم ہوا ہے۔ میں نے اسی حالت میں ہاتہہ
بطرف آفتاب اوٹہا کر یہ کہا ہے کہ تجھے وقت پاک شیخ کی قسم تو ابہی نکلنے میں ذرا توقف کر۔ اسبات
کے کہنے سے مجھے اوسی حالت خواب میں خوشی معلوم ہوئی ہے اور ایک راحت حاصل آئی
ہے اور اسیوقت بیدار ہوا ہوں۔ جسوقت آنکہہ کہلی۔ تہوڑی سی رات باقی تہی۔ خواجہ ذکراللہ
بالخیر نے جب یہ خواب سنا آنکہوں میں آنسو بہر لائے اور یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک نقیب
غیاثپوری محمد نامی مرد بزرگ راسخ الاعتقاد تہے میں نے اونکی زبانی سنا۔ فرماتے تہے کہ میں
ایک مرتبہ سفر ملک گجرات میں تہا۔ اوس زمانہ میں وہاں ہندوؤں کا راج تہا۔ میرے
ساتھ اور دو تین شخص ہمسفر تہے۔ الا ہمارے پاس کوئی ہتہیار نہ تہا اوسوقت وہاں بازار
غارتگری گرم تہا۔ ایک روز راستہ میں یکایک ایک ہندو شمشیر برہنہ ہمارے پاس آیا

دیکھنے سے ایک حالت خوف ہم پر طاری ہوئی۔ جسوقت وہ میرے نزدیک آیا۔ میں نے بآواز بلند کہا شیخ حاضر باش ۔ یہ سنتے ہی اس ہندو نے معلوم کیا دیکھا کہ لرزہ اوسکے جسم میں تھا۔ تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑی تھی۔ گڑگڑا کر کہتا تھا کہ مجھے امان دو۔ میں حیران تھا کہ اسے کس بات سے امین کروں ابھی بھی مجھپر حاوی تھا۔ آخر میں نے اوسے امان دی اور وہ تلوار بھی اوٹھا کر اوسے ویدی۔ اور وہ اپنی راہ چلا گیا اور ہم بھی اپنی راہ رواں ہوئے۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے بعد اتمام اس حکایت کے ارشاد فرمایا۔ کہ دیکھیئے اوسنے کیا دیکھا تھا۔ اور کیا اوسکو دکھلایا گیا تھا۔

مجلس بست و ہشتم دوم ماہ مبارک شعبان عمت میامنہ ۷۰۸ھ ہجری روز سہ شنبہ کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو کھانا کھلانے کے بارہ میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ درویشی یہ ہے کہ جب کوئی شخص آئے بعد سلام اوسکے روبرو کھانا لایا جائے۔ اور بعد اوسکے کلام کیا جائے۔ اور اسیوقت یہ حدیث شریف آپنے زبان مبارک سے فرمائی ابدا وابالسلام ثم بالطعام ثم بالکلام

مجلس بست و نہم۔ روز دوشنبہ۔ تاریخ ۲۲ ماہ شعبان المعظم سنہ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اوسوقت دسترخوان بچھایا گیا تھا۔ لوگ کھانا کھا رہے تھے حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کا فرمودہ ہے کہ جو شخص میرے روبرو کھانا کھاتا ہے میں اوسکا مزا اپنے حلق میں پاتا ہوں یا بالفاظ دیگر وہ کھانا میں خود ہی کھاتا ہوں حاضرین میں سے کسی شخص نے ذکر کیا۔ کہ میں نے یوں سنا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کسی مجنوں کو ایک رسی زور سے مارگئی۔ آپنے ایک آہ اس شدت سے کھینچی گویا وہ ضرب آپکو لگی ہے۔ اسی مجلس میں ایک مدعی منکر درویشی بھی موجود تھا آپکی اس حالت کے ملاحظہ پر اوسنے تبسم کیا۔ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر نے اپنی پیٹھ کھولی۔ اور اوسکو دکھلائی فی الواقع نشان اوس ضرب کا جیساکہ اوس مضروب کے جسم پر تھا آپکے جسم پر بھی موجود پایا گیا۔ اسکے بعد اس حکایت کے راوی نے حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر

سے مخاطب ہوکر کہا کہ یہ معاملہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کیونکہ یہ امر نہایت محال ہے کہ ایک شخص کو چوٹ لگے اور اوسکا اثر دوسرے کو بھی پہونچے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ روح جب قوی ہوکر کمال کو پہونچ جاتی ہو قلب کو جذب کر لیتی ہے اور قلب جب قوی ہوتا ہے اور کمال کو پہونچ جاتا ہے قلب کو جذب کرلیتا ہے۔ اس حکم اتحاد سے جو کچھ قلب پر پہونچتا ہے روا ہے کہ صاحب کمال کے قلب پر بھی وہی واردات ظاہر ہو۔ اور جسم اوسکی تبعیت کرے۔ راقم الحروف نے عرض کیا۔ کہ یہ حال کسیقدر اوصاف معراج سے بھی مناسبت رکھتا ہے۔ آپنے فرمایا۔ ہاں اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ نہ معلوم شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر لے گئے تھے کہ عرش وکرسی بہشت ودوزخ وغیرہ آپ نے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ یا ان سب چیزونکو اسی دنیا میں آپکے حضور لائے تھے۔ یہ فرماکر آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر یہ سب چیزیں یہاں ہی لائی گئی تھیں تو اسمیں اور بزرگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر دال ہے کہ آپکا رتبہ اون سب سے بہت بالا ہے۔ اسکے بعد حکایت اون لوگونکی ہوئی جو طریق بیعت سے ناواقف ہیں بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ ایک سے بیعت کرچکے ہیں اور پھر دوسرے کے پاس جاتے ہیں اور اوسکے بھی مرید ہوجاتے ہیں اور بعضے بزرگان دین کے مزارات کے ساتھ ارادت لاتے ہیں اور خود کو اونکا مرید بیان کرتے ہیں۔ اسوقت راقم الحروف نے عرض کی کہ بعض مواقع پر ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ اولیاء اللہ کے مزارات پر جاتے ہیں اور پائین مزار بیٹھکر سر منڈاتے ہیں اور مرید ہوتے ہیں۔ یہ بیعت درست ہے یا نہیں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ بیعت درست نہیں ہے اسکے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ الاسلام فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے لڑکے نے پایان مزار حضرت خواجہ قطب الاقطاب شیخ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ بیٹھکر سر منڈایا اور محلوق ہوا جب یہ خبر حضرت شیخ الاسلام کو پہونچی۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت خواجہ قطب الدین نوراللہ مرقدہ میرے بزرگ اور مرشد ہیں۔ لیکن یہ بیعت خلاف طریقت ہے روا نہیں ہے ارادت اور بیعت یہ ہے کہ ہاتھ کسی شیخ کا حالت زندگی میں پکڑیں۔

مجلس سی ام روز چہار شنبہ تاریخ ۱۲۔ ماہ شوال ۷۱۱ھ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو خواب کے بارے میں ہو رہی تھی۔ آپ نے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ عہد قدیم میں ایک ترک تکلش نام تھا۔ اوسنے ایک شب حضرت عزت کو خواب میں دیکھا اور صبح وہ خواب حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا۔ لیکن قبل از بیان آپ سے سخت قسم لے لی تھی کہ جو میں آپسے کہونگا وہ آپ میری زندگی میں کسی دوسرے سے تذکرہ نہ فرمائیں آپنے یہ قسم کہائی تھی۔ **الغرض** تکلش نے اسقدر وعدہ لیکر آپسے بیان کیا کہ میں نے آجکی رات حضرت عزت کو خواب میں دیکھا ہے اور جو انوار الٰہی اوسنے معائنہ کیئے تھے اوسکی تفصیل من و عن بیان کی شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تکلش اس خواب دیکھنے کے بعد چالیس سال زندہ رہا۔ اور میں نے اسقدر مدت دراز تک بسبب قسم کہانے اور پکا وعدہ کرنے کی وجہ سے یہ خواب اوسکا کسی سے بیان نہیں کیا۔ جب اوسکے مرنے کا وقت قریب آیا آپ تکلش کی عیادت کو گئے تکلش نے سوال کیا۔ کہ میں نے جو خواب آپسے بیان کیا تھا آپکو یاد ہے آپنے اقرار فرما کر اوسکا حال پوچھا کہ اسوقت کیسا حال ہے تکلش نے جواب دیا کہ اسوقت اوسی حالت خواب میں غرق ہوا جاتا ہوں **اسکے بعد** گفتگو مناقب شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے باب میں ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک ترک نے مسجد بنوا کر اوسکی امامت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کی تھی اور آپکے رہنے کے واسطے بھی مکان اوسی مسجد کے حاطہ میں بنوا دیا تھا۔ اسی ترک نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور ایک لاکھ جیتل بلکہ زیادہ اوسکے بیاہ میں خرچ کیئے شیخ نجیب الدین متوکل نے ایک مرتبہ ہنگام تکلم اوس سے کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ کی دوستی اپنی اولاد سے کم ہے کہ تم نے اپنی لڑکی کی شادی میں ایک لاکھ جیتل خرچ کیئے۔ اب اگر دو لاکھ جیتل رضائے حق میں صرف کرو تو اسکا معاوضہ ہو سکتا ہے۔ ترک یہ سنکر رنجیدہ ہوا۔ اور امامت مسجد بنا کردہ خود آپسے لے لی اور مکان بھی چھین لیا۔ الغرض آپ پاک پٹن تشریف لے گئے اور شیخ الاسلام فریدالدین سے اس واقعہ کا ذکر کیا آپ نے

ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے وَمَا نَنسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا یعنے جو آیت ہم نے منسوخ کی ہے یا بھلادی ہے اوسکے بدلے ہم نے اوس سے بہتر آیت نازل کی ہے۔ یا مثل اوسکے بیان کی ہے تم کو اسکا کچھہ فکر نہ کرنا چاہیئے۔ ایتمری اوس ترک کا نام تہا۔ آپنے فرمایا کہ ایتمری اگرچلا گیا اللہ تعالیٰ اتیکری کو پیدا کریگا۔ اوسی زمانہ میں ایک ترک اتیکری نام اوس ملک میں وارد ہوا جو آپ سے عقیدۂ نیک رکہتا تہا اور آپکی بہت کچھہ خدمت کرتا تہا۔ کریم النفس اور خدمتگزار شخص تہا **اسکے بعد** حکایت شیخ بدرالدین غزنوی رح کی ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ نظام الدین خریطہ دار نے اونکی سکونت کے واسطے خانقاہ بنوادی تہی۔ جب آپ وہاں جاکر رہے کچھہ پیرخورداری آپکو حاصل نہوئی۔ بہت جلد قاعدۂ درویشی سے کسیقدر پلٹ گئے اونہیں ایام میں نظام الدین خریطہ دار سے زمانہ ناموافق ہوا۔ کہ وہ کسی علت میں متہم ہوئے اور اونکے قتل کا فتوا دیا گیا اور وہ خانقاہ بہی قبضہ سے نکل گئی۔ شیخ بدرالدین غزنوی اسی حالت میں شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز کے پاس گئے اور عرض کی کہ ایک مرد نے میرے واسطے خانقاہ بنوائی تہی اب اوسکے کام میں پریشانی واقع ہوئی ہے اور میں بہی اوسکی وجہ سے پریشان خاطر ہوں۔ حضرت شیخ الاسلام نے جواب دیا۔ کہ جو شخص طریقۂ پیران خود پر نچلیگا وہ ایسی ہی واقعات دیکہیگا۔ ہمارے پیروں کی رسم خانقاہ بنواکر رہنے کی نہیں تہی تم تے خانقاہ بنوائی علاحدہ بیٹہے اوسکا بدلہ دیکہہ رہے ہو۔ **اسکے بعد** گفتگو بزرگی حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ وہ اوائل عمر میں حافظ قرآن نہ تہے۔ آخر عمر میں قرآن شریف حفظ کیا اور بعد اوسکے انتقال فرمایا۔ **اسکے بعد** گفتگو اولیاء اللہ کی وفات کے بارہ میں ہوئی۔ آپسے کسی شخص نے عرض کیا کہ فلاں شخص مررہا ہے اور آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے۔ آپ یہ سنکر آنکھوں میں آنسو بہر لائے اور یہ رباعی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔ **رباعی** آئم بسر کوئے تو پویاں پویاں ٭ رخسارہ بآب دیدہ شویاں شویاں ٭ بیچارہ رہ وصل تو جویاں جویاں ٭ جاں

میدہم و نام تو گویاں گویاں۔

مجلس سی و یکم روز جمعہ تاریخ بست و ششم ماہ ذیقعدہ ۷۱۱ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ آپ اوس مکان میں جو جامع مسجد کیلوکہڑی کے سامنے ہے تشریف فرما تھے اور یہ وقت قبل از نماز جمعہ تہا۔ گفتگو عالم طریقت کے بارہ میں ہوئی۔ اور اون آدمیوں کا تذکرہ ہوا جو دوام یادِ حق میں مستغرق رہتے ہیں اور اسیوقت اون لوگوں کا بھی ذکر ہوا جو بحث و تکرار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بلا عمل آپکو مثل اونکے ظاہر کریں۔ آپنے یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ شرف الدین نام ایک طالب علم تہا۔ ایک روز مجلسِ مبارک حضرت شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر فرید الدین قدس سرہ میں حاضر تہا آپنے اوس سے دریافت فرمایا کہ آجکل کیا پڑہتے ہو۔ اوسنے جواب دیا کہ سب پڑہا لکھا یادِ الٰہی میں بہول گیا ہوں۔ یہ جواب اوسکا آپکو گران معلوم ہوا اور جب وہ چلا گیا آپنے ارشاد فرمایا کہ اس شخص نے بڑا بول بولا تہا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ **حکایت** آنکہوں میں آنسو بہر کر بیان فرمایا۔ کہ ایک ولی کامل زمانہ تھے۔ اون کے ایک لڑکا محمد نام تہا۔ صاحب علم و کمال فارغ التحصیل۔ اوسنے بعد انفراغ حصولِ علم آپ سے عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ جیسا میں علم و فضل ظاہری سے آراستہ ہوں ویسا ہی عالم علوم طریقت سے جو علم باطنی ہے پیراستہ ہوجاؤں انہوں نے یہ سنکر ارشاد کیا کہ تم ایک چلہ کہینچو۔ لڑکا یہ سنتے ہی چلے میں بیٹھا اور بعد پوری کرنے میعاد کے حاضر خدمت ہوا۔ آپنے اوس سے کچھ سوالات متعلق بہ علم کیئے اوسنے سبکا جواب دیا آپنے فرمایا کہ ابھی تم کو مطلق بہرہ علم باطنی کا نہیں ہوا ہے پہر چلہ میں بیٹھو۔ لڑکا دوبارہ چلہ میں بیٹھکر مصروف بیاد الٰہی ہوا اور اس دوسرے چلہ کی میعاد پوری کرلنے کے بعد پہر اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے پہر چند سوالات علمی کیئے ابکی مرتبہ اس سے جواب اچھی طرح ندیا گیا۔ جا بجا لڑکہڑا تا تہا آپنے یہ حال دیکہکر ایک اور چلہ کرنے کے لیئے حکم کیا۔ جب وہ اس چلہ ثالث سے بھی فارغ ہوکر حاضر ہوئے اور اون سے

سوالات علمی کئے گئے تم ایسے مشغول بحق ہو گئے کہ مطلق کچھ جواب نہ بن پڑا۔ **اسکے بعد** گفتگو دربارہ خواب ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس شریف میں ارشاد فرمایا کہ آج میں نے اپنے بعض اصحابیوں کو خواب میں دیکھا کہ ہر شخص پیراہن پہنے ہوئے ہے کسیکا پیراہن سینہ تک ہے اور کسیکا ناف تک اور کسیکا زانو تک۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیراہن زمین تک لٹکا ہوا ہے۔ یاروں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسکی تعبیر فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اسکی تعبیر پہلے ہی سوچ رکھی ہے کہ ہر شخص کا پیراہن اوسکے دین کے موافق اور اوسکے علم کے مناسبت سے ہے **اسکے بعد** ذکر ابن سیرین کا ہوا کہ تعبیر دینے میں اونکا رتبہ بلند تھا جو تعبیر وہ دیتے تھے اکثر راست ہوتی تھی ایک مرتبہ کسی شخص نے اون سے کہا کہ آج رات کو میں نے سفرجل خواب میں دیکھا ہے آپنے تعبیر میں فرمایا کہ تجھے سفر کرنا ہوگا۔ کسی نے دریافت کیا کہ آپنے یہ تعبیر کس ذریعہ سے دریافت کی۔ آپنے جواب دیا کہ اول کلمہ سفرجل کا سفر ہے مجھے اس سے دریافت ہوا کئی روز بعد ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا کہ آج شب کو میں نے سوسن خواب میں دیکھا ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ تعبیر اسکی یہ ہے کہ تو کسی بلا میں مبتلا ہوگا۔ کہ اول سوسن کا سو یعنی بدی ہے اسوقت بندہ نے عرض کیا کہ ابن سیرین کیسے شخص تھے ارشاد فرمایا کہ بزرگ اور عالم تھے حضرت خواجہ حسن بصری اور انکا ایک ہی زمانہ تھا۔ رحمۃ اللہ علیہما **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ نے احیاء العلوم میں بیان کیا ہے کہ ایک خواب کی تعبیر عجیب ابن سیرین رحمۃ اللہ نے دی تھی۔ وہ انکے اس علم کے کمال پر دال ہے اور وہ خواب یہ تھا کہ ایک شخص نے رمضان کے مہینے میں آکر آپ سے بیان کیا کہ اوسنے رات کو یہ خواب دیکھا کہ تیل جو تلوں میں سے نکلا ہے وہ پھر اوسکو تلوں میں داخل کر رہا ہے۔ ابن سیرین نے جوابدیا کہ تم اپنے گھر میں جاکر تحقیق کرو کہ جو عورت تمہارے نکاح میں ہے کہیں تمہاری والدہ نہ ہو۔ وہ شخص یہ سنکر اپنے گھر میں آیا اور حسب بخوبی دریافت کیا اوسکی بی بی اوسکی ماں نکلی۔ **اسکے بعد** گفتگو نماز اور دنیل کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز سنت و فرض فجر میں سورہ بروج

پڑھتا رہے گا اللہ تعالیٰ اوسکو بلائے دنیل و نار وسے امان میں رکھیگا۔ یہ حکم صرف دنیل کے لیے ہے الآثار و بہی اوسی قسم سے ہے اوسکو بہی اوہی حکم کا محکوم تصور کرنا چاہیئے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ جو شخص بعد نماز عصر سورۂ والنازعات ہمیشہ پڑھیگا اللہ تعالیٰ اوسکو قبر میں نہ رکھیگا مگر صرف اوس عرصہ تک کہ وقت ایک نماز کا ہو۔ اسکے بعد آپنے آنکہوں میں آنسو بہر کر ارشاد فرمایا کہ قبر میں نہ رہنے سے یہ مراد ہے اور اوسکی مثال یہ ہے کہ روح جب کامل ہوجاتی ہے قلب وغیرہ کو جذب کرلیتی ہے اور اس سے یہ سمجہنا چاہیئے کہ روح اوسکی جب مقامات قدس میں پہونچ جائے گی اوسکو مطلق قبر میں اپنے جسم کا رہنا معلوم نہ ہوگا۔

مجلس سی و دوم روز جمعہ تاریخ پنجم ماہ مبارک ذی الحجہ ۷۱۱ھ قبل از نماز جمعہ دولت قدمبوسی حاصل ہوئی آپ مکان مقابل مسجد کیلوکہڑی میں تشریف فرماتے گفتگو در بارہ ترک دنیا ہورہی تہی آپنے ارشاد فرمایا۔ **نقل** ہے کہ ایکروز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یاروں سے فرمایا۔ کہ ایک درویش کو اختیار دیا گیا کہ وہ دنیا اور جو کچہ اس دنیا میں ہے قبول کرے یا آخرت میں جو اوسکے واسطے مہیا ہے منظور کرے اوس درویش نے دنیا قبول نہ کی اور عقبیٰ کی نعمتیں منظور کیں۔ یہ حکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے آپ سے سبب گریہ پوچہا ارشاد فرمایا۔ کہ یہ درویش خود محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ المخبر ہو المخیر۔ یہ ارشاد فرماکر حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر اجودہنی رحمۃ اللہ علیہ کا بہی یہی حال تہا۔ بارہا اسیطرح فرماتے تہے کہ ایک درویش کا کسیوقت یہ حال تہا۔ یا ایک درویش فلاں وقت ایسا کرتا تہا اور فلاں کام میں تہا میں آپکی اس تقریر سے سمجہ جاتا تہا کہ حضرت خود اپنا تذکرہ فرماتے ہیں اسکے بعد در بارۂ ترک دنیا آپنے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک بزرگ عارف کامل تہے۔ ایک مرتبہ اُنہوں نے پانی پر مصلا بچہاکر یہ دعا مانگی کہ الٰہی خضر نے ارتکاب گناہ کبیرہ کیا ہے اوسکو توبہ روزی فرما۔ اوسیوقت خضر علیہ السلام

حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ خضر نے کونسا گناہ کیا ہے جس سے توبہ کروں آپنے ارشاد فرمایا کہ تونے فلاں بیابان میں ایک درخت لگایا ہے اوسکے سایہ میں بیٹھا ہے اور اوس سے تجھے اسائش حاصل ہوتی ہے اور تیرا دعوی یہ ہے کہ یہ درخت خالصۃ للہ لگایا ہے خضر علیہ السلام کو یہ بات یاد آئی اور فی الفور مستغفر ہوئے۔ اسکے بعد اس صاحب کرامت نے ترک دنیا کے معنی بیان فرمائی اور امتثالا للامر بیان فرمایا کہ تارک دنیا کو اسحال میں رہنا چاہیئے جیسے میں رہتا ہوں خضر علیہ السلام نے دریافت کیا آپ کس حال میں رہتے ہیں جوابدیا کہ اگر تمام دنیا مجھے بخشدیں اور اوسکے حساب بھی نہ لینے کا وعدہ کریں اور یہ بھی کہیں کہ اگر تم اسکو قبول نکروگے اس فرمان کے نہ بجالانے کی پاداش میں دوزخ میں ڈالے جاوگے۔ میں دوزخ کو اس قبول دنیا پر ترجیح دونگا اور دنیا قبول نکروں گا۔ کیونکہ دنیا مبغوضۂ خدا ہے اور جس چیز پر خدا کا غضب ہوا اور وہ تعالی شانہ اوسکو دوست نرکھے دوزخ اوس سے بہتر ہے۔

مجلس سی و سوم۔ روز چہار شنبہ تاریخ ۲۳ ماہ محرم ۷۱۳ھ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ اس روز کاتب الحروف کتاب فتح المعانی آپکی خدمت میں لیگیا تھا نذر گذرانی۔ آپ نے نہایت تحسین و آفرین کی۔ اور اوسیوقت میں نے تجدید بیعت کے لیئے عرض کیا قبول فرمایا۔ اور بعد تجدید بیعت کلاہ مبارک اپنے سر معلی سے اوتار کر اس خاکسار کے سر پر رکھی الحمد للہ علی ذلک۔ اور جسوقت آپنے کلاہ مبارک میرے سر پر رکھی یہ شعر ارشاد فرمایا **شعر** در عشق تو کار خویش سہرو نہ از سر گیرم زہے سر و کار۔ اسکے بعد کتب ہائے مشائخ کا تذکرہ ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ کتب تحریر کردہ مشائخ میں روح الارواح بھی عمدہ کتاب ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ روح الارواح قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ کو حفظ تھی آپ جب وعظ فرماتے تھے اکثر روح الارواح کے مضامین بیان فرماتے اور کتب تصنیف کردہ متقدمین میں قوت القلوب بھی قابل دید ہے بندہ نے عرض کیا کہ مکتوبات شیخ عین القضات ہمدانی رح بھی عمدہ کتاب ہے مگر اوسکے بعض بعض مطالب ادق ہیں اور بتمامہ حل نہیں ہوتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُنہوں نے اپنی واردات اور مکاشفات سے اس کتاب کو تدوین فرمایا ہے جو کچھہ اوسمیں لکھا ہے اپنے کشف سے لکھا ہے۔

اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جسوقت وہ جلائے گئے تھے اونکی عمر چھبیس برس کی تھی - عجب شخص تھے کہ اس عمر میں اُنکا یہ حال تھا - اور مشغولی حق اسقدر تھی - اسکے بعد ارشاد فرمایا - کہ اپنے باپ کی نسبت جو قاضی تھے یہ لکھا ہے کہ رشوت نہ لو اور حرامخوری نکرو - اور اسکے بعد اور بھی لکھا ہے بندہ نے عرض کیا کہ اس تحریر سے اونکا مقصود کیا تھا - آپنے ارشاد فرمایا کہ نرا یہی نہیں لکھا ہے بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ وہ صاحب کشف تھے اور جس مقام میں درویش حاضر ہوتے یا مجلس سماع منعقد ہوتی پدر عین القضاۃ بھی ایسی مجلسوں میں ضرور ہوتے - ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ اُنہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں نے شیخ احمد غزالی کو دیکھا ہے اور شرح بیان کی - جب تفحص کیا گیا آپکا فرمودہ راست پایا - اسکے بعد خواجہ ذکراﷲ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ مقصود اس تحریرات سے شیخ عین القضات کا یہ تھا کہ نعم آفریدگار عالم کے حصول کے لیئے نماز روزہ و اوراد مشروط نہیں ہیں - حق تعالی جسکو چاہتا ہے کرامت و کشف روزی فرماتا ہے او سوقت کسینے یہ سوال کیا کہ شیخ عین القضاۃ ہمدانی کے پیر شیخ احمد غزالی تھے آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ بات غلط ہے اونکے پیر کا نام کچھ اور ہی ہے آپ خود ایک مکتوب میں شیخ احمد غزالی رح اور اپنے پیر کا ذکر کرتے ہیں اگر شیخ احمد غزالی رح اونکے پیر ہوتے او نکا ہی ذکر فرماتے اور اپنا پیر تحریر فرماتے - اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک روز شیخ احمد غزالی آپ کے مکان پر آئے آپ لڑکوں میں کہیں باہر کہیل رہے تھے امام احمد غزالی نے آپکی والدین سے دریافت کیا کہ عین القضاۃ کہاں ہیں اُنہوں نے جواب دیا کہ وہ مر گئے آپنے فرمایا کہ جبتک وہ نعمتیں جنکا حصول اونکے لیئے مخصوص ہے اونکو حاصل نہ ہو جائیں وہ کس طرح فوت ہو سکتے ہیں - اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ احمد غزالی ایک متہم شخص تھے یہی سبب تہا کہ آپکی والدین نے اُن سے ایسا کہا تہا - اسیوقت مولانا برہان الدین غریب سلمہ اللہ نے عرض کیا کہ مشہور ہے کہ شیخ امام احمد غزالی کو ہمیشہ فحش تہمتیں لگا کرتی تہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ نہایت پاک اور راستباز تھے الا آپ کا طریقہ ملامتیہ تہا اوسیوقت اونکی غایت پرہیزگاری میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ آپ ایک قصاب بچہ کے عشق میں متہم ہوئے اور اسکی شہرت اسقدر ہوئی کہ اوس قصاب بچہ کے

باپ کو بھی یہہ حال معلوم ہوگیا وہ شہر شخص کے روبرو آپکا گلہ کرتا تہا اور بُرا بہلا کہتا تہا ایک روز شب کو یہ قصاب بچہ آپکی خدمت میں حاضر تہا اوس قصائی کو بھی کسیطرح خبر ہوگئی تفتیش احوال کرتا ہوا آپکی مکان تک آیا۔ آپکا دروازہ اوس وقت بند تہا مگر ایک روزن دروازے میں تہا اوس قصائی نے اوس روزن میں سے جہانکنا شروع کیا شیخ کو نماز میں مصروف پایا اور جب نماز سے فارغ ہوتے تھے اوس قصاب بچہ کو نصیحت و موعظت فرماتے تہے اور بعدہ پہر دوگانہ دیگر شروع فرماتے اسیطرح وہ تمام رات گذر گئی اور آپکا ہر دوگانے کے بعد یہی حال تہا کہ ہمیشہ نصیحت فرماتے تہے۔ بوقت صبح وہ قصائی اور اوسکا لڑکا دونوں آپکے قدموں میں گرے اور مرید ہوئے۔ یہ بیان فرماکر آپنے ارشاد فرمایا کہ ایسا صاف اور پاکباز رہنا بڑے عالی ظرف اصحاب کا کام ہے اور خلوت میں یہ امر جو شیخ احمد غزالی فرماتے تہے سخت مشکل ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ جب میں اجودہن میں بخدمت مبارک حضرت شیخ الاسلام حاضر تہا اون ہی ایام میں ایک جوگی آیا تہا میں نے اوس سے دریافت کیا کہ اصل کار تمہارے درمیان کونسا ہے اوسنے جواب دیا کہ ہماری کتب میں یہ مرقوم ہے کہ نفس آدمی میں دو عالم ہیں ایک سفلی اور دوسرا علوی۔ عالم علوی سر سے ناف تک اور عالم سفلی ناف سے قدم تک ہے۔ عالم علوی میں جملہ صدق و صفا و اخلاق خوب و حسن معاملہ ہونا چاہیئے اور عالم سفلی میں کل نگاہداشت پاکی و پارسائی کا ذکر ہے یہ فرماکر آپنے ارشاد فرمایا کہ مجھے اوسکی یہ بات بہت اچہی معلوم ہوئی۔ **اسکے بعد** گفتگو پہر ترک دُنیا کے بارے میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص تمام عمر روزے رکہے اور ہمیشہ قیام شب لعبادت کرے اور زائر الحرمین بھی ہو۔ اس سے کچھ حاصل نہو گا۔ اصل دل سے دوستی دنیا کا دور کرنا ہے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے اور دوستی دنیا اوسکے دلمیں موجود ہو۔ وہ شخص کاذب ہے۔

مجلس سی و چہارم روز جمعہ تاریخ ۲۲ ماہ ربیع الاول ۱۲ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو شیخ عثمان حرب آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کے بارہ میں

سو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے ایک مدت سے ترک دنیا کر رکہا تہا۔ ایک روز عالم الغیب سے اونہیں فرمان پہونچا کہ خلق خدا کو دعوت نیک کرو۔ لیکن بشرطیکہ ہزار بلا کا تحمل کرسکو۔ اونہوں نے اسکو قبول کیا اور اپنے مقام سے باہر نکلے۔ ایک شخص نے دو پتہر مارا۔ اور اوسی وقت دوسرے نے ایک پتہر کہینچ مارا۔ آپ سب شمار کرتے جاتے تہے۔ جب پورے ایک ہزار ہوگئے اوسوقت اونکو یہ الہام ہوا کہ اب منبر پر چڑہکر وعظ کہو۔ انہوں نے یہ معلوم کرکے بدرگاہ قاضی الحاجات التجا کی الٰہی میں جاہل ہوں اور کوئی کمال علمی مجہے حاصل نہیں ہے۔ میں وعظ کس طرح کہہ سکتا ہوں اوسی وقت پہر یہ الہام ہوا کہ منبر پر تم پاؤں رکہو میں علم تمکو روزی فرماؤں گا۔ **اسکے بعد** گفتگو قطع مخالطت خلق کے بارہ میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ امام احمد حنبل رح سفید مانے تہے اور تمام عالم سے قطع تعلق کر رکہا تہا جب وہ دوبارہ اس عالم میں درآئے ایک مدت تک خاموش رہے اور کسی سے بات چیت نہ کی۔ ایکروز کسی محرم راز نے اون سے عرض کیا کہ آپ جب اس خلق میں آئے ہیں آپکو کچہہ کہنا سُننا چاہیئے آپنے جواب دیا میں سوچتا ہوں کہ کس امر کا تذکرہ کروں آیا تکون کا یا مکون کا۔ تکون کا بیان نہیں ہوسکتا۔ اور مکون بیان میں نہیں آتا۔ اور یہ رباعی اون سے یادگار ہے **رباعی** ما من بمیان رسول ہاشم با تو ٭ تنہا ہمہ زجہان من وتنہا تو ٭ خورشید نخواہم کہ برآید با تو ٭ آئی بر من سایہ نباشد بر تو ٭ **اسکے بعد** گفتگو اس جماعت کے بارہ میں ہوئی جو روزہ رکہتے ہیں اوطے کرتے ہیں اور مقصد اونکا اس سے عجب وریا ہوتا ہے اُسیوقت آپنے یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔ **بیت** لنگہنت گرسنا کند فربہ ٭ سیر خوردن تر از لنگن بہ ٭

مجلس سی و پنجم روز سہ شنبہ تاریخ ۲۶ ماہ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو باجرائے درویشاں اور اوقات حسن گفتگو کے بارے میں ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ مشائخ رضی اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا ہے کہ وقت نزول رحمت تین ہیں۔ اول حالت سماع دوم وقت خوردن طعام جو بہ نیت حصول طاقت برای عبادت کہایا جائے۔ سوم وقت باجرائے درویشان

وذکر مقالات الشیاں **اسکے بعد** آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ خانقاہ حضرت شیخ الاسلام میں چھہ یا سات نفر درویش آئے تہے۔ میں اون دنوں میں وہیں تہا۔ یہ سب خورد سال نوجوان حسین تھے اور عبودیت از خاندان چشت رکھتے تہے القصہ انہوں نے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ سے عرض کیا کہ ہم کو کچھہ عرض کرنا ہے آپ کسی سے فرما دیجے کہ وہ ہمارا حال سُنے۔ حضرت شیخ الاسلام نے مجھے اور مولانا بدرالدین اسحاق قدس سرہ العزیز کو اسکام کے واسطے نامزد کیا۔ ہم دونوں اونکا حال سُننے لگے وہ اسقدر ملائمت اور شیریں زبانی سے بات کرتے تہے کہ ہم دونوں پر ایک حالت طاری ہوتی تہی اور بہت ہی اچہا معلوم ہوتا تہا۔ اور اونکی حسن رعایت کلام و ادب کے سننے سے ایک رقت طاری ہوتی تہی میں نے برادر مولانا بدرالدین اسحاق سے کہا کہ یہ فرشتے ہیں جنہیں اللہ تعالے نے ہماری تعلیم کے واسطے بہیجا ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ ماجرا اسطرح کہنا اور کلام اسطرح کرنا چاہیے کہ رگ گردن نہلے اور نہ آواز سے غضب وتعصب پیدا ہو۔ **اسکے بعد** آپنے بردباری اور تحمل کے بارہ میں بہت غلو فرمایا کہ یہ کام نہایت نیک ہے۔ جہاں تلک ممکن ہو تحمل اور بردباری سے کام لے اور جس قدر جفا وخفا اوٹہ سکے اوٹہائے اور کبہی اوسکا بدلہ لینے کا ارادہ نکرے اور اسی وقت یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔ **بیت** ہر کہ مارا یار نبود ایزد اورا یار باد ÷ ہر کہ مارا رنجہ دارد در احتش لبسیار باد ÷ اور تہوڑے سکوت کے بعد یہ بیت ارشاد فرمائی۔ **بیت** ہر کسے در راہ ما خارے نہد از دشمنی ÷ ہر گلے از باغ عمرش شگفد بے خار باد ÷ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص تمہارے راستہ میں کانٹا رکہے اور تم بہی اوسکی راہ میں کانٹا رکہو یہ امر نہایت جوانمردی سے بعید ہے۔ اسکے بعد یہ تمثیل ضرب المثل بیان فرمائی کہ بانغزان لغزی وبا کوزان کوزی۔ مشہور ہے مگر ہم لوگوں یعنے اہل تصوف میں یہ مثل اسطرح ہے کہ بانغزان لغزی وبا کوزان کوزی ہم نغزی۔

مجلس سی وششم۔ روز چہارشنبہ تاریخ ہفتم ماہ مبارک رجب ۷۱۲ھ ہجری کو شرف قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو مودت یاران دینی کے بارہ میں ہو رہی تہی۔ آپنے ارشاد فرمایا

کہا اخوت دو قسم پر منقسم ہے۔ ایک اخوت نسبی دوم اخوت دینی ان دونوں میں سے اخوت دینی کو شرف و قوت ہے کیونکہ اخوت نسبی کا حکم بمقتضائی حال بدل جاتا ہے اور اخوت دینی ہر حال میں کامل رہتی ہے اور اوسی وقت تمثیلاً للامر ارشاد فرمایا۔ کہ دو سگے بہائی ہوں ایک مومن دوسرا کافر میراث مسلمان بہائی کی کافر کو نہ پہونچیگی۔ پس یہ اخوت ضعیف ہوئی اور اخوت دینی کے کامل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ یہ اخوت جو درمیان دو مسلمان بہائیوں کے ہوتی ہے اسکو زلل نہیں ہے قیامت بلکہ ابدالآباد تک برقرار رہے گی

اسکے بعد گفتگو در بارۂ معانی آیت الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو الا المتقین میں آپنے ارشاد فرمایا کہ وہ احباب اور وہ دوست کہ بسبب فسق و فجور ہوں فردائی قیامت ایک دوسرے کے دشمن ہونگے یعنے اونکی اس دار فانی کی دوستی جو بوجہ فسق و فجور ہی مبدل بہ دشمنی ہو جائیگی اسکے بعد یہ **بیت** زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔ ؎ ترا دشمنان اند ایں دوستاں ؛ کہ یاس اند در بادۂ دلوستاں ؛

مجلس شصت و ہفتم روز یکشنبہ تاریخ ۲۵ ماہ رجب المرجب ۱۲؁ھ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو نماز نفل کے بارے میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے جسقدر نمازیں پڑہی ہیں وہ تین قسم پر منقسم ہیں۔ ایک قسم متعلق بوقت ہے۔ اور دوسری متعلق بہ سبب اور تیسری نہ متعلق بوقت ہے اور نہ متعلق بہ سبب ہے۔ نماز متعلق بوقت کے بارہ میں امام غزالی رحؒ نے احیاء العلوم میں تحریر فرمایا ہے کہ نماز متعلق بوقت میں تکرار ہے۔ کہ بعین وقت ہوتے پر ہر روز ہر ہفتہ ہر ماہ و ہر سال پڑہی جاتی ہیں۔ ہر روز کی آٹھ نمازیں ہیں۔ پانچ مفروضہ وقتی۔ چہٹی نماز چاشت۔ ساتویں نماز اوابین آٹھویں نماز تہجد اور نماز ہر روز جمعہ ہے۔ اور نماز ہر ماہ کی بیس رکعت ہیں جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ماہ کے غرہ میں ادا فرمایا ہے اور سال کی چار نمازیں ہیں۔ دو نماز عیدین۔ سیوم تراویح چہارم نماز شب برات۔ یہ سب نمازیں وقت سے متعلق ہیں۔ لیکن قسم دوم وہ نمازیں جو متعلق بسبب ہیں وہ دو ہیں۔ اول نماز استسقا جو بسبب امساک باران بہائی نزول باران رحمت الٰہی پڑہی جاتی ہے۔ دوسری نماز

سورج گرہن اور چاند گرہن کہ یہ بھی بسبب کسوف و خسوف کے جب وہ واقع ہوتا ہے پڑہی جاتی ہیں
یہ دونوں نمازیں متعلق بسبب ہیں لیکن قسم سوم جو نہ متعلق بوقت ہے اور نہ متعلق بسبب ہے
وہ نماز صلوٰۃ التسبیح ہے۔ والسلام۔ **اسکے بعد** گفتگو اس بارہ میں ہوئی۔ کہ نماز نوافل بجماعت
پڑہنی چاہئیں یا نہیں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ بعضے شائخ و اولیاء کرام نے اس نماز کو ٹھیکر پڑھا ہے
اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ شب برات کو حضرت شیخ الاسلام فریدالدین مسعود گنجشکر
اجودہنی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بلاکر ارشاد فرمایا۔ کہ وہ نماز جو اس شب کے لیئے مقرر ہے۔ تم بجماعت پڑہو
اور خود امامت کرو۔ میں نے آپکے ارشاد کی تعمیل کی۔ **اسکے بعد** گفتگو نماز محافظت نفس کے بارہ میں
ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ نہایت مناسب ہے۔ کہ جب لوگ مکان سے باہر جاویں۔ دو رکعت نماز پڑہکر
باہر نکلیں کہ اللہ تعالی ہر ایک بلا سے جو راہ میں درپیش آوے محفوظ رکھے۔ یہ دوگانہ نماز نہایت با خیر و
برکت ہے اور مرد کو یہ بھی لازم ہے کہ جب باہر سے مکان میں داخل ہو دو رکعت نماز پڑہے کہ اللہ تعالے
اوسکو اس فساد اور بلا سے جو گھر میں ہونے والی ہو اپنے امان میں رکہے۔ اس دوگانہ میں بھی
نہایت خیر و برکت ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ جس شخص سے یہ دوگانہ بجماعت ادا نہ ہوسکیں
وہ داخل ہونے اور باہر نکلنے کے وقت آیت الکرسی پڑہ لیا کرے اسکا حکم بھی موافق حکم دوگانہ
ہے اور جو شخص آیت الکرسی بھی نہ پڑھ سکے وہ چار بار اِن کلمات کو پڑہے وہی غرض حاصل
ہوگی جو دوگانہ اور آیت الکرسی کے پڑہنے سے مطلوب ہے۔ اور وہ کلمات یہہ ہیں سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم اور اگر کوئی شخص اوقات مکروہہ میں داخل مسجد ہو کر نماز تحیت مسجد ادا
نکر سکے یہی کلمہ چار مرتبہ کہے وہی غرض حاصل ہوگی۔ والحمد للہ علی ذلک۔

مجلس سی و ہشتم روز شنبہ تاریخ ۱۳ ماہ شوال ۷۱۲ھ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر
ہوئی۔ خواجہ سید نوح جو آپکی شرف قرابت سے مشرف ہیں۔ آپکے روبرو بیٹھے ہوئے مشارق
پڑہ رہے تہے اور آپ اوسکے غوامض بیان فرماتے تہے اوسیوقت یہ حدیث قراءت میں آئی

کہ اگر کوئی شخص نماز میں ہو اور کھنکار میں بلغم یا تھوک مونہہ میں آئے اور وہ اوسکو تھوکنا چاہے چاہئے کہ سامنے یعنے مقابل قبلہ نہ تھوکے اور نہ داہنی طرف تھوکے کہ وہ جگہ فرشتہ کی ہے۔ آہستہ جانب چپ قدموں میں تھوکے۔ کہ عمل کثیر نہو۔ یہ فعل مفسد نماز نہیں ہے۔ اگر فعل کثیر کریگا نماز جاتی رہے گی اور اسیوقت یہ بیان فرمایا کہ مومن کا جسم کسی حالت میں نجس نہیں ہوتا ہے۔ اگر غلاظت لگی ہوئی ہو تو اوسکو دوسرا حکم ہے۔ اسی تقریب میں آپنے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم راستہ میں چلے جارہے تھے اور آپکے سامنے سے ابوہریرہ رضہ آتے تھے جب آپکے مقابل پہونچے آپنے برائے مصافحہ دست مبارک خود دراز کیا۔ مگر ابوہریرہ رضہ نے اپنا ہاتھ کھینچا آپنے وجہ دریافت کی حضرت ابوہریرہ رضہ نے عرض کی کہ میں جنب ہوں اور غسل نہیں کیا ہے آپ مطہر ہیں میں کیونکر آپکو مس کرسکتا ہوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن نجس نہیں ہوتا ہے مگر جنب ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص جنب کا پیا ہوا بقیہ پانی پی لیوے کچھہ ڈر نہیں اور اسیوقت آپنے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ اگر شیطان زن جمیلہ کے لباس میں کسی شخص کے پاس آوے یا خود کو اسطرح ظاہر کرے کہ اوسکی طبیعت اوسکے جانب مائل ہو۔ اس دیکھنے والیکو لازم ہے کہ اپنی عورت منکوحہ سے صحبت کرے کہ یہ وسوسہ زائل ہوجائے۔ یہہ فرماکر آپنے ارشاد فرمایا کہ مرد متاہل کی ایک خیریت یہ بھی ہے۔ **حضرت خواجہ نوح** رضہ یہ فوائد سنکر کھڑے ہوئے۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے حاضرین کی جانب اشارہ کیا کہ آپکی تعظیم لازم ہے اور ارشاد فرمایا کہ انکو عزیز رکھنا چاہیئے۔ یہ بغایت صالح اور نیک ہیں قرآن شریف انکو حفظ ہے۔ ہر شب جمعہ کو ختم فرماتے ہیں کسیکی دوستی اور دشمنی سے سروکار نہیں رکھتے ایکروز میں نے ان سے دریافت کیا تھا کہ تم جو اسقدر عبادت اور مجاہدہ کرتے ہو اس سے تمہارا کیا مقصود ہے۔ جواب دیا کہ صرف آپکی حیات مطلوب ہے یہ فرماکر آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ سخن دلیل سعادت و نیک بختی ہے۔ نمعلوم انکو یہ بات کس نے سکھلائی تھی۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا۔ کہ اگر کسی شخص کو کچھہ دریافت کرنا ہو لازم ہے کہ کسی عالم سے دریافت کرے اور اگر کسی شخص سے

مجھہ سوال کریں۔ لازم ہے کہ ایسا سوال کریں جو اوسکو معلوم ہو۔ اوسی وقت یہ حکایت بیان فرمائی
کہ مولانا ضیاء الدین نامی ایک عالم تہے زیر پایہ منارہ پڑھایا کرتے تہے میں نے اونکی زبانی سنا کہ
وہ ایک مرتبہ خدمت شیخ الاسلام فرید الدین مسعود گنج شکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ میں تشریف لیگئے
فرماتے تہے۔ کہ میں علوم فقہ و صرف نحو سے بالکل بیخبر تہا۔ متردد تہا۔ کہ اگر حضرت شیخ الاسلام
مجھہ سے فقہ میں گفتگو کریں گے۔ میں بالکل جواب نہ دلسکونگا۔ خیر میں آپکے روبرو گیا اور سلام
کرکے بیٹھہ گیا۔ آپنے میری جانب مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ تنقیح مناط کیا ہے۔ مجھے یہ سنکر بہت
خوشی حاصل ہوئی اور مجھے اس بارہ میں تبحر تہا بہت اچھی طرح سے اثبات ونفی جو اسبارہ میں
ہیں بیان میں لایا۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ حکایت تمام کرکے ارشاد فرمایا کہ یہ کمال کشف حضرت
شیخ الاسلام تہا کہ آپنے مولانا ضیاء الدین رح سے وہی سوال کیا جو اونکو بہت اچھی طرح معلوم
تہا۔ تمام ہوا دیباچہ دوم کتاب فوائد الفواد۔ والحمد للہ رب العالمین۔ اور امید ہے کہ آئندہ
بہی جو کچھہ بزبان معجز بیان حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر سے سنا جائے گا احاطۂ تحریر میں آئیگا
انشاء اللہ تعالیٰ

دیباچۂ سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؁

یہ اشارت اسرار الٰہی یا بشارت انوار نامتناہی کہ لفظ در بار زبان گوہر نثار حضرت خواجہ زین ختم المجتہدین ملک المشائخ فی الارضین نظام الدین ہمیشہ قائم رکھے اللہ تعالیٰ برکت اور سعادت اونکی انفاس نفیسہ کی سنے ہیں اونکو دیباچہ میں تحریر کیا ہے۔ **بیت** مجموعہ کہ بندۂ توحسن بنا نہاد؛ ہم وقت پاک شیخش جمعیتے نہاد؛

مجلس اول روز دوشنبہ تاریخ ۲۷ ماہ ذیقعدہ ۷۰۷ھ ہجری دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو طبقات زمانہ کے بارہ میں ہورہی ہتی آپنے ارشاد فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد میری امت کے پانچ طبقے ہونگے اور مدت ایام ہر طبقہ چالیس سال ہوگی۔ طبقہ اول طبقۂ علم و مشاہدہ۔ طبقۂ دوم طبقۂ بر و تقویٰ طبقہ ثالث تواصل و تراحم طبقہ چہارم طبقۂ تقاطع و تدابر۔ طبقہ پنجم ہرج و مرج ہے **اسکے بعد** آپنے اسکی تفصیل مشرح بیان فرمائی کہ اہل طبقہ علم و مشاہدۂ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تہے اور اہل طبقہ بر و تقویٰ تابعین رحمہم اللہ ہوئے۔ انکے بعد اہل تواصل و تراحم ہوئے اور تواصل کے یہ معانی ہیں کہ اگر دنیا اونکی جانب اقدام کرے وہ اسکو دوسرے کی طرف روانہ کریں خود روادار نہ ہوں اور اگر کوئی شخص جو اس دنیا میں اونکا مشترک ہو اُنکو خود اپنی جانب کہینچے دنیا کی ڈور ڈھیلی چھوڑیں اور اوسکے پاس جانے دیں۔ اور تراحم یہ ہے کہ اگر تمام دنیا اونکو دی جاوے وہ اوسکو نفقہ کریں اور راہ خدا میں ایثار کر ڈالیں۔ اسکے بعد طبقہ تقاطع و تدابر ہوگا اور تقاطع اوسکو کہتے ہیں کہ اگر دنیا اونکے پاس آوے قبول کریں۔ اور دوسرے کو دینے کے روادار نہ ہوں۔ اور اپنے بہائیوں سے دنیا کے لیئے پیٹھ پہیرلیویں۔ یہ تدابر ہے۔ اسکے بعد طبقہ پنجم ہرج و مرج سخت ترین از طبقات چہارگانہ ہے۔ اس طبقہ کے لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہونگے اور جان انسان کے مارڈالنے میں نفع دنیا کی غرض سے دریغ نہ کرینگے۔ مدت اُن

پانچ طبقوں کی دو سو برس ہوگی۔ یہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ اس دو سو برس کے بعد لشکل الثانی اولاد پیدا ہونے سے سانپ اور کتا پیدا ہونا بہتر ہوگا حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ فرماکر رونے لگے اور ارشاد فرمایا کہ یہ حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سے تہا جو آپکے دو سو برس بعد ختم ہوچکا ہے۔ اب اسوقت کا حال خود ہی سمجھ لینا چاہیئے۔ **اسکے بعد** گفتگو مشغولی حق اور اون چیزوں کے بارہ میں جو اس ذکر کی مانع ہیں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ میں نے بہت کتابیں پڑہی ہیں اور اب کسیوقت جب اونکا مطالعہ کرتا ہوں ایک چاشنی معلوم ہوتی ہے۔ میں اوسوقت بہت حیران ہوتا ہوں کہ کس نعم میں آپڑا۔ اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی جبکہ شیخ ابو سعید ابوالخیر کا کام کمالیت کو پہونچا انہوں نے جملہ کتابیں جنکو پڑہا تہا گوشہ میں رکہدیں اور بقول بعض دہو ڈالیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ امر ثبوت کو نہیں پہنچا۔ کہ آپنے کتابیں دہو ڈالی تہیں البتہ اونکو سنبہال کر کسی جگہ رکہدیا تہا۔ ایکروز کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تہے کہ ہاتف نے آواز دی کہ اے ابوسعید اپنا وعدہ بہول گئے کہ میرے سوا دوسری چیز سے مشغول ہوئے۔ جب آپنے یہ بیان فرمایا رونے لگے اور یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔ ؎ تو سایۂ دشمنی کجا درگنجی؛ جائے کہ خیالِ دوست زحمت باشد

یعنی جس جگہ کہ کتب مشائخ فقہ و احکام شرعیت حجاب کا موجب ہوں وہاں دوسری اشیاء سے کس قدر زیادہ حجاب ہوگا اور اوسکا کیا ٹہکانہ ہے۔

مجلس دوم روز سہ شنبہ تاریخ ۱۲ ماہ ذی الحج ۷۱۲ھ ہجری دولت قدمبوسی حاصل ہوئی اور سرور بہت سے احباب آپکی خدمت مبارک میں حاضر تہے۔ بوجہ تنگی مکان بعض سایہ میں اور بعض دہوپ میں بیٹہے تہے۔ آپنے اون لوگوں کو جو سایہ میں تہے ارشاد فرمایا کہ ذرا گنجان بیٹہو کہ اور لوگونکو جگہ ملے وہ دہوپ میں بیٹہے ہیں اور میں جلا جاتا ہوں اور اسیوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ بدایوں میں ایک بزرگ مولانا شاہی موے تاب نامی تہے۔ ایک مرتبہ کئی دوست اون کو اپنے ساتہ بطریق سیر باہر لے گئے اور کہیر پکائی۔ جب وہ کہیر سامنے لائی گئی مولانا شاہی ہوتاب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسکے پکانے میں خیانت کا دخل ہوا ہے اور وہ نہ رہتا کہ جسوقت دو دل مل کر

کرنے لگا تہا دو یاروں نے بجنہال ضائع ہجانے کے پی لیا تہا۔ آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ یہ بہت بڑا کام ہے
الغرض مولانا شاہی موے تاب نے فرمایا کہ ایسا ہرگز نکرنا چاہیئے کہ دوستوں کے پاس کسیقدر
کہا کر طعام لائیں اون دونوں یاروں نے معذرت کی کہ دودہ دیگ میں جوش کہا کر ابلنے لگا تہا
اور نیچے گرتا تہا۔ ہم نے جو باہر نکلکر گرا تہا اوسکو روک کر اوٹہا لیا اگر ہم سنبہال کر نہ پیتے وہ خاک
میں ملجاتا معذوری تہی آپنے سنکر ارشاد فرمایا کہ یہ بہی خطا ہے نہ پینا چاہیئے گر جانے دیا ہوتا
یہ عذر قابل سماعت نہیں ہے کئی احباب دہوپ میں تہے۔ عرق اون کے جسم سے خارج ہوتا تہا اور پسینا
بہت آیا ہوا تہا۔ آپنے یہ معاملہ دیکہکر اپنے یاروں سے فرمایا کہ حجام کو بلاؤ کہ جسقدر پسینہ ان دوستوں کے
جسم سے خارج ہوا ہے میں اپنے جسم سے اسیقدر خون نکلوا دونگا۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر یہ بیان
کرکے فرمانے لگے کہ دیکہیئے خواجہ شاہی موے تاب رح کا حسن معاملہ کس قدر تہا اور محبت اسقدر
تہی اور انصاف اسقدر تہا۔ اسکے بعد بزرگی حضرت خواجہ شاہی موے تاب میں یہ **حکایت**
بیان فرمائی کہ شیخ نظام الدین ابوالموید رح بیمار ہوگئے تہے اونہوں نے حضرت شاہی موے تاب رح
کو طلب کرکے فرمایا کہ آپ دعا فرمائیں کہ میری یہ بیماری صحت سے مبدل ہوجاے خواجہ شاہی رح
نے عذر کیا کہ آپ بزرگ ہیں یہ کام میرے لائق نہیں۔ میں ایک بازاری آدمی ہوں۔ مولانا نظام الدین
ابوالموید نے فرمایا کہ آپکو میرے حق میں دعا کرنی ہی پڑیگی۔ میں آپکو کبہی معذور نرکہونگا۔ جب بہت
اصرار کیا گیا مولانا شاہی موے تاب نے فرمایا کہ میرے دو دوست ہیں ایک شریف دوسرا صالح
اونکو بلا بہیجیے کہ وہ میری اس کام میں امداد کریں۔ الغرض دونوں بلالئے گئے جب آلئے آپنے
فرمایا کہ مولانا نظام الدین نے ایسا کار اہم میرے سپرد کیا ہے تم کو اس امر میں میری امداد کرنی
ہوگی سر سے سینہ تک کے لیئے میں مشغول ہوتا ہوں اور بقیہ نصف نصف حصہ کے لیئے آپ مصروف
ہوں۔ الغرض تینوں مشغول ہوئے اور بیماری شیخ نظام الدین رح کی جاتی رہی۔ یہ سب کرامت
مولانا شاہی موے تاب کی تہی۔ اسکے بعد آپکی کرامت کے بارہ میں یہ **حکایت** بیان فرمائی
کہ اکثر فرمایا کرتے تہے کہ بعد میرے وفات کے جس شخصکو کوئی مشکل پیش آئے اوسکو لازم ہے کہ

پیوستہ تین روز تک میری زیارت کو آوے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اوسکی مہم پوری ہو جائے گی۔ اگر نہو تو چوتھے روز پھر آئے ضرور حاجت پوری ہوگی۔ اگر احیاناً پوری نہو تو پانچویں روز اگر میری قبر کی اینٹ کو اینٹ مارے یعنے توڑ دے **اسکے بعد** گفتگو عصمت اولیاء کے بارے میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ انبیاء معصوم ہیں اور نزدیک فقرا کے اولیاء بھی معصوم ہیں۔ لیکن انبیاء واجب العصمت ہین اور اولیاء جائز العصمت ہیں۔

مجلس سوم تاریخ ۲۲۔ ماہ ذی الحجہ ۷۱۳ھ روز جمعہ دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ ایک شخص نے حاضر ہو کر اس نیت سے کہ قرآن شریف یاد رہے۔ فاتحہ کی درخواست کی آپنے دریافت فرمایا کہ کس قدر یاد کر لیا ہے۔ جوابدیا کہ ایک ثلث یاد کر چکا ہوں یہ سنکر آپنے ارشاد فرمایا کہ باقی تھوڑا تھوڑا یاد کرو اور پچھلا پڑھتے رہو۔ اسکے بعد یہہ **حکایت** بیان فرمائی کہ میں نے ایک شب شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ اور اونسے تحفظ قرآن شریف کے لیئے فاتحہ کی درخواست کی انہوں نے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ صبح میں ایک عزیز کے پاس گیا اور اوس سے یہ خواب کا قصہ بیان کر کے فاتحہ کی درخواست کی اونہوں نے فرمایا کہ جیسا تم کو بدر الدین غزنوی رح نے تلقین فرمایا ہے ویسا عمل میں لاؤ اور یہ فرمایا کہ مقصود اونکے پڑھنے سے یہ ہے کہ تم بھی دوام پڑھتے رہو کہ قرآن شریف یاد رہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ہر روز سوتے وقت قرآن شریف کی یہ دو آیتیں پڑھا کرو۔ آیۃ تحفظ قرآن مجید کیلئے حکم اکسیر رکھتے ہیں۔ والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم۔ اِنّ فی خلق السموات والارض واختلاف الارض واللیل والنھار والفلک التی تجری فی البحر مما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماءٍ فاحیا بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لایات لقوم یعقلون ۝

اسکے بعد گفتگو قدرت باری عز اسمہ کے بارہ میں ہوئی آپنے یہہ **حکایت** بیان فرمائی کہ

ایک مرتبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو آرزو اصحاب کہف کے دیکھنے کی ہوئی اللہ تعالی سے درخواست کی فرمان صادر ہوا کہ ہم نے حکم صادر کیا ہے کہ تم اونکو دنیا میں نہیں دیکھ سکتے۔ آخرت میں دیکھوگے البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کے دین میں شامل ہوجائیں یہہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ایک چادر لائے اور چار آدمیوں سے کہا کہ اسکا ایک ایک گوشہ پکڑو۔ یہ چار اصحاب حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت ابوذر غفاری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین تھے۔ پہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس ہوا کو جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اوڑا لاتی تھی طلب فرماکر ارشاد فرمایا کہ اس گلیم کو مع چاروں یاروں کے اوڑا کر غار اصحاب کہف پر لیجائے ہوا اوڑا کر لیگئی اور غار کے موںہہ پر چہوڑ دیا انہوں نے حسب تعلیم غار کے دروازے پر کہڑے ہوکر سلام عرض کیا اللہ تعالی نے اصحاب کہف کو زندہ کرکے سلام دلوایا اسکے بعد یاران رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام انپر عرض کیا انہوں نے صدق دل سے قبول کیا اور کلمہ پڑہا۔

مجلس چہارم روز دوشنبہ اول ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر سنہ ۷۱۳ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو نوافل و اوراد کے بارہ میں ہورہی تہی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شب میں نے حضرت خواجہ فرید الدین رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکہا کہ مجہہ سے فرماتے ہیں کہ ہر روز سو مرتبہ کلمات لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی و یمیت وھو حی لا یموت ذو الجلال والاکرام بیدہ الخیر وھو علی کل شیٔ قدیر پڑہا کرو۔ میں نے بیدار ہوتے ہی مواظبت اس ارشاد کی شروع کی اور اپنے دل سے کہا کہ حضرت کا اس ارشاد سے کوئی خاص مطلب ہوگا چند روز بعد مجہے ہنگام سیر کسی کتاب سے معلوم ہوا کہ جو شخص اس دعا کو پڑہتا رہیگا وہ بغیر اسباب کے خوش زندگانی بسر کرے گا۔ اوسوقت مجہے معلوم ہوا کہ حضرت کا یہ ارشاد خاص اسی غرض کے واسطے تہا **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص ان کلمات کو ہر نماز کے بعد دس مرتبہ کہے گا چار غلاموں کے آزاد کرنیکا ثواب اوسکو حاصل ہوگا۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ اور مجہے حضرت خواجہ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے

خواب میں فرمایا کہ بعد نماز عصر پانچ مرتبہ سورۂ عم یتساءلون پڑھا کرو۔ میں نے بیدار ہوتے ہی آپکے اس حکم کی تعمیل شروع کی اور اپنے دل سے کہا کہ اسمیں بھی ضرور کوئی بشارت ہے چنانچہ ایک تفسیر میں لکھا دیکھا کہ جو شخص ہر روز بعد نماز عصر پانچ مرتبہ سورہ نبا پڑھیگا دل اوسکا اسیر محبت حق تعالیٰ سبحانہ ہوگا یعنے خدا تعالیٰ کی محبت اوسکے دلپر بیٹھہ جائے گی جیسے اس دار فانی میں کوئی کسیکا عاشق و گرفتار دام محبت ہو جاتا ہے اس سورہ کا پڑھنے والا اسیطرح گرفتار محبت الٰہی ہوگا۔ یہ فوائد تمام فرماکر ارشاد فرمایا کہ اے جملہ حاضرین۔ تم لوگ بھی ان ادعیات کی مواظبت کرو۔ الحمد للہ علی ذلک۔

مجلس پنجم روز دوشنبہ ۲۲ ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر ۱۳ ؁ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ بعضے آدمی آپ کو اکثر جگہ برا کہتے ہیں اور ہم سے نہیں سنا جاتا حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اون سبکو جو مجھے برا کہتے ہیں معاف کیا تم کو چاہیئے کہ تم بھی معاف کردو۔ اور اوس شخص سے خصومت نکرو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ چھجو ساکن اندرپت ہمیشہ مجھے برا کہتا تھا بلکہ میرا برا چاہتا تھا برا کہنا سہل ہے لیکن برا چاہنا بہت خراب ہے الغرض جب وہ مر گیا میں اسکی قبر پر گیا اور دعا کی کہ جو کچھ اسنے میری نسبت برا بھلا کہا ہے یا کیا ہے میں نے اسکو کل معاف کیا میں تجھسے التجا کرتا ہوں کہ تو میری وجہ سے اسکو عقوبت نہ فرما۔ اور اسیوقت ارشاد فرمایا کہ جب دو شخصوں کے درمیان رنجش ہو جائے لازم ہے کہ ایک شخص اوسکی جانب سے اپنا دل صاف کرلے۔ امید ہے کہ اوسکا بھی دل صاف ہو جائیگا۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ میں اس برا کہنے سے کیوں برا مانوں بزرگان دین کا فرمودہ ہے کہ مال صوفی کا وقف اور خون اوسکا مباح ہے جب یہ ارشاد ہے پھر برا ماننا اور خصومت ہرگز نکرنا چاہیئے۔ اسوقت ایک شخص نے آکر یہ **حکایت** بیان کی کہ آپکے چند مرید فلاں موضع میں گئے اور وہاں مجلس سماع قائم کی جس میں مزامیر بھی تھا حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے اس امر کو بالکل پسند نہیں فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں نے اونکو منع کر دیا تھا کہ مزامیر اور دیگر محرمات سماع کے درمیان بالکل نہونا چاہیئے۔ انہوں نے جو کیا ہے اچھا نہیں کیا ہے اور در باب حرمت مزامیر بہت غلو فرمایا۔ اور یہ فرمایا کہ اگر امام نماز میں ہو اور مقتدیوں میں عورتوں کی

صف بھی ہو۔ اور امام سے سہو ہو جائے پس مقتدی مرد کو لازم ہے کہ سبحان اللہ کہے کہ امام اپنی غلطی معلوم
کر لے اور اگر وہ غلطی کسی عورت کو معلوم ہو جائے وہ زبان سے سبحان اللہ نہ کہے اور نہ دستک دے بلکہ بائیں
ہاتھ کی ہتیلی پر داہنا ہاتھ الٹا مارے کہ آواز ہو اور تالی نہ بجے کہ تالی بجانا ہی لہو ہے۔ جب یہاں تک
منع کیا گیا ہے پس مزامیر و دیگر محرمات سے بہت زیادہ پرہیز کرنا چاہیئے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا
کہ اگر کوئی شخص مقامات طریقت سے گر پڑے گا وہ شرع میں گریگا اور جو شخص شرع سے گریگا اوسکا
کہیں ٹھکانہ نہیں **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ مشائخ کبار اور ان لوگوں نے جو اسکے اہل ہیں راگ سنا
ہے اور جو شخص صاحب ذوق ہے اور صاحب درد ہے وہ ایک بیت کے سننے سے مست ہو جاتا ہے
اور رقت اوسکو ہو جاتی ہے خواہ مزامیر درمیان میں ہو یا نہو۔ اور جو صاحب ذوق نہیں ہے اگر اوسکے
سامنے تمام زمانے کے ڈھول بجائے جائیں اوسکو مطلق خبر نہوگی پس معلوم ہوا کہ یہ کار متعلق
بدرد ہے نہ متعلق بہ مزامیر وغیرہ۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ مرد کو تمام روز حضور میسر ہونا
سخت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اگر تھوڑی سی دیر حضور حاصل ہو جائے غنیمت ہے کہ بقیہ روز بھی اوسکے
صدقے سے باراحت ہو جائے گا۔ اسیطرح اگر کسی جماعت میں کوئی شخص صاحب ذوق ہو اوس مجلس
کے تمام آدمی اوسکی پناہ میں ہونگے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا۔ کہ پاک پٹن کا قاضی ہمیشہ حضرت
شیخ الاسلام فرید الدین مسعود گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ سے پرخاش رکھا کرتا تھا یہاں تک غایت خصومت
سے ملتان گیا اور وہاں کے صدور ائمہ سے کہا کہ یہ کس حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص مسجد میں
بیٹھے اور راگ سنے اور کسی وقت اوسکو وجد ہو اور وہ مسجد میں تواجد کرے۔ اون لوگوں نے سنکر
دریافت کیا کہ یہ واقعہ تم کس شخص کا بیان کرتے ہو۔ قاضی نے جواب دیا کہ یہ معاملہ شیخ فرید الدین
قدس سرہ کا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام کا نام سنکر انہوں نے کہا کہ ہم اوسکے بارہ میں کچھ نہیں کہہ
سکتے۔ **یہہ فرما کر** حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جسقدر سماع سنا ہے اور
جو تشبیہہ اور استعارے سنے ہیں اون سبکی نسبت حضرت شیخ الاسلام سے کی ہے اور اونکے اخلاق
حمیدہ و اوصاف پسندیدہ پر حمل کیا ہے چنانچہ ایک مرتبہ حالت حیات حضرت شیخ شیوخ العالم

رضی اللہ عنہ میں ایک مجلس میں میں نے یہ بیت سنی بیت محرام بدیں صفت مباد! کر چشم بدت
رسد گزندے ۔ مجھے اخلاق پسندیدہ و اوصاف حمیدہ شیخ اور اونکی کمال بزرگی و غایت فضل یاد
آئی اور اسقدر رقت ہوئی کہ میں بیان نہیں کرسکتا حالانکہ قوال نے چاہا کہ اور آگے کے شعر گاوے
میں نے منع کیا اور یہی شعر گوایا حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر جب یہاں تک بیان کرچکے رونے لگے
اور ارشاد فرمایا کہ اس واقعہ کے تھوڑے روز بعد حضرت شیخ شیوخ العالم نے انتقال فرمایا رحمۃ اللہ
علیہ اسکے بعد دوبارہ حمل و تاویل معانی اشعار سماع میں یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ فردائے قیامت
ایک شخص کو فرمان ہوگا کہ تونے دنیا میں سماع سنا ہے وہ عرض کرے گا کہ ہاں میں نے سنا ہے حکم ہوگا
کہ جو اشعار تو نے سنے ہیں اونکو ہمارے اوصاف پر حمل کیا۔ جواب دیگا کہ ہاں میں نے ایسا ہی کیا ہے ارشاد
ہوگا کہ اوصاف حادث اور ذات ہماری قدیم ہے۔ حادث کی قدیم سے نسبت نہیں ہوسکتی۔ یہ شخص
حیران ہوگا اور عرض کریگا میں نے غایت محبت سے ایسا کیا ہے اس میں میں معذور ہوں۔ اللہ تعالیٰ
فرمائے گا کہ جب تونے غایت محبت سے ایسا کیا پس ہم نے بھی تجھے معاف کیا۔ اور اپنی رحمت تجھپر نازل
کی۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر یہ فرماکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ یہ عتاب اونپر ہے
جو غایت محبت میں مستغرق ہیں اور لوگوں کی نسبت کیا کہا جائے۔ اسکے بعد گفتگو معجزات آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ حیوانات و جمادات نے بھی فرمان برداری
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور اسباب میں یہ **حکایت** ارشاد فرمائی کہ جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ آپنے معاذ بن جبل رضی اللہ کو بجانب یمن بھیجا اور ارشاد فرمایا کہ وہاں
ایک چشمہ عین الر عاف نامی ہے تم جاکر اوس چشمہ سے میرا سلام کہو اور بیان کرو کہ اب محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوگئے ہیں۔ جب معاذ رضی اللہ عنہ اوس چشمہ پر پہونچے آپکا سلام
پہنچایا اور دعوت اسلام کی۔ چشمہ نے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کی اور ایمان لایا۔
اس چشمہ کے پانی کی خاصیت تھی جو شخص اس چشمہ کا پانی پیتا تھا اوسے نکسیر جاری ہوجاتی تھی
اسلام لانے کے بعد وہ تاثیر اوسکے پانی سے جاتی رہی **اسکے بعد** گفتگو اسم اعظم کے بارہ میں

ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے کسینے سوال کیاکہ آپ کو اسم اعظم معلوم ہے بیان فرمائیے کونسا نام اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔ آپنے جواب دیاکہ معدہ کا لقمہ حرام سے خالی رکھنا اور دلکو محبت دنیا سے خالی کرنا یہی اسم اعظم ہے۔ اسکے بعد جس نام سے اللہ تعالیٰ کو پکارو گے وہی اسم اعظم ہوگا **اسی اثنار میں** کھانا سامنے لایا گیا اور نمک دسترخوان پر رکھا۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ ابتدا کھانے کی نمک سے کرنی چاہیئے۔ انگلی کو لعاب دہن سے تر کرکے نمک اٹھانا کسی حدیث میں نہیں آیا ہے اور ایک انگلی کے ذریعہ سے اگر تر نکیجائے نمک نہیں اوٹھہ سکتا ہے پس انگشت شہادت کو انگشت نر سے ملاکر نمک اوٹھانا چاہیئے بندہ نے شکریہ اس فائدہ میں عرض کیاکہ الحمدللہ آج حق نمک تجدید ہوا یہ سنکر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے تبسم فرمایا اور مولانا محی الدین کاشانی نے بندہ کے سخن کو تزکیہ فرمایا اور خدمت حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر میں دوبارہ عرض کیا اور کہاکہ یُطوح ہیں۔ آپنے اس مطائبہ کی نسبت یہ حکایت بیان فرمائی کہ کسی شخص نے شمس الملک کے پاس آکر کسی شے کے توقع کی شمس الملک نے اوسکے دفع میں جواب دیا۔ سائل جواب پاکر بھی کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد شمس الملک نے دریافت کیاکہ تم کیوں نہیں جاتے اوسنے کہاکہ مجھے جواب ملجانا چاہیئے۔ شمس الملک نے کہاکہ جلد یجئے اس سے بڑھکر اور کوئی جواب نہیں ہے۔

مجلس ششم روز دوشنبہ تاریخ ۲۹ ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر کو سعادت دستبوسی حاصل ہوئی بندہ نے عرض کیا کہ آج میں اسطرف اپنے اقربا کی ملاقات کے واسطے آیا تھا بعضے یار ایسا کہتے ہیں جب کوئی شخص کسی دوسرے کام کے لیئے اسطرف آوے اوسکو لازم ہے کہ آپکی خدمت شریف میں حاضر نہو۔ میں بھی جانتا تھا کہ یہ سوء ادبی ہے اور یہ امر رسم کے خلاف ہے مگر میرے دل نے گوارا نکیا کہ اسطرف آکر آپکی زیارت کے بغیر چلا جاؤں۔ جذبۂ دل کشاں کشاں لایا ہے حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ کوئی سوء ادبی نہیں ہے اور آپ نے بہت اچھا کیا جو تشریف لائے اور اوسوقت یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔ **بیت** در کوئے خرابات وسرا اوبا

ہنیچ شود بیاد نشین و بباش :: **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ مشائخ کی رسم ہے کہ کسی شخص کو اشراق سے پہلے اور عصر کے بعد اپنی خدمت میں نہیں آنے دیتے لیکن میں نے کسیوقت کی قید نہیں لگا رکھی ہے جس وقت کوئی اطلاع کراتا ہے میں فوراً بلالیتا ہوں **اسکے بعد** گفتگو اس بارہ میں ہوئی کہ بعض آدمی حج سے واپس آکر روز و شب وہاں کا ذکر کرتے ہیں کہ میں نے فلاں مقام فلاں چیز دیکھی اور فلاں فلاں مقام کی زیارت کی اور وہاں ایسا ایسا ہوتا ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ان کے نفس کی شامت ہے ایسا کرنے سے ریا کا دخل ہوتا ہے اور یہ سخن اُنکا حج فروشی سے خالی نہیں ہوتا اور اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ **اسکے بعد** گفتگو خدمت و مراعات و رضا کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ جس نے خدمت کی وہ مخدوم ہوا بغیر خدمت کیے کیونکر مخدوم ہو سکتا ہے اُس وقت یہ کلمات زبانِ مبارک سے ارشاد فرمائے۔ من خدم خدم **اسکے بعد** گفتگو حسن معاملہ کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے دس سنتوں کو کہ پانچ متعلق بسر و پانچ متعلق بہ چشم ہیں کیا خوب نظم کیا ہے **بیت** دہ سخن در دو سخن آوردی بہ کار کن کیں ہمہ سخن است ::

مجلس ہفتم روز چہار شنبہ ۱۹ جمادی الاول ۷۰۸ھ ہجری دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ اوسدن ایک رئیس نے ذو یا نعنا در بہت سی زمین کی سند تملیک آپکی خدمت میں بھیجی تھی اور بذریعہ عرضی کے بہت ہی اظہار عقیدت و عبودیت کیا تھا۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے قبول نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں باغ زمین وغیرہ کیا کرونگا پھر متبسم ہو کر فرمانے لگے کہ اگر میں انکو قبول کروں میری نسبت کہیں گے کہ شیخ صاحب باغ و اراضی ہیں باغ کی سیر اور اراضی کے تردد کے واسطے جاتے ہیں میرے حال پر افسوس ہے جو میں اس کام کو کروں۔ یہ ارشاد فرما کر آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ ہمارے خواجگان میں سے کسی نے ایسی اشیا قبول نہیں کی ہیں اسکے بعد یہ **حکایت** ارشاد فرمائی کہ اُن ایام میں جب سلطان ناصر الدین ملتان گئے اجودھن سے گذرے تھے۔ سلطان غیاث الدین اوسوقت الغ خان تھے یعنے بادشاہ نہیں ہوئے تھے وہ شیخ الاسلام کی زیارت کو آئے اور کچھ زر بطور نذرانہ اور چار گانوں کی مثال معافی شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے آگے رکھی آپنے

دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے۔ الف خاں نے کہا کہ نذرانہ ہے۔ نقد یہ صرف درویشاں اور شال دیہات خاص
آپکے لیئے ہیں۔ شیخ الاسلام نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ نقد رہنے دو کہ درویشوں کے خرچ میں یہیں صرف
کیا جائے گا اور شال دیہات لے جاؤ کہ اسکے طالب بے شمار ہیں مجھے مطلوب نہیں اور اثنا اس حکایت میں
یہ حدیث بیان فرمائی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وَمَا دخل بیتاً الا دخل ذلاً اسکے بعد
یہہ **حکایت** بیان فرمائی کہ یہ حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے محل میں بیان فرمائی
تھی کہ آپ ایک مکان میں داخل ہوئے تھے اور وہاں دو چوب رکھے ہوئی تھیں کہ اون سے کشت کی جاتی تھی
اور جوڑی ہانکی جاتی تھی آپنے اونکو دیکھتے ہی فرمایا کہ وما دخل بیتاً الا دخل ذلاً **اسکے**
بعد ذکر شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا ہوا آپنے ارشاد فرمایا کہ اُنہوں نے ایک خط بزبان
عربی شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا تھا میں نے اوس خط کو دیکھا ہے اوسمیں
لکھا تھا من احب افتخار النساء لم یفلح ابداً اور ذکر صیغہ بھی اوس خط میں کیا تھا۔ اور
صیغہ زمین کشت ہے وغیرہ اور ایسی ہی چیزوں کو کہتے ہیں۔ الغرض مجھے عبارت عربی اوس خط کی
بتمامہ یاد نہیں الا اوسمیں لکھا تھا کہ جس نے دل صیغہ پر باندہا وہ دنیا کا بندہ ہو گیا۔ **بندہ** نے
شیخ جلال الدین نور اللہ مرقدہ کا حال پوچھا کہ وہ کسکے مرید تھے آپنے ارشاد فرمایا کہ وہ شیخ
ابو سعید تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۵ **اسکے بعد** گفتگو اوراد
کے بارہ میں ہوئی حاضرین میں سے کسی شخص نے اس حدیث صاحب الورد ملعونٌ و تارک
الورد ملعونٌ کے معنی پوچھے آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث اہل کتاب کے ایک شخص کے بارہ میں
ہے اور یہ معاملہ اسطرح پر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو عرض کیا گیا کہ فلاں یہودی
یا فلاں نصرانی ورد بہت پڑھا کرتا ہے کہ اوسکو انکی اصطلاح میں تحنیثا کہتے ہیں آپنے جب یہ سخن
استماع فرمایا ارشاد فرمایا کہ صَاحِبُ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ جب یہ خبر اوس کتابی کو پہنچی وہ تارک الورد
ہو گیا آپنے یہ حال سنکر ارشاد فرمایا کہ تارک الورد ملعونٌ۔ اور بعضے علماء دین فرماتے ہیں کہ یہ حدیث
عام ہے اور اسکی تاویل اسطرح سے ہے کہ اگر کوئی شخص بے عذر ورد ترک کرے ایسے شخص کو وعید

تارک الورد ملعون ہوگا اور اگر کوئی ایسا شخص کہ معاملات مسلمانوں کے اوسکی ذات سے والبستہ ہوں
اور اجراے مہمات اوسکی ذات پہ موقوف ہوں۔ اور وہ ورد اسطرح پڑہے کہ اوسکو فرصت نہ ملے کہ وہ
مسلمانوں اور عوام کی اصلاح اور قضایا کے فیصل کرنے کے طرف متوجہ ہوسکے پس وعید اوسکا
صاحب الورد ملعون ہوگا۔ بندہ نے اسوقت عرض کیا کہ اگر کسی شخص کو ضروری کام درپیش ہو
یا ایسا عذر ہو کہ وہ ورد کو اوسکے وقت مخصوص پر ادا نکر سکے اور رات کو اوقت فرصت پڑہے
اس سے کسی قسم کا ہرج تو نہیں آپنے ارشاد فرمایا کچھہ ہرج نہیں اگر دن کا وظیفہ رہجاوے راتکو
پڑھ لے۔ اور اسیطرح رات کا ورد دن کو پڑہے کیونکہ شب خلیفۂ روز اور روز خلیفۂ شب ہے
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ بے عذر تارک الورد کا حال تین حال سے خالی نہ ہوگا یا اوسسے مبتلی شہوت
بحرام ہوگا یا حشمت بر محل ہوگی یا کوئی بلا اوسپر نازل ہوگی۔ اسی امر کے متضمن آپنے یہ **حکایت**
بیان فرمائی کہ مولانا عزیز زاہد رحمۃ اللہ علیہ ایک روز گھوڑے سے گر پڑے چوٹ سخت لگی اونسے
حال پوچھا گیا فرمانے لگے کہ میں ہر روز سورہ یس پڑھا کرتا تھا آج نہیں پڑھی تھی اسوجہ سے مجھے یہ نقصان پہنچا

مجلس ششم روز چہارشنبہ ماہ جمادی الآخر ۷۱۳ ہجری دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو
نظم و تحمیلات غزل کے بارہ میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص معانی اشعار کو اپنی سمجھہ کے
موافق حمل کرتا ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایکروز شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ یہ بیت بار بار زبان
مبارک پر لاتے تھے **بیت** نظامی این چہ اسرار است کز خاطر بیروں داری ÷ کس ہنرش نمیداند زبان
درکش زبان درکش ÷ آپ شام تک کہ مغرب کا وقت آگیا پڑھتے رہے حالانکہ وقت افطار بھی تھا شعر
پڑھا اور سنا گیا کہ وقت سحر بھی آپ اس بیت کو پڑھتے تھے اور ہر مرتبہ جب آپ اس شعر کو پڑھتے
تھے چہرۂ انور متغیر ہو جاتا تھا۔ واللہ اعلم آپ کیا سمجھتے تھے اور آپ اس شعر کو کس کس امر پر
محمول فرماتے تھے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ بہاؤالدین زکریا اپنے مکان کے
دروازہ پر ایک ہاتہ ایک طبق اور دوسرا ہاتہ دوسرے طبق میں رکھے ہوئے کھڑے تھے اور بار بار یہ
دو مصرع زبان مبارک سے فرماتے تھے **شعر** گر دی صنما بر سر ما یار دگر ÷ ما ہیچ نکردیم خدا میداند

اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ واسد اعلم آپکا معمول علیہ اس شعر کا کیا تہا اور مقصود کیا رکہتے تہے۔
اسکے بعد گفتگو توکل کے بارہ میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ہر حالت میں بہروسہ اسد تعالی کا رکہنا چاہیئے۔ اور کسی شخص کی امداد کا خیال نکرنا چاہیئے۔ اور یہہ فرمایا کہ بندہ کا ایمان اوسوقت تک کامل نہیں ہوتا جبتک متاع دنیا اوسکو اونٹ کی مینگنی کے برابر معلوم ہونے لگے۔ اسکے بعد یہ **حکایت** اسی امر کے متضمن بیان فرمائی کہ شیخ ابراہیم خواص رحمۃ اسد علیہ کعبہ شریف کے سفر میں تہے راستہ میں آپکو ایک لڑکا ملا جسکے پاس اسباب اور زاد و راحلہ بالکل نہ تہا آپنے اوس طفل سے دریافت فرمایا کہ کہاں جاؤگے اوسنے جواب دیا کہ خانہ کعبہ کو جاتا ہوں آپنے اسباب کی نسبت سوال کیا۔ لڑکا کہنے لگا کہ حضرت اسد تعالی نے انسان کو بے زاد و راحلہ اس دنیا میں بہیجا ہے۔ کیا اوس سے یہہ بعید ہے کہ مجہے بغیر اسباب کے خانہ کعبہ پہونچادے فی الجملہ جب حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ خانہ کعبہ میں پہونچے اوس لڑکے کو دیکہا کہ آپ سے پہلے آگیا تہا اور طواف کعبہ کر رہا تہا۔ اور ابراہیم خواص کو دیکہتے ہی کہنے لگا کہ اے ضعیف الیقین اپنے ضعف یقین سے توبہ کر اسد تعالی کو بڑی قدرت ہے اوسیوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک کفن چور حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اسد علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر تائب ہوا۔ سلطان العارفین نے اوس سے پوچہا کہ تو نے کتنے آدمیوں کا کفن چورایا اوس نے جوابدیا کہ ایکہزار آدمیوں کا کفن چورایا ہے آپنے پوچہا کہ اون میں سے کتنے شخصوں کا موہنہ قبلہ کی طرف تہا۔ جواب دیا کہ دو شخصوں کا موہنہ قبلہ کی طرف تہا اور باقی سبکا پہرا ہوا تہا حاضرین نے خواجہ بایزید رحمۃ اسد علیہ سے پوچہا کہ اسکی وجہ بیان فرمایئے آپ نے فرمایا کہ صرف اون دو شخصوں کو اسد تعالی کی ذات پر اعتماد تہا اسیوجہ سے موہنہ اونکا نہ پہرا **اسکے بعد** خواجہ ذکر اسد بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ مشائخ نے رزق کو چار قسم پر تقسیم کیا ہے رزق مضمون رزق مقسوم۔ رزق مملوک۔ و رزق موعود۔ رزق مضمون کے یہ معنی ہیں کہ جو کچہہ اوسکو خرچ روزمرہ پہونچے وہ کافی ہو کہ اسد تعالی اوسکا ضامن ہے۔ بمصداق آیہ وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا اور رزق مقسوم یہ ہے کہ وہ بروز ازل اوسکی قسمت اور

لوح محفوظ میں اوسکے واسطے لکھا گیا ہے۔ اور رزق مملوک یہ ہے کہ اوسکے پاس ذخیرہ حوائج ضروری کا ہو اور رزق موعود ہے جسکا اللہ تعالیٰ نے صالحین وعابدین سے وعدہ کیا ہے کہ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ توکل رزق مضمون میں ہوتا ہے اور دوسرے رزقوں میں نہیں ہوتا۔ کہ جو رزق مقسوم ہے اوسمیں توکل کا کیا دخل ہے اور جو پاس ہے اوس سے توکل کو کیا واسطہ ہے اور جسکا وعدہ کیا گیا ہے وہ بھی پہونچیگا اوس سے توکل کو کیا تعلق ہے۔ توکل رزق مضمون میں ہے یعنے جانے کہ جو کچھ میری کفایت کے لیئے ہے وہ مجھے ضرور پہونچے گا۔

مجلس ہتم روز یکشنبہ ۲۹ ماہ جمادی الآخر ۷۱۲ھ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو فضیلت نماز با جماعت کے بارے میں ہو رہی تھی آپنے مجھہ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ جماعت سے نماز پڑہتے ہو میں نے عرض کیا کہ میرے غریب خانہ کے متصل مسجد ہے مگر کوئی موذن یا دوسرا شخص ایسا وہاں نہیں رہتا ہے۔ کہ اگر بندہ کسی ضروری حاجت کے رفع کرنیکو چلا جاوے وہ دوات قلم و کاغذ کی نگہبانی کرے اس سبب سے میں اپنے مکان میں جماعت سے نماز پڑھ لیتا ہوں آپنے فرمایا کہ خیر نماز با جماعت ہو جاتی ہے مگر بہتر یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھی جائے اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں نماز سوا اے اوسجگہ کے جو اوسکے لیئے موضوع کی گئی تھی اور کہیں نہیں ہو سکتی تھی۔ مگر عہد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم میں بغایت مہربانی ہوئی کہ جہاں ممکن ہوسکے نماز پڑھ لی جائے اور اسیطرح زکوۃ بھی انبیاء پیشین کی امم پر چوتھا حصہ مال کا تھا اور اپنی شریعت میں دو سو روپیہ پر پانچ روپئے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ جو شخص زکوۃ دیتا ہے اوسکو بخیل نہیں کہہ سکتے۔ صفت بخل اوس سے اوٹھ جاتی ہے لیکن سخی اوسکو کہتے ہیں جو زکوۃ سے زیادہ دیوے۔ اسوقت بندہ نے عرض کیا کہ اس حدیث شریف کا کیا مطلب ہے السخی حبیب اللہ وان کان فاسقاً اوسی وقت حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا کہ یہ حدیث اربعین میں لائی گئی ہے خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر

ارشاد فرمایا کہ جو کچھ صحیحین میں لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ اسکے بعد سخی اور جواد کا فرق بیان فرمایا کہ سخی وہ ہوتا ہے جو زکوٰۃ سے زیادہ دیوے لیکن جواد وہ ہے جو بہت بخشش کرے اور دوسو میں ... پانچ ہی نگاہ رکھے اور باقی کل نفقہ کرے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم فرید الدین مسعود گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ زکوٰۃ تین قسم کی ہے۔ زکوٰۃ شریعت۔ زکوٰۃ طریقت اور زکوٰۃ حقیقت۔ زکوٰۃ شریعت دوسو روپیہ میں سے پانچ روپیہ دینا۔ زکوٰۃ طریقت دوسو روپیہ میں سے پانچ باقی رکھنا۔ اور زکوٰۃ حقیقت سب کچھ دے ڈالنا ہے۔ اسکے بعد بہ نسبت زکوٰۃ یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے علمائے عصر سے فرماتے تھے کہ اے گروہ علماء اپنے علم کی زکوٰۃ دو۔ آپ سے پوچھا گیا کہ مقصود اسکا کیا ہے۔ آپنے فرمایا کہ اگر دوسو حدیث پہونچی ہوں پانچ پر ضرور ہی عمل کرو۔ **اسکے بعد** گفتگو فضیلت مولانا رضی الدین صنعانی صاحب مشارق کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ اونکی یہ تحریر کہ یہ میری کتاب حجت ہے میرے اور حق تعالیٰ کے بیچ میں صحیح ہے۔ اونکا حال یہ تھا کہ اگر کسی حدیث میں اونکو مشکل ہوتی رسول علیہ السلام کو خواب میں دیکھتے اور آپ سے تصحیح فرمالیتے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ وہ بداوں کے رہنے والے تھے اور کوئل میں نائب شرف ہوگئے تھے شرف جوا ونکا فسر تھا وہ بھی اہل علم سے تھا ایکروز کچھ گفتگو ہوگئی شرف نے کچھ بیان کیا آپ نے سنکر تبسم فرمایا شرف نے کہا کہ اسکا فیصلہ کر لیجیے یہ کہکر دوات آپکے پاس بھیجی کہ سوال لکھدیجیے آپکو بُرا معلوم ہوا اور اوس جگہ سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے کہ مجھے جاہلوں میں اوٹھنا بیٹھنا نہیں چاہیئے اسکے بعد آپ والی کول کے لڑکے کو پڑہانے لگے سو ٹنکہ آپکو ملتے تھے آپ اوسی پر قانع تھے پھر حج کو تشریف لیگئے اور بغداد شریف بھی گئے اور پھر پھرا کر دہلی واپس تشریف لائے۔ اوس زمانے میں دہلی میں علماء کبار تھے آپ دیگر علوم میں سب سے مساوی تھے الا علم حدیث سب سے بڑھکر جانتے تھے کہ اس علم میں کوئی اونکا ہمسر نہ تھا۔ **اسکے بعد** حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ۔ کام اونکا ایک حدیث کی وجہ سے کمال کو پہونچا اور وہ معاملہ یہ تھا کہ آپنے جب کوئل سے عزم حج کیا جو نیا

خرید کر سیروں میں پہنچے اور روانہ ہوئے ایک ہی منزل میں تہک گئے اور آگے پیادہ پا چلنے کی ہمت نہ رہی اسی
اندیشہ میں تہے کہ والی کوئل کا لڑکا آپکی خدمت میں آیا عمدہ گہوڑے پر سوار تہا آپکو یہ گہوڑا پسند آیا
اور دلمیں کہا کہ اگر یہ گہوڑا مجہے ملجائے تو سفر بآسانی تمام ہوگا اس فکر میں تہے کہ آپکے شاگرد پسر والی
کوئل نے آپکے پیر پکڑ لیئے اور اُلٹا لوٹانے کے واسطے بہت اصرار کیا الا آپنے نہ مانا جب اوسکو یہ
معلوم ہوگیا کہ آپ واپس چلیں گے وہ گہوڑا آپکی نذر کیا آپنے قبول فرمایا اور آگے روانہ ہوئے الغرض
مع الخیر خانہ کعبہ پہونچے۔ حج کیا اور وہاں سے بغداد گئے۔ بغداد میں ایک عالم ابن زہری تہا منبر پر
بیٹہکر وعظ کہتا تہا اور اوسکے گرداگرد علماء اس ترتیب سے بیٹہتے تہے کہ جو علم و کمال میں افضل ہوتے
وہ صف اول میں اور اون سے کمتر صف دوم میں اون سے کم صف سوم میں بیٹہتے تہے۔ غرضکہ حسب
مدارج بیٹہتے تہے۔ ابن زہری منبر پر بیٹہکر حدیث شریف بیان فرماتے اور یہ علما اوس استفادہ کو
تحریر کرتے جاتے تہے۔ مولانا رضی الدین بہی ابن زہری کی مجلس میں گئے۔ چونکہ ہر شخص انسے نا آشنا
تہا آپکو سب سے آخر کی صف میں جگہ ملی۔ اور ابن زہری نے حدیث بیان کرنی شروع کی اور موافقت
با موذن کا بیان شروع کیا کہ موذن جسوقت اذان کہے سامعین کو اوسکا ساتہ باوازِ پست دینا
چاہیئے اور یہ حدیث پڑہی کہ اذا سکب المؤذن سکوب سکب کا مصدر ہے اور اسکے معنے پانی بہانے
کے ہیں یعنے جب آواز موذن کی کان میں پڑے چاہیئے کہ تم بہی اوس سے موافقت کرو اور وہی
کہو جو وہ کہتا ہے آپنے ابن زہری کے الفاظ حدیث سنکر فرمایا کہ بجائے لفظ سکب کے سکت ہے اور
مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ جب موذن ایک کلمہ کے بعد ساکت ہو سامعین کو اوسوقت کہنا چاہیئے۔ ایک
شخص نے آپکا یہ ارشاد سنا اور دوسرے سے کہا شدہ شدہ آپکا یہ ارشاد ابن زہری کو بہی معلوم ہو گیا
اپنے سامنے بلایا اور فرمانے لگے کہ ہر دو الفاظ بامعانی ہیں کتاب دیکھنی چاہیئے۔ جب مجلس ختم
ہوئی کتاب دیکہی گئی دونوں سخن موجہ لکہے ہوئے تہے اور اذا سکت کی نسبت لکہا تہا کہ یہ اصح ہے
یہ خبر خلیفہ کو پہونچی مولانا رضی الدین کو بلایا اور اعزاز تمام کیا اور آپ سے کچہ پڑہا۔ القصہ
بغداد سے دہلی آئے بدایوں میں آپکا اُستاد تہا جو مرد بزرگ صاحب نعمت تہا اونکے پاس

ایک کتاب ملخص نام تھی۔ مولانا رضی الدین نے وہ نسخہ کسیوقت اون سے طلب کیا تھا اور اونھوں نے اوسکے دینے میں دریغ روا رکھا تھا اب مولانا باوجود علم دہلی آئے اور کسی روز ہنگام تذکرہ ذکر کیا۔ کہ میرے استاد نے کتاب ملخص مجھے ندی تھی اب مجھے اتنا کمال ہوگیا ہے کہ صاحب ملخص کو کئی سال پڑھا سکتا ہوں۔ آپکے استاد اوسوقت تک زندہ تھے۔ مولانا رضی الدین کا یہ فرمودہ آپکی خدمت میں بھی کسینے عرض کیا فرمانے لگے کہ حج اوسکا قبول نہیں ہوا ہے اگر قبول ہوتا وہ ایسی بات کبھی نکہتا۔ یہ ارشاد فرماکر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور اون کے صدق کی تعریف فرمانے لگے۔ اسکے بعد کھانا سامنے لایا گیا آپنے ارشاد فرمایا کہ ثرید کرو۔ اور یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ بہت سے درویش شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ کھانا سامنے لایا گیا اور آپنے سبکے ساتہ کھانا شروع کیا اوسوقت ایک شخص کو دیکھا کہ روٹی شوربے میں چور کر کھاتا تھا آپنے فرمایا کہ اِن درویشوں میں صرف اس شخصکو درویشانہ کھانا آتا ہے **اسکے بعد** حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا پیغمبر فرمایا ہے کہ ثرید کو دوسرے طعام پر ایسی فضیلت ہے جیسے مجھے تمام انبیا پر اور عائشہ کو تمام عورتوں پر فضیلت ہے

مجلس دہم روز یکشنبہ تاریخ ۱۴ ماہ مبارک رجب سنہ ۱۳ ہجری سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو جماعت نماز کے بارے میں ہو رہی تھی آپنے جماعت سے نماز پڑھنے کی بہت بڑی تاکید فرمائی کہ اگر دو شخص ہوں وہ بھی نماز جماعت سے پڑھیں اگرچہ دو آدمیوں کے ملکر پڑھنے سے جماعت نہیں ہوتی تاہم ثواب جماعت کا ملتا ہے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے اوسوقت سوائے عبداللہ بن عباس رض کے اور کوئی شخص حاضر نہ تھا آپنے عبداللہ کا ہاتہ پکڑکے اپنے برابر کھڑا کرلیا اور نماز شروع کی حضرت عبداللہ رح نے غایت تعظیم سے آپکے برابر کھڑا رہنا مناسب نجانکر اپنی جگہ پیچھے ہٹ گئے آپنے پھر اپنے برابر کھڑا کیا الغرض دو تین مرتبہ ایسا واقعہ ہوا۔ یہ حال دیکھکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت حال فرمایا جواباً عرض کیا کہ میری مجال نہیں جو رسول رب العالمین کے برابر کھڑا ہوں آپکو دیکھا یہ حسن ادب

بغایت خوش معلوم ہوا اور اونکے حق میں دعائی اللھم فقھہ فی الدین کی یہ فرماکر خواجہ ذکراللہ بالخیر
نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رح بعد حضرت علی کرم اللہ عنہ کے سب سے زیادہ فقیہہ تھے
اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ تین شخصونکو جنکا نام عبداللہ تھا عبادُ اللّٰہِ ثلثۃ کہا گیا ہے۔
اور وہ تینوں یہ ہیں۔ عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر۔ اسکے بعد یہ
حکایت بیان فرمائی کہ اوائل حال میں عبداللہ بن مسعود بکریاں چراتے تھے اُن ہی ایام میں
ایکروز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابوبکر صدیق رض جنگل میں برائے تفریح طبع گئے اور
بکریوں کا گلہ چرتا دیکھکر چرواہے سے تہوڑا دودھ مانگا وہ چرواہے عبداللہ بن مسعود تھے کہنے
لگے کہ میں امین ہوں دودھ نہیں دیسکتا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ پیغمبر ختم الرسل
ہیں اور میں ابوبکر اونکا دوست ہوں اگر تہوڑا سا دودھ دوگے ہم کو دوگے کچھ ہرج نہ ہوگا۔ آپ
بہت لجاجت سے کہا کہ میں امانت دار ہوں مجھے دودھ دوہنے کی اجازت نہیں ہے مجبور ہوں
کچھ نہیں کرسکتا۔ یہ سنکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر ایسی بکری لاؤ جو گیابھن نہوئی ہو
اور نہ ابتک کبھی بچہ دیا ہو۔ حضرت عبداللہ ایسی ہی بکری چہانٹ کر لائے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے اوسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھا۔ کہ تھنوں میں سے دودھ رواں ہوا اور دوہا گیا اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ سے ارشاد فرمایا کہ آئندہ تم میری صحبت میں رہا کرو۔
یہہ **فرماکر** حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عبداللہ ٹھنگنے تھے۔ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکی شان میں فرمایا ہے کہ عبداللہ کنیف العلم۔ یعنے خریطہ علم ہیں
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ٹھنگنے تھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ خریطہ خورد کو کنیف کہتے ہیں
کنف لفظ غلط العام ہے اصل صحیح لفظ کنیف ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے حضرت عبداللہ کو کنیف العلم کہا ہے۔ اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک شخص
رئیس نام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا ایک روز اوس نے
خواب دیکھا۔ گویا ایک قبہ ہے اور خلق اوسکے گرداگرد کھڑی ہوئی ہے اور ایک ٹھنگنا شخص

اوس قبہ میں آتا اور جاتا ہے اور لوگونکے پیغام پہنچاتا ہے۔ رمیش کہتے تھے کہ میں نے دریافت کیا کہ اس قبہ میں کون صاحب تشریف فرما ہیں اور یہ پیام رساں کون صاحب ہیں کسی نے جواب دیا کہ قبہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور یہ پیام رساں عبداللہ بن مسعود ہیں کہ خلق اللہ کا پیام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتے ہیں اور اوسکا جواب اونکو پہونچاتے ہیں۔ رمیش کہتے تھے کہ میں عبداللہ بن مسعود کے قریب گیا اور عرض کیا کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتا ہوں آپ اجازت دلا دیجیئے۔ عبداللہ بن مسعود یہ معروضہ سنکر اندر تشریف لے گئے اور باہر آکر جواب دیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تجھکو ابھی اہلبیت ہماری زیارت کی نہیں ہوئی ہے لیکن میرا سلام قطب الدین کو پہنچاؤ اور اون سے کہو کہ پہلے تم ہر شب میرے پاس تحفہ بھیجتے تھے وہ پہونچتا تھا اب تین شب سے نہیں آیا ہے مانع اسکا بخیر ہو۔ یہ خواب دیکھکر رمیش کی آنکھ کھل گئی اور اونہوں نے حضرت قطب الدین نور اللہ مضجعہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے آپکو سلام کہا ہے۔ شیخ قطب الدین اس کلم کے سنتے ہی واسطے تعظیم کے اوٹھہ کھڑے ہوئے۔ اور دریافت فرمایا۔ کہ کچھہ اور بھی کہا ہے رمیش نے عرض کیا کہ اور یہہ فرمایا ہے کہ آپ ہمیشہ ہر شب تحفہ بھیجتے تھے۔ وہ پہنچتا تھا مگر اب تین شب سے نہیں پہنچا اسکا مانع بخیر ہو۔ یہ سنتے ہی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوگئے اور اوس عورت کو طلب کیا جس سے تین روز ہوئے نکاح کیا تھا اور اوسکا مہر ادا کر کے طلاق دیدی۔ اور یہ معاملہ عدم ارسال تحفہ اسی سبب سے ہوا تھا کہ آپنے اس عورت سے نکاح کیا تھا اور تین شب اوس سے مشغول رہے تھے یہ فرماکر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہ کی عادت تھی کہ ہر شب تین ہزار بار درود شریف پڑھکر سوتے تھے اور اسقدر بزرگی حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ میں یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ قطب الدین۔ بہاؤ الدین زکریا اور شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ملتان میں تھے کہ کفار لشکر ملتان شہر کی فصیل کے نیچے آگیا تھا۔ قباچہ والی ملتان نے حاضر ہو کر اس حال کو عرض کیا

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تیر اٹہاکر قباچہ کے ہاتھ میں دیا اور ارشاد فرمایا کہ اس تیر کو کافروں کے لشکر پر پہینک دینا۔ قباچہ نے ایساہی کیا تیر کے پہونچتے ہی لشکر کفار میں ہزیمت ہوئی اور صبح تک ایک کافر بہی فصیل کے نیچے باقی نرہا تہا۔ فقط

مجلس یازدہم روز چہار شنبہ تاریخ ۱۴ ماہ رجب ۷۱۳ ہجری دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو تفسیر کشاف کے بارہ میں ہورہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ اونہوں نے تفسیر الحمد میں لکہا ہے کہ قرارت حسن بصری الحمد بہ بکسر دال بوجہ مجاورت لام بہتر ہے کہ حرکت اس لام کی مبنی ہے لیکن قرارت ابراہیم کی الحمد بہ برفع دال در رفع لام ہے۔ الغرض صاحب کشاف کہتے ہیں کہ قرارت حسن قرارت ابراہیم سے احسن ہے کیونکہ حسن بصری کسر دال بسبب لام لِلّٰہ بتلاتے ہیں کہ وہ مبنی ہے دال الحمد بہی مکسور ہے اور ابراہیم رفع لام بسبب ہم نشینی دال کے رکہتے ہیں اور حرکت دال کی ایک عامل کی وجہ سے ہے اوشا عراب جسکو عامل تبدیل کرے مبنی سے قوی ہوتا ہے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے اس تقریر کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے اس سے خاص استنباط کیا ہے اور اوسکی مثال یہ ہے کہ دال الحمد کی اوس شخص کے مانند ہے جسکو بوڑہاپا آگیا ہو اور پیری اوسپر مسلط ہوگئی ہو کہ وہ جسطرح چاہے رکہے اور جہاں اٹہائے اوٹہے اور بٹہائے بیٹہے۔ خود اپنی خواہش سے کچہہ نکرسکے اور لام لِلّٰہ مثل جوان مرد کے ہے کہ جو کچہہ ہے ویساہی ہے۔ اسکے بعد صاحب کشاف کی نسبت ارشاد فرمایا کہ عقیدہ اونکا اچہا نہا۔ باطل تہا۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ کفر۔ بدعت و معصیت تین چیزیں ہیں۔ بدعت معصیت سے بالاتر ہے اور کفر بدعت سے بالاتر۔ اور بدعت کفر سے نزدیک ہے۔ اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ میں نے مولانا صدر الدین کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تہے کہ میں ایک روز مولانا نجم الدین سنامی سے ملنے گیا اونہوں نے مجہہ سے دریافت کیا کہ آجکل کیا شغل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مطالعہ تفسیر آپنے پوچہا کونسی تفسیر زیر مطالعہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ایجاز کشاف و عمدہ۔ مولانا نجم الدین یہ سنکر فرمانے لگے کہ کشاف اور ایجاز کو جلاڈالو اور عمدہ دیکہو۔ مولانا صدر الدین کہتے ہیں کہ مجہے

اون کا یہ کہنا گراں گذرا اور میں نے دریافت کیا کہ آپ ایسا کیوں فرماتے ہیں۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ میں نے شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے ہی سنا ہے۔ الغرض مولانا صدر الدین رات کو مطالعہ کرتے ہوئے چارپائی کے پاس ایجاز اور کشاف کو نیچے اور عمدہ کو اِن دونوں کے اوپر رکھکر چراغ جلتا ہوا چھوڑکر سو گئے۔ ناگاہ اِن کتابوں میں آگ لگ گئی اور کشاف و ایجاز جو نیچے رکھی ہوئی تھیں جل گئیں۔ اور عمدہ جو اُن دونوں کے اوپر تھی جلنے سے بچ گئی۔ آسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ شیخ صدر الدین مفصل پڑھنا چاہتے تھے اپنے والد شیخ بہاؤ الدین زکریا سے اسکا تذکرہ کیا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ آجکی رات صبر کرو۔ قصہ مختصر اسی شب کو مولانا صدر الدین نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کو زنجیروں سے باندھکر لیے جاتے ہیں۔ آپنے لیجانے والوں سے دریافت کیا کہ یہ قیدی کون ہے اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ زمخشری صاحب مفصل ہے ہم اسکو دوزخ میں لیجاتے ہیں

مجلس دوازدہم روز شنبہ ہفتم ماہ مبارک شعبان ۷۱۳ھ کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی حاضرین میں سے کسی شخص نے بیان کرنا شروع کیا کہ ہنگام سفر میرا گذر اس سرزمین پر ہوا جہاں حضرت ہود علیہ السلام کا مزار ہے مزار مبارک آپکا بہت اونچا اور بڑا لمبا ہے اس دیار کے ساکنین میری زبان نہ سمجھتے تھے اور میں بھی اونکی زبان سے واقف نہ تھا۔ القصہ میں چند روز میں بھوکا پیاسا آپکے مزار پر پہنچا مجاوران خانقاہ میرے واسطے جوار کا حلوا دودھ ڈالکر لائے چونکہ میں کئی دنکا بھوکا تھا اوسکو بڑی رغبت کے ساتھ کھایا۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ حکایت سنکر ارشاد فرمایا کہ وہ بڑے سخت آدمی ہیں اون سے یہ بعید تھا۔ تم کو شکر گذاری کرنی چاہیئے کہ اُنہوں نے تمہاری ساتھ بڑی رعایت کی اس حکایت کا حاکی اپنے ساتھ تھوڑا سا گاجر کا حلوا لایا تھا وہ نذر گذرانا آپنے اوسکی نسبت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ میں نے مولانا عزیز زاہد سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں اور مولانا برہان الدین کابلی کہ نائب قاضی دہلی کے تھے ایک جگہ پڑھتے تھے ایک مرتبہ مولانا برہان الدین کو کہیں سے بطور ہدیہ دو تنگہ نذر حاصل ہوئے۔ وہ مجھ سے کہنے لگے کہ میں ایک تنگہ زر کا قرآن شریف اس نیت سے کہ میں صاحب النصاب ہو جاؤں خرید ونگا آخر انہوں نے ایسا ہی کیا اور اتفاقاً اوسی روز سپہ سالار جمال الدین نیشاپوری کے مکان پر جو اس زمانہ میں کوتوال دہلی تھے جانا ہوا وہ وقت کھانا کھانے کا تھا منجملہ اطعمہ دیگر

حلوائے گاجر بھی دسترخوان پر تھا کوتوال نے حلوائے گاجر مولانا برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھکر دریافت کیا
کہ اسکو کس طرح کہاتے ہیں مولانا نے جواب دیا کہ ہم لوگ طالب العلم ہیں سوکھی روٹی کہانا جانتے ہیں حلوائے گاجر کو
اوسی پر قیاس کرتے ہیں جسطرح جی چاہے کہا لیں کوتوال کو اونکا یہ جواب لغایت خوش معلوم ہوا اور اپنے خادم
کو اشارہ کیا کہ بیس یا تیس ٹنکہ زر لاکر مولانا کی نذر گذرانے غرضکہ اوسروز سے مولانا برہان الدین کو فراخی
نصیب ہوئی اور نائب قاضی ہوگئے اور چونکہ انصاف کے لیئے اونکی نیت صادق تھی بہت اچھے منصف تھے

مجلس سیزدہم بروز جمعہ اول ماہ مبارک رمضان عمت میامنہ سنہ ۷۱۳ ہجری دولت قدمبوسی حاصل ہوئی
گفتگو عدل اور ظلم کے بارہ میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ معاملہ حق خلق کے ساتھ دو قسم پر ہے۔ عدل
یا فضل اور معاملہ خلق آپس میں تین طرح پر ہے۔ عدل یا فضل یا ظلم اگر خلق اللہ آپس میں عدل یا فضل کریں
اللہ تعالی اونکے ساتھ معاملہ یا فضل کریگا۔ اور اگر خلق آپس میں ظلم کریگی معاملہ حق اونکے ساتھ عدل کا ہوگا اور
اللہ تعالی جسکے ساتھ معاملہ عدل کا کریگا وہ مستحق عقوبت ہوگا خواہ وہ پیغمبر وقت ہی ہو۔ جب آپ یہ فرما چکے
میں نے عرض کیا کہ ایک حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کل بروز قیامت
مجہا اور میرے بہائی عیسی علیہ السلام کو دوزخ میں ڈالدیں تو بہی عدل ہی ہے۔ آپنے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ بیشک
عدل ہوگا کہ تمام عالم اللہ تعالی کی ملک ہے اور اپنی ملک میں تصرف کرنا گناہ و ظلم نہیں ہے ظلم غیر کی ملک میں
ناجائز تصرف کرنے سے ہوتا ہے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ مذہب اشعریہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کو روا ہے کہ
مومن کو جاوداں دوزخ میں رکھے اور کافر کو بہشت بریں میں رکھے اور دلیل اونکی یہی تصرف در ملک ہے
لیکن اپنے مذہب میں معاملہ اسکے برخلاف ہے کیونکہ اللہ تعالی قرآن شریف میں فرماتا ہے قُلْ هَلْ
يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ اور قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ یعنے نادان
اور دانا برابر نہیں ہوسکتے اور نابینا و بینا کیا برابر ہوسکتے ہیں اور ایسے ہی کئی مثالیں قرآن شریف میں موجود
ہیں اوسکی حکمت اسی امر کی مقتضی ہوتی ہے کہ مومن کو ہمیشہ بہشت میں اور کافر کو دوزخ میں رکھے۔ اور
مثل اوسکی یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس مال ہو اور وہ اوسے خرچ کرے اوسے اختیار ہے لیکن اگر وہ اپنے مال کو
کنوئیں میں ڈالدے اوسکی دانائی اور حکمت سے بعید ہوگا۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ اگر مومن ہے تو بہ

دنیا سے انتقال کر جائے اوسکا حال تین چیز کے احتمال سے خالی نہوگا روا ہے کہ اللہ تعالی اوسکو اوسکے ایمانکی برکت سے یا اپنے فضل سے بخشدیوے یا کسیکی شفاعت سے بخشدیوے اور اگر دوزخ میں ڈالے پس بمقدار گناہ عذاب دیکر نکال لیگا لیکن مسلمان کو ہمیشہ دوزخ میں نہ رکہے گا۔

مجلس چہاردہم روز سہ شنبہ یازدہم ماہ مبارک شوال ۷۱۳ھ دولت قدمبوسی حاصل ہوئی اوس روز بندہ اپنے غلام بشیر نامی کو اپنے ہمراہ لیگیا تہا بعد قدمبوسی عرض کیا کہ یہ غلام ہمیشہ نماز پڑہا کرتا ہے اور ایک مدت ہوئی مجہہ سے روزانہ کہتا تہا کہ مجہے اپنے ہمراہ لیجا کر حضور کی زیارت سے مشرف کراؤ اور مرید کرادو چونکہ حضرت خواجہ ذکرا اللہ بالخیر کا کرم عام ہے آپنے قبول فرمایا اور دوبارہ مجہسے دریافت کیا کہ تم اذن اسکے مرید کرنیکا دیتے ہو میں نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور کو اس غلام کی جانب سے اختیار ہے یہ سنکر آپنے بشیر کو مرید کیا اور کلاہ عطا فرمائی اور اوسکو ارشاد فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑہکر آوے غلام یہ سنکر تہیۂ نماز کیلئے باہر چلا گیا اور آپنے یہ **حکایت** بیان فرمانی شروع کی کہ قبل ازیں ایک درویش بہار سے کپڑے مکلف پہنے ہوئے آکر خانقاہ شیخ علی سنجری علیہ الرحمۃ والغفران میں ٹہیرا۔ اور گدائی کرنے لگا۔ شیخ علی سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے بلاکر اوسکو فرمایا کہ اِن کپڑونکی شان سے گدائی کرنا بعید ہے میں تمکو حصول وجہ معاش کیلئے روپیہ دیتا ہوں اوس سے تجارت کرو اور جب تمہارے پاس کچہ روپیہ جمع ہوجائے میرا اس دیئے ہوئے کو وجہ معاش درویشاں کرنا۔ یہ کہکر پانچسو جیتل دیئے۔ تہوڑے ہی دنوں میں اوسکے بتیس ٹنکہ زر ہوگئے اسنے پہر تجارت میں لگائے سو ٹنکہ ہوگئے اسنے اونکے غلام خریدے حضرت شیخ علی نے فرمایا کہ تم اِن کو غزنیں کے بازار میں بیچو انشاء اللہ تعالی اچہا نفع ملیگا درویش نے ایسا ہی کیا اوس گروہ بردگان میں ایک غلام تہا نہایت صالح اور نیکبخت صاحب اعتماد درویش نے اوسکی صلاحیت دیکہکر کہا کہ تو میرا مرید ہوجا القصہ غلام اوسکا مرید ہوگیا درویش نے محلوق کیا اور کلاہ اوسکے سر پر رکہی اور کہا کہ یہ کلاہ سیدی احمد کی ہے کہ یہ درویش اوس خاندان سے متعلق تہا الغرض غزنیں پہنچکر غلاموںکو فروخت کیا بہت نفع ملا۔ لوگ اس غلام کے بہی خریدار ہوئے درویش نے کہا کہ میں اسکو نہیں بیچتا یہ میرا مرید ہوگیا ہے لوگوں نے خریداری میں اصرار کیا معقول قیمت لگائی کہ قیمت سنکر درویش کے موہنہ میں پانی بہر آیا اور علاحدہ کرنے پر رضامند ہوگیا جب غلام کو یہ معلوم ہوا درویش کے سامنے جاکر رونے لگا اور کہا کہ اے خواجہ جسپر تو نے

میں تیرا مرید ہوا اور تو نے کلاہ میرے سر پر رکہی یہ کہا تہا کہ یہ کلاہ سیدی احمد کی ہی آجکے روز تم مجکو بیچتے ہو۔ کل بروز قیامت سیدی احمد کو کیا مونہہ دکہلاؤ گے۔ خواجہ کا دل ان کلمات کے سننے سے نرم ہو گیا اور حاضرین سے کہا۔ تم گواہ رہو میں نے اس غلام کو آزاد کیا۔ جب حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر اس حکایت کو تمام فرما چکے بندہ نے عرض کیا کہ میں نے بہی اس غلام کو آزاد کر دیا۔ حضرت یہ سنکر نہایت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ تم نے یہ بہت اچہا کیا یہی واجب تہا یہ فرما کر نہایت شفقت و مرحمت فرمائی اور اپنے سر مبارک سے کلاہ اوتار کر خادم کے سر پر رکہی والحمد للہ رب العالمین

مجلس پانزدہم ۱۵ روز پنجشنبہ تاریخ ۲۷۔ ماہ شوال سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو در بارہ نفقہ ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ جب دنیا کسی شخص کو حاصل ہو اوسکو لازم ہے خرچ کرے کہ کم نہو اور جب دنیا کسی شخص سے مونہہ موڑے اسصورت میں بہی خرچ کرے کہ آخر یہ جانیوالی ہی خود اپنے ہاتہ سے صرف ہو جائے تو اچہا ہے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ شیخ نجیب الدین رح کا اسبارہ میں یہ مقولہ تہا کہ جب دنیا حاصل ہو خرچ کرے کہ کم نہ آوے اور جب جانے لگے نگاہ نہ کرے کہ آئندہ آئے

مجلس شانزدہم ۱۶ روز جمعہ تاریخ ۱۱۔ ماہ مبارک ذی الحج سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو مردان حق کی بارہ میں ہو رہی تہی کہ وہ جو کچہہ کہاتے پیتے ہیں برائے قوت عبادت و رضا جوئی حق کہاتے ہیں **آپنے** ارشاد فرمایا کہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے عوارف میں لکہا ہے کہ ایک درویش تہا وہ ہر وقت جب نوالہ اُٹہاتا اور منہہ میں رکہتا اخذاً باللہ کہتا تہا واللہ اعلم

مجلس ہفتدہم ۱۷ روز دوشنبہ تاریخ ۱۲۔ ماہ ذیحجہ سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی آپنے دریافت فرمایا کہ لشکر سے آتے ہو یا شہر سے میں نے عرض کیا کہ لشکر سے آتا ہوں اور وہیں مکان لیلیا ہے شہر میں دس بارہ روز کے وقفہ سے جانا ہوا کرتا ہے اکثر لشکر میں رہتا ہوں اور نماز جمعہ جامع مسجد کیلوکہری میں پڑہتا ہوں آپنے یہ حالات سنکر ارشاد فرمایا کہ آب و ہوا لشکر کی عموماً شہر سے اچہی ہوتی ہے کہ شہر کی صفائی اچہی نہیں ہوتی اور عفونت بہی ہوتی ہے اور یہ الفاظ زبان گوہر بار سے فرمائے کہ بعض اوقات کو بعض اوقات پر شرف ہوتا ہے جیسا کہ روز عید اور نوروز کو خصوصیت ہے کہ جملہ مسلمان اوس روز خوشی کرتے ہیں اسیطرح مکان کا بہی حال ہی کہ کسی مکان میں نہایت آرام ملتا ہے اور کسی میں کم ملتا ہے مگر درویش کو چاہیئے کہ وہ اِن قضایا سے فارغ رہے اور ان امور کا مطلق خیال نکرے جس طرح اللہ تعالیٰ اوسکو رکہے رہے۔ اور کسی غم کو اپنے پاس نہ آنے دے اور درویش کو لازم ہے کہ

بات کرتے وقت بھی دل اوسکا مائل بحق تعالیٰ سبحانہ ہو اور زبان اوسکی اوسکے دل کے ساتھ موافقت کرے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ کلمات مولانا جمال الدین سنامی رحمۃ اللہ علیہ سے سنے تھے کہ اوسوقت میں اور وہ حوض سلطان پر بیٹھے ہوئے مذاکرہ کر رہے تھے وہ وقت بھی عجیب و غریب تھا اس واقعہ کے تین چار سال بعد مجھے اُنسے ملنے کا پھر اتفاق ہوا اونمیں ذرہ کی برابر بھی یہ باتیں اور روشنی طبع جو اوائل حال میں تھی باقی نرہی تھی کہ وہ خلق سے مشغول ہو گئے تھے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہ العزیز دہلی آئے تھے تھوڑے روز ٹھہرے۔ اور چلے گئے۔ فرماتے تھے کہ جس وقت میں اس شہر میں آیا خالص زر آیا تھا اور اب بمثال نقرہ ہوں نہ معلوم آئندہ میرا کیا حال ہوگا۔ **اسکے بعد** گفتگو سماع کے بارہ میں ہوئی میں نے عرض کیا کہ یہ دل شکستہ خود اپنے کام میں حیران ہے کہ طاعت اور ورد جیسے کہ چاہئیں مجھ سے نہیں ہو سکتے۔ اوراد و مشغولی درویشان کا کیا ذکر ہے۔ لیکن جب راگ سُنتا ہوں رقت و راحت تمام حاصل ہوتی ہے اور مخدوم کے سر کی قسم کہا کر عرض کرتا ہوں کہ اوسوقت دل ہوائے نفس دنیا و اہل دنیا سے فارغ و خالی ہو جاتا ہے اور کچھ خبر نہیں رہتی آپ نے دوبارہ دریافت فرمایا کیا اوس حال میں دل علائق دُنیوی سے خالی ہو جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں آپنے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ سماع دو قسم پر منقسم ہے۔ ہاجم اور غیر ہاجم۔ ہاجم اوسکو کہتے ہیں کہ اول سماع میں ہجوم حال ہو۔ مثلاً آواز خوش یا کوئی بیت دل کش سُنے اور جنبش آوے اس حال کو ہاجم کہتے ہیں اور اسکی شرح نہیں ہو سکتی اور غیر ہاجم یہ ہے کہ جب سماع اثر کرے اور وجد آئے اوس شعر وغیرہ کو جس سے وجد ہوا کسی جگہ پر تحمیل کرے حضرت حق کے اوصاف پر یا اپنے پیر کے اخلاق حمیدہ یا کسی شے پر جو دل کو خوش معلوم ہو۔ الحمد للہ رب العالمین۔ یہ اجزائے فوائد سالہ ہیں جو زبان فیض ترجمان حضرت سلطان المشائخ سے سنے تھے اور آئندہ جو استماع میں آئینگے وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ لکھے جائیں گے۔

دیباچہ چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ اوراق نور کی سطریں اور یہ الواح سرور کے حروف جو کلمات کامل سعادت و برکات شامل حضرت خواجہ بندہ نواز ملک المشائخ علی الاطلاق قطب الاقطاب العالم بالاتفاق نظام الحق والشرع والہدیٰ والدین متع اللہ المسلمین بطول بقائہ آمین سے جمع کیے گئے ہیں ذیل میں لکھے جاتے ہیں اور شروع انکا آغاز محرم الحرام ۱۳۱۲ھ سے کیا جاتا ہے

قطعہ لفظ متین خواجہ را حبل متین گرفتہ ام ٭ کس نرہد زچاہ غم جز کہ بسعی این رسن ٭ گفتہ شیخ کردہ شد جمع و امید آنکہ حق ٭ در گذراند از کرم کردہ و گفتہ حسن ٭

مجلس اول روز چہار شنبہ تاریخ ۲۴ ماہ مبارک محرم الحرام ۱۳۱۲ھ کو سعادت دست بوسی حاصل ہوئی۔ اور سرور بندہ جلد اولی اس کتاب مستطاب فوائد الفواد کی حسب فرمان مبارک لیگیا تہا مذر گذرانی۔ آپنے بعد مطالعہ بہایت تحسین و آفرین فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ درویشوں کا حال اچہے طور سے لکہا ہے اور نام بہی فوائد الفواد بغایت مستحسن رکہا ہے اور یہ حکایت بیان فرمائی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فتح خیبر میں ایمان لائے تہے اور فتح خیبر کے تین سال بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تہا الغرض اس تین سال میں انہوں نے اسقدر احادیث کی روایت کی کہ اگر تمام صحابہ رضوان علیہم کی احادیث مرویہ جمع کریں تو بہی مقابلہ میں پوری نہ اترینگی **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کیا تہا کہ آپ اسکا سبب بیان فرمائیں کہ آپکو اسقدر زیادہ احادیث کس سبب سے یاد ہیں آپ تو بہت تہوڑی مدت خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں رہے اور بہت سے یار ایسے ہیں کہ اونکو ایک عرصہ دراز سے شرف حضوری مجلس مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حاصل تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک یار کو ایک خاص کام کے لئے مخصوص فرمار کہا تہا لیکن میں خاص آپکی خدمت میں رہتا تہا **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ ایک روز ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں جو کچہ زبان فیض ترجمان سے سنتا ہوں یاد کرلیتا ہوں الا بعض احادیث یاد نہیں ہوتی ہیں اور بعض یاد سے فراموش ہو جاتی ہیں یہ التجا سنکر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ جب میں حدیث بیان کروں تم اپنا دامن یا چادر پہیلا دیا کرو اور جب

وہ بیان ختم ہو جائے اوس چادر کو سمیٹ لیا کرو اور تاتہ اوس چادر لٹکے کر سینہ پر مل لیا کرو انشاء اللہ تعالی تمکو وہ حدیث یاد ہو جاویگی **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ حضرت امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رض سے صرف تین یا چار حدیثیں مروی ہوئی ہیں اور حضرت ابن عباس نے دس سے کم احادیث کی روایت کی ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے جو بہت بڑے فقیہہ تہے اپنی کل مدت عمر میں صرف ایک حدیث کی روایت کی ہے اور منقول ہے کہ بروقت روایت اس حدیث شریف کے رنگ آپکے رخسار کا ہیبت سے زرد ہو گیا تہا اور جسم کے بال کہڑے ہو گئے تہے اور اسحالت میں ترساں ولرزاں کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا سنا ہے اور آخر میں فرمایا۔ کہ یہ عین لفظ مبارک تہے یا اوسکے معانی ہیں حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ الفاظ ھذا اللفظ او معناہ کہنا آپکی تقلید ہے **اسکے بعد** گفتگو صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ آپکے اصحاب میں خلفاء اربعہ ہیں عشرہ مبشرہ ہیں اور عباد اللہ ثلثہ ہیں۔ **اسکے بعد** گفتگو مناقب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ آنحضرت ذکر علی کرم اللہ وجہہ کا اپنے یاروں سے بالفاظ افضلکم علی وقضیکم افرمایا۔ اقضی وہ شخص ہوتا ہے جو زیادہ عالم ہو اسکے بعد اصحاب آنحضرت صلعم کے اتفاق کے بارہ میں یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک مجمع میں کئی اصحاب حاضر تہے اور ایک شخص ان کے پیچہے بیٹہا ہوا تہا اور کہتا تہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا سنا ہے کہ وہ ایک روز فلاں جگہ تہے اور میں اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم بہی تہے پہر ہم فلاں جگہ گئے اِن الفاظ کی کئی بار تکرار کی یہ سنکر ایک صحابی نے دیکہا کہ یہ حکایت کون کہہ رہا ہے جب دیکہا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ تہے اس حکایت سے حسن ادب صحابہ بایکدگر قیاس کر لینا چاہیئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تہے کہ میں اگر حضرت ابوبکر صدیق رض کے سینہ کا ایک بال ہوتا تو بہت اچھا ہوتا رضی اللہ عنہم اجمعین۔

مجلس دوم روز یکشنبہ ۲۸ محرم الحرام ۷۱۳ھ ہجری دولت قدمبوسی حاصل ہوئی حکایت ایک درویش کی ہو رہی تہی کہ وہ مرد عزیز ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ جو شخص آلودگی دنیا سے دور رہیگا وہ بہت عزیز ہوگا اور جو شخص باوجود آلودگی دنیا عزیز ہوگا اوسکی عزت کو بقا نہوگی۔ اسکے بعد یہ مصرع زبان مبارک سے

ارشاد فرمایا **مصرع** تا خاک نگردی تو آتش بد منید • اسکے بعد اس امر کا تذکرہ ہوا کہ آج تاریخ اٹھائیسویں یا انتیسویں ہے
آپنے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک وقت لاہور میں ستائیسویں یا اٹھائیسویں شب ماہ رمضان کے متعلق بحث تھی
اور وہ قصہ اس طرح تھا کہ تین ماہ تک بسبب ابر یا غبار کے چاند دکھلائی نہ دیا تھا۔ اہل شہر نے ہر ماہ ۳۰ دن کا شمار کیا
بعد تین ماہ کے چاند کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ شمار و حساب اُنکا غلط ہے یہ فرما کر آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک خرابی لاہور کیلئے
یہ شومت تھی اور دوسری شامت یہ ہوئی کہ اون ہی دنوں میں لاہور کے چند سوداگر مال تجارت لیکر ملک گجرات کو گئے تھے
اور اُس زمانہ میں گجرات ہندوؤں کے قبضہ میں تھا۔ الغرض وہ لوگ تاجروں کا قافلہ آیا ہوا سنکر خریداری کے واسطے
آئے اور قیمتیں دریافت کرنے لگے اہل لاہور نے ہر ایک شے کی قیمت دوگنی بتلائی اور جو قیمت بتلائی تھی اوسکی
نصف۔ کے مبادلے میں فروخت کر ڈالا اوس دیار کے ہندوؤں کی یہ رسم تھی وہ ہمیشہ ایک قیمت بولتے
ہیں اور جو ایکمرتبہ زبان سے نکالتے اوس سے کم میں فروخت نکرتے اُنہوں نے انکی اس زیادہ گوئی اور کم فروشی سے
متعجب ہوکر سوال کیا کہ لاہور میں سودا اسطرح ہوتا ہے کہ مال کی دوگنی قیمت بتلائیں اونہوں نے جواب دیا کہ
ہمارے ہاں کا یہی سر رشتہ ہے یہ سنکر اونہوں نے کہا کہ اسپر بھی وہ شہر آباد ہے غارت نہیں ہوتا۔ القصہ وہ اہل
تجارت گجرات سے واپس چلے ابھی راستہ میں ہی تھے کہ اونکو مغل کے ہاتھ سے تاراجی لاہور کی خبر معلوم ہوئی۔

مجلس سوم۔ تاریخ ۱۲ ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر سنہ ۷۱۴ ہجری دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو
دربارہ اوس طائفہ کے ہوہی تھی کہ جو خود کو دعوائی کرامت سے متصف اور صاحب کشف بیان کرتے ہیں
آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اُنکی بیہودگی ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالی نے کرامت کا چھپانا
اپنے اولیا پر فرض کیا ہے جیسا انبیا پر اظہار معجزہ فرض کیا تھا اگر کوئی شخص کرامت ظاہر کرے گا وہ
فرض کا تارک ہوگا۔ یہ بہت خراب کام ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ سلوک کے سو درجہ ہیں اوسمیں
سترہواں درجہ کشف و کرامت کا ہے اگر سالک راہ سلوک اس درجہ میں تماشا دیکھنے لگا وہ بقیہ تراسی (۸۳)
درجے طے نکر سکیگا۔ **اسکے بعد** گفتگو خدمت کرنیکے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں
وارد ہوا ہے کہ ساقی القوم آخرہم شربا یعنی مجلس کے پانی پلانیوالیکو لازم ہے کہ سب کے آخر میں پانی
پیوے اور اسطرح کھانا کھلانیوالے کو لازم ہے کہ سب کے آخر میں کھانا کھاوے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ

میزبان کو لازم ہے کہ خود مہمان کے ہاتھ دُھلوائے مگر پہلے اپنا ہاتھ پہونچے تک دھوئے کہ پاک ہو جائے اور کھڑا ہو کر ہاتھ دُھلائے بٹھیکر نہ دُھلائے اسکے بعد یہ **حکایت** شیخ جنید بغدادی رح کی بیان فرمائی کہ آپکی کسی جگہ دعوت تھی آپ تشریف لیگئے میزبان بیٹھے بیٹھے آپکے ہاتھ دُھلانے لگا۔ آپ کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا کہ جب تم بیٹھ گئے تو مجھے کھڑا ہونا لازم آیا۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ امام شافعیؒ نے امام مالکؒ کے ہاتھ اپنے مکان میں دُھلائے تھے اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کسی دوست کے مہمان ہوئے یہ دوست اہل کار تھا اپنی لونڈی کو فہرست اطعمہ دیکر چلا گیا امام شافعیؒ نے لونڈی کے ہاتھ میں کاغذ دیکھکر لے لیا اور اوسمیں چند کھانے جو آپکی مرغوب طبع تھے بڑھا دیئے لونڈی نے موافق فہرست کے کھانے پکائے بلکہ اپنی طرف سے چند زیادہ کیئے کھانا کھانیکے وقت مالک مکان اپنے کام سے واپس آیا اور دسترخوان چُنا گیا اوسمیں بہت کھانے فرد تحریر کردہ سے زیادہ دیکھکر لونڈی کو علیحدہ بُلا کر دریافت کیا کہ اس زیادتی کا کیا سبب ہے لونڈی نے وہ فرد پیش کی جسکی اصلاح امام شافعی رح نے فرمائی تھی اور اپنی طرف سے چند کھانے زیادہ پکانا بیان کیا اوس شخص کو اوسکی فراست بہت اچھی معلوم ہوئی اور اوس لونڈی کو آزاد کر دیا۔ **اسکے بعد** گفتگو ضیافت اور اطعام مہمانان کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ بغداد میں ایک بزرگ تھے اونکے اٹھارہ مطبخ تھے اور ہر مطبخ سے تخمیناً ہزار بارہ سو آدمیوں کو کھانا دیا جاتا تھا ایکروز اونہوں نے جملہ طباخوں اور تقسیم کنندوں کو بُلاکر دریافت کیا کہ تم اچھی طرح تقسیم کرتے ہو کسیکو بھول تو نہیں جاتے اونہوں نے جواب دیا نہیں ہم کسیکو نہیں بھولتے ہیں سب حاضرین کو برابر کھانا پہونچاتے ہیں آپنے مکرر سہ کرر دریافت فرمایا اونہوں نے عرض کیا کہ آپ اصل حال فرمایئے شیخ نے کہا کہ تم نے تین روز سے مجھے ہی کھانا نہیں دیا ہے دوسرونکا کیا ذکر ہے اور یہ معاملہ اسطرح ہوا تھا کہ تین روز متواتر شیخ کے سامنے کھانا نہیں لایا گیا تھا ہر ایک مطبخی یہ سمجھتا رہا کہ دوسرے مطبخ سے پہنچا ہوگا آپنے جب تین روز گذر گئے تب اس امر کا اظہار فرمایا۔ **اسکے بعد** حوض سلطان اور اسکی شیرینی لطافت اور برکت کے بارہ میں تذکرہ ہوا آپنے ارشاد فرمایا کہ سلطان شمس الدین کو اونکے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اون سے پوچھا کہ اللہ تعالی نے آپکے ساتھ کیا سلوک کیا جواب دیا کہ مجھے اللہ تعالی نے اس حوض کے طفیل بخشدیا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

مجلس چہارم روز چہار شنبہ تاریخ ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر سنہ مذکور دولت قدمبوسی حاصل ہوئی بندہ نے
اس سے ایک روز پیشتر شیخ نصیر الدین محمود سلمہ اللہ سے مشورت کی تھی۔ کہ کل روز چہار شنبہ آخرین ماہ صفر ہے
خلق اس روز کو منحوس کہتی ہے مناسب ہے کہ کل کے روز خدمت حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر میں چلیں کہ وہاں
تمام نحوستیں سعادت سے مبدل ہو جاتی ہیں۔ الغرض بعد مشورت آج کے روز بمعیت شیخ نصیر الدین حاضر خدمت
خواجہ ذکراللہ بالخیر ہوا اور صورت حال و صلاح دیروزہ عرض کی۔ آپنے متبسم ہو کر ارشاد فرمایا کہ
اہل خلق اس روز کو منحوس سمجھتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ یہ روز لیسا بزرگ اور باسعادت ہے۔ جو لڑکا اس روز
پیدا ہوتا ہے وہ بزرگ ہوتا ہے۔ **اسکے بعد** گفتگو تغیر مزاج خلق کے بارہ میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا
کہ جسکی طبع لطیف ہوتی ہے وہ جلد تر متغیر ہو جاتا ہے اور مناسب اس معنی کے یہ رباعی بیان فرمائی۔
رباعی آنم کہ بنیم ذرہ ناخوش گردم ؛ وز نیمہ ذرہ دل خوش گردم ؛ از آب لطیف تر مزاجے دارم ؛ از باد
اگرنہ آتش گردم ؛ **اسکے بعد** گفتگو تغیر مزاج ملوک کے بارے میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ کلمات قدسیہ
میں ہے قلوب الملوک بیدی اور رسول علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا فرمودہ ہے کہ بادشاہوں
کے دل میرے ہاتھ میں ہیں جب خلق میرے ساتھ راستی اختیار کرتی ہے میں بادشاہ کو انپر مہربان کر دیتا
ہوں اور جب انکا معاملہ میرے ساتھ دگرگوں ہوتا ہے میں بادشاہ کو بھی انکی جانب سے بے مہر کر دیتا ہوں
یہ فرما کر آپنے ارشاد فرمایا کہ ہر حال میں نظر کارسازی رب کریم پر رکھنی چاہیئے اور اسی وقت یہ **حکایت** بیان
فرمائی کہ قباچہ والی اُچ و ملتان کی سلطان شمس الدین سے نااتفاقی ہوگئی قاضی ملتان اور شیخ بہاؤالدین زکریا
نے سلطان شمس الدین کی خدمت میں عرائض روانہ کیں وہ دونوں خط قباچہ کے ہاتھ آگئے بیحد ناراض ہوا قاضی
شہر کو مروا ڈالا اور شیخ بہاؤالدین زکریا کو اپنے مکان پر بلا بھیجا۔ آپنے بلا دہشت اور بے خوف جیسے ہمیشہ تشریف
لیجایا کرتے تھے تشریف لیگئے اور اپنے مقام پر داہنی جانب بیٹھے۔ قباچہ نے آپکا تحریر فرمودہ خط آپ کے ہاتھ
میں دیا اور کہا کہ دیکھیئے یہ آپکا لکھا ہوا ہے آپنے فرمایا ہاں میرا لکھا ہوا ہے اور مینے اسمیں ایک حرف بھی
غلط نہیں لکھا ہے تجھ سے جو ہو سکے اوس میں دریغ روا نہ رکھ ادھر تجھ سے کیا ہوتا ہے۔ قباچہ آپکی برافروختگی
دیکھکر متامل ہوا اور ارشاد کیا کہ کھانا لاؤ اور مقصود اسکا یہ تھا کہ آپ کھانے سے انکار کرینگے لیس یہی وجہ

آپکی تکلیف دہی اور ایذا رسانی کی ہو جاویگی - الغرض کہانا سامنے لایا گیا مسلمانوں نے کہانا شروع کیا آپنے بہی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر ہاتہ ڈالا اور کہانا کہایا یہ حال دیکہکر قباچہ کا تمام غصہ جاتا رہا اور آپ اپنے مقام کو تشریف لیگئے **اسوقت** اس کمینہ بندہ نے عرض کیا کہ ایک عرصہ سے ایکبات میرے دلمیں خلش رکہتی ہے کہ ایک مرید ہے وہ پنجوقتہ نماز پڑہتا ہے اور تہوڑا بہت وظیفہ جو اس سے ہوسکتا ہے پڑہ لیتا ہے لیکن اپنے مرشد کی محبت بدرجہ کمال اوسکے دلمیں متمکن ہے اور اعتقاد لبسا درست - اور ایک اور شخص ہے مرید بڑا عابد اور ادر پڑہنے والا حج کیا ہوا - لیکن اپنے مرشد سے کم محبت رکہتا ہے اور معتقد بہی کم ہے ان دونوں میں افضل کونسا ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ جسکو زیادہ محبت ہے وہ بہتر ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ محب کا ایک وقت متعبد کی تمام اوقات سے فاضل تر ہوتا ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ بعض علماء اولیاء کو انبیاء پر فضیلت دیتے ہیں کہ اولیا ہمیشہ مشغول بحق رہتے ہیں اور انبیاء اکثر مشغول بخلق لیکن یہ خیال اُنکا باطل ہے انبیا اولیا سے زیادہ صاحب فضل و بلند مرتبہ ہیں اُنکا ایک وقت مشغولی اولیا کی تمام مشغولی سے زیادہ بلند پایہ رکہتا ہے اور سیوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ بنی اسرائیل میں ایک زاہد تہا اوسنے ستر برس تک پیوستہ اللہ تعالی کی عبادت کی تہی اسقدر مجاہدہ کے بعد اوسکو حاجت واقع ہوئی اوسنے حاجت روائی کیلیئے دعا کی لیکن وہ حاجت اوسکی پوری نہوئی وہ شخص گوشہ میں گیا اور اپنے نفس سے مجادلہ کرنا شروع کیا کہ اے نفس تو نے ستر برس تک اللہ تعالی کی عبادت کی اوسمیں اخلاص نہوگا اگر اخلاص ہوتا اللہ تعالی کبہی دعا رد نکرتا اور حاجت روا فرماتا وہ اپنے نفس کے ساتہ مجادلہ کررہا تہا کہ اوس زمانہ کے پیغمبر کو وحی ہوئی کہ اوس عابد سے جاکر کہدو کہ یہ ایک گہڑی کا مجادلہ ہمارے نزدیک تیری ستر برس کی عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

مجلس پنجم تاریخ ۱۷ ماہ مبارک ربیع الاول ۷۰۸؁ھ دولت قدمبوسی حاصل ہوئی - حاضرین میں سے کسی شخص نے نفرس کے معنے پوچہے آپنے ارشاد فرمایا کہ نفرس بمعنے عرقی کرنا ہے اور دوسرے معنی کارِ مان گوار ناکو ٹہرنا بہی آئے ہیں - **اسکے بعد** گفتگو بزرگی مشائخ اور صدق اور سر کے نگاہ رکہنے اور طلب حق کے بارہ میں ہوئی آپنے اوسوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الاسلام فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ سے دریافت فرمایا کہ میں نے عوام الناس کی بالی

سنا ہے کہ آپ جب نماز پڑھکر یارب کہتے ہیں اوسکے جواب میں لبیک عبدی سنتے ہیں آپنے فرمایا خیر پہر شیخ نجیب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے پوچہا کہ ایسا ہی سنا گیا ہے کہ پہر خضر علیہ السلام آپکی خدمت میں آمد و رفت رکہتے ہیں آپنے فرمایا خیر۔ پہر پوچہا کہ یہ بہی کہا جاتا ہے کہ مردان غیب آپکے پاس آتے جاتے ہیں۔ آپنے اسکا انکار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم بہی تو ابدال ہو **اسکے بعد** گفتگو بزرگی وکرامت والدہ ماجدہ شیخ شیوخ العالم کے بارہ میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ لڑکوں پر ماباپ کی عادات کا خاص طور پر اثر ہوتا ہے **یہ فرماکر** ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ کبیر کی والدہ بہت باکمال تہیں۔ ایک شب چور اونکے مکان میں بارادہ دزدی گہس آیا اوسوقت سب سو رہے تہے لیکن آپکی والدہ مشغول بیاد حق بیدار تہیں چور مکان میں داخل ہوتے ہی اندہا ہو گیا۔ اور واپس نہ نکل سکا سخت پریشان ہوا آخر فریاد کی کہ اس گہر میں اگر کوئی مرد ہے تو وہ میرا باپ بہائی ہے اور اگر کوئی عورت ہے وہ میری ماں بہن ہے مجہے معلوم ہو گیا ہے کہ میں اوسکی ہیبت کی وجہ سے نابینا ہو گیا ہوں اوسکو لازم ہے کہ میرے حق میں دعا کرے کہ میری آنکہیں روشن ہو جاویں میں توبہ کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبہی چوری نکرونگا۔ بی بی قرسم خاتون یعنے آپکی والدہ نے دعا کی آنکہیں اوس چور کی اچہی ہو گئیں اور چور چلا گیا اور آپ نے اسکا تذکرہ کسی سے نکیا تہوڑا دن چڑہا ہو گا کہ وہ چور سر پر دہی کا مٹکا رکہے ہوئے مع اپنے جورو بچوں کے آپکے مکان پر آیا اور قدموں میں گر پڑا صدق دل سے توبہ کی اور مع اپنے بی بی بچوں کے از سر نو مسلمان ہوا الحمد للہ رب العالمین اسکے بعد آپنے یہ **حکایت** بزرگی والدہ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ میں بیان فرمائی کہ آپنے بعد اختیار سکونت اجودہن اپنے چہوٹے بہائی شیخ نجیب الدین رحمۃ اللہ علیہ کو ماں کے لانے کیلئے جہاں وہ تشریف فرما تہیں روانہ کیا وہ اپنے ہمراہ لیکر واپس آرہے تہے کہ ایک روز کسی مقام میں تشنگی کا زور ہوا۔ آپ والدہ کو ایک درخت کے سایہ تلے بٹہا کر پانی کی تلاش میں تشریف لیگئے واپس آکر والدہ کو جہاں بٹہا گئے تہے نہ دیکہا نہایت حیران و متفکر ہوئے۔ داہنے بائیں بہت تلاش کیا مگر کچہہ پتہ نہ ملا۔ الآخر حیران ہو کر بادل دردمند حضرت شیخ کبیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت واقعہ بیان کی حضرت کبیر نے کہانا پکوایا اور والدہ کی فاتحہ دلادی الغرض بعد ایک مدت کے

شیخ نجیب الدین کا گذرا اوسی دیار میں اوس موقع پر ہوا جہاں والدہ کو بٹھا گئے تھے ماں کی یاد آئی پھر ڈھونڈھنا شروع کیا ایک درخت کے نیچے تھوڑی سی ہڈیاں جو انسانی ہڈیوں سے مشابہ تھیں ہدست ہوئیں آپنے خیال کیا کہ یہ والدہ کی ہڈیاں ہیں شیر نے یا کسی دوسرے درندہ جانور نے اونکو پکڑ لیا ہوگا اور مار کر کھا گیا ہوگا یہ سوچکر آپنے وہ تمام ہڈیاں جمع کیں اور ایک تھیلی میں بھر کر پھر شیخ الاسلام کی خدمت میں لائے اور سوکر بیان کیا کہ یہ والدہ کی ہڈیاں ہیں شیر نے اونکو کھا لیا حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ ہڈیاں تھیلی سے نکالو جب تھیلی نکالی اور ہڈیاں نکالنا چاہیں تھیلی خالی تھی اور اوس میں کچھ نہ تھا۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ بیان فرماکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ یہ معاملہ عجائبات روزگار میں سے ہے۔

اسکے بعد گفتگو مردانِ غیب کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ اوائل حال میں کبھی کبھی میرے دلمیں آتا تھا کہ ان سے مخالطت اور مجالست کروں۔ لیکن پھر خیال ہونے لگا تھا کہ اس سے زیادہ بہتر کی کوشش وسعی کرنی چاہیئے۔ اسکے بعد حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی رح کی **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ مبدا رحال میں وہ ایک مقام پر پہونچے وہاں ایک مسجد تھی اور اوس میں ایک بلند مینارہ تھا اوسکو ہفت مینارہ کہتے تھے اور مشہور تھا کہ اوسپر چڑھکر وہ دعا جو اس مینار پر پڑھنی آئی ہے پڑھنے اور دوگانہ نماز مسجد میں ادا کرنے سے حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوتی ہے الغرض آپکو بھی خضر علیہ السلام سے ملاقات کا اشتیاق ہوا اور ماہ رمضان المبارک کی کسی شبکو اوس مسجد میں تشریف لے گئے۔ مسجد میں دوگانہ ادا کیا۔ اور منارہ پر چڑھکر وہی دعاء معلومہ پڑھی اور تھوڑی دیر ٹھیرے رہے مگر کسیکو نہ دیکھا لاچار واپس آنے کا قصد کیا نکلتے ہوئے دروازۂ مسجد میں ایک شخص معمر کو دیکھا کہ اُسنے مخاطب ہوکر کہا کہ آپ اس وقت اوس مسجد میں کیوں تشریف لائے آپنے صورت حال بیان کی یہ سنکر وہ کہنے لگے کہ تم خضر سے ملکر کیا کروگے وہ بھی تمہاری طرح ایک سرگردان شخص ہے اوسکے دیکھنے سے کیا ہوتا ہے یہ کہکر پوچھنے لگے کہ تم دنیا کے طلبگار ہو حضرت خواجہ قطب صاحب فرماتے تھے کہ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں میں بالکل دنیا کی جانب متوجہ نہیں ہوں اور نہ دنیا چاہتا ہوں یہ سنکر اونہوں نے کہا کہ آپکو کچھ قرض ادا کرنا تو نہیں ہے میں نے کہا نہیں

یہ سنکر اونہوں نے کہا پیر خضر سے ملکر کیا کروگے اس شہر میں ایک شخص ہے کہ خضر خود اون سے ملنے کیواسطے بار مرتبہ گئے۔ مگر اونکی کثرت مشغولی حق سے باریابی نصیب نہیں ہوئی۔ یہ باتیں ہو رہی ہتیں کہ ایک شخص پاکیزہ لباس نورانی چہرہ وارد ہوا۔ یہ پہلا شخص بتعظیم تمام اونکے پاس گیا اور اون کے قدموں میں گر پڑا اور دونوں ملکر میرے پاس آئے اور پہلے شخص نے میری طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس درویش کو نہ دنیا کی حاجت ہے اور نہ قرض ادا کرنا ہے صرف تمھاری ملاقات کی آرزو رکہتا ہے اسی اثنا میں اذان ہوگئی۔ ہر طرف سے درویش اور صوفی آنے لگے اور ایک اچہا مجمع ہوگیا۔ تہوڑی دیر بعد اقامت الصلوۃ کہی گئی اور امام نے نماز پڑھاکر تراویح بہی پڑھائی اور بیس رکعت میں بارہ سیپارہ پڑہے میرے دلمیں گذرا اگر اس سے زیادہ پڑہے جاتے تو بہت خوب ہوتا۔ نماز ختم ہوتے ہی سب جدہر سے آئے تہے چلے گئے۔ میں بہی اپنے مقام کو واپس آیا اور دوسری رات جلد تر وضو کرکے گیا اور صبح تک مسجد میں رہا۔ مگر وہاں آدمی کا نشان تک نہ تہا۔

مجلس ششم روز جمعہ تاریخ ۱۰ ماہ جمادی الاول ۷۱۴ہجری دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو دربارہ تحمل اور مخاصمت سے بچنے کے بارہ میں ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا۔ دو چیزیں ہیں نفس اور قلب جب کوئی شخص نفس کے ساتہ پیش آئے دوسرے کو لازم ہے قلب کے ساتہ پیش آئے۔ نفس میں تمام خصومت ہے اور شر لیکن قلب میں تمام رضا و سکون و ملاطفت ہے نفس کے ساتہ قلب سے کام لیا جائے تو نفس مغلوب ہوجاتا ہے اور اگر نفس کا مقابلہ نفس سے کیا جائے تو فتنہ و فساد کے بڑہنے کے لیے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ اسی وقت فضیلت علم و تحمل میں یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائے ۵ زہر بادے چو کاہے

گر بلرزی ۔ اگر کوہی لکاہے ہم بیرزی

مجلس ہفتم روز پنجشنبہ ۱۴ ماہ ربیع الآخر ۷۱۴ھ دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو فتوح کے بارہ میں ہو رہی تہی بندہ نے عرض کیا کہ میں نے ابتک کسی شخص سے کچہہ طلب نہیں کیا ہے اور یا تیک دروازہ توقع کا نہیں کہولا ہے۔ اگر کوئی شخص بغیر مانگے کوئی چیز ہدیہ دیدے اوسکا لے لینا جائز ہے یا نہیں آپنے ارشاد فرمایا کہ لے لینا چاہیئے۔ اسکے بعد **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کوئی شے مرحمت فرمانے لگے حضرت عمر رض نے عرض کیا کہ مجھے حاجت نہیں ہے

اسکے مستحق اور بہت سے فقرا و مساکین ہیں انکو مرحمت فرمائے۔ آپنے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ اے عمر اگر کوئی شخص بغیر مانگے کوئی شے بطور تحفہ نذر گذرانے۔ لے لینا چاہیئے۔ لازم ہے کہ اوسکو کہائے اور صدقہ بھی کرے

مجلس بست و ہشتم تاریخ ۲۹۔ ماہ مبارک ربیع الآخر ۷۱۲ھ ہجری بروز شنبہ دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اس ہفتہ میں مجھے ایک عرصہ کی چڑہی ہوئی تنخواہ ملی تھی اور خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر کو یہ حال معلوم ہوا تھا الغرض جب خاکسار حاضر مجلس شریف ہوا آپنے ارشاد فرمایا کہ ملازمت کرنا اور ہمیشہ انکے کام میں مصروف رہنے سے البتہ اچھا نتیجہ نکلتا ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ کبیر کا نواسا ملک نظام الدین کو قوال کے ہاں آنا جانا تہا اور اس کثرت سے آنا جاتا تہا کہ وہ قوال کی نظر میں حقیر ہو گیا تہا بلکہ ایک مرتبہ تو قوال نے کہا کہ آئندہ یہاں نہ آیا کرو لیکن اوسنے پرواہ نکی اور اوسی طرح آتا جاتا رہا اون ہی دنوں میں نظام الدین مذکور نے چہہ تنکہ زر میرے پاس بہیجے تہے میں نے اونکو قبول نکیا تہا اور لوٹا پہیر دیئے تہے اوسنے وہی تنکہ زر شیخ کبیر کو دیدیئے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ملازمت ہر کام کی خوب ہے اور اس سے ضرور شاخ تمنا میں پہل لگتا ہے۔ اسکے بعد خاکسار نے تنخواہ ملنے کا حال بیان کیا کہ اگرچہ دیر میں ملی مگر مل گئی اور اسی وقت یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ قوم بنی اسرائیل میں ایک زاہد تہا اوس نے برسوں اللہ تعالی کی عبادت کی تہی اوس زمانہ کے پیغمبر کو حکم ہوا کہ زاہد سے ملاقات کر کے بیان کرے کہ اللہ تعالی تیری نسبت فرماتا ہے کہ تو ناحق اسقدر عبادت شاقہ کرتا ہے ہم نے تجہے برائے تعذیب پیدا کیا ہے جسوقت اوس پیغمبر نے ملاقات کر کے یہ ماجرا بیان کیا زاہد کہڑا ہو کر رقص کرنے لگا پیغمبر نے پوچہا کہ یہ جگہہ عجز اور زاری کرنے کی تہی نہ مقام فرحت و خوشی۔ زاہد نے کہا کہ مجہے دوزخ و بہشت سے کچہہ سروکار نہیں اللہ تعالی کا اختیار ہے چاہے جہاں رکہے اور میری طاعت قبول کرے یا نکرے میرے واسطے یہی کافی ہے کہ میری یاد کی گئی۔ **اسکے بعد** گفتگو تحمل کے بارہ میں ہوئی آپنے حکایت حضرت شیخ الاسلام مسعود گنج شکر اجودہنی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی کہ آپکو بدرجہ غایت تحمل اہل ایذا کے بارہ میں تہا۔ اکثر فرماتے تہے کہ جس شخصکو مارنا ہو مارے اور چہوڑنا ہو چہوڑے جسقدر تکلیف دینی ہو دیوے مجہے کچہہ گلہ نہیں۔ **اسکے بعد** بندہ نے عرض کیا کہ یہ دعا اعینونی عباد اللہ رحمکم اللہ پڑہنا جائز ہے یا نہیں مقصود بندہ کا اس سوال سے یہ تہا کہ ماسوی اللہ تعالی کے اعانت طلب کرنا

کلیا ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ بزرگان دین نے اس دعا کو پڑھا ہے اور ضمیر عباد اللہ میں مسلمین و مخلصین مضمر ہے یہ فرماکر آپنے ارشاد فرمایا کہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ اس دعا کو پڑھا کرتے تھے **اسکے بعد** آپنے مناقب حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ میں فرمایا کہ میں نے اونکے ہم پلّہ اس شہر دہلی میں کسیکو بھی نہیں پایا۔ وہ غایت مشغولی سے یہ نجانتے تھے کہ آج کونسا دن ہے کونسا مہینا ہے یا غلہ کا کیا نرخ ہے یا گوشت کس طرح فروخت ہوتا ہے **اسکے بعد** آپنے ارشاد فرمایا کہ واسطہ روا ہونے حاجت کے مسبعات عشر کا پڑھنا خوب ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مسبعات عشر روزانہ خاص وقت معین میں پڑھی جاتے ہیں آپنے یہ سنکر ارشاد فرمایا۔ خیر۔ واسطے پورے ہونے حاجات کے علاحدہ بھی پڑھنا چاہیئے انشاء اللہ تعالیٰ مہم کفایت کو پہونچیگی

مجلس نہم روز پنجشنبہ تاریخ ۹ ماہ مبارک رمضان عمت میامنہ ۷۱۴ھ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو تراویح و ختم قرآن کے بارہ میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ بماہ رمضان المبارک ایک شخص نے خانقاہ مبارک حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوکر آپسے طالب اجازت ہوا کہ مجھے اجازت ادائے نماز تراویح دیجائے آپ نے اجازت بخشی۔ الغرض اوسنے ہر شب ایک ختم قرآن شریف کیا۔ آپنے اوسکی خورش کے واسطے ایک نان اور تھوڑا سا سالن اور ایک کوزۂ آب مقرر فرمایا تھا۔ القصہ وہ شخص نماز عید کے بعد آپسے رخصت ہوکر چلا گیا اوسکے جانیکے بعد جو کوٹھری دیکھی تو کل نان اور سالن موجود پایا اوسنے صرف ایک کوزۂ آب پر اکتفا کی تھی **اسکے بعد** حکایت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کی بیان فرمائی۔ کہ آپ بماہ رمضان شریف ہر روز ایک ختم اور ہر شب ایک ختم فرماتے تھے۔ اور نماز تراویح میں ایک ختم فرماتے تھے۔ غرضکہ بماہ رمضان المبارک آپ اکسٹھ ۶۱ ختم قرآن شریف فرماتے تھے۔

مجلس دہم روز سہ شنبہ تاریخ ۱۱ ماہ مبارک ذی الحجہ ۷۱۴ھ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی حضور نے بندہ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ کل روز عید تھا کچھ کلام از زمرۂ شعر و سخن تہنیت موسم کے خیال سے ضرور کہا ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ تین چار دن ہوئے کہ جشن نوروزی تھا خاکسار نے اوسروز قصیدہ خوشی جشن عید و نوروز میں یکجائی کہا ہے۔ یہ سنکر آپنے یہ **حکایت** مناسب اس معنی کے بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ شمس دبیر نے خدمت حضرت شیخ الاسلام کی شان میں قصیدہ کہا تھا اور آپکی نذر گذرانکر

آپ سے اوسکی پڑھنے کی اجازت حاصل کی حضرت شیخ الاسلام نے غایت مرحمت سے اجازت عطا فرمائی۔ شمس دبیر نے کھڑے ہوکر پڑھنا شروع کیا جب تمام پڑھ چکے حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور دوبارہ پڑھو۔ وہ پڑھتے جاتے تھے اور حضرت شیخ الاسلام کسی موقع پر استحسان فرماتے اور کسی موقع پر مناسب موقعہ اصلاح دیتے تھے حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے بعد اتمام حکایت بیان فرمایا کہ مشائخ خود اپنی تعریف کے اشعار بہت کم سنتے ہیں یہ آپکا کمال تھا کہ خود اپنی مدح سنی اور استحسان فرمایا۔ الغرض قصیدہ پورا سن لینے کے بعد حضرت شیخ الاسلام نے شمس دبیر سے فرمایا کہ تمکو کیا مطلوب ہے۔ اُنہوں نے کھڑے ہوکر دست بستہ عرض کیا میں بالکل غریب مفلس نادار ولاچار ہوں گذر نہیں ہوتی اور میری ساتھ میری والدہ ہے اوسکی بھوک اور پیاس کی تکلیف مجھہ سے دیکھی نہیں جاتی آپنے یہ استماع فرماکر ارشاد فرمایا کہ شکرانہ لاؤ۔ اور حضرت شیخ الاسلام کی رسم تھی کہ جب آپ خوش ہوتے اور کسیکی استدعا منظور فرماتے اونکو ان کلمات "شکرانہ لاؤ" سے اظہار فرماتے۔ اور آپکی برکت انفاس نفیسہ سے وہ کام پورا ہوجاتا۔ الغرض شمس دبیر اپنی جائے سکونت کو گئے اور چند جیتل لائے شاید پچاس یاکم وبیش جیتل تھے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہ بانٹ دیے جائیں یہ فرماکر آپنے (حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے) ارشاد فرمایا کہ مجھے بھی چار جیتل ملے تھے۔ فی الجملہ شیخ الاسلام نے شمس دبیر کے حق میں دعائے وسعت مال ومنال کی۔ اور وہ اون ہی ایام میں سلطان غیاث الدین کے لڑکے کے دبیر ہوگئے اور تنگی اونکی فراخی سے بدل گئی لیکن شمس دبیر نے حضرت شیخ الاسلام کی اولاد کے ساتھ کچھہ سلوک نکیا خدا جانے شمس دبیر کے سامنے کسینے اولاد واہلبیت شیخ کا کچھہ تذکرہ کیا تھا یا نہیں۔ **اسکے بعد** اونکی حسن طبع اور خلق کے بارہ میں تذکرہ ہوا بندہ نے عرض کیا مجھے اونکے ساتھ نسبت خویشی بھی ہے۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے دریافت فرمایا کہ کبھی تم کو اونکے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا یا نہیں میں نے عرض کیا ہاں جب سلطان غیاث الدین لکھنوتی گئے تھے بندہ بھی ہمراہ لشکر گیا تھا وہ بھی اس سفر میں ہم سفر تھے روز وشب اُٹھنا بیٹھنا رہتا تھا اسکے بعد آپنے فرمایا کہ معونت متصوفہ بھی باہم تھی میں نے ایجاب کیا اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ شمس دبیر نے لوائح حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ میرے ساتھ شیخ کبیر سے پڑھی تھی اسکے بعد آپنے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ میں شمس دبیر اور شیخ جمال الدین ہانسوی ایک مرتبہ اکٹھے پاک پٹن سے روانہ ہوئے اور کئی روز تک ساتھ ساتھ ہمسفر رہے۔

جب وہ مقام پہونچا جہاں سے ہر ایک کو جدا جدا ہونا تہا۔ شمس دبیر یہ مصرعہ پڑہکر رخصت ہوئے **مصرعہ** اسے یار قدیم ساتھی میبری؛ اس مصرعہ کے سنتے ہی ہم سب پر خاص اثر یا راحت ہوا۔

مجلس یازدہم تاریخ ۲۹ ماہ ذی الحج ۷۱۲ ہجری روز شنبہ دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ مجہ اس روز کسیقدر تردد تہا کہ کسی شخص نے میری نسبت بدکلمہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا تہا جب دولت مکالمت وہم نشینی میسر ہوئی آپنے پہلے یہی بیان فرمایا کہ اگر کوئی شخص دوسرے شخص سے کسی شخص کی بدی بیان کرے آخر اوس سننے والے کو بھی خدا نے عقل اور تمیز دی ہے وہ استماع کلام سے جان سکتا ہے کہ یہ سخن سچ ہے یا جہوٹ ہے یا اوس میں کوئی غرض ہے میں آپکی زبان فیض ترجمان سے یہ بات سنکر نہایت خوش ہوا اور عرض کیا کہ ہم خدمتگذاروں کا تکیہ اسی امر پر ہے کہ باطن مخدوم حاکم ہے۔ **اسکے بعد** گفتگو کشف وکرامت کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ شیخ سعدالدین حموی رح نام تہے۔ والی شہر اون سے عقیدہ نیک نرکھتا تہا ایکروز وہ بادشاہ آپکے دروازہ کے سامنے سے گذرا اپنے حاجب کو اندر بہیجا۔ کہ اس صوفی بچہ کو باہر بلاؤ حاجب نے مکان میں داخل ہوکر آپکی خدمت میں بادشاہ کا پیام پہنچایا آپنے کچہہ التفات نفرمایا اور نماز میں مشغول ہوئے۔ حاجب نے باہر آکر صورت واقعہ بادشاہ سے کہی۔ بادشاہ کا غصہ کم ہوا اور سواری سے اوترکر آپکے پاس مکان میں آیا آپ دیکہتے ہی اوٹہہ کہڑے ہوئے اور خوشی سے بغلگیر ہوئے اور پاس پاس بیٹہہ گئے اس نشست کے متصل باغ تہا شیخ سعدالدین حموی رح نے اشارہ کیا کہ تازے سیب توڑکر لائے جائیں۔ خادموں نے تعمیل حکم کی۔ آپ سیب پارہ فرماتے تہے اور خود کہاتے اور بادشاہ کو دیتے تہے۔ ان سیبوں میں ایک سیب بہت بڑا تہا۔ بادشاہ کے دل میں اوسکو دیکہکر یہ خیال گذرا کہ اگر شیخ کو صفائی قلب اور کرامت حاصل ہے ہر آئینہ یہ سیب اوٹہا کر مجہے مرحمت کرینگے اس اندیشہ کے گذرتے ہی شیخ سعدالدین حموی رحنے ہاتہ بڑہا کر اوس سیب کو اوٹہایا اور بادشاہ سے مخاطب ہوکر یہ **حکایت** بیان کی کہ میرا گذر ہنگام سفر ایک شہر میں ہوا۔ بازار میں کیا دیکہتا ہوں کہ ایک جم غفیر اکہٹا ہو رہا ہے اور ایک بقال نے ایک گدہے کی کپڑے سے آنکہیں باندہی ہیں اور اپنے ہاتہ میں جو انگوٹہی پہنے ہوئے تہا وہ اوتار کر ایک تماشا دیکہنے والے کو دی ہے اور اوس مجمع عام کی طرف مخاطب ہوکر کہہ رہا ہے کہ دیکہو یہ گدہا ہے

چشم بستہ لیکن جس شخص کے پاس میری انگوٹھی ہوا وسکا نشان مجھے بتلا دیگا یہ کہکر گدہے کو چھوڑ دیا گدھا اوسی طرح آنکھوں میں پٹی بندھی ہوئی مجمع میں ہر شخصکو سونگھتا پھرتا تھا تا اینکہ اوس شخصکے پاس پہنچا جسکے ہاتہ میں انگوٹھی تھی اوسکو سونگھکر کھڑا ہو گیا القصہ آخر انگوٹھی اُس مرد سے لی۔ یہ فرماکر شیخ سعد الدین حموی رح نے بادشاہ کی طرف دوبارہ نظر کی اور ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص خود اظہار کشف و کرامات کرے خود کو اس گدہے سے نسبت دیگا اور اگر ظاہر نکرے تیرے دل میں یہ خیال آئیگا کہ اس شخصکو صفائی قلب وجلائے باطنی نہیں ہے یہ فرماکر سیب کلاں بادشاہ کو دیدیا **اسکے بعد** آپنے حال وفات شیخ سعد الدین حموی رح بیان فرمایا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ اونکو شیخ سیف الدین باخرزی رح کی ملاقات کا حکم ہوا ہے جب بیدار ہوئے تہے یہ سفر کیا اور اپنے مکان مسکونہ سے روانہ ہوئے جہاں شیخ سیف الدین باخرزی رح رہتے تہے آپکے مکان سے اسجگہہ کا فاصلہ تین ماہ کے بہم سفر کا تہا اور اُسی شب شیخ سیف الدین باخرزی رح نے بہی خواب دیکہا کہ کہنے والا اون سے کہتا ہے کہ شیخ سعد الدین حموی رح تمہاری ملاقات کو آتے ہیں قصہ مختصر جب درمیان ہر دو بزرگوار کے تین روز کی مسافت کا فاصلہ باقی رہا۔ شیخ سعد الدین حموی رح کسی گاؤں میں فروکش ہوئے اور کہلا بہیجا کہ میں آپکے دیکھنے کو تین ماہ کا راستہ طے کرکے یہاں تک آیا ہوں آپکو لازم ہے کہ تین منزل میری پیشوائی کیجئے۔ جب یہ پیام شیخ سیف الدین باخرزی رح نے سنا ارشاد فرمایا کہ وہ مرد فضول ہے مجھے نہیں دیکھہ سکتا۔ الغرض شیخ سعد الدین حموی رح کا اوسیجگہہ انتقال ہوا اور شیخ سیف الدین رح کی ملاقات نصیب نہوئی۔ اسکے بعد خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ مینے شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کی زبانی سنا تہا کہ ایکروز شیخ بہاؤالدین زکریا رح مجلس میں متمکن تہے ناگاہ رنگ چہرۂ انور متغیر ہوا اور انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑہکر کہڑے ہو گئے۔ قریبین نے دریافت حال کیا آپنے ارشاد کیا کہ اسوقت برادرم شیخ سعد الدین حموی رح کا انتقال ہوا۔ کئی روز بعد خبر آئی کہ جسوقت شیخ نے یہ کلمہ کہا تہا اوسیوقت اُنکا انتقال ہوا تہا۔ **اسکے بعد** خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ شیخ سعد الدین کے انتقال سے تین برس بعد شیخ سیف الدین باخرزی رح اونسے تین برس بعد شیخ بہاؤالدین زکریا رح اور اونسے تین برس بعد حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہما کا انتقال ہوا رحمۃ اللہ

مجلس دوازدہم روز پنجشنبہ تاریخ ۱۱ محرم ۵۱۵ھ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو دربارہ دنیا ہو رہی تھی کہ دنیا کیا ہے اور کونسی چیز دنیا سے ہے اور کونسی دنیا سے نہیں ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک امر صورتاً و معناً دنیا ہے اور ایک امر صورتاً و معناً دنیا نہیں ہے اور ایک امر صورتاً دنیا نہیں ہے اور معناً دنیا ہے اور ایک امر صورتاً دنیا ہے اور معناً دنیا نہیں ہے۔ **اسکے بعد** آپنے اسکی تشریح بیان فرمائی کہ جو امر صورتاً و معناً دنیا ہے وہ مال و اشیاء زائد از کفاف ہیں اور وہ جو امر صورتاً و معناً دنیا نہیں ہے وہ طاعت با اخلاص ہے۔ اور وہ امر جو صورتاً دنیا نہیں اور معناً دنیا ہے وہ طاعت ریا ہے کہ واسطے حصول منفعت کے کیجاتی ہے اور وہ امر جو صورتاً دنیا ہے اور معناً دنیا نہیں وہ ادائی حق حرم یعنے زوجہ خود ہے کہ اوس سے صحبت بہ نیت ادائے حق اوسکے کی جائے۔ یہ امر اگرچہ صورتاً دنیا ہے اما معناً دنیا نہیں ہے۔

مجلس سیزدہم روز شنبہ پنجم ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر ۵۱۵ھ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو اوراد و ادعیہ کے بارے میں ہو رہی تھی آپنے ازراہ شفقت بندہ سے دریافت فرمایا کہ کون کون سے ورد پڑھتے ہو میں نے عرض کیا کہ جو اوراد حضور نے ارشاد فرمائے ہیں پڑھا کرتا ہوں پانچوں وقت بعد فراغ از نماز وہ سورتیں جو اونکے بعد پڑھنی آئی ہیں پڑھتا ہوں اور عصر کی نماز کے بعد سورہ عم یتساءلون پانچ مرتبہ اور دو وقت سبعات عشر اور سو مرتبہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہٗ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر پڑھتا ہوں۔ آپنے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ دس تسبیحیں اور بھی ہیں اور ہر ایک کو دس دس مرتبہ پڑھنے سے سو بار ہوتے ہیں اور سو سو بار پڑھنے سے ایک ہزار مناسب ہے کہ ہر ایک تسبیح سو سو مرتبہ پڑھی جائے اگر یہ ممکن نہو سکے دس دس مرتبہ ہر ایک تسبیح کو ضرور ہی پڑھے الغرض آپنے وہ دسوں تسبیحیں بیان فرمائیں۔ مجھے یہ آٹھ تسابیح یاد رہیں اور دو ذہن سے جاتی رہیں **اول**۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت ذو الجلال والاکرام بیدک الخیر وھو علی کل قدیر **دوم** سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **سوم** سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العلی العظیم وبحمدہٖ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ **چہارم**

سبحان الملک القدوس سبوح قدوس ربنا ورب الملائکة والروح **ہنجم** استغفر الله
الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واسالہ التوبة واتوب الیہ **ششم** اللھم لا مانع
لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد ÷
ہفتم اللھم اغفرلی ولوالدی ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات۔
الاحیاء منھم والاموات **ہشتم** اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد وبارک وسلم۔ اللھم
صل علی محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الامی وعلی آلہ وبارک وسلم (۹) لا الٰہ
الا لہ الملک الحق المبین۔ بندہ غلام احمد **مترجم** عفی اللہ عنہ خطیئاتہ کہتا ہے کہ یہ آٹھ
تسابیح جو اصل کتاب فوائد الفواد میں ہی حوالہ قلم ہوئیں لیکن دو باقی تسابیح منجملہ دس تسابیح کے خاکسار
واسطے افادہ حضرات اہل شوق ومحبت کے کتاب مرقعہ شریف تصنیف لطیف حضرت خواجہ فانی فی اللہ
باقی باللہ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی سے نقل کرتا ہے وہو ہذا **نہم** اعوذ باللہ السمیع العلیم
من الشیطان الرجیم اعوذ بک من ھمزات الشیاطین واعوذ بک رب ان یحضرون **دہم**
بسم اللہ خیر الاسماء بسم رب الارض والسماء بسم الذی لا یضر مع اسمہ شئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جس روز حضرت شیخ الاسلام فرید الحق والدین نور اللہ مرقدہ نے مجھے تسابیح
بتلائی تھیں اور اجازت دی تھی اوسوقت آپ بہت خوش تھے بعد اجازت مجھ سے فرمایا تھا کہ میں نے
تجھے کنوز وگنج اسرار الٰہی بخشدیئے ان تسابیح کی مواظبت سے سعادت عظیم حاصل ہوتی ہے والحمد للہ علی ذلک

مجلس چہار دہم روز دوشنبہ تاریخ ۲۸ ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر ۷۱۵ ہجری کو دولت قدمبوسی
حاصل ہوئی۔ گفتگو عقل اور عشق کے بارے میں ہورہی تھی کہ یہ دونوں آپس میں متضاد ہیں۔ علماء اہل
عقل ہیں اور درویش اہل عشق ہیں عقل علماء کے عشق پر غالب ہے اور عشق درویشوں کی عقل پر غالب ہے اور انبیاء
علیہم السلام عشق اور عقل دونوں پر غالب ہیں **اسکے بعد** صفت غلبہ عشق میں یہ بیت زبان مبارک سے
ارشاد فرمائی **بیت** عقل را با عشق گو شے ہست زود بش بینہ نہ ÷ تا چہ خواہی کرد آں اشتر دل جولاہ را ÷
اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ شیخ علی کھوکھری تا عمر کامل درویش ملتان میں رہتے تھے صاحب درد

ذوق وشوق وصاحب حال معتقد درویشان تہا لیکن جس شخصکو درد عشق ہوتا تہا اوسپر اعتقاد نہ لاتے تہے
گو وہ شخص بڑا زاہد ومتعبد ہی ہو فرماتے کہ فلاں شخص کچہہ بہی نہیں ہے اِشک نہیں رکہتا بوجہہ بہاری یا اہل محبت
ہونیکے عشق کا تلفظ اونکی زبان سے صحیح ادا نہیں ہوتا تہا عشق کو اِشک فرماتے تہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت
یحیی معاذ رازی رح کا فرمودہ ہے کہ ایک ذرہ محبت کا عبادت جن وانس سے افضل وبلند مرتبہ ہے اسکی بعد مناسب
اسی معنی کے یہ بات بیان فرمائی کہ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین مسعود گنجشکر رح اکثر ہر شخصکو دعا دیتے تہے کہ اللہ
تعالی تجہے درد ومحبت بخشے وہ شخص حیران ہوتا کہ یہ کیسی دعا ہے اسوقت معلوم ہوا کہ یہ دعا از بس بابرکت ہے
اسکے بعد یہ **حکایت** شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ وہ بداؤں
میں اپنے مکان کی دہلیز میں بیٹہے تہے ایک دہی بیچنے والا دہی کا مٹکا سر پر رکہے ہوئے آپکے سامنے سے گذرا۔
یہ شخص قوم کا مہیر کٹہیر کا رہنے والا ڈاکوؤں کے گروہ سے تہا الغرض نظر اوسکی جمال مبارک شیخ جلال الدین
تبریزی رح پر پڑی پہلے ہی دیکہنے میں دل اوسکا پکڑا گیا اور پہر نظر غور سے دیکہا کہنے لگا کہ اللہ اللہ دین محمد
علیہ السلام میں ایسے مرد ہی ہیں فوراً ایمان لایا آپنے اوسکا علی نام رکہا وہ مکان کو گیا اور تہوڑی دیر
میں ایک لاکہہ جیتل (نام ایک سکہ کا ہے) لیکر آیا اور نذر گذرانی آپنے ارشاد فرمایا کہ انکو تم ہی حفاظت
سے رکہو جس مصرف میں کہوں خرچ کرنا۔ فی الجملہ آپ ان جیتلوں کو خیرات فرماتے تہے اور کسیکو سو درم اور کسیکو
پچاس یا کم وبیش عطا فرماتے لیکن اقل بخشش آپکی پانچ درم تہی۔ تہوڑے عرصہ میں وہ روپیہ خرچ ہوگیا
صرف ایک جیتل باقی تہا علی کہتے تہے کہ جب ایک درم باقی رہا میرے دلمیں خیال گذرا کہ اقل بخشش آپکی پانچ
درم ہے اگر کسی شخصکو عطا فرمائینگے اور پانچ درم دینے کا حکم دینگے میں کہاں سے لاؤں گا اسی خیال میں
تہا کہ سائل آیا شیخ نے ارشاد فرمایا کہ ایک جیتل اسکو دیدو۔ اسکے بعد مناقب حضرت جلال الدین رح
میں یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ وہ جب بداؤں سے لکہنوتی جانے لگے یہ علی بہی آپکے ہمراہ ہوئے۔ آپنے
منع فرمایا اونہوں نے روکر عرض کی کہ میرا سوائے آپکے اور کون ہے اور میں کسکے پاس جاؤں یہ کہکر بہ تعمیل حکم
تہوڑی دور چلے گئے اور پہر واپس آئے۔ آپنے پہر لوٹ جانیکو فرمایا۔ علی نے جوابدیا کہ میرے پیر اور مخدوم آپ
ہیں میرا بغیر آپکے اسجگہ کیا کام ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ شہر بداؤں تمہاری حفاظت میں ہے تمکو یہیں

رہنا ہوگا۔ **اسکے بعد** گفتگو متعبدوں کے حال میں ہوئی کہ طاعت اختیار کرتے ہیں لیکن شغل درونی انکو حیدان نہیں ہوتا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ خلق چار نوع پر منقسم ہے بعضا ایسے ہیں کہ ظاہر انکا آراستہ ہے اور باطن خراب ہوتا ہے اور بعضے ایسے ہیں کہ باطن انکا آراستہ لیکن ظاہر خراب ہوتا ہے اور بعضونکے ظاہر و باطن دونوں خراب ہوتے ہیں اور بعضونکے ظاہر و باطن دونوں آراستہ ہوتے ہیں یہ فرماکر آپنے اس امر کی تشریح فرمائی کہ وہ لوگ جنکے ظاہر آراستہ اور باطن خراب ہے وہ متعبد ہیں زہد و ریاضت کرتے ہیں لیکن مقصود انکا دنیا ہے اور وہ طائفہ جنکا ظاہر خراب اور باطن آراستہ ہے وہ طائفہ مجانین ہے کہ دل انکا حق کے ساتھ مشغول ہے اور ظاہر سر و ساما ہیں اور وہ طائفہ جنکا ظاہر و باطن آراستہ ہے یہ مشائخ طبقات ہیں۔

مجلس پانزدہم روز پنجشنبہ تاریخ ۲۲ ماہ ربیع الاول ۷۱۵ھ کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ راہ حق میں جس لباس سے ممکن ہو آنا چاہیئے کہ عاقبت الامر کام بن ہی جاتا ہے اور یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک درویش کی نگاہ بادشاہ کی لڑکی سے لڑی اور لڑکی نے بھی درویش کو دیکھا دونوں آپس میں ایک دوسرے کے عاشق ہو گئے۔ بادشاہ کی لڑکی نے درویش کو کہلا بھیجا کہ تو مرد فقیر بے سر و سامان ہے میری تیری مناسبت کہاں۔ اسوجہ سے وصل از بس ناممکن۔ الا میں تجھکو ایک ترکیب بتلاتی ہوں کہ تو پہاڑی پر جاکر مصروف بیاد الٰہی ہو اور ریاضت و مجاہدہ اختیار کر کہ آوازہ تیرے کمال کا پھیلے اور خلق اللہ کی تیری خدمتمیں رجوع ہو۔ میں باپ سے اجازت لیکر تیری زیارت کو آونگی اوسوقت ہم تم دونوں اپنی حسرت دید نکال لیں گے۔ درویش یہ پیام سنتے ہی خوش ہوا۔ اور فوراً جنگل چلا گیا اور جیسا لڑکی نے بتلایا تھا کرنے لگا۔ چند روز میں اوسکی بزرگی کا شہرہ ہوا اور خلق زیارت کو جانے لگی۔ بادشاہ کی لڑکی بھی شاہ سے اجازت لیکر درویش کے پاس گئی اور اوسکے حجرہ میں آراستہ و پیراستہ ہوکر داخل ہوئی لیکن درویش نے آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھا کہ ذوق طاعت الٰہی اوسکو حاصل اور محبت حق اوسکے دل پر مستولی ہوگئی تھی ہرچند دختر نے کہا کہ میں دختر بادشاہ ہوں اور تجھے یہ حیلہ میں نے ہی بتلایا تھا میرا وہی حسن و جمال ہے جسپر تو عاشق ہوا تھا۔ الا درویش نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور کہا میں تجھکو جانتا بھی نہیں اور بدستور یاد حق میں مشغول رہا حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر

یہ فرماکر آنکھوں میں آنسو بہر لائے اور فرمایا کہ جسکو لذت محبت الٰہی حاصل ہوئی وہ پہر غیر پر نگاہ نہیں ڈالتا اور دوسری الفت میں گرفتار نہیں رہ سکتا اسکے بعد یہ **حکایت** عبداللہ مبارک کی بیان فرمائی۔ کہ وہ ایام جوانی میں ایک زن جمیلہ کے عاشق تھے ایک شب اوس عورت کے مکان کے نیچے سے گذرے دریچہ کہلا ہوا تہا دیکہکر کہڑے ہوگئے اوس عورت نے سر اپنا دریچہ سے باہر نکالا اور آپکو دیکہکر باتیں کرنے لگی۔ یہ قصہ کلام اسقدر دراز ہوا کہ صبح ہوگئی اور موذن نے اذان نماز صبح دی حضرت عبداللہ مبارک نے اذان سنکر یہ خیال کیا کہ یہ عشا کی اذان ہے اوسیوقت ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے عبداللہ ایک عورت کے عشق میں اول شب سے آخر شب تک بیدار رہا اور یہ بہی نمعلوم کیا کہ صبح ہوگئی کبہی تو خدا کے واسطے بہی ایک رات جاگ۔ حضرت عبداللہ مبارک یہ سنکر متنبہ ہوئے اور اس عشق بازی سے توبہ کی اور بکلی مشغول حق ہوکر مقامات اعلیٰ کو پہونچے۔ اور سبب اونکی توبہ کا یہی تہا۔ **اسی اثنا** میں کہانا سامنے لایا گیا آپنے کہانا شروع کیا۔ اسوقت ایک شخص آیا اور سلام کرکے بیٹہہ گیا آپنے یہ **حکایت** اس موقع کے مناسب بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ شیخ ابوالقاسم نصیر آبادی کہ پیر سلطان ابوسعید ابوالخیر رح کے ہیں مع اپنے مریدوں کے کہانا کہا رہے تہے کہ امام الحرمین تشریف لائے اور سلام کیا شیخ ابوالقاسم اور اونکے یاروں نے کچہہ التفات نکیا اور نہ جواب سلام دیا اونہوں نے کہا کہ میںنے سلام کیا اور آپنے جواب ندیا اسکا سبب بیان فرمایئے شیخ ابوالقاسم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کہانا کہاتا ہو اوسکو سلام نکرنا چاہیئے کہ وہ مصروف بطاعت الٰہی ہے جب وہ کہانے سے فارغ ہو سلام کرنا چاہیئے امام الحرمین نے سوال کیا کہ یہ بات از روے اجتہاد ہے یا از روئے نقل شیخ ابوالقاسم نے فرمایا کہ از روے عقل ہے کہ کہانا برای حصول قوت طاعت کہایا جاتا ہے پس وہ بہی عین طاعت ہے۔ اسصورت میں جواب دینا لازم نہیں ہے مثلاً جو شخص نماز میں مصروف ہو اوسکو سلام نہیں کرتے کہ وہ طاعت میں مصروف ہے اسی طرح کہانا کہاتے ہوئے کو سلام نکرنا چاہیے البتہ یہ کرنا چاہیئے کہ کہ اسوقت وہ آنے والا بیٹہہ جائے اور جب وہ شخص کہانے سے فارغ ہو اور ہاتہ دہو ڈالے یہ آنیوالا کہڑا ہوکر سلام کرے اوسوقت جواب دیا جائے گا۔ **اسوقت** حاضرین میں سے کسینے دریافت کیا

کہ ایک ہندو ہے وہ کلمہ پڑھتا ہے اور رسالت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل ہے لیکن جب اپنی برادری سے ملتا ہے انکار کرتا ہے اور مسلمانوں کو آتے ہوئے دیکھکر چپ ہو جاتا ہے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے فرمایا کہ اس صورتمیں معاملہ اوسکا اللہ تعالی کے ساتھ ہے چاہے تعذیب کرے چاہے بخشدے اور یہ بھی فرمایا کہ بعض ہندو جانتے ہیں کہ اسلام حق ہے لیکن مسلمان نہیں ہوتے۔ اسکے بعد **حکایت** ابوطالب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کی ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ جب وہ رنجور ہوئے آنحضرت اونکے پاس گئے اور ارشاد فرمایا کہ تم خواہ بعد خواہ بزبان وحدانیت حق تعالیٰ کا اقرار کرو۔ کہ بروز حشر تمہاری شفاعت کیواسطے مجھے حجت ہو جائے مگر آپکا یہ ارشاد اونپر کچھہ موثر نہوا اور اوسی حالت کفر میں انکا انتقال ہو گیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اونکے مرنیکی خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو الفاظ عمک الضال مات سے کی یعنی آپکے چچا بحالت گمراہی مر گئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونکو غسل دو کفن میں لپیٹو قبر میں اوپر سے چھپا دو۔ وضع نکرو یعنی ہاتھ سے نہ اتارو

مجلس شانزدہم روز دوشنبہ تاریخ ۹۔ ماہ جمادی الاخری ۷۱۵ھ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو اس طائفہ کے بارہ میں جو خلق خدا سے خراج۔ جزیہ۔ اور لگان لینے میں زیادتی کرتے ہیں ہو رہی تھی آپنے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک گانوں میں ایک درویش آس پاس کے دیہات سے غلہ مانگ کر گذر کرتا تھا وہانکے عامل بھی اوسکو جانتے تھے اور کسی قسم کا جزیہ اوس سے نہ لیتے تھے اتفاقاً شحنہ اوس گاؤں میں آیا اور درویش کو بلا کر کہا کہ تو اطراف کے دیہات کو لوٹ کر کھاتا ہے اور کوئی حق سلطانی ادا نہیں کرتا ہے۔ یا اتنے سال کا معاملہ دے یا کرامت دکھا۔ درویش نے یہ سنکر بہت معذرت کی کہ میں مرد فقیر ہوں درویشانہ گذر کرتا ہوں جو کچھہ مانگ لاتا ہوں وہ میری وجہ معیشت ہے۔ شحنہ نے اوسکا سخن نہ سنا اور کرامت دکھلانے یا لگان دینے کے واسطے تنگ کیا درویش پریشان اور مضطر ہوا اور بعد تامل کے شحنہ سے کہا کہ تم کونسی کرامت دیکھا چاہتے ہو۔ اس گانوں کے پاس ہی دریا تھا کوتوال نے کہا کہ آپ اوس پر ننگے پیر دوسرے کنارے چلے جائیں اور قدوم آپکے تر نہوں درویش یہ سنتے ہی بہر دے آب رواں ہو کر اوس پار چلا گیا۔ اور واپس آنے کے لئے طالب کشتی ہوا وہاں جو مرد تھے کہنے لگے کہ آپکو کشتی کی کیا ضرورت ہے۔ ابھی آپ ننگے پیر پالائے آب تشریف لائے ہیں اسیطرح اب بھی چلے جائیے

آپنے فرمایا کہ ایسا کرنے سے نفس موٹا ہوتا ہے سمجھنے لگیگا کہ میں ہی صاحب کرامت ہوگیا ہوں اسکے بعد گفتگو
کھانا کھلانے اور مہمانداری کی بابت ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے من زار حیًّا ولم
یذق منہ شیئًا فکانما زار میتًا یعنی جس نے ملاقات کی زندہ آدمی سے اور نہ کھائی اوسکے پاس سے
کوئی چیز گویا وہ مردہ سے ملا تھا اسکے بعد آپنے حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت
بیان فرمائی کہ اونکی رسم تھی کہ جب کوئی شخص اونکے پاس آتا وہ اوسے کھانا نہ دیتے تھے کسی نے اون سے سوال
کیا کہ من زار حیا ولم یذق منہ شیئا فکانما زار میتا حدیث شریف ہے ہر آنے والے کو کچھ کھلانا چاہیئے
آپنے ارشاد فرمایا کہ بیشک یہ حدیث صحیح ہے لیکن اہل خلق اس حدیث کے معنی مجھے نہیں جانتے۔ خلق اللہ
دو قسم پر منقسم ہے خاص و عام۔ مجھے عام سے تعلق نہیں۔ اور خواص سے میں اللہ اور اوسکے رسول کی
باتیں کرتا ہوں وہ اوس سے مستفید ہوتے ہیں اور سیر ہو کر چلے جاتے ہیں اسکے بعد حضرت خواجہ
ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے تھے البتہ کچھ کھا کر
واپس جاتے تھے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ بدرالدین غزنوی رح کی رسم تھی کہ آپ بھی ہر آنیوالے
کے سامنے کھانا رکھتے تھے اور اگر کھانا موجود نہوتا خادموں کو پانی ہی سامنے لانیکے واسطے فرماتے تھے
اسکے بعد پھر ذکر حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہوا کہ ایک شخص عبداللہ نام
آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے
سماع سنا ہے۔ شیخ بہاؤالدین نے فرمایا کہ ہم کو بھی بہ تبعیت اپنے مرشد کے سماع سننا چاہیئے الغرض
عبداللہ کو آپنے رہنے کے واسطے کہا اور بوقت شب ہمراہ ایک خادم کے ایک حجرہ میں بھیجا جہاں ہمارے
ان دو کے اور تیسرا نہ تھا بعد عشا آپ خود تشریف لیگئے اور اپنے اوراد معمولہ بمقدار آدہے سیپارے کے
پڑہے اور حجرہ کی زنجیر لگا کر عبداللہ سے ارشاد فرمایا کہ تم کوئی شے گاؤ عبداللہ فرماتے تھے کہ میں نے راگ شروع
کیا شیخ کو جنبش ہوئی اوٹھکر چراغ گل کر دیا کہ حجرہ تاریک ہوگیا۔ اور آپ اوسیطرح وجد فرماتے
تھے لیکن بوجہ تاریکی مجھے دکھلائی نہ دیتے تھے۔ صرف اسقدر معلوم ہوتا تھا کہ تواجد فرما رہے ہیں
اور نہ یہ معلوم ہوا کہ آپکا وجد ضرب تھا یا بے ضرب۔ الغرض بعد اختتام سماع آپنے دروازہ کھولا

اور ہم سب اپنے اپنے مقام کو گئے اس شب مجھکو مطلق کہانا نہ کہلایا۔ بلکہ پانی بہی نہ دیا۔ صبح کے وقت
ایک خادم تہوڑا کپڑا اور بیس ٹنکہ لایا مجہے دیئے اور کہا کہ شیخ نے تم کو عطا فرمایا ہے۔ یہ حکایت تمام فرما کر
حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ عبداللہ حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں ہی حاضر ہوئے تہے اور
وہیں یہ حکایت میں نے اونکی زبانی سنی تہی **اسکے بعد** آپنے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ یہی عبداللہ
پاک پٹن سے ملتان جانا چاہتے تہے اون دنوں راستہ میں ڈاکوؤں کا زور تہا انہوں نے حضرت شیخ الاسلام
رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی عزمیت ملتان بیان کی اور سلامتی سے ملتان پہونچنے کے واسطے
استمداد دعا چاہی۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہاں سے فلاں موضع تک میرا تعلق ہے اور اوسکے آگے
تعلق شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ میری حد تک انشاء اللہ تعالی تم بخیر و عافیت
پہونچ جاؤگے عبداللہ یہ سنکر روانہ ہوئے اور جہانتک تعلق حضرت شیخ الاسلام تہا مطلق خطرہ اون کو نہوا
حوض پہ پہونچکر اونکو کلام حضرت شیخ الاسلام کا یاد آیا۔ وضو کرکے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی اور
جانب ملتان موںہہ کرکے کہا کہ یہانتک عملداری شیخ الاسلام فریدالدین رہ کی تہی میں آپکا لطف ہمراہ
ہونیسے بخیریت تمام آ پہونچا۔ ای شیخ بہاؤالدین آگے تمہارا علاقہ ہے تم بہی مجہے بخیر و عافیت ملتان
پہونچاؤ۔ القصہ عبداللہ مع الخیر ملتان پہونچے۔ اور خدمت بہاؤالدین زکریا ملتانی میں پہنا ہوا جامہ
پشمین اوڑہے ہوئے گئے آپ دیکہتے ہی خفا ہوئے اور ارشاد فرمایا یہ کیا شیطان کی پوشش پہنے ہوئے ہو۔ اور
اسیطرح بہت کلمات سخت و درشت کہے میں نے عرض کیا کہ بعض بنی آدم کے پاس بہت کچہہ زر و مال ہے
میں انپر اعتراض نہیں کرتا۔ اور میرے پاس صرف ایک جامہ پشمین ہونے سے آپ اسقدر خفا ہوتے ہیں شیخ
بہاؤالدین زکریا ملتانی نے جب مجہے جواب دیتے ہوئے سنا۔ مجہہ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ تم میرے
سامنے کیا باتیں کرتے ہو حوض کی التجا یاد کرو میں نے تمہارے حق میں مطلق تقصیر نہیں کی اور معرض خطر
سے نگاہ رکہکر ملتان پہونچایا ہے۔

مجلس ہفت دہم روز چہارشنبہ تاریخ ۱۶ ماہ جمادی الآخر سنہ ۷۰۸ھ کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو
دربارۂ خشم و شہوت ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ جسطرح شہوت بغیر محل حرام ہے اسیطرح غصہ بہی

بغیر محل حرام ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ دو شخص ہوں ایک دوسرے پر غصہ کرتا ہو اور وہ دوسرا صبر کرے ثواب تحمل کرنیوالیکو حاصل ہوگا نہ غصہ کرنیوالے کو۔ اسکے بعد گفتگو دربارہ نصیحت ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ جب کسی دوسرے شخصکو نصیحت کرو لازم ہے کہ تنہائی میں کرو علانیہ نصیحت کرنا اوسکو ملامت کرنا ہے نصیحت ہمیشہ تنہائی میں کرنی چاہیئے۔ اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ قاضی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ یاروں کو سبق حدیث کا پڑہا رہے تھے اور جو معانی آپ بیان فرماتے تھے شاگرد اوسکو لکھتے جاتے تھے ہنگام تدریس آپ کے سر مبارک پر کلاہ سیاہ رنگ کی تھی سفید نہتی یہ ٹوپی لاطیہ تھی ناشرہ نہتی لاطیہ ٹوپی سر سے چپکی رہنے والی کو کہتے ہیں اور ناشرہ اوس ٹوپی کا نام ہے جو سر سے کسیقدر بلند ہو۔ الغرض اوسوقت ایک شخص آیا اور آپ سے مستفسر ہوا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ٹوپی اوڑہی ہے آپنے جواب دیا ہاں اوڑہی ہے پہر اون سے دریافت کیا کہ رسول مقبولؐ نے سیاہ ٹوپی اوڑہی تھی یا سفید آپ نے جواب دیا کہ سفید اوڑہی تھی یہ سنکر فقیر نے سوال کیا کہ وہ ٹوپی لاطیہ ہوتی تھی یا ناشرہ۔ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ لاطیہ ہوتی تھی یہ سنکر وہ درویش کہنے لگا کہ ٹوپی اوڑہنے میں تم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سنتوں کے خلاف عمل کیا ہے کہ کلاہ ناشرہ اور سیاہ رنگ کی اوڑہی ہے اور حدیث بیان کرتے ہو اور شاگردوں سے املا کراتے ہو یہ واقعہ تمہاری ذات سے بعید ہے قاضی امام ابو یوسف یہ سنکر متفکر ہوئے اور تہوڑی دیر بعد سائل سے کہا کہ تیرا یہ نصیحت کرنا دو حال سے خالی نہیں ہے یا برائے حق ہے یا میری تکلیف دہی کے واسطے ہے۔ اگر برائے حق کہا ہے علانیہ کہا ہے اسکا تجھے مطلق ثواب نملیگا۔ اور اگر میری تکلیف دہی کے واسطے کہا ہے الویل علیک۔

مجلس ہفدہم بروز چہار شنبہ تاریخ ۱۰ ماہ رجب ۷۰۸ ہجری دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو توبہ کے بارہ میں ہورہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ توبہ تین قسم پر ہے۔ ماضی مستقبل و حال۔ توبہ حال یہ ہے کہ اوسکا زنا کرد نی سے جو کیا ہے شرمندہ ہو اوس گناہ سے پشیمان ہو اور توبہ ماضی یہ ہے کہ دشمنوں اور حقداروں کو خوش کرے۔ اگر کسی شخص سے دس روپیہ لیئے ہیں اوسکے روپے دیدے۔ زبانی توبہ کرنے سے کچھہ فائدہ نہوگا۔ اگر کسی شخصکو برا کہا ہے لازم ہے کہ بعد توبہ اوسکے پاس جائے معافی مانگے

اور اوسکو خوش کرے اگر وہ شخص جسکو بُرا کہا تھا اس عالم فانی سے کوچ کر گیا ہو او سکو اسقدر اچھا کہے جس قدر بُرا کہا تھا اور ہمیشہ بہ نیکوئی یاد کرے۔ اور اگر کسی شخصکو جان سے مار ڈالا ہو اور اوسکے وارث بھی نہوں بعد توبہ اوسکے والد غلام آزاد کرے کیونکہ تائب یا اور کوئی شخص مردہ کو زندہ کرنیکی مقدرت نہیں رکھتا لیکن غلام کا آزاد کرنا بھی مردہ کا جلانا ہے اور اگر کسی شخصکی منکوحہ بیوی سے زنا کیا ہو لازم ہے کہ اوس شخصکے پاس جائے جسکی منکوحہ یا مملوکہ سے زنا کیا تھا اور عذر تقصیرات کرے اور اللہ تعالی سے مغفرت و معافی گناہ کی دعا مانگے اور اگر تائب شراب پیتا تھا او سکو چاہیے کہ توبہ کے بعد خلق اللہ کو شربت ہائے لطیف اور ٹھنڈا پانی پلاتے۔ الغرض بعد توبہ ہر معصیت کی تکفیر اوسکی مناسبت سے کرے۔ یہ بیان توبہ ماضی کا تھا۔ قسم سوم توبہ مستقبل یہ ہے کہ اپنے دلمیں مستحکم ارادہ کرلے کہ آئندہ کبھی گرد اوس معصیت کے نہ پہٹکونگا۔ اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ جسوقت میں حضرت شیخ الاسلام فریدالدین گنج شکر اجودھنی رحمۃ اللہ کا مرید ہوا اور آپکے دست حق پرست پر انابت لایا آپ اکثر فرماتے تھے کہ دشمنوں اور حق داروں کو خوش کرنا چاہیئے اور ہر مجلس میں استرضائی صاحب حقاں میں بہت غلو فرماتے تھے۔ مجھے یاد آیا کہ یہ سب میری تعلیم کے لیئے ارشاد ہے کہ مجھے ایک بزاز کے بیس جیتل اور ایک شخصکی کتاب جو عاریتاً لی تھی دینی ہے۔ مخدوم مکاشف عالم اسرار نہیں اوسوقت میں نے ارادہ مستحکم کیا کہ آپکے دہلی میں ان ہر دو امور کا بھی فیصلہ کرونگا۔ قصہ مختصر جب اجودھن سے دہلی آیا اوس بزاز کا فکر کیا لیکن اتنا روپیہ میسر نہ آتا تھا جو اوسکا قرض ادا کیا جائے کبھی پانچ۔ کبھی چار جیتل ملتے تھے۔ ایک مرتبہ دس جیتل میسر ہوئے۔ میں اونکو لیکر اوس بزاز کے مکان پر جس سے کپڑا لیا تھا گیا۔ آواز دی وہ آواز سنکر باہر آیا میں نے کہا کہ آپکے بیس جیتل میرے ذمہ واجب الادا ہیں یکمشت بوجہ تنگی معاش نہیں دے سکتا ہوں۔ یہ دس جیتل موجود ہیں لیجے انشاء اللہ تعالی بقیہ دس جیتل بھی عنقریب پہونچ جائینگے اوس بزاز نے یہ سنتے ہی بے ساختہ کہا کہ تم اجودھن سے آتے ہو شیخ کی صحبت میں آئے ہو وہاں کا یہی اثر ہے یہ کہکر دس جیتل مجھسے لے لیئے اور باقی معاف کر دیئے اسکے بعد میں اوس شخصکے پاس جس سے کتاب عاریتاً لایا تھا اور وہ گم ہو گئی تھی گیا اور اوس سے کہا کہ اے خواجہ میں نے فلاں کتاب تم سے مستعار لی تھی وہ میرے پاس سے کھوئی گئی اب میں اوس نسخہ کی تلاش میں ہوں بعد دستیابی

انشاءاللہ تعالی اوسکی نقل کراکے آپکو دونگا۔ یہ سنتے ہی اوس شخص نے یہی کہا کہ جس جگہ سے تم آئے ہو وہاں کا یہی ثمرہ
ہے یہ کہکر وہ کتاب بخشدی **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ گناہ کرتے وقت گناہ کرنیوالے کا مونہہ بجانب
معصیت کیطرف ہوتا ہے اب لازم ہے کہ ہمیشہ مونہہ اللہ تعالی کی جانب کیے رہے آوسیوقت حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد
فرمایا کہ صدق دل سے تائب کو ذوق عبادت حاصل ہوتا ہے اور یہی نشانی صدق توبہ کی ہے لیکن توبہ شکن کو ذوق
طاعت حاصل نہیں ہوتا کہ وہ معصیت کی جانب پہر الٹا پہر جاتا ہے **اسکے بعد** گفتگو نفقہ کرنیکے بارہ میں ہوئی
آپ نے ارشاد فرمایا کہ امیرالمومنین وامام الاشجعین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ اپنے رفیقوں میں
ایک روپیہ خرچ کرنا دس روپیہ خیرات کرنیسے افضل ہے۔ اور دس روپیہ کا خرچ کرنا فقیروں کو سو روپیہ دینے سے
زیادہ افضل ہے اور اپنے دوستوں میں دو سو روپیہ خرچ کرنے سے ایک بردہ کے آزاد کرنیکا ثواب ملتا ہے واللہ اعلم بالصواب

مجلس نوزدہم روز چہار شنبہ تاریخ ۲۷ ماہ شعبان ۷۱۵ھ ہجری کو سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو معاملہ
خلق کے بارے میں ہو رہی تہی کہ نیک اور بد کون کون ہیں آپنے ارشاد فرمایا کہ ہمارے عہد میں کسی شخص کی نسبت
کہا جاوے کہ وہ بد نہیں ہے بس اسیقدر وہ نیک ہی ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ اوس شخصکو جو کسی عیب کا
متلاشی نہو اور کسی کو برا نکہے اوسکو نیک کہنا چاہیئے بد نہ کہنا چاہیئے۔ اسیوقت یہ دو مصرعہ زبان مبارک
سے ارشاد فرمائے **بیت** گر با عیبی عیب نجوئی نیکی ٭ در بد باشی و بد نگوئی نیکی ٭ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ
ایک شخص بد ہو اور وہ خلق خدا کو برا کہے اوسکی بدی کا کیا ٹہکانہ ہے **یہہ فرماکر** مجھہ سے مخاطب ہوکر ارشاد
فرمایا کہ لشکر میں رہتے ہو میں نے ایجاب کیا۔ آپنے فرمایا کہ شہر میں اب راحت نہیں رہی اور پہلے بھی کچھہ آرام
نہ تہا اور اوسیوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ قبل ازیں میرے دل میں تہا کہ شہر سے چلا جاؤں اونہی
ایام میں ایکروز حوض قتلغخان پر بیٹہا ہوا نکات علم قرارت یاد کر رہا تہا۔ مجہے ایک درویش کا چہرہ
دکہائی دیا۔ میں اوسکے پاس گیا اور سلام کے بعد دریافت کیا کہ آپ اسی شہر کے رہنے والے ہیں انہوں نے فرمایا
ہاں میں یہیں کا رہنے والا ہوں میں نے دوبارہ پوچہا کہ آپ اپنی مرضی سے اسجگہ رہتے ہیں اوسنے کہا نہیں اور
یہ حکایت بیان کی کہ ایکمرتبہ میں اس خندق پر جو دروازہ کمال کے باہر ہے ایک مرد عزیز سے ملاقی ہوا انہوں
نے مجہہ سے کہا کہ اگر تم کو سلامتی ایمان مطلوب ہے اس بستی سے چلے جاؤ میں نے اوسیوقت اس شہر سے

چلے جانے کی نیت کی لیکن کئی موانعات پیش آئے اس معاملہ کو چھپیس برس ہو گئے کہ عزیمت مصمم ہے مگر جانا نہیں ہوتا ہے یہ فرما کر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ بات اوس درویش کی زبان سے سنکر میں نے بھی ارادہ کیا کہ اس شہر سے چلا جاؤں کبھی دل چاہتا تھا کہ پٹیالی جاؤں اون ایام میں ترک (مراد امیر خسرو سے ہے) وہیں تھا اور کبھی خیال آتا تھا کہ موضع بستالہ میں جا رہوں الغرض میں بستالہ کو گیا اور تین روز وہاں ایک دوست کے گھر مقیم رہا۔ کیونکہ سکونت کے لیئے مکان بکرایہ خواہ بطریق رہن و بیع نملا تھا۔ بعد تین روز کے وہاں سے لوٹ آیا لیکن دلکو بدستور دہلی سے چلے جانیکا خیال تھا۔ اسی پریشان خاطری میں حوض رانی کو گیا رانی کے حوض کے پاس ایک باغ حسرت نامی تھا میں نے وہاں جاکر اللہ تعالی سے مناجات کی کہ الٰہی میرا دل اس شہر سے جانے کے واسطے چاہتا ہے اور میں باختیار خود کہیں نہیں جاسکتا ہوں جہاں تیری مرضی ہو مجھے جانیکے واسطے حکم فرما اسیوقت آواز غیاث پور کی آئی میں نے کبھی غیاث پور کا نام نہ سنا تھا دیکھنا درکنار اور نہ میں یہ جانتا تھا کہ غیاث پور کدہر ہے۔ خیر میں یہ آواز سنکر ایکدوست کے گھر گیا جسکو نقیب نیشاپوری کہتے تھے اندر سے آواز آئی کہ وہ غیاث پور گئے ہیں۔ میں یہ سنتے ہی خوش ہوا کہ بارے غیاث پور کا نشان تو ملا الغرض اوسروز سے غیاث پور میں ہوں۔ جسوقت میں یہاں آیا تھا ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جب نوبت سلطنت دہلی کیقباد کو پہنچی اوسنے کیلوکہری آباد کی پھر غیاث پور میں بھی خلق کا انبوہ ہوا امرا و ملوک کیلوکہری میں ساکن ہو گئے میرے پاس بھی آنے لگے میرا دل غیاث پور میں رہنے سے تنگ ہونیلگا اور اپنے دلمیں یہاں سے بھی چلے جانیکا عزم کیا۔ اسی اندیشہ میں تھا کہ میرے اُستاد کا انتقال ہو گیا میں نے پکا عزم کیا کہ اونکی فاتحہ سوم کے بعد چلا جاؤنگا اوسیروز بعد نماز عصر ایک جوان صاحب حسن و جمال لیکن بغایت نحیف و ضعیف الجثہ میرے پاس آیا واللہ علم وہ مردان غیب میں سے تھا یا کوئی اور تھا اور آتے ہی انہوں نے اول یہ شعر پڑھا بیت

آنروز کہ مہ شدی نمیدانستی ٭ کانگشت نمائے عالمے خواہی شد ٭ امروز کہ زلفت دل خلقے بر بود ٭ درگوشہ نشستنت نمیدارد سود ٭ یہ فرما کر خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے اونکے اس کلام کو کسی جگہہ بھی لکھ لیا ہے القصہ بعد پڑھنے ان اشعار کے یہ بات کہی کہ مرد کو لازم ہے کہ اول مشہو نہو اور جب مشہور ہو گیا مستور ہونیکی کوشش نکرے ورنہ کل بروز حشر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

سے ہندہ ہونا ہوگا اور اُسیوقت یہ بھی کہا کہ یہ کس قدر پست حوصلگی ہے کہ خلق سے گوشہ پکڑ کر حق سے مشغول ہوں
عالی ہمتی چاہیئے کہ خلق میں ہی رہیں اور خدا سے بھی مشغول ہوں بعد اتمام اس کلام کے خواجہ ذکر اللہ بالخیر
نے فرمایا کہ میں نے اونکے سامنے کہانا رکہا مگر اونہوں نے نہ کہایا میں نے اوسیوقت ارادہ کیا کہ میں اب کہیں
نہیں جاؤنگا یہیں رہونگا۔ میرے اس نیت کے ہوتے ہی اونہوں نے کہانے میں ہاتہ ڈالا تہوڑا سا کہانا
کہایا اور چلے گئے اوسدن سے تین دنتک پہر اونکو نہ دیکہا

مجلس بستم روز دوشنبہ تاریخ دسویں ماہ رمضان المبارک ۷۱۵ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی
گفتگو فضیلت سورۂ اخلاص کے بارہ میں ہو رہی تہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ سورۂ اخلاص قرآن شریف کا تیسرا حصہ ہے اور ختم قرآن شریف کے بعد تین مرتبہ
سورۂ اخلاص پڑہنے میں یہ حکمت ہے کہ اگر تلاوت قرآن شریف میں کسی جگہ سقم ہو گیا ہو تین مرتبہ
سورۂ اخلاص پڑہنے سے وہ نقصان رفع ہو جاتا ہے۔ **اسکے بعد** گفتگو اس امر میں ہوئی کہ قرآن
شریف ختم کرتے ہی سورۂ الحمد اور چند آیت سورۂ بقر پڑہنے کا کیا سبب ہے آپنے فرمایا کہ آنحضرت صلعم سے
دریافت کیا گیا من خیر الناس یعنی بہترین انسان کون شخص ہے آپنے ارشاد فرمایا الحال المرتحل
حال منزل میں آنے والے اور مرتحل روانہ ہونیوالیکو کہتے ہیں یہ اشارہ اس امر کا ہے کہ قرآن شریف
ختم کرنے والا منزل کو پہونچنے والا ہے اور جب پہر شروع کرتا ہے رواں ہوتا ہے پس بہترین مردمان وہ
شخص ہے جو قرآن شریف ختم کرتے ہی شروع کرے۔ صفت الحال المرتحل اوسکے لائق ہے **اسکے بعد**
گفتگو اسبارہ میں ہوئی کہ بعض اشخاص نماز جنازہ بصورت عدم موجودگی جنازہ یعنی غائبانہ پڑہتے ہیں
یہ درست ہے یا نہیں آپنے ارشاد فرمایا کہ درست ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ
یمن کی نماز جنازہ غائبانہ پڑہی تہی اور امام شافعی کے نزدیک بہی روا ہے اور میت کے کسی عضو کی
بہی نماز ہو سکتی ہے مگر وہ نماز جنازہ ہے اور اُسیوقت یہ حکایت دربارہ شیخ جلال الدین تبریزی بیان
فرمائی کہ آپکی شیخ الاسلام دہلی شیخ نجم الدین صغریٰ سے ناچاقی ہو گئی تہی شیخ الاسلام نے جالی شہر کو
ایسا برانگیختہ کیا کہ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی چہوڑنا پڑا اور بداؤں چلے گئے

الغرض ایکروز بدایوں میں سوتھ کے کنارے بیٹھے تھے آہستہ آہستہ کہڑے ہوئے وضو کیا اور حاضران مجلس سے فرمایا کہ آؤ شیخ الاسلام دہلی کے جنازے کی نماز پڑہیں اسوقت اونکا انتقال ہوا ہے بعد ادائی نماز فرمایا کہ شیخ نجم الدین صغری نے مجھے دہلی سے نکالا تہا میرے مرشد نے اوسے اس جہان سے نکالدیا **اسکے بعد** گفتگو متحیران بحر شہود کے بارہ میں ہوئی کہ حق تعالی کے ساتہ اسقدر مشغول ہیں کہ اونکو کسی امر کی مطلق خبر نہیں - حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا کہ میں نے ایک جگہ سات آٹھ متحیر دیکھے تھے اونکی آنکھیں کہلی ہوئیں بجانب آسمان نگراں تہیں شب و روز عالم تحیر میں کہڑے ہوئے تھے لیکن وقت نماز اونکو ہوش آ جاتا تہا نماز ادا فرماتے اور پہر عالم تحیر میں چلے جاتے یہ سنکر خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ بیشک انبیا معصوم اور اولیا محفوظ ہیں - اگرچہ شب و روز متحیر رہتے ہیں الا وقت نماز اونکو ہوش آ جاتا ہے نماز اون سے فوت نہیں ہوتی اسی امر کے متضمن یہ **حکایت** حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی کہ اونکو بھی وقت نقل چار روز تحیر رہا تہا اور اسکا قصہ اسطرح ہے کہ خانقاہ شیخ علی سنجری میں سماع ہوا تہا آپ وہاں تشریف لیگئے تھے قوالوں نے یہ غزل ؎ منزل عشقت مکانی دیگر است ؛ مرد ایں رہ را نشان دیگر است شروع کی جب اس شعر پر پہونچے ؎ کشتگان خنجر تسلیم را ؛ ہر زماں از غیب جانی دیگر است ؛ آپکو رقت ہوئی وہاں سے جب مکان کو تشریف لائے متحیر و بیہوش تھے اور اوسی بیت کے گانے کے واسطے فرماتے تھے قوال آپکے ساتہ ساتہ آئے تھے وہ یہی بیت گاتے تھے تحیر آپکا ہر لحظہ افزوں ہوتا جاتا تہا لیکن وقت نماز ہوش میں آتے تھے اور بعد ادائے صلوۃ پہر مدہوش ہو جاتے تھے چار شبانہ روز اسی حالت میں رہے پانچویں شب انتقال فرمایا شیخ بدرالدین غزنوی فرماتے تھے کہ میں اسوقت آپکی خدمت میں حاضر تہا - جب آپکے انتقال کا وقت آیا متصل ہوا مجھے غنودگی آگئی تہی اوسی حالت میں خواب دیکھا کہ شیخ قطب الدین اپنے مقام سے آسمان کو جا رہے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ اے بدرالدین دیکھنا اولیاء اللہ کو موت نہیں ہوتی وہ اسطرح ایک مقام سے دوسرے مقام کو چلے جاتے ہیں یہ خواب دیکھتے ہی میری آنکھ کہل گئی اور کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے - رضی اللہ عنہ

مجلس بست و نہم روز دوشنبہ تاریخ ۱۵ ماہ شوال ۷۱۵ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو رغبت خلق بخدمت مشائخ کے بارہ میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے پیشتر میں شہر میں تھا جمعہ کے روز بعد ادائی جمعہ جب مکان سے باہر نکلتا راستہ میں خلق میری مزاحم ہوتی۔ اور اسیطرح مسجد سے واپسی کے بعد سخت دقت پیش آتی ایک روز مسجد سے نکلکر آدمیوں سے چھپتا ہوا۔ ایک کوچہ کی راہ سے اپنے مسکن کو آتا تھا گلی میں ایک شخص مجھے ملا بعد بغلگیر ہونیکے کہنے لگا کہ آپ لوگونکی عقیدت سے تنگ آنے ہیں میں نے اس امر کو قبول کیا۔ یہ سنکر وہ شخص کہنے لگا کہ میرا خسر شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز کا مرید تھا جسوقت شیخ الاسلام دہلی میں رہتے تھے اور نماز جمعہ کے واسطے جاتے تھے۔ اُنکے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا تھا اگرچہ شیخ الاسلام وقت سے بہت پیشتر جاتے تھے لیکن پھر بھی راستہ میں لوگ اس کثرت سے اظہار عبودیت کرتے کہ آپ تنگ ہو جاتے ایک روز میرے خسر نے آپ سے معانقہ کیا آثار تنگی آپکے چہرہ سے ہویدا دیکھکر کہا کہ یہ نعمت خدا ہے اس سے تنگ نہونا چاہیے۔ اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ بوقت عزیمت سلطان ناصر الدین بجانب ملتان و اُوچ اجودھن راستہ میں آئی حضرت شیخ شیوخ العالم اُن دنوں اجودھن چلے آئے تھے۔ جملہ لشکر نے آپکی زیارت کرنی چاہی۔ شیخ اس انبوہ کثیر سے حیران ہو گئے اور اپنے مریدوں سے ارشاد فرمایا کہ میرے گرد حلقہ کرلو چنانچہ حلقہ قوی کیا گیا اسوقت ایک فراش سلطانی آیا اور حلقہ کو چیرتا ہوا آپکے قدموں میں جا پڑا اور پیر چوم لیئے۔ شیخ الاسلام کو اوسکی یہ حرکت بغایت دشوار معلوم ہوئی و سنے آپکا چہرہ متغیر دیکھکر کہا کہ اے فریدالدین کیوں تنگ ہوتے ہو اللہ تعالی کی نعمت کا شکر کرو کہ ہمکو اس لائق کیا ہے اوسکی زبان سے یہ سنتے ہی آپ نے ایک چیخ ماری رونے لگے اور اوس فراش سے بہت معذرت کی۔ اسکے بعد آپ ایک اونچی جگہ کھڑے ہو گئے کہ خلق کو باہم آنیمیں دقت نہ پڑے دور سے سلام کرلیں اور آستین مبارک ہاتھ سے نکالکر نیچے لٹکا دی تھی۔ اہل لشکر جوق جوق آتے تھے سلام کر کے آستین مبارک کو بوسہ دیتے اور چلے جاتے آخر الامر صبح سے وقت نماز مغرب آگیا اور پیراہن آپکا پارہ پارہ ہو گیا لیکن انبوہ خلائق کم نہوا **اسکے بعد** گفتگو اسبارہ میں ہوئی کہ خلق کے ساتھ نرم دل رہنا اور خلق کے ساتھ خلق سے پیش آنا چاہیئے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے شان میں لفظ اسف فرمایا ہے اور اسف کے معانی سریع البکا ہیں اور
اوسی وقت خلق خوش و تواضع کے بارہ میں یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ عمرو عاص ایام جاہلیت میں
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حال معلوم کر کے بدرگاہ
جناب باری التجا کی کہ الٰہی میں شاعر نہیں ہوں جو بذریعہ اشعار اوسکی ہجو کروں تو میری طرف سے
اسکا بدلہ دے۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عمرو بن عاص کو جزائے ہجو بالفاظ مکاری
حیلہ گری دی کہ وہ عوام میں مکار و حیلہ گر مشہور ہو گئے اگرچہ بعدہ ایمان لے آئے الا یہ واقعہ اونکے
لیئے قیامت تک یادگار رہگیا۔ اللہم ارزقنا حسن الخلق ولسان الصدق۔ آمین۔

مجلس بست و دوم روز دوشنبہ تاریخ ۲۷ ماہ ذی قعدہ ۷۱۵ھ کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی
اُسروز ایک شخص کسی امیر کا معذرت نامہ لیکر آیا تھا سبب اسکا یہ تھا کہ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے کسی شخص کی
سفارش کی تھی اور اوسنے تعمیل ارشاد عالی میں توقف روا رکھا تھا الغرض آنیوالے شخص نے عریضہ پیش
کیا اور زبانی معذرت کی آپ نے ازراہ کرم معاف فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگرچہ مجھکو تنگی پیدا ہوئی
تھی اور معاملہ بھی اسی لائق تھا لیکن میں معاف کرتا ہوں۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ جب کوئی
شخص کسیکا مرید ہوتا ہے اور ارادت لاتا ہے اسکو تحکیم کہتے ہیں یعنے پیر کو اپنا حاکم قرار دیتا ہے
پس اگر پیر کچھ حکم دے اور مرید اوسے نہ بجا لائے یہ تحکیم نہوگی اسوقت میں نے عرض کیا کہ اگر پیر اپنے
مرید کی خطا معاف فرمادے لیکن حضرت عزت اس امر کو روا نہ رکھیگا اور کیونکر معاف فرمائیگا کہ
خلاف احکام فعل کیا ہے اور سخت بے ادبی کی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ عفو پیر ہمیشہ باذن حق
ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بھی معاف فرما دیتا ہے یہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ مرید کو پیر کا ہر ایک حکم بجا لانا چاہیے
اسکے بعد تذکرہ اس امر کا ہوا کہ اگر پیر کوئی امر نامشروع مرید کو ارشاد کرے وہ بھی بجا لانا چاہیے
یا نہیں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اول فرائض شیخی میں یہ امر ہے کہ پیر واقف جملہ علوم شریعت و احکام
طریقت و حقیقت ہو۔ جبکہ وہ خود عالم ہوگا کسیطرح کا نامشروع حکم نہ دیگا یا حکم مسئلہ مختلف
فیہ کا ہوگا یعنے جو ارشاد نزدیک بعضے ائمہ مجتہدین جائز ہوگا اور بعضوں کے نزدیک ناجائز ہوگا

ایسے مسئلہ میں جو فرمان مرشد ہوا وسکو بجا لانا چاہیئے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی شخص سے کوئی بات کہے یا سفارش کرے اور وہ شخص اوسکو قبول نکرے یا اوسکے بجا لانے میں لسا ہلی کرے اس امر کو وقت کے نہونے یا اوس شخص کے نہ سمجھنے پر حمل کرنا چاہیئے اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ اجودہن میں ایک عامل تھا جسے والی اجودہن بہت تکلیف دیتا تھا اس عامل نے حضرت خواجہ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کیا اور سفارش چاہی آپنے کسی شخص کی معرفت والی اجودہن سے عامل کی سفارش کی لیکن والی نے مطلق خیال نہ کیا عامل نے دوبارہ حاضر ہو کر التماس کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے سفارش کی تھی شاید موقع نہو یا کسی دوسرے شخص کی اس سے پہلے سفارش ہو چکی ہو اور تم کو اوسکا حال معلوم ہوا ہو اوسی روز والی اجودہن آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور عذر تقصیر ولسا ہلی بہت کیا آپنے معاف فرمایا اور والی نے عامل کو آرام و نفع پہونچانیکا وعدہ کر کے چلا گیا۔ اسکے بعد عفو جرائم کے بارے میں یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ شیخ الاسلام فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کا نواسا محمد نام عرف ممن کسی گاؤں میں رہتا تھا چند آدمیوں نے خدمت حضرت شیخ الاسلام میں حاضر ہو کر بیان کیا کہ ممن مذکور نے شراب پینا شروع کیا ہے القصہ جسوقت ممن آپکی زیارت کو آئے حضرت شیخ الاسلام نے اون سے دریافت کیا کہ میں نے سنا ہے تم شراب پیتے ہو وہ سنتے ہی چونک اوٹھے اور کہنے لگے حاشا و کلا میں اس تہمت سے بالکل بری ہوں کسینے آپکی جناب میں یہ غلط بیان کیا ہے شیخ الاسلام یہ سنکر خوش ہوئے اور فرمانے لگے۔ کہ شاید مجھ سے غلط کہا ہوگا۔ الغرض آپ ممن سے بہت خوش ہو کر ملے اور دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اسکے بعد فرمان برداری احکام پیر کے بارہ میں یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ خانقاہ حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ میں ایک بڑھیا ہر روز صبح بلا ناغہ جھاڑو دیتی تھی آپنے اوسکی یہ خدمت دیکھکر پوچھا کہ تیرا کیا مقصود ہے جو تجھکو دیا جائے۔ بڑھیا نے کہا مجھے ایک آرزو ہے جب وقت آئیگا عرض کرونگی القصہ وہ ہمیشہ خدمت خانقاہ کیا کرتی تھی۔ ایک روز ایک نوجوان بغایت حسین آپکی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا بڑھیا جوان کو دیکھتے ہی عاشق ہوئی اور آپکی خدمت میں حاضر ہو

عرض کیا کہ آپنے میری مراد پوری کی فرمانے کا وعدہ کیا ہے اس جوان کو حکم دیجے کہ مجھ سے نکاح کرلے شیخ متامل ہوئے اور سوچا کہ یہ بڑھیا نہایت بدصورت کریہ المنظر ہے اور وہ نوجوان صاحب جمال ہے یہ پیوند درست نہیں۔ آپ تین شبانہ روز اس فکر میں رہے بڑھیا اسیطرح اصرار کرتی تھی قصہ مختصر آپنے بعد تین روز کے جوان کو بلایا اور ارشاد کیا کہ اس بڑھیا سے نکاح کرلو اوسنے آپکا حکم سنتے ہی قبول کیا بڑھیا نے عرض کی کہ میری تمنا ہے کہ جسطرح نوجوان باکرہ لڑکیوں کا بیاہ ہوتا ہے اسیطرح میرا بھی کیا جائے۔ یہ جوان جلوہ بھی کرے اور مجھے زمین سے اوٹھا کر خود ڈولی میں بٹھائے اور آپ مجھکو جہیز بھی دیں شیخ نے سب باتیں قبول کیں اور رسم سے دوگنا جہیز دیا جوان نے خود اوٹھا کر ڈولی میں بٹھایا اوسوقت بڑھیا نے عرض کی کہ آپ اس سے فرمادیجے کہ جسطرح اسنے مجھے زمین سے اٹھا کر ڈولی میں بٹھایا ہے اُسیطرح چارپائی سے خاک میں ڈالے یعنے مجھے دغا نہ دے اور بعد مردن قبر میں رکھے آپنے اوس جوان سے ارشاد فرمایا اوسنے برغبت تمام آپکے جملہ ارشاد قبول کیے یہ فرماکر آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ حکایت دربارہ بجا آوری فرمان پیر تھی مریدوں کو اس جوان کا سا تابع فرمان پیر رہنا چاہیئے۔ اسکے بعد **حکایت** شیخ الاسلام فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کی حالات وکمالات کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ میں تقریبًا بارہ برس کا ہونگا کتب لغت پڑھتا تھا اون ایام میں ایک شخص جسکا نام ابوبکر قوال تھا میری اُستاد کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے سفر کا حال بیان کرنے لگا کہ میں ملتان سے آیا ہوں اور شیخ بہاؤالدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں راگ گایا تھا اور دو قول گائے تھے ؎ قد لسعت حیۃ الھوی کبدی ✤ فلا طبیب لہا ولا راقی ✤ اور دو مصرعے شاید یہ بھی گائے تھے جو اسطرح یاد ہیں ؎ کل صبح وکل اشراقی ✤ یبکیک عینی بدمع مشتاقی ✤ اور دو مصرعے اور بھی تھے وہ مجھے یاد نہیں آتے میں نے (خواجہ ذکراللہ بالخیر اپنی ذات مراد لیتے ہیں) اوسکو یاد دلائے کہ آگے کا یہ شعر ہے ؎ الا الحبیب الذی شغفت بہ ✤ فانہ قیبتی وتریاقی ✤ ترجمہ اسکا یہ ہے **نظم** از مار غمش گزیدہ دارم جگرے ✤ کورا نکند ہیچ فسونے اثرے ✤ جز دوست کہ من شیفتہ عشق ویم ✤ افسون علاج من چہ داند دگرے ✤ اسکے بعد ابوبکر قوال نے مناقب حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا بیان کیئے کہ وہاں خانقاہ کے رہنے والے بڑے بڑے مجاہدے اور ریاضات کرتے ہیں حتے کہ آٹا

گوند ہنے والی لونڈیاں بھی ذکر و فکر سے خالی نہیں اسطرح کی بہت سی باتیں کیں مگر میرے دل پر انکا اثر نہ ہوا۔
اسکے بعد ابوبکر مذکور نے کہا کہ میں ملتان سے روانہ ہو کر اجودھن آیا وہاں ایک درویش کامل شیخ فرید الدین
دیکھے کہ دنیا اونکی نگاہ میں موافق پشک شتر بھی تھی عجب شان اور عجب احوال رکھتے ہیں۔ مجھے نام حضرت کا سننے
ہی ایک خاص محبت سی ہوگئی چنانچہ بعد ہر نماز کے جب تک دس بار یا شیخ فریدالدین اور مولانا فریدالدین
نہ کہہ لیتا مجھے کل نہ پڑتی تھی اور یہ محبت اس درجہ بڑہی کہ یہ راز طشت از بام ہو گیا کہ جب مجھے میرے
احباب سوگند دلانا چاہتے کہتے کہ سوگند شیخ فریدالدین کہا تو القصہ بعد چند روز کے میرا ارادہ دہلی جانے کا
ہوا۔ اس سفر میں ایک بوڑھا شخص عوض نام میرے ساتھ تھا راستہ میں جس جگہ درندہ جانور وغیرہ کا
خوف ہوتا وہ کہتا کہ "ای پیر حاضر باش" "ای پیر در پناہ تو ایم"۔ میں نے اوس سے دریافت کیا کہ تمہارے پیر کا کیا
نام ہے اوسنے جواب دیا کہ میرے مرشد کا نام شیخ فریدالدین قدس سرہ العزیز ہے خواجہ ذکراللہ بالخیر
فرماتے ہیں کہ یہ امر تمہید بازیہ ایک اور تازیانہ ہوا۔ کہ عشق حضرت کا دہ چند ہو گیا اور اسی سفر میں ایک
اور شخص مولانا حسین خندان نام ہمراہ تھے وہ بھی بغایت نیک و صلحی تھے۔ الغرض دہلی پہونچے اور حسن
اتفاق سے شیخ نجیب الدین متوکل کے مکان کے پاس ٹہیرے اور وہاں حضرت شیخ الاسلام کے حالات
اور زیادہ معلوم ہوئے۔ مقصود اس حکایت سے یہ تھا کہ جب اللہ تعالی کسی کام کو کرنا چاہتا ہے ایسے
ہی اسباب کہڑے کر دیتا ہے۔ اسکے بعد پھر **حکایت** شیخ فریدالدین قدس سرہ العزیز کی ہوئی آپنے
ارشاد فرمایا کہ اونکو سماع میں بہت ذوق حاصل ہوتا تھا ایک مرتبہ آپنے سماع سننا چاہا قوال موجود
نہ تھے آپنے مولانا بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ خیر وہ مکتوب ہی نکالو جسے قاضی حمید الدین
ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے ناگور سے بہیجا ہے مولانا بدرالدین اسحاق تشریف لیگئے اور وہ تہیلہ جس میں
خطوط رکہے جاتے تہے نکال لائے۔ اگرچہ اس خط کو آئے بہت عرصہ ہو گیا تھا اور اسکے بعد اور بہت سی
عرائض وصول ہوئی تہیں اور وہ سب اوس تہیلی میں ڈالی گئی تہیں لیکن حضرت شیخ الاسلام کی کرامت
سے سب سے پہلے وہی قاضی صاحب والا خط ہاتہ میں آیا۔ مولانا بدر اسحاق خط لیکر آپکی خدمت میں
حاضر ہوئے حضرت نے کہڑے ہوکر پڑہنے کے واسطے ارشاد فرمایا مولانا نے تعمیل حکم کی۔ اوس خط میں

لکھا تھا کہ فقیر و حقیر ضعیف و نحیف محمد عطا کہ بندۂ درویشاں ہست از سرتا قدم خاک قدم ایشان گے حضرت شیخ الاسلام کو یہ سُننے ہی ایک حال ہوا اور ذوق تمام میسر ہوا۔ اُس خط میں یہ رباعی بھی تحریر تھی **رباعی** آں عقل کجا کہ در کمال تو رسد ؛ واں روح کجا کہ در جمال تو رسد ؛ گیرم کہ تو پردہ برگرفتی ز جمال ؛ آں دیدہ کجا کہ در جمال تو رسد ؛ **اسکے بعد** خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ حضرت بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک خط میں کسیقدر نظم تعریف حضرت شیخ الاسلام میں تحریر کی تھی بہت سے اشعار تھے لیکن مجھے دو ہی یاد رہ گئے اور وہ یہ ہیں **س** فرید دین و ملت یار مہتر ؛ کہ یادش در کرامت زندگانی ؛ در لیغا خاطرم گر جمع بودے ؛ بمدحش کردمے شکر فشانی ؛ **اسکے بعد حکایت** ملاقات حضرت خواجہ قطب الدین و شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہما کے بارہ میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ شیخ جلال الدین تبریزی نے جبوقت حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہ کا مہمان ہونا چاہا آپکو کہلا بھیجا حضرت خواجہ قطب الدین نے منظور فرمایا اور اپنے مکان سے باہر استقبال کو نکلے اور کوچہ میں شیخ جلال الدین تبریزی رح سے ملاقی ہوئے اور ایک مرتبہ مسجد ملک عزالدین بختیار میں یہ دونوں بزرگ ملاقی ہوئے تھے۔

مجلس بست و سوم روز یکشنبہ تاریخ ۱۱ ماہ ذی الحجہ ۷۱۵ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی یہ روز منجملہ ایام تشریق تھا۔ بندگی مخدوم عالم و عالمیان کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپنے دوبارۂ نماز عید دریافت فرمایا کہ کل کے روز بارش بکثرت تھی اور راہ بھی پھسلے تھے بہت سی خلق اللہ نماز سے رہگئی۔ میں بھی عیدگاہ نہ جاسکا میں نے یہ سنکر عرض کیا کہ فی الواقع بسبب کثرت بارش و نالہ باری بندہ بھی عیدگاہ نہ جاسکا اور سننے میں آیا ہے کہ عیدگاہ میں متعدد آدمی تھے حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ جہاں میں نے نماز پڑھی وہاں بھی پانی نے نہ چھوڑا۔ ایک رکعت تو آسانی تمام ہوئی۔ دوسری رکعت میں تھا کہ پانی برسنا شروع ہوا۔ امام نے نماز مختصر کرکے تمام کی اور خطیب نے بغیر خطبہ صرف دعا مانگی اور خلق بھگتی ہوئی اپنے گھر گئی۔ میں نے سوال کیا۔ کہ اگر کسیوجہ سے روز اول نماز عید نہ پڑھ سکے تو دوسرے روز ادا کرنی بھی صحیح ہے یا نہیں۔ آپنے ارشاد فرمایا بالکل نہیں بلکہ اس عید کی نماز تین روز تک ہو سکتی ہے اور عید فطر کی نماز صرف دوسرے روز ہو سکتی ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ قبل از نماز کل میرے دل میں خیال آیا تھا

اگر کافی تعداد دوستوں کی جمع ہو پس دوسرے روز نماز ادا کی جائے لیکن خلق کثرت سے آگئی تھی اسلیئے اوسی وقت پڑھی گئی **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ نماز استخارہ ہر روز اوس روز کی خیریت کے واسطے اور ہر جمعہ ہفتہ کی خیریت کے لیئے اور ہر ماہ۔ اوس مہینے کی خیریت سے گذر جانے کی جہت سے ہر سال وہ سال ہن سے گذرنیکے لیئے پڑہی جاتی ہے۔ مینے عرض کیا کہ نماز استخارہ سالانہ روز عید الفطر یا عید الضحی میں پڑھنا چاہیئے۔ آپنے ارشاد فرمایا اسمیں کوئی تخصیص نہیں ہے جس عید کو میسر ہو سکے پڑھ لے واللہ اعلم۔

مجلس بست وچہارم روز شنبہ ۱۶ ماہ محرم الحرام ۷۱۶ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ بندہ اسروز اپنے ساتہ ایک چھوٹے لڑکے کو جسکی اوسی روز بسم اللہ ہونے والی تھی لیگیا تھا حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر کی خدمت میں پیش کرکے عرض کیا کہ اسکو مکتب قرآن خوانی میں بٹہانا چاہتا تھا اسلیئے اول آپکی خدمت میں لایا ہوں کہ برکت نظر آں مخدوم اور نفس مبارک سے اللہ تعالی اسکو قرآن شریف اور علم روزی فرمائے آپنے ازراہ شفقت اپنے پاس اس چھوٹے لڑکے کو بلایا اور دعائے خیر کی اور اسکے بعد ایک کاغذ پر اپنی قلم مبارک سے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ربّ یسّر ولا تعسّر اور حروف۔ ا ب ت ث۔ ج۔ لکہے اور خود اپنی زبان مبارک سے تلقین فرمائے۔ اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک گروہ کو زنجیروں سے کہینچتے ہوئے بہشت بریں میں لیجائینگے اور اس گروہ کے بارہ میں تین قول ہیں۔ ایک قول یہی ہے کہ وہ فرقہ اطفال کا ہوگا کہ انکو بجبر معلم کے پاس لیجاتے ہیں اگرچہ یہ امر لڑکوں کو بہت برا معلوم ہوتا ہے مگر اونکے ساتہ زبردستی کی جاتی ہے اور وہ مسجد میں بتدریج حرف پہچاننے لگتے ہیں اور بعدہ ایک عرصہ کے بعد انکو معانی الفاظ پر عبور ہوتا ہے اور پہر مغز معانی کو پانے لگتے ہیں اور اسیطرح اونکا علم زیادہ ہوتا جاتا ہے اور دوسرا قول ہے کہ یہ گروہ غلاموں کا ہوگا کہ اونکو دار حرب سے بزنجیر کشاں کشاں اسلام میں لاتے ہیں۔ اسکے بعد آنکھوں میں آنسو بہر لائے اور ارشاد فرمایا کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ بروز قیامت آمنّا وصدقنا طائفہ محبان کو بہشت بریں میں جانے کا حکم ہوگا وہ عذر کرینگے کہ ہمنے تیری بہشت کی آرزو اور دوزخ کے خوف سے پرستش نہیں کی ہے صرف تیری محبت کی وجہ سے تیری عبادت کی ہے ہم کو بہشت یا دوزخ سے علاقہ نہیں دوبارہ حکم ہوگا کہ بہشت میں جاؤ کہ وعدۂ دیدار و وصال اوسیجگہ مقرر کیا گیا ہے۔

اور یہ وعدہ وہیں ایفا کیا جائیگا وہ پہر بہی نہیں جائینگے الآخر فرشتونکو حکم دیا جائیگا کہ اونکی گردنوں میں نور کی زنجیریں ڈالکر کہینچو اور کشاں کشاں بہشت میں لیجاؤ۔ والحمد للہ رب العالمین ٥

مجلس بست و پنجم روز سہ شنبہ سیوم ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر ۷۱۶ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو قناعت اور دنیا کے طالب ہونیکے بارہ میں ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ مولانا حافظ الدین بہت بڑے درویش و عارف گذرے ہیں۔ کتاب کافی اور شافی آپکی تصنیفات سے مشہور ہیں انہوں نے کتاب شافی میں تحریر فرمایا ہے کہ کتے کو شکار کرنا سکہلاتے ہیں اور جب وہ بہیم شکار کرتا ہے اوسکی تعریف کرتے ہیں کہ یہ کتا بڑا شکاری ہے اور چیتے کو شکار کے واسطے پالتے ہیں لیکن اوسکو شکار کی رہ آمد میں بٹہا تے ہیں جب شکار موقع زد میں آتا ہے چیتا اچہل کر اوسکو پکڑ لیتا ہے۔ برخلاف اسکے کتے کو حصول شکار کیلیے بہت زیادہ دوڑنا اور سخت تکلیف اوٹہانی پڑتی ہے القصہ نتیجہ مولانا حافظ الدین نے اس حکایت کا یہ نکالا ہے کہ بنی آدم کو چاہیئے کہ چند خصائل چیتے سے سیکہے اول رزق کے پیچہے کتے کی طرح مارا مارا نہ پہرے اگر کوئی شے اوسکے سامنے بمثال چیتے کے آجائے اوسپر قبضہ کرلے اور اگر نہ آئے صبر سے بیٹہا رہے بمقدار کفاف طلب دنیا کرے زیادہ کی ہوس نہ بڑہائے اور ایک نصیحت کتے سے حاصل کرے کہ جب کتا کاہلی کرنے لگتا ہے دوسرے کتے کو لاتے ہیں اور اس شکاری کتے کے سامنے اوسکو مارتے ہیں کہ شکاری کتا کانپ اوٹہے اور جان لے کہ یہ کاہلی کی سزا ہے اسیطرح انسان کو بہی چاہیئے کہ دوسرے شخص کے حال سے متنبہ ہوکر اپنا فکر کرے۔ اور ناکردنیہا سے تائب ہو۔

مجلس بست و ششم روز شنبہ۔ تاریخ ۲۰ ماہ ربیع الاول ۷۱۶ہجری کو دولت دست بوسی حاصل ہوئی اوس روز جماعت خانہ میں ایک مدعی عنید کو جو بہ نیت ضرر رسانی چہری لیکر آیا تہا پکڑا تہا اور خدمتگار چاہتے ہیں کہ اس نامعقول کو کسی جگہ تنہائی میں لیجا کر خوب زدوکوب کریں۔ خدمت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر کو یہ حال معلوم ہوا آپنے اپنے روبرو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس بیہودہ خیال سے توبہ کرکے اللہ تعالی کے ساتہ عہد واثق کر کہ آئندہ کسی مسلمان کو ضرر نہ پہونچاؤنگا اوسنے یہ عہد کیا۔ آپ نے اوسکو خلاص فرمایا اور خرچ بہی عطا فرمایا جسوقت بندہ حاضر ہوا آپنے یہ قصہ بیان فرمایا اور اسی

خیال کے موافق یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک روز شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ العزیز نماز عصر کے بعد موافق معمول سر زمین پر رکھے ہوئے مشغول نیاد الٰہی تھے یہ موسم سرما تھا نہایت ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی میں نے سردی کا خیال کر کے ایک پوستین لا کر حضرت کے جسم اطہر پر ڈالدیا اسوقت آپکی خدمت میں سوائے میرے اور کوئی دوسرا خادم موجود نہ تھا۔ اسوقت ایک شخص آیا اور باواز بلند سلام کیا کہ شیخ کی مشغولی میں فرق آیا لیکن آپ اوسیطرح سر زمین پر رکھے ہوئے تھے اس آنے والے شخص نے پوچھا کہ اسجگہ اور کون کون ہیں خواجہ ذکراسہ بالخیر نے فرمایا کہ میں نے کہا صرف میں ہی خادم موجود ہوں اسوقت حضرت شیخ الاسلام نے مجھے بلا کر ارشاد فرمایا کہ دیکھو یہ شخص ترک ہے اوسط قد بند در نگ۔ میں نے اوس شخصکو دیکھا آپکے فرمانیکے موافق تھا میں نے یہ حال شیخ الاسلام سے عرض کیا۔ آپنے فرمایا کہ اسکی کمر میں زنجیر ہے میں نے دیکھا توفی الواقع اوسکی کمر میں زنجیر ہی تھی پھر دوسبارہ شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ اسکے کانوں میں کوئی چیز ہے میں نے دیکھکر عرض کیا کہ اسکے کانوں میں مرکیاں ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام بغیر دیکھے اوسکا لباس ہیئت وغیرہ بیان فرماتے تھے اور میں دیکھکر تصدیق کرتا تھا اور اس آنے والے کا رنگ رو متغیر ہوجاتا تھا آخرالامر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اس سے کہدو کہ چلا جائے ورنہ فضیحت ہوگا اور رازاسکا فاش ہوجائیگا۔ میں موہنہ پھیر کر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص خود بخود چلا گیا ہے۔ اسکے بعد اسی مجلس میں یہ

حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک بزرگ غزنین میں شمس العارفین رح کے نواسے خواجہ اجل شیرازی کے مرید مولانا حسام الدین نامی رہتے تھے ایک روز وہ مع ایک اور شخص کے خدمت خواجہ اجل شیرازی میں حاضر تھے۔ دفعتاً خواجہ اجل شیرازی نے آسمان کو دیکھا اور پھر اون دونوں شخصوں پر نگاہ ڈالی اور پھر آسمان کی جانب نگاہ کی اور ان دونوں شخصوں سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ تم دونوں میں سے ایک شخصکو دولت شہادت میسر ہوگی۔ بعد برخاستگی مجلس مولانا حسام الدین اوس شخص سے کہنے لگے کہ دیکھئے یہ سعادت تمہارے نصیب میں ہے یا میرے حصہ میں ہے الغرض ایک عرصہ کے بعد مولانا حسام الدین نے منبر پر کھڑے ہوکر وعظ کہا اور یہ طریقہ اونکا معمولی تھا کہ آپ ہر جمعہ کو وعظ فرماتے تھے قصہ مختصر اس روز بھی وعظ فرما کر منبر سے نیچے اوترے خلق خدا نے دستبوسی اور

پابوسی شروع کی اُن ہی آدمیوں میں سے ایک شخص نے آپکی سینے میں بغلگیر ہوتے ہوئے خنجر مارا زخم کاری لگا لوگ چارپائی میں ڈالکر مکان سکونہ میں لائے اسوقت تہوڑی ہی جان باقی تہی آپنے اوس دوست کو جو آپکے ساتہ سماع میں تہا کہلا بہیجا کہ یہ خلعت شہادت کی بشارت کے وقت مجلس خواجہ اجل شیرازی میں حاضر تہا مجہے مرحمت ہوا۔

مجلس بست و ہفتم روز شنبہ تاریخ ۲۷ ماہ صفر المظفر ۷۱۶ھ کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو بحث قرآن اور اوسکے حفظ کرنے کے بارہ میں ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ بداؤں میں ایک شخص نہایت صاحب صلاحیت صاحب کرامت رہتے تہے اونکو قرآن شریف ساتوں قرأت کے ساتہ یاد تہا نام اونکا شادی مقری تہا ایک کرامت اونکی مشہور تہی کہ جو شخص انکے پاس ایک تختی بہی پڑھ لیتا تہا اسد تعالی تمام قرآن شریف اوسکو روزی فرماتا تہا۔ میں نے بہی شادی مقری سے ایک سیپارہ پڑھا تہا۔ یہ شادی مقری خواجگی مقری کے شاگرد تہے اور خواجگی مقری لاہور میں رہتے تہے بڑے بزرگ تہے۔ القصہ کسیوقت ایک شخص لاہور سے بداؤں میں آیا شادی مقری نے اس سے اپنے اُستاد کی خیریت پوچھی۔ اگرچہ خواجگی مقری کا انتقال ہوگیا تہا لیکن مسئول عنہ نے کہا کہ وہ بخیریت ہیں شادی مقری نے لاہور کا حال دریافت کیا اوسنے جواب دیا کہ وہاں بارش بہت زیادہ ہوئی سینکڑوں مکان گر پڑے اور ایک مرتبہ آگ لگی تہی اوس میں بہی سیکڑوں مکانوں اور جانوں کا نقصان ہوا۔ یہ حال سنتے ہی شادی مقری رونے لگے اور فرمایا مجہے معلوم ہوتا ہے کہ میرے استاد کا اس واقعہ سے قبل انتقال ہوگیا ہوگا اسوقت آنیوالے نے کہا کہ بیشک انکا وصال اس واقعہ سے پیشتر ہوگیا تہا۔ واسد اعلم

مجلس بست و ہشتم روز یکشنبہ تاریخ ۲۰ ماہ ربیع الآخر ۷۱۶ھ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو دربارہ طائفہ جنکا اعتقاد سست ہوتا ہے ہو رہی تہی یا مراد ان لوگونکا تذکرہ تہا جو حج کرکے واپس آتے ہیں اور پہر کار ہائے دنیوی میں مشغول و مالوف ہو جاتے ہیں میں نے عرض کیا کہ مجہے بڑا تعجب ہوتا ہے جب میں دیکہتا ہوں کہ وہ لوگ جو آپکی بیعت سے سرفراز ہوتے ہیں اِدہر اُدہر تلاش دنیا میں پہرتے ہیں جسوقت بندہ یہ عرض کیا ملیح میرا آزاد کردہ رفیق حاضر تہا مجہے اوسکا کہنا یاد آیا اور میں نے اس سلسلہ سخن میں اوسکو بہی

عرض کیا کہ میں نے ملیح سے ایک سخن سنا ہے اور وہ میرے دل پر کارگر ہوا ہے کہ حج کرنے وہ شخص جاوے جو کسیکا مرید نہ ہو۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر یہ سنکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ مصرع زبان گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا مصرعہ آں رہ بسوئے کعبہ ایں رہ بسوئے دوست ** اسکے بعد ** ارشاد فرمایا کہ بعد انتقال فرمانے حضرت شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کے مجکو اشتیاق ادائے حج بہت زیادہ ہوا۔ میں نے اپنے دلمیں ارادہ کیا کہ اجودہن سے واپس آکر حج کو جاؤنگا۔ الغرض اجودھن حضرت شیخ الاسلام کے مزار کی زیارت کو گیا وہاں میرا مقصود مجھے مع شئے زائد حاصل ہوگیا۔ اور اس واقعہ کے بعد ایک مرتبہ پہر نیت خانہ کعبہ کی زیارت کی ہوئی تھی اسمرتبہ بھی میں اجودہن روضہ مبارک حضرت شیخ الاسلام کی زیارت کو گیا اور غرض مذکور مجھے حاصل ہوئی الحمد للہ علی ذالک

مجلس بست و نہم روز یکشنبہ بتاریخ ۱۱ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ایک کچا کنواں دیکھا ڈول رسی کنوئیں پر موجود تھی آپنے ڈول پانی میں ڈالا اور کئی ڈول کھینچے اسکے بعد ابوبکر صدیق تشریف لائے اور دو تین ڈول کھینچے۔ زیادہ بسبب ضعف و پیری نہ کھینچ سکے بعد انکے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آئے اور دس بارہ ڈول کھینچے آپکے زمانہ میں ڈول بہت بڑھگیا کہ اوس میں پانی بہت زیادہ آتا تھا۔ الغرض حضرت عمر نے بہت زیادہ پانی کھینچا کہ اوس سے ایک قطعہ زمین سیراب ہوا۔ **اسکے بعد** خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ مقصود اس حکایت سے یہ ہے کہ غرض کنوئیں سے خواہ اوسے پختہ بنائیں خواہ خام رکھیں پانی ہے یعنے ہر کام میں مقصود نتیجہ ہوتا ہے **اسی وقت** کسی شخص نے آپکے مرید شیخ محمد گوالیری کا سلام عرض کیا حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے بعد جواب سلام ارشاد فرمایا کہ ہاں میں اوس سے واقف ہوں نیک اور صالح شخص ہیں ایکمرتبہ مجھہ سے دوبارہ تجرد و تاہل سوال کیا تھا جسکے جواب میں کہا گیا کہ عزیمت تجرید ہے اور رخصت تاہل کے واسطے ہے یعنے اگر کوئی شخص یاد حق میں اسدرجہ مصروف ہو کہ اسکو اس معاملہ کا کبھی خیال بھی نہ آئے اور اوسکی زبان۔ آنکھہ ہاتھ۔ پیر۔ اور دیگر اعضا بھی محفوظ رہیں اوسکو مجرد رہنا مناسب ہے۔ اور جس شخص کے دلمیں وسواس شیطانی گذریں اور رجحان طبع بطرف کتخدائی ہو اوسکو نکاح کر لینا چاہیئے۔ الغرض اصل اس کام میں دل کا تعلق ہے

جس شیخ کی نیت خالصۃً للہ ہوجاتی ہے اوسکے اعضا بھی موافقت کرنے لگتے ہیں ورنہ معاملہ برعکس ہوتا ہے۔
اسکے بعد سلطان شمس الدین التمش کی تاریخ و سنہ وفات کا ذکر ہوا۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے بہ
زبان مبارک سے ارشاد فرمائی **بلیت** لبسال ششصد و سی سہ ۶۳۳ از ہجرت بنماند شاہجہاں شمس دین عالمگیر
اسکے بعد گفتگو دربارہ آداب مریدان ہوئی۔ کہ جب سفر کے واسطے آپنے مرشد کی خدمت سے مرخص
ہوجائیں۔ اُنکو دوبارہ قبل از سفر حاضر ہونا چاہیئے اسیوقت آپنے یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ ایک
بزرگ شیخ علی مکی حضرت شیخ الاسلام فریدالدین مسعودؓ کے مرید تہے اونکو سفر درپیش آیا خدمت حضرت
شیخ الاسلام میں حاضر ہوکر رخصت طلب کی آپنے مرخص فرمایا۔ شیخ علی پاک پٹن سے روانہ ہوئے لیکن
اتفاق سے متصل اجودہن کسی گاؤں میں قیام ہوا وہ دوسرے روز وہاں سے بہر زیارت شیخ الاسلام کیواسطے
آئے آپنے ارشاد فرمایا کہ آج کیسے آنا ہوا۔ کل ہی سفر کو گئے تہے اونہوں نے جواب دیا کہ میرے ہمراہیوں نے
فلاں موضع میں جو یہاں سے بہت قریب ہے قیام کیا تہا میرے دل نے نہ چاہا کہ اتنا قریب ہوکر آپکی زیارت
سے مشرف ہوں۔ حضرت شیخ الاسلام نے اونکے اس حسن عقیدت و محبت کی آفرین کی۔ الغرض وہ پہر
رخصت ہوئے اور دوسرے روز اتفاق سے اوسی گاؤں میں رہکر پہر حاضر ہوئے تیسرے روز یہی واقعہ ہوا حضرت
شیخ الاسلام نے کسی خادم کو فرمایا۔ کہ دو روٹیاں لاکر اونکو دو۔ قصہ مختصر خادم نے دو روٹیاں لاکر شیخ علی کو
دیں آپنے اونکو بار چہارم مرخص کیا اور اس رخصت کے بعد کبہی حضوری خانقاہ شیخ الاسلام اونکو نصیب
نہیں ہوئی۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ دوسری **حکایت** شیخ علی مکی بیان فرمائی
کہ شیخ علی کی بڑے بزرگ اور بابرکت تہے اکثر گڑگڑا کر دعا مانگتے کہ الٰہی مجہے ایسی جگہ موت آئے جہاں
میرا کوئی تیرے سوا واقف حال نہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ اپنے مکان بداؤں کو جاتے تہے راستہ
میں بیمار ہوگئے قصبہ بجلانہ میں زحمت اونکی صعب ہوگئی وہ اسیطرح رواں تہے کہ کسی غیر معروف جگہ
انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ **حکایت** جو آپنے
شیخ علی مکی کی زبانی سنی تہی بیان فرمائی کہ شیخ علی فرماتے تہے کہ میں ایکمرتبہ ملک کرمان کی سیر کررہا تہا
کرمان میں ایک قاضی تہا اوسنے مجلس سماع مرتب کی تہی کرمان کے ائمہ و مشائخ جمع کیئے تہے اس مجلس کا

حال سنکر ایک خستہ حال اِلّا صاحب کمال درویش ہی بے بلائے داخل مجلس ہوا۔ سماع شروع ہونے پر اس فقیر کو جنبش ہوئی رقص کرنا چاہا۔ یہ امر قاضی صاحب کو بُرا معلوم ہوا کیونکہ وہ چاہتے ہے کہ اول کسی صاحب صدر یا معروف بزرگ اہل شہر کو وجد ہو۔ اُنہوں نے زور سے چلا کر کہا کہ اے بے ادب درویش بیٹھ جا درویش اپنی جگہ بیٹھ گئے اور قاضی کے منع کر دینے سے انکی حاضرین مجلس میں نہایت سبکی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد قاضی جی کو حالت ہوئی۔ درویش نے کھڑے ہو کر زور سے قاضی کو "بیٹھ جاؤ" کہا۔ یہ کلام اونکا ایسا با اثر تہا کہ قاضی صاحب مخوف ہو کر بیٹھ گئے۔ القصہ بعد اختتام مجلس ہر شخص اپنی اپنی جائے رہائش کو چلا گیا۔ یہ صاحب کمال بہی چلے گئے اِلّا قاضی صاحب بدستور اپنی جگہ بیٹھے ہوئے ہے ہرچند اُٹھنا چاہتے ہے اِلّا ہلنا دشوار تہا۔ سات سال تک اوسی جگہ بیٹھے رہے بعد سات سال کے یہ درویش پھر آئے قاضی صاحب کو دیکھا کہ زار و نزار ہو گئے ہیں اور بصورت تختہ اوسی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے سامنے آکر قاضی سے کہا اُٹھیے۔ قاضی نے اغماض کیا۔ الغرض دوسری بار اور تیسری بار بہی اوٹھنے کے واسطے کہا مگر قاضی نہ اُٹھا بالآخر مجبور ہو کر کہا کہ خیر یہیں بیٹھے رہو اور اسی حالت میں مرو۔ یہ فرما کر باہر چلے گئے اور ناپید ہوئے آنکے جانے کے بعد قاضی نے اُٹھنا چاہا مگر ہل بہی نہ سکا۔ لاچار تلاش میں آدمی دوڑائے مگر اونکا نشان تک نہ ملا۔ اور قاضی اوسی حال میں فوت ہوا۔

مجلس ستئی **ام** بروز چہارشنبہ تاریخ ۲۸۔ ماہ جمادی الاول ۷۱۶ھ ہجری کو سعادت دستبوسی حاصل ہوئی آپنے ازراہ کرم بندہ سے دریافت فرمایا کہ نماز جمعہ کہاں پڑہا کرتے ہو بینے عرض کیا کہ مسجد جامع کیلوکہری میں پڑہتا ہوں۔ حضور کی خدمت میں اسوجہ سے کہ اس روز غوغاء عام ہوتا ہے مزاحمت نہیں کرتا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ بہت اچہا کرتے ہو بلکہ میں نے کہہ رکہا ہے کہ خاص احباب جو میرے غریب خانہ پر تشریف لاتے ہیں اونکو انبوہ کثیر میں فراہم ہونیکی ضرورت نہیں ہے اور اُسوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ مولانا برہان الدین نسفی بڑے بزرگ اور صاحب حال تہے۔ جب کوئی شخص اُنکا شاگرد ہونا چاہتا آپ اوس سے تین شرطیں فرماتے۔ اگر وہ قبول کرتا آپ اوسکو زمرۂ شاگردان میں داخل فرماتے۔ والّا فلا۔ اور وہ تین شرطیں یہ ہیں۔ اول اس امر کا اقرار لیتے کہ ایکوقت کہانا ہوگا مگر اُسوقت کہ جو کہانا مرغوب طبع ہو کہا او

دوسرے ناغہ نکرو روزانہ پڑہو۔ اگر ایک روز بہی ناغہ ہوگا آئندہ سبق ندیا جائیگا۔ تیسرے جب راستہ میں مجھے ملو میری
تعظیم مطلق نکرو صرف سلام سنت الاسلام کافی ہے۔ پیروں میں گرنے اور ہاتھ وغیرہ چومنے کی ضرورت نہیں یہ حکایت
ختم فرماکر آپنے ارشاد فرمایا کہ بہت سے آدمی میرے پاس آتے ہیں اور تعظیم کرتے ہیں۔ زمین پر سر رکہتے ہیں جو کہ یہ امر
حضرت شیخ الاسلام شیخ شیوخ العالم اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہما کے سامنی بہی ہوتا تہا
اور آپ اوسکو روا رکہتے تہے پس میں بہی کچہہ نہیں کہتا۔ اسوقت بندہ نے عرض کیا کہ جو شخص آپکی خدمت میں حاضر
ہوتا ہے اور غایت تعظیم سے سر زمین پر رکہتا ہے اوسمیں اوسکو مزید حاصل ہوتا ہے کہ نفس اوسکا ٹوٹتا ہے کیونکہ
مخدوم کو اللہ تعالی نے یہ شرف و عزت دی ہے جسطرح اللہ تعالی کی عظمت و جلال بلند ہے اور حق بجا آوری
احسانات و شکر خداوندی ادا نہیں ہو سکتا اسی طرح آپکی تعظیم بہی کامل طور پر نہیں ہو سکتی۔ اسکے بعد خواجہ
ذکراللہ بالخیر نے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ کئی روز ہوئے ایک بزرگ زادے روم و شام کی سیاحت کیئے ہوئے
آئے تہے انکے بیٹہے ہوئے وحید الدین قریشی آئے اور موافق رسم تعظیم بجا لائے اور زمین ادب چومی انہوں نے
برا مانا اور زور سے کہا کہ سجدہ۔ ہمیں ایسا نکرنا چاہیئے اور بہی بہت برا بہلا کہا۔ میں جواب دینا نہیں چاہتا
تہا لیکن جب اونکی درشتی و برہمی مزاج حد سے گذر گئی میں نے اون سے مخاطب ہو کر کہا کہ سنیئے صاحب جو امر فرض
ہوتا ہے اوسکی فرضیت جاتے رہنے کے بعد اوسکا استحباب باقی رہتا ہے۔ جیسے روزہ ہائے ایام بیض اور ایام
عاشورہ۔ کہ امم متقدمہ پر فرض تہے اور عہد رسول علیہ السلام میں جب روزہ ہائے ماہ رمضان فرض ہوے
فرضیت انکی جاتی رہی۔ صرف استحباب باقی رہگیا۔ اسیطرح سجدہ بہی امم ماضیہ میں مستحب تہا کہ رعیت
بادشاہ کو اور شاگرد استاد کو اور امت پیغمبر کو سجدہ کرتی تہی عہد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سجدہ کا استحباب
اوٹہ گیا لیکن اباحت اوسکی باقی ہے یہ سجدہ اگرچہ مستحب نہیں لیکن مباح ہے۔ اور اسکی اباحت کی نفی کس جگہ آئی
ہے اگر تم کو معلوم ہو مجہے بتلاؤ۔ ورنہ محض انکار سے کیا ہوتا ہے انکار محض بیکار ہے۔ میرے یہ کہتے ہی وہ بزرگ
زادے خاموش ہو گئے مطلق جواب نہ دے سکے خواجہ ذکراللہ بالخیر نے بعد اتمام اس حکایت کے فرمایا کہ گو میں نے
اونکو یہ جواب دیدیا۔ لیکن میرا دل پیچہے سے بہت پشیمان ہوا۔ کہ ہیچ بیفائدہ اونکے دل آزاری کی لیکن
اسکا جوابدہی کے اور چارہ بہی نہ تہا خواہ کچہہ ہی ہوتا مگر مجہے یہ کہنا نہ چاہیئے تہا۔ میں اس واقعہ میں

دوا سے لپشیان تہا۔ ایک یہی دل آزاری۔ دوسرے وہ مسافر تہے۔ مجہے کوئی شئے اونکے نذر کرنی چاہیئے تہی روپیہ کپڑا تحفۃ دینا چاہیئے تہا۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص میرے پاس آئے مجہے اوسکی تعظیم کے ساتہ اوسکو کچہہ دینا بہی چاہیئے اور اسی ضمن میں یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ ایک مرد ضعیف نے جسکے ساتہ ایک جوان ہمراہ تہا حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوکر بیان کیا کہ میں نے آپکو مجلس مبارک حضرت خواجہ شہید المحبت قطب الدین طاب اللہ ثراہ میں دیکہا تہا آپنے اوسکو نہ پہچانا۔ لیکن جب اوسنے اوس مجلس کے حالات بیان کیے تب آپنے شناخت فرمایا اور اس سے باتیں کرنے لگے۔ باتوں میں اس بوڑہے کا لڑکا زور سے بول اوٹہا اور بے ادب وار شیخ الاسلام سے بحث شروع کی حضرت شیخ الاسلام بہی بلند آوازی سے گفتگو فرماتے تہے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے فرمایا کہ میں اور حضرت شیخ الاسلام کا صاحبزادہ شیخ شہاب الدین دروازہ میں بیٹہے تہے۔ یہہ شور سنکر اندر گئے۔ بوڑہے کا لڑکا اوسیطرح تکرار کرکے بات چیت کرتا تہا شیخ شہاب الدین کو غصہ آیا اُنہوں نے اس لڑکے کو چہری جو انکے ہاتہ میں تہی ماری وہ زیادہ خشمگیں ہوا اور چاہتا تہا کہ بیوقوفی سے مولانا شہاب الدین سے ہاتہا پائی کرے میں پاس ہی تہا میں نے اوس جوان لڑکے کے ہاتہ پکڑ لیئے اسیوقت شیخ کبیر نے ارشاد فرمایا کہ صفا کرو۔ مولانا شہاب الدین آپکا فرمان سنتے ہی کہیں گئے اور تہوڑا کپڑا اور چند روپے لائے اور ان دونوں کو دیئے۔ وہ خوش ہوکر چلے گئے۔ حضرت **شیخ الاسلام** کی رسم تہی کہ ہر شب بعد افطار مجہے اور مولانا رکن الدین کو بلاتے تہے اور کبہی مولانا شہاب الدین بہی ساتہ چلے جاتے تہے۔ مگر میں روز حاضر ہوتا تہا آپ مجہسے اسروز کا ماجرائے گذشتہ دریافت فرماتے تہے الغرض اسروز بہی بعد افطار مجہے اور مولانا رکن الدین کو بلایا اور حال پوچہنا شروع کیا۔ میں نے حال ایک بوڑہے کے آنے کا اور اوسکے جوان لڑکے کی بحث اور تندکلامی و ادب مولانا شہاب الدین کا بیان کیا۔ شیخ کبیر اس قصہ کو سنکر ہنسنے لگے اور جب آپنے یہہ سنا کہ اوس بوڑہے کے بیٹے نے شہاب الدین سے ہاتہا پائی کرنا چاہی اور میں نے اوسکا ہاتہ پکڑ لیا آپ ہنس پڑے اور ارشاد فرمایا کہ مولانا نظام الدین یہ تم نے اچہا کام کیا۔

مجلس ہی وپنجم روز چہارشنبہ تاریخ ۲۴ ماہ مبارک رجب ۷۱۶ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی

پچھلے دنوں بندہ کے پیر کا انگوٹھا پک گیا تھا سخت درد کرتا تھا۔ اسوجہ سے حاضر خدمت نہوسکا اب حاضر ہوا اور حالت اس زحمت کا عرض کیا آپنے دریافت فرمایا۔ نارو تھا یا اور کسی قسم کا پھوڑا نکلا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ نارو نہ تھا لیکا یک انگوٹھا ورم کر آیا اور پک گیا خدا اچھا کیا تھا آپنے دوبارہ از راہ کرم دریافت فرمایا کہ تم کو کبھی نارو نکلا ہے یا نہیں۔ مینے عرض کیا کہ پانچ سال سے پہلے بہت نارو نکلا کرتے تھے میں نے آپکی خدمت میں عرض کیا تھا اور آپنے ارشاد فرمایا تھا کہ دفع دنبل کے واسطے نماز سنت وقت عصر میں سورہ بروج پڑھنا از بس مفید ہے جو کہ نارو بھی اسی قسم سے ہے انشاء اللہ تعالی اوسکو بھی فائدہ ہوگا۔ میں اوس روز سے برابر سورۂ بروج پڑھتا ہوں پانچ سال ہوگئے نارو نہیں نکلا بعد اسکے میں نے عرض کیا کہ ایکمرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ چار رکعت سنت عصر میں اذا زلزلت الارض اور اسکے پاس کی تین سورتیں پڑھنا چاہئیں۔ میں ان سورتونکو پڑھتا ہوں لیکن رکعت اول میں پہلے سورۂ بروج پڑھتا ہوں اور اوسکے بعد اذا زلزلت الارض پڑھتا ہوں حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ سنکر استحسان فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ سنت نماز دیگر میں دس بار سورۂ والعصر بھی پڑھنا مروی ہوا ہے کہ رکعت اول میں چار مرتبہ رکعت دوم میں تین مرتبہ رکعت سوم میں دو مرتبہ۔ اور رکعت چہارم میں ایک مرتبہ پڑھنا چاہیئے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ نماز باجماعت پڑھتے ہو۔ مینے عرض کیا کہ ہاں ایک امام صلح نیک حضرت کا مرید ملگیا ہے اوسکی اقتدا میں پنجوقتہ باجماعت پڑھتا ہوں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ وہ محلوق ہے یا نہیں۔ مینے عرض کیا۔ ہاں سر منڈاتا ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ سر منڈانا بہت اچھا ہے کہ غسل جنابت میں جس شخص کے سر پر بال ہوتے ہیں اسکو سخت دقت ہوتی ہے اگر ایک بال کی جڑ بھی تر ہونے سے رہجاوے غسل جنابت ادا نہیں ہوتا۔ اور محلوق اس تکلیف سے بری ہے وہ بلا دغدغہ غسل جنابت کرتا ہے اور اوسکو مطلق شبہہ نہیں رہتا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ سر منڈانے میں اور بھی کئی فائدے ہیں اور ایک ضرب المثل ہے کہ تین امر خود کرنا چاہیئے اور دوسرونکو نہ بتلانا چاہیئے۔ اول یہی سر منڈانا دوسرے کہانے سے پیشتر شوربا پینا۔ تیسرے پاؤں میں تیل ملنا **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ بات یہ ہے کہ جس امر سے شخص فائدہ اٹھائے وہ دوسرے کو نہ بتلائے اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک اعرابی ہمیشہ کلمات اللھم ارحمنی و محمداً ولا ترحم معنا احداً

دعا مانگتا تھا جب آنحضرت صلعم کو یہ خبر پہونچی آپنے فرمایا۔ وقد تحجرت واسعاً۔ اسکے بعد خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے اس امر کی شرح بیان فرمائی ملک عرب میں صحرائی آدمی جنگل میں مثل وحشیوں کے پھرتے ہیں اور ادھر ہی رہتے ہیں اور بدانست خود جانتے ہیں کہ تمام زمین ہم نے روک لی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو بذریعہ اس تمثیل کے آگاہ کیا کہ رحمت اللہ تعالیٰ کی نہایت واسع ہے ایسا نہ کہو ایسا کہنے سے وہی تحجر ہوتا ہے تمام عالم کے لیئے دعا مانگو شاید اللہ تعالیٰ تمپر بھی رحم کرے۔

مجلس بیس ودوم روز شنبہ تاریخ ۱۰ ماہ مبارک رمضان ۷۱۶ھ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے عائشہ مقابل آفتاب نہ بیٹھو کہ اس سے طراوت چہرہ کی جاتی رہتی ہے **اسکے بعد** ذکر شمس دبیر کا ہوا مجہسے دریافت فرمایا کہ تم نے شمس دبیر کو دیکھا ہے بندہ نے عرض کیا کہ ہاں بلکہ مجہہ سے اور اون سے قرابت بھی ہے۔ یہ سنکر آپنے فرمایا کہ میں نے اور اُنہوں نے لوائح قاضی حمید الدین ناگوری رح حضرت شیخ الاسلام سے ایک ساتھ پڑہی تھی شمس دبیر بڑی خوبیوں کے آدمی تھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ کبیر افطار کے بعد مشغول ہوتے تھے اور یہ مشغولی ایسی تھی دیر تک رہتی تھی کہ وقت نماز عشا ہو جاتا تھا۔ اور وقت افطار سے وقت نماز خفتن تک جسقدر مسافت ہے وہ ظاہر ہے۔ القصہ شمس دبیر اسعرصہ میں کہانا پکاتے اور دو تین دوستونکو بلاتے اور کہانا کہلاتے کہ وقت افطار حضرت شیخ الاسلام ہوتا۔ میں بھی کبھی کبھی مدعو ہوتا تھا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ابتدائے حال میں وہ غریب تھے۔ جب روزگار او نکا بنگیا اونکو یہ بات حاصل نہیں رہی تھی۔ یہ فرماکر ارشاد فرمایا۔ کہ دنیا کے حاصل ہونے سے بڑی خرابی ہوتی ہے۔ محبت الٰہی کو دنیا تباہ کر دیتی ہے۔

اسکے بعد نماز تراویح کے بارے میں گفتگو ہوئی آپنے اس نیاز مند سے دریافت فرمایا کہ تم نماز تراویح مکان میں پڑہتے ہو۔ یا مسجد میں۔ میں نے عرض کیا کہ میں نماز تراویح مکان میں پڑھا کرتا ہوں ایک صالح حافظ قرآن امام میسر آگیا ہے اسکے بعد فرمایا کہ بروز جمعہ بوقت شب مسجد جامع میں ختم قرآن شریف ہوا تھا اسوقت اس خاکسار نے عرض کیا کہ مولانا شرف الدین صاحب امام تراویح میں روزانہ ایک سیپارہ پڑہتے ہیں خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ ہاں بہت اچھی طرح با ترتیل پڑہتے

مخارج حروف خوب ادا کرتے ہیں میں نے بھی ایک شب انکی اقتدا میں نماز پڑھی ہے اسی وقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ قصبہ بنام میں مولانا دولت یار نام ایک درویش تھے وہ بھی بہت اچھا پڑھتے تھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے شیخ کبیر سے چھ سیپارہ قرآن اور تین کتابیں پڑھی ہیں۔ ایک کتاب کا سامع تھا۔ اور دو خود پڑھی تھیں۔ اور قرآن شریف پڑھنے کے واسطے میں نے عرض کیا تھا کہ میرا ارادہ قرآن شریف پڑھنے کا ہے اور آپ سے پڑھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے قبول فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ بوقت فرصت پڑھ لیا کرو پس میں ہر جمعہ کو بعد جمعہ درمیان عصر پڑھا کرتا تھا الغرض چھ سیپارے آپ سے پڑھے جب قرآن شریف شروع کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ الحمد سے پڑھو میں نے شروع کی جب ولا الضالین پر پہونچا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ضاد اسطرح ادا کرو جیسا میں کرتا ہوں میں نے ہر چند چاہا کہ آپکی تقلید کروں مگر مجھ سے نہو سکا حضرت شیخ الاسلام نہایت فصیح بلیغ تھے ضاد کو ایسا ادا فرماتے تھے کہ طاقت زبان انسانی سے باہر ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ضاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اسی وجہ سے آپکو رسول الضاد کہتے ہیں اور یہ الفاظ زبان مبارک سے ارشاد فرمائے رسول الضاد ای ارسل علیہ الضاد۔ واللہ اعلم۔

مجلس سی و سوم روز پنجشنبہ تاریخ ۱۵ ماہ مبارک رمضان ۷۱۶ھ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو نماز تراویح کے بارہ میں ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ نماز تراویح سنت ہے اور تراویح میں ایک ختم قرآن شریف سنت ہے۔ خواہ یہ ختم ایک شب میں کیا جائے خواہ تیس رات یعنے ماہ کامل میں ادا ہو۔ بہر حال تراویح میں ایک ختم قرآن ہونا چاہیئے۔ اسکے بعد دوبارہ ارشاد فرمایا کہ نماز تراویح سنت ہے اور جماعت سنت ہے اور ایک ختم قرآن تراویح میں سنت ہے میں نے عرض کیا کہ یہ سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یا سنت اصحاب ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسمیں اختلاف ہے ایک روایت میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح تین شب پڑھی ہے اور ایک روایت میں ایک شب پڑھنا آیا ہے لیکن مداومت نماز تراویح حضرت عمر بن الخطاب رض نے فرمائی ہے اور اپنے عہد خلافت میں ہمیشہ نماز تراویح پڑھی ہے اسوقت حاضرین میں سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ سنت صحابہ بھی سنت ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے مذہب امام اعظم میں سنت صحابہ بھی سنت ہے لیکن امام شافعی رح فرماتے ہیں کہ سنت وہی ہے جو سنت رسول علیہ السلام ہے۔ اسکے بعد حکایت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کی ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بماہ رمضان کے اکسٹھ قرآن شریف ختم فرماتے تھے تیس دنوں میں اور تیس راتوں میں اور ایک تراویح میں پڑھتے تھے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ امام اعظم رح نے چالیس سال عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی تھی اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکی شان میں ہو سراج امتی فرمایا ہے آپکے مقامات نہایت عالی ہیں دانشمندوں و علما میں

کوئی اُس رتبہ کو نہیں پہنچتا آپکے کمال علم مجاہدہ اور جس معاملہ کا سبب ہے کہ اتنی مدت سے آپکا نام روشن ہے اور تا قیامت رہیگا اور جسکو حیات معنوی کہتے ہیں اور یہ آسانی سے حاصل نہیں ہوسکتی جنیدؒ اور شبلی رضؓ کو لوگ اونکے حالات سنکر سمجھتے ہیں کہ وہ لیوہونگے یہ غلط ہے انکا نام انکے

مجلس سی و چہارم

روز یکشنبہ تاریخ ۹ ماہ شوال ۷۱۶ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی آپنے اس خاکسار سے دریافت فرمایا کہ تم میرے کلمات کو کس طرح سے لکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپکے ارشادات کو حسب فہم خویش تحریر کرتا ہوں اور جو الفاظ مبارک والفاظ بلفظیہ یاد رہتے ہیں بعینہ لکھتا ہوں اور جو یاد نہیں رہتا یا مشکل ہوتا ہے بجائے اسکے خالی جگہ چھوڑ دیتا ہوں کہ مجلس آئندہ میں استفادہ حاصل کرکے یا آپ سے دریافت کرکے لکھدیا جاوے چنانچہ مجلس گذشتہ میں حضور نے تذکرۃ فرمایا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم سورج کی طرف مونہہ کرکے دہوپ میں نہ بیٹھو اس سے طراوت مونہہ کی جاتی رہتی ہے۔ میں نے اسکو نہیں لکھا اسکی جگہ سادی چھوڑ دی ہے۔ کہ تصحیح کرکے لکھوں گا حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ حدیث کسی کتاب میں لکھی ہوئی دیکھی نہیں۔ لیکن اپنے استاد مولانا علاءالدین اصولی سے بداؤں میں سنا تھا وہ بہت بڑی بزرگ صاحب ذوق شوق و صاحب کمال تھے لیکن کیسیکے مرید نہ ہوئے تھے صرف یہی کسر تھی ورنہ صاحب حال ہوتے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مولانا علاؤالدین اصولی بحالت طفلی لڑکوں میں کھیل رہے تھے اور مولانا جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکانکی دہلیز میں تشریف فرما تھے۔ جب نظر مولانا کی علاؤالدین پر پڑی آپکو بلایا اور اپنے کپڑے پہنائے یہ بیان فرماکر حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ کرامت اور بزرگی جو مولانا علاؤالدین اصولی کو حاصل تھی اوسی جامہ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے حاصل تھی اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مولانا علاؤالدین نے ایک لونڈی خریدی تھی وہ بڑھیا تھی ایک روز رونے لگی آپنے دریافت فرمایا سکہنے لگی کہ میں قوم سے اہیر کمٹھہر والی ہوں میرا ایک لڑکا ہے مجھے اوسکی بہت یاد آتی ہے اور یہی سبب رونیکا ہے یہ سنکر آپکا دل بھر آیا اور اس لونڈی سے کہا کہ یہاں سے کوس بھر ایک تالاب ہے وہاں سے کٹھہر کو راستہ جاتا ہے اگر میں تجھے وہاں پہنچادوں تو اپنے مکان کو جاسکتی ہے یا نہیں اوسنے کہا اگر آپ مجہپر اسقدر رحم فرمائیں گے میں اپنے گھر چلی جاؤنگی بالغرض آپنے اوسکو حوض پر پہنچا دیا

حسن معاملہ کے سبب روشن ہوا

اور وہ اپنے گھر چلی گئی یہ حکایت بیان فرما کر حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے فرمایا۔ یہ بات علماء ظواہر سے صادر ہوئی تعجبات سے ہے اسکے بعد یہ **حکایت** مولانا علاؤ الدین صولی کی دانشمندی اور انصاف پسندی کے بارے میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ آپ بہت صلاحیت رکھتے تھے جب کسی سے مباحثہ فرماتے اور وہ مغلوب ہوتا اوس سے فرماتے کہ یہ میری رائے تھی تم اور بھی کہیں تحقیق کرلو۔ کہ شبہ تمہارا رفع ہو جاوے اسکے بعد آپنے اور ایک **حکایت** بیان فرمائی کہ مولانا علاؤ الدین میرے ساتھ ایک کتاب کا مقابلہ کررہے تھے اصل اونکے ہاتھ میں اور نقل میرے ہاتھ میں تھی کبھی وہ پڑھتے تھے اور کبھی میں پڑھتا تھا اور باہم مقابلہ کرتے جاتے تھے الغرض ایک مصرعہ ناموزوں معلوم ہوا اور معنی بھی اوسکے درست نہ تھے بہت غور اوسکے صحیح کرنے کے واسطے کیا گیا مگر وہ حل نہوا۔ اسیوقت ایک شخص مولانا ملک یار نامی آئے مولانا علاؤ الدین نے اون سے مشکل بیان کی اونہوں نے فوراً اس مصرعہ کو درست کردیا کہ معنی بھی اوسکی سمجھ میں آگئے۔ اسیوقت مولانا علاؤ الدین نے مجھسے کہا کہ مولانا ملک یار صاحب ذوق ہیں اور یہ معنے انہوں نے سرِ ذوق سے کہا ہے۔ میں نے ذوق کے معانی اوسی روز سمجھے ورنہ اس سے پیشتر میں ذوق کو ذوق حسی سمجھتا تھا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مولانا ملک یار محض اُمّی تھے بالکل پڑہے لکھے نہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اونکو علم باطنی کرامت فرما رکھا تھا۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ مولانا ملک جامع مسجد بدایوں کے امام مقرر کیئے گئے لوگوں نے اونکی بابت تکرار کی کہ وہ اس لائق ہیں یا نہیں جسوقت یہ خبر مولانا علاؤ الدین اصولی کو پہونچی آپنے مجمع عام میں فرمایا کہ اگر امامت مسجد بغداد و مکہ معظمہ مولانا ملک یار کے سپرد کی جائے وہ بھی اونکی اہلیت کے مقابلہ میں کم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مجلس سی و پنجم روز چہارشنبہ تاریخ ۲۸ ماہ شوال ۷۱۶ھ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو صدقہ کے بارہ میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ صدقہ۔ مروت اور وقایہ ہے۔ صدقہ یہ ہے کہ کسی محتاج شخصکو کوئی چیز دی جائے اور مروت ایک دوست کا دوسرے دوست کو ہدیۃً اور تحفۃً کوئی شے دینا ہے کہ وہ بھی اوسکے مبادلہ میں کوئی چیز دے۔ اور وقایہ بدزبان کی زبان بد سے بچنے اور مفسد کے فساد اسے پناہ میں رہنے کے واسطے اوسکو کوئی چیز دینے کو کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک

یہ تین باتیں فرمائی ہیں **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تالیف قلوب کے لیے
اول حال میں ہدیہ دیا ہے لیکن بعد تقویت اسلام آپنے یہ رسم بند کردی تھی ان دنوں شہرت لشکر کشی
کی ہو رہی تھی بندہ نے عرض کیا کہ مصحف کو لشکر میں اپنے ساتھ لیجانے کے واسطے کیا حکم ہے کیونکہ
اوسکی محافظت وہاں بنہایت دشوار ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ لیجانا چاہیئے۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ ابتدائے
اسلام میں بعہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف کو لشکر میں اس خیال سے کہ مبادا شکست
ہو جائے اور یہ کلام پاک کفار کے ہاتھ میں جا پڑے نہیں لیجاتے تھے مگر جب اسلام نے قوت پکڑی
اور لشکر کا انبوہ ہوا برابر لیجانے لگے۔ بندہ نے عرض کیا کہ خیمہ میں مصحف کو کس جگہ رکھنا چاہیئے۔ آپنے
ارشاد فرمایا کہ سرہانے کی جانب رکھنا اولی ہے اسکے بعد یہ **حکایت** سلطان محمود غزنوی رح کے
بارے میں فرمائی کہ بعد وفات اونکو خواب میں دیکھا۔ پوچھا گیا کہ اللہ تعالی نے تمہارے ساتھ کیا سلوک
کیا انہوں نے جواب دیا کہ مجھے بخشدیا اور سبب میری بخشش کا یہ ہوا کہ ایک شب مجھے ایک مکان میں
رہنے کا اتفاق ہوا وہاں طاق میں قرآن شریف رکھا ہوا تھا جسوقت نیند کا غلبہ ہوا میرے دل نے
چاہا کہ لیٹ جاؤں لیکن طاق میں قرآن شریف رکھا ہو بیٹھے میں یہ امر خلاف ادب جانا اور یہ بھی گوارا
نہوا کہ اپنے آرام کے واسطے بتدیل جائے مصحف کروں الغرض اوس شب تمام رات بیٹھا رہا۔ اور
جاگ کر صبح کی۔ اللہ تعالی نے مجھے اس ادب کی وجہ سے بخشدیا **اسکے بعد** میں نے عرض کیا کہ آج
مجھے اور بہت سے آدمیونکو لشکر میں یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر کسی جگہ واقعہ ہو جائے اوسی جگہ دفن
کیے جائیں اور اسکی وصیت خدمتگذارونکو بھی کر دیتے ہیں کیونکہ مردہ کو دور و دراز فاصلہ سے شہر
میں لانا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ جائی موت پر دفن کیا جانا بہت بڑی اچھی بات ہے لیکن
یہ امر بالکل نامستحسن ہے کہ جسم زمین کو امانت سپرد کریں اور پھر لاش اٹھا کو دوسری جگہ لیجائیں کیونکہ جملہ زمین
اللہ تعالی کی ملک ہے ملک دیگر میں ایسا کرنا چاہیئے لیکن کل زمین اللہ تعالی کی ہی ایسا کرنا اچھا
نہیں ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص شہر سے لشکر کے ساتھ جائے اور کسی جگہ مارا جائے اور وہاں
دفن ہو پس جس قدر زمین اوسکے گھر کے اور اسجگہ کے درمیان ہوگی اللہ تعالی اوسکو بہشت بریں میں

اسیقدر اراضی اوسکو مرحمت فرمائیگا **اسکے بعد** گفتگو امراء صالح اور ملوک خوش اعتقاد کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک بادشاہ زادہ صاحب صلاحیت بزرگ اور صاحب کشف تہا ایکروز باغ میں تخت پر مع اپنے حرم کے بیٹہا تہا۔ ناگاہ جانب آسمان موہنہ اوٹہا کر دیکہا اور پہر اپنی بیوی کو دیکہا اور پہر تخت پر نگاہ ڈالی اور اسکے بعد رو پڑا اوسکی بیوی یہ حال دیکہکر حیران ہوگئی اور دریافت حال بالحاح کیا بادشاہ زادہ نے تامل کیا لیکن جب اوسکا اصرار والحاح حد سے زیادہ بڑہگیا اسنے بیان کیا کہ اسوقت جو میں نے نگاہ آسمان کی جانب کی۔ نگاہ میری لوح محفوظ پر جا پڑی اوسمیں دیکہنے سے معلوم ہوا کہ عمر میری تمام ہوگئی۔ اس تخت کا مالک حبشی غلام ہوگا اور تو اوسکے نکاح میں چلی جائیگی۔ یہ سنکر حرم نے کہا کہ آپکا رونا بے فائدہ ہے یہ امور آپکے اختیار میں ہنیں ہیں آمیں فکر کرنا بیجا ہے جو اللہ تعالی نے حکم فرمایا ہے وہی ہوگا۔ الغرض بادشاہزادہ نے اوسیوقت حبشی غلام کو بلایا اور خزانہ میں سے خلعت نکلوا کر دیا اور اپنا ولی عہد مقرر کرکے امرا سے نذریں دلوائیں اور ایک فوج کا امیر کرکے مع دیگر امرا کے کسی مہم پر بہیجدیا۔ غلام نے جاکر وہ مہم سر کی اور اوس ملک پر قبضہ کرکے بفتح و فیروزی دار السلطنت میں آیا اسکے واپس آنے کے دوسرے دن بادشاہزادہ کا انتقال ہوا۔ چونکہ اوسنے اس غلام کو ولیعہد کردیا تہا اور اسنے بہی لشکر کے ساتہ اچہا معاملہ اور بہت دلجوئی کی تہی لوگوں نے اسکو بادشاہ مقرر کیا اور وہ عورت بہی اوسکے نکاح میں آگئی۔ **اسکے بعد** حکایت حکما کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ فارابی نام ایک حکیم تہا ایکروز وہ خلیفہ کی مجلس میں ترک بچہ کا سا لباس پہنے ہوئے ہاتہ میں چنگ لئے ہوئے آیا اور بیان کیا کہ اسکے بجانے میں تین وصف ہیں۔ ایک اسکے بجانے سے ہنسی بہت آتی ہے۔ دوسرے رونا بہت آتا ہے تیسرے منوم ہے۔ حاضرین دربار یہ کلام سنکر حیران ہوئے کہ تین چیزوں کا ایک باجے میں جمع ہونا مشکل ہے۔ حکیم سے فرمائش کی۔ اسنے اول مرتبہ اسطرح چنگ بجایا کہ جملہ حاضرین قہقہہ مار کر ہنسنے لگے۔ اور دوسری مرتبہ اسطرح بجایا کہ ہر ایک زار زار روتا تہا اور تیسری مرتبہ اسطور سے بجایا کہ سب سو گئے اور حکیم یہ تحریر کرکے چلاگیا کہ فاراب تا حضر تہا و غاب جب اہل مجلس ہوش میں آئے اور یہ تحریر دیکہی اوسوقت معلوم ہوا کہ یہ حکیم ظاہر فارابی تہے۔ اسکے بعد آپنے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ حکیم ظہیر فاریابی عقیدہ اچہا نرکہتے تہے ایکمرتبہ خلیفہ کے پاس گئے اور اونکو بہی بدعقیدہ کرنا چاہا اور بیان کیا کہ حرکت فلک ارادی ہے اور

اور یہ مذہب اہل سنت وجماعت کا نہیں ہی ہمارے مذہب میں حرکت فلک قسری ہی۔ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی انکے معاصر تھے جس وقت شیخ کو معلوم ہوا کہ حکیم بادشاہ کو دین سے پھیرنے گیا ہے آپ بھی تشریف لیگئے اور یہ حال ان اوراق میں پہلے تحریر ہوچکا ہے۔ الغرض شیخ نے بیان کیا کہ حرکت فلک قسری ہی اور ایک فرشتہ اوسکو حرکت دیتا ہے اور آپنے وہ فرشتہ بحکم خدا بادشاہ اور حکیم کو دکھلا دیا۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر یہ بیان فرمارہے تھے کہ اوسوقت ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ آج شبکو میرے مکانمیں لڑکا پیدا ہوا ہے آپ اُسکا نام رکھدیں حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اسکا نام عمر رکھو اور لقب شہاب الدین ہو۔ کیونکہ میں اسوقت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا ذکر کررہا تھا لیکن اس نام کو کبھی ساتہ تصغیر وتحقیر کے نہ لینا اور اُسیوقت حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے دو لڑکے تھے ایک کا نام محمد اور دوسرے کا احمد تھا شیخ نجیب الدین اگر اُنپر خفا ہوتے فرماتے کہ اےخواجہ محمد تم نے ایسا کیا اور اےخواجہ احمد یہ کام تمہارے لائق تھا گو آپکو کیسا ہی سخت غصہ ہوتا لیکن ہرحال میں آپ نام کا ادب مرعی رکھتے تھے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار آدمیوں کے نام تبدیل فرمائے ہیں چنانچہ مشہور ہے کہ ایک شخص نے آپکی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا نام عاصی بیان کیا آپنے اوسکا نام مطیع رکھا۔ اور ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص سے اوسکا نام پوچھا اوسنے مصطجع بتلایا اور مصطجع کے معنی زمین پر پہلو رکھنے والے کے ہیں آپنے اوسکا نام بدلکر منبعث رکھدیا جسکے معنے زمین سے اوٹھنے والے کے ہیں اور اسیطرح ایکمرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکعورت سے اوسکا نام پوچھا جسنے اپنا نام شعب الضالہ بتلایا آپنے فرمایا کہ میں نے تیرا نام شعب الہدیٰ رکھدیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا نام حمل بمعنی اونٹ رکھدیا تھا اور یہ واقعہ اسطرح ہوا تھا کہ یہ شخص توانا تھا آپ سفر میں تھے لوگ آکر اپنا اسباب اس شخص کے سپرد اُٹھاکر لیچلنے کے واسطے کرتے تھے اور وہ قبول کرتا تھا تاانیکہ ایک انبار ہوگیا آپنے اوس سے ارشاد فرمایا کہ تو حمل ہے۔ اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن کی پیدائش کا حال سنکر حضرت علی رض کے مکانکو مبارکباد دینے گئے اور حضرت علی سے مولود کا نام پوچھا اُنہوں نے جوابدیا کہ اسکا نام حرب ہے۔ آپنے فرمایا کہ یہ نام خوب نہیں۔ اس مولود کا نام حسن ہے۔ اسیطرح بروقت ولادت امام حسین بھی آپ مبارکبادی کیلیئے گئے تھے

اور حضرت علی سے مولود کا نام پوچھا فرمایا کہ اسکا نام حرب رکھا ہے آپنے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ اسکا نام حسین ہے۔
اسکے بعد حکایت اسبارہ میں ہوئی کہ بہت سے آدمی مرید ہوتے ہیں لیکن مرید ہوکر چلے جانیکے بعد غیبت مرشد میں انکا حال تبدیل ہوجاتا ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ زادہ کا فرمودہ ہے کہ اکثر شخص میرے پاس آتے ہیں جبتک میں سامنے رہتا ہوں وہ مراسم عبودیت بجالاتے ہیں اور میرے غائب ہوتے ہی اپنے اصلی حال پر رجوع کرتے ہیں۔ اسکے بعد آپنے یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ ایک بزرگ کا فرمودہ ہے کہ اگر مجھے اس امر میں مخیر کیا جائے کہ اگر تم اپنی جان اپنے مکان میں نکلواؤگے یہاں تمکو دولت ایمان ملیگی اور فلاں جگہ دروازہ کے باہر نکلوانے میں شہادت نصیب ہوگی میں مکان میں جان نکلوانا قبول کرونگا کیونکہ مجھے امید نہیں کہ اسجگہہ تک پہونچتے پہونچتے میرے اعتقاد کا کیا حال ہو اور میں کس اعتقاد سے مروں۔ **اسکے بعد** آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ زمانہ قدیم میں یہی حال تھا چنانچہ مروی ہے کہ بعد انتقال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہزارہا مسلمان مرتد ہوگئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ اگر زکوٰۃ معاف فرمائیں ہم بھی مذہب اسلام میں رہینگے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا اور اون سے اس امر میں مشورہ لیا۔ بعض کی رائے ہوئی کہ زکوٰۃ معاف کردی جائے آپ یہ سنتے ہی تلوار سوت کر کھڑے ہوگئے اور ارشاد فرمایا کہ یہ حق خدا ہے اگر بمقدار عقال شتر کسیکے ذمہ ہوگا لیا جائیگا ورنہ اس تیغ سے اوسکی بابتہ لڑائی و فیصلہ کیا جائیگا۔ جب یہ خبر حضرت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معلوم ہوئی آپ نے نہایت استحسان فرمایا اور ارشاد کیا کہ انہوں نے بہت اچھا حکم دیا اسوقت زکوٰۃ کا معاملہ تھا دوسرے خلیفہ سے نماز کے معاف کرانیکے واسطے کہتے اور یہ دین اسلام یوں ہی معافی میں جاتا رہتا **اسکے بعد** حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ شیخ الاسلام شیخ فریدالدین مسعود گنجشکر اجودھنی رح اکثر فرماتے تھے کہ میرے مرید بہت صاحب اعتقاد ہیں تاہم بعد کسیقدر عرصہ کے اونکے مزاج میں فرق آگیا ہے اور ایسا ہی ہوا ہے کہ وہ میرے پاس سے دور چلے گئے ہیں اور دیر تک مزاج انکا درست رہا ہے مگر پھر کسیقدر منحرف ہوگیا ہے۔ ایکمرتبہ میری طرف مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ یہ شخص ایک عرصہ سے میری بیعت میں داخل ہے لیکن اپنے پہلے مزاج پر قائم ہے اور ذرہ برابر بھی اسکی عبودیت و حسن اعتقاد میں فرق نہیں آیا ہے۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر یہ بیان

فرماتے ہوئے رو پڑے اور اسی حالت گریہ میں ارشاد فرمایا کہ مجھے آجتک شیخ الاسلام کی محبت باقی ہے بلکہ روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

مجلس سی و ششم روز سہ شنبہ ۱۰ ماہ ذیقعدہ ۷۱۶ھ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ حکایت حضرت خواجہ شاہی موتاب رحمۃ اللہ علیہ کی ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ اونکو شاہی روشن ضمیر کہتے تھے جب وزراء اونکو خرقہ دیا کسی شخص کی معرفت حضرت خواجہ محمود موزہ دوز کو کہلا بھیجا کہ میں نے آج خواجہ شاہی کو خرقہ دیا ہے آپکی رائے میں یہ امر پسندیدہ ہوا ہے یا نہیں۔ خواجہ محمود نے جوابا کہلا بھیجا کہ آپنے جو کچھ تجویز فرمایا بہت درست فرمایا۔ اسکے بعد خواجہ شاہی موے تاب رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی خواجہ بوبکر موے تاب کی حکایت ہوئی مولانا سراج الدین حافظ بدایونی نے فرمایا کہ خواجہ بوبکر موے تاب بڑے بزرگ تھے جس شب انتقال فرمائیں گے قبل از وفات اٹھکر وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی اور جان جان آفرین کے سپرد کی۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ آرے اولیاء اللہ کما تعیشون کما تموتون **اسکے بعد** ذکر شیخ احمد نہروانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہوا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ شیخ احمد نہروانی بہت بڑے بزرگ تھے خواجہ بہاؤ الدین زکریا رحمہ درویشوں کی عبادت کم پسند کرتے تھے لیکن شیخ احمد کی نسبت فرماتے تھے کہ اگر دس صوفیوں کی عبادت ایک پلڑے میں رکھیں اور دوسرے میں تنہا شیخ احمد کی عبادت رکھی جائے۔ شیخ احمد والا پلڑا بھاری ہوگا اور ارشاد فرمایا کہ شیخ احمد کی عادت تھی کہ آپ جب مسجد کو جاتے یا راہ چلتے ایک انبوہ آپکے گرد ہوتا تھا۔ ایک بزرگ علی شوریدہ نام آپکو اس امر سے بہت منع کرتے تھے کہ تم اسقدر ہجوم غفیر اپنے ہمراہ نہ رکھا کرو۔ ایکروز شیخ احمد مسجد جا رہے تھے راستہ میں دیکھا کہ لوگوں نے شیخ علی شوریدہ کو پکڑ لیا ہے اور لات گھونسے مار رہے ہیں آپنے پہونچتے ہی چھڑایا اور اون سے ارشاد فرمایا کہ اے علی میں اپنے ساتھ اسواسطے بہت سے آدمی رکھتا ہوں کہ تمہارے موافق کہیں لات گھونسے نہ کھاؤں۔ اسکے بعد کسی شخص نے حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر سے دریافت کیا کہ شیخ احمد نہروانی کس کے مرید تھے آپنے ارشاد فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ ایسا کہا گیا ہے کہ آپنے نعمت فقر مادہو سے پائی تھی اور فقیر مادہو جامع مسجد اجمیر کے امام تھے شیخ احمد نہروانی کا گلا بہت اچھا تھا اور ہندی کلام اچھا گاتے تھے کہ لوگ عش عش کرتے تھے۔ شیخ مادہو نے آپکو بلا کر فرمایا کہ تم اپنی خوش آوازی کو اسطرح خرچ نکرو۔ قرآن شریف یاد کرلو آپنے قرآن شریف

یاد کرنا شروع کیا۔ طبیعت رکھتے تھے چند سفر میں حافظ کلام ربانی ہو گئے۔ یہ حکایت تمام فرما کر خواجہ ذکراﷲ بالخیر
نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ شیخ احمد نہروانی واقعہ شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اﷲ علیہ میں موجود تھے اسکے بعد ارشاد فرمایا
کہ ایک بزرگ عزیز بشیر نام تھے اور وہ بدایوں سے دہلی حضرت مولانا ناصح الدین پسر قاضی حمید الدین رحمۃ اﷲ
علیہ کی خدمت میں بغرض سے آئے تھے کہ خرقۂ خلافت حاصل کریں اور اس غرض کے حصول کے لیے حوض سلطان کے کنارے
ایک مجلس مرتب کی تھی۔ اس مجلس میں بہت سے اصفیائی دہلی بھی حاضر ہوئے تھے۔ اوس وقت اسی مجمع میں عزیز بشیر
نے ذکر کیا کہ بدایوں کا حوض ساغر اس حوض شمسی سے بدرجہا بڑا ہے۔ محمد کبیر اس مجلس میں حاضر تھے انہوں نے
یہ کلام سنتے ہی کھڑے ہو کر مولانا ناصح الدین سے کہا کہ یہ مرد فضول گو ہے اسکو خرقہ دینا مناسب نہیں مولانا ناصح الدین
نے انکی بات مان لی اور عزیز بشیر کو خرقۂ خلافت نہ دیا۔ اسی وقت **حکایت** خواجہ شاہی موئے تاب کی ہوئی
آپ نے ارشاد فرمایا کہ بدایوں میں انکو رونق حاصل ہو گئی تھی چھوٹے بڑے پیر و جوان حاضر ہو کر آپکے قدم چومتے
تھے اور جس طرف آپکا گذر ہوتا ایک ہجوم عظیم زیارت کرنے والوں کا ہو جاتا۔ حضرت خواجہ شاہی موئے تاب سیاہ
رنگ تھے۔ بدایوں میں ایک اور بزرگ محمود نجاشی نام رہتے تھے کسی وقت غلبات شوق میں خواجہ شاہی
موئے تاب کو دیکھکر یہ کلمات انکی زبان سے نکلگئے کہ اے سیہ گرمایہ نیک گرم کردہ سوختہ خواہی شد۔ خواجہ ذکراﷲ
بالخیر نے یہ کلمات بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ ایسا ہی ہوا کہ انکا انتقال جوانی میں ہو گیا۔ اسکے بعد یہ **حکایت**
بیان فرمائی کہ بدایوں میں عزیز نام کوتوال شہر حضرت خواجہ ضیاء الدین کے مرید تھے آدمی صالح تھے اور
درویشوں سے نیک عقیدت رکھتے تھے کبھی دعوت بھی کرتے تھے اور صوفیوں کے مکان پر جاتے اور دیر تک
ان سے مکالمہ کرتے۔ افسوس کہ عالم جوانی میں بجوار بدایوں شہید ہوئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک روز
میں طرف لکھنو جہاں باغہائے درختان انبہ بکثرت ہیں گیا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ عزیز کوتوال شہر مع
چند دوستوں کے دسترخوان بچھائے ہوئے اور اوسپر اطعمہ لذیذ رکھے ہوئے بیٹھے ہیں مجھے دیکھتے ہی پکار اٹھے
کہ یہاں آئیے۔ میں ڈرا کہ مبادا ایذا پہنچائیں اور ڈرتے ڈرتے اونکے پاس گیا آپنے میری بہت تعظیم کی اور
ساتھ کھانا کھلایا اور دیر تک باتیں کرتے رہے **اسوقت** مولانا سراج الدین حافظ بدایونی نے عرض
کیا کہ یہ حدیث من لیس له شیخ فشیخه شیطان درست ہے حضرت خواجہ ذکراﷲ بالخیر نے ارشاد

ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث نہیں ہے۔ قول مشائخ ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسبت ارشاد فرمایا اسکے بعد
ارشاد فرمایا کہ ایک درویش تھے۔ اگر کسی شخص کی نسبت آپ معلوم فرماتے کہ وہ کسیکا مرید نہیں ہے ارشاد
فرماتے کہ وہ کسیکے پلہ میں بیٹھا۔ میں نے عرض کیا کہ اسکے معنی وزن نہ کئے ہونگے آپنے ارشاد فرمایا کہ خیر اسکا مطلب
یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسیکا مرید ہوجاتا ہے اوسکے اعمال کو اوسکے مرشد کے پلہ میں رکھتے ہیں اسوجہ سے
کہا جاتا ہے کہ فلاں کے پلہ میں بندھا ہے۔ پلہ میں نہ بیٹھنا بے مرشد ہونے سے مراد ہوتی ہے اسکے بعد
آپنے کرامت کے اظہار نکرنیکے بارہ میں غلو فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مسلمانونکو اسکی خواہش بھی نکرنی چاہیئے اور
اسیوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ خواجہ ابو الحسن نوری ایکروز دجلہ کے کنارے گئے وہاں ماہی گیر کو دریا میں
مچھلیاں پکڑتے دیکھا آپنے اوس سے ارشاد فرمایا۔ کہ تم دریا میں جال ڈالو اگر میں صاحب کرامت ہونگا جال میں پوری
ڈھائی من کی مچھلی آئیگی الغرض اوس ماہی گیر نے جال ڈالکر کھینچا بڑی مچھلی پھنسی تھی جب وزن کیا پوری
ڈھائی من کی نکلی جسوقت یہ خبر خواجہ جنید بغدادی رح کو پہونچی آپنے ارشاد فرمایا۔ کاش اس جال میں سانپ
پھنستا اور ابو الحسن کو ڈستا کہ اونکا خاتمہ اچھا ہوجاتا اب نہ معلوم اونکا خاتمہ کس حال میں ہوگا۔ اسکے بعد آپنے
یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک درویش تھے جب کوئی درد شکم کا مریض آپکے پاس آتا آپ اوسکو شکنجبین کھانیکو
فرماتے۔ اور درد سر والے کو سبزی بریاں کھانیکے لئے ارشاد کرتے۔ الغرض جو دوا وغیرہ وہ زبان سے فرما دیتے
اسکے کھانیسے دردمند اچھا ہوجاتا۔ علی شوریدہ نے اونکو منع کیا کہ ایسا نکیجے ورنہ کسی بلا میں مبتلا ہوجاؤگے
عاقبت الامر ایسا ہی ہوا۔ وہ ایک بلا میں مبتلا ہوئے اور علی شوریدہ سے استمداد دعا چاہی لیکن انہوں
نے دعائی خیر نہ کی اور وہ درویش اوسی حال میں مرگئے۔

مجلس سی و ہفتم روز پنجشنبہ تاریخ ۱۱ ماہ ذی الحج ۱۶ سنہ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ یہ دن
منجملہ ایام التشریق تھا خلق جوق جوق زیارت کے واسطے آتی تھی اور شیرینی و طعام وغیرہ نذر گذرانتی
تھی۔ آپنے اوسوقت بر سبیل مطائبہ فرمایا کہ ایک درویش سے پوچھا گیا کہ تم کو کلام اللہ میں کونسی آیت زیادہ
پسند ہے انہوں نے کہا کہ کلوا واشربوا اکلہا دائم یہ فرماکر آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ چار کلمہ ہیں۔
اکل و اکلا و اکلہ و اکلہ ہے۔ اسکے بعد بیان ان چار کلموں کا فرمایا کہ اکل مصدر ہے اور اکل کے

معانی ہیں جو کہا ئیں اور اکلہ بکبار یا کرہ واحدۃ کہانے کے معنی میں کہتا ہے اور اکلہ کے معنی ایک لقمہ کے ہیں **اس وقت** ایک شخص حاضر ہوا جسکے ہمراہ ایک چہوٹا سا لڑکا تہا اور عرض کیا کہ آج اسکی بسم اللہ ہے یہ تختی حاضر ہے آپ اسکو پڑہنا شروع کرائیں کہ آپکے نفس کی برکت سے علم اسکو روزی ہو۔ خواجہ ذکراسہ بالخیر نے اوس تختی لیکر اپنے قلم مبارک سے بسم اللہ الرحمن الرحیم اب ت ث ج لکہا اور اس لڑکے کو تلقین فرمایا اور اسیوقت یہ فائدہ بیان فرمایا کہ اگر کسی حاجت کے برآنے کے لیئے کوئی اسم وغیرہ لکہیں اگر وہ نوشتہ جلد جلد لکہا جائے ہرآئینہ وہ کام جلد پورا ہو گا۔ اور اگر قلم میں روانی نہو اور دشواری سے چلے ہرآئینہ اسکام میں تاخیر درنگی پیدا ہوگی یہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ یہ تجربے عقل کے ہیں شرع کو اس سے کچہہ تعلق نہیں اور انکا بیان کرنا روا ہے۔ اسکے بعد یہ **حکایت** فرمائی کہ ایک بزرگ بیان کرتے تہے کہ میرا گذر ملک گجرات میں ہوا وہاں ایک دیوانہ سے میرا سابقہ ہوا۔ یہ دیوانہ واصل الی اسرار و صاحب کشف تہا میں اور وہ دونوں ساتہ رہتے سہتے تہے ایکروز میں حوض معروف کو گیا۔ اس خوف پر پہرا متعین تہا کسیکو وہاں جانے اور پانی میں پیر ڈالنے نہ دیتے تہے میری اوس حوض کے محافظوں سے ملاقات ہو گئی تہی اُنہوں نے مجہے جانے دیا۔ قصہ مختصر میں بر سر حوض وضو کر رہا تہا کہ ایکعورت مع سبوچہ گلی آئی اور مجہے پانی بہر دینے کیواسطے کہا میں نے پانی بہر دیا اسطرح اور دو چار خورد سال عورتیں آئیں اور میں نے اونکے سبوچہ ہائی بہر دیئے اور بعد از فراغت وضو اپنے حجرہ کو آیا دیوانہ اسوقت سو رہا تہا میں نے تکبیر نماز زور سے کہی کہ دیوانہ کی آنکہہ کہل گئی اور مجہہ سے کہنے لگے کہ کیا شور و شغب مچایا ہے اصل کام وہی تہا جو تو نے بر سر حوض کیا اور پانی بہر بہر دیا۔

مجلس سی و ہشتم بروز پنجشنبہ تاریخ ۱۲ ماہ شعبان ۷۱۸ھ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی اس مرتبہ بندہ آٹہہ ماہ کے بعد حاضر ہوا تہا اور وجہ یہ تہی کہ خادم ہمراہ لشکر دیوگڈہہ چلا گیا تہا وہاں سے آتے ہی حاضر ہوا آپنے شفقت و مرحمت بے اندازہ فرمائی اور سفر کی تکالیف کا تذکرہ فرماتے رہے۔ ملیح میرا آزاد کردہ غلام بہی میری ساتہ تہا مگر کسیقدر بیمار تہا۔ میں نے عرض کیا کہ اسکے بیمار ہو جانے سے گونہ دیر ہوئی۔ آپ نے ملیح کی بیماری کا حال پوچہا۔ میں نے مفصل عرض کیا اور یہی تعویق کا سبب بیان کیا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ تم نے بہت اچہا کیا۔ جو شخص اپنا دوست اور ہمسفر ہو اور اوسکو سفر میں زحمت ہو جائے لازم ہے کہ اوسکی رفاقت کرے اور اوسکے ساتہ رہے اور اسیوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ شیخ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ

بہت سافرت کرتے تھے کسی شہر میں چالیس روز کامل نرہتے تھے اونکی تمام عمر اسیطرح صرف ہوئی ایک جوان نے اونکی صحبت
میں رہنے کی خواہش کی آپنے فرمایا۔ کہ میں خانہ بدوش ہوں چالیس روز کامل کسی جگہ نہیں ٹہرتا تمہارا اور میرا ساتھہ
کیونکر ہو سکتا ہے اوس جوان نے کہا کہ جب میں آپکی مصاحبت میں رہونگا پھر مجھے ٹہرنے سے کیا علاقہ ہے جہاں
آپ تشریف لیجائینگے میں بہی آپکے ہمراہ چلونگا القصہ آپنے اوسکا اصرار لیا اور جہد تمام دیکھکر اجازت
ساتھہ رہنے کی دی۔ ابراہیم خواص اور وہ دونوں شہر بشہر قریہ بقریہ مسافر تھے اتفاقاً کسی جگہ وہ جوان بیمار
ہوگیا۔ اور آپکو اسکی وجہ سے تین ماہ کامل اوسجگہ ٹہرنا پڑا۔ دوران بیماری میں ایکروز اس جوان کو آرزو
کباب ماہی اور نان کہانیکی ہوئی۔ ابراہیم خواص کے پاس ایک گدھا تہا کہ ہنگام سفر آپ اسپر زادراہ رکہتے
اور [illegible] کان خود بہی بیٹہہ جاتے تھے آپنے اوسکو فروخت کرکے اس جوان کی خواہش پوری کی چند روز بعد شخص
اچھا ہوگیا اور آپنے سفر کا ارادہ کیا بیمار کہنے لگا کہ مجھے گدھا حوالہ کیجیے کہ میں اسپر چڑہکر آپکے ساتھہ چلوں آپنے
صورت واقعہ عرض کی اور اوسکو تین روز تک اپنی گردن پر بٹہاکر سفر کیا۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے بعد تمام حکایت
بیان فرمایا کہ مقصود اس حکایت سے حسن معیشت درباب ہمصحبتان تہا اسکے بعد آپنے اپنی بیماریکی حکایت

حکایت

بیان فرمائی میں نے عرض کیا کہ میں نے یہ خبر ناخوش لشکر میں سنی تہی مشہور تہا کہ کسی شخص نے جادو کیا ہے آپنے ارشاد
فرمایا کہ ہاں میں دو مہینے سخت بیمار رہا۔ اور بڑی تکلیف اوٹہائی اوسوقت ایک شخص جو جادو کے اوتارنے
اور جس جگہ جادو گڑا ہوا ہو اسکے نکالنے میں مہارت کامل رکہتا تہا لایا گیا۔ القصہ وہ شخص
دروازہ کے سامنے بیٹہا اور اوٹہکر مکان کے چاروں طرف پہرا لیکن کسی کسی جگہ مٹی اوٹہاکر سونگہتا جاتا تہا۔
آلاخر کہا اسجگہ کو کہودو کہ یہاں جادو گڑا ہوا ہے چنانچہ وہ جگہ کہودیگئی اور وہاں سے اسباب سحر برآمد ہوا۔
اور مرض میں اندک تخفیف ہوئی اسوقت اس شخص نے کہا کہ مجھے اسقدر مہارت ہے کہ اگر آپ فرمائیں تو جسنے
جادو کرایا ہے اوسکا نام بہی بتلادوں مجھے جب یہ معلوم ہوا میں نے کہا کہ اوسکو منع کردو کہ کسیکا راز فاش
نکرے جسنے جادو بہم کیا اور کرایا میں نے دونوں کو معاف کیا۔ اسوقت میں نے عرض کیا کہ لوگوں نے شیخ الاسلام
فریدالدین قدس سرہ العزیز پر بہی جادو کرایا تہا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ہاں آنپر بہی کسی نے جادو کرایا تہا
اور وہ طائفہ جسنے یہ حرکت نامعقول کی تہی پکڑا گیا۔ حاکم اجودہن چاہتا تہا کہ ان نالائقوں کو

اونکے کردار کو پہنچائے لیکن باوا صاحب نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں نے انکو معاف کر دیا ہے اور اسیوقت یہ
حکایت بیان فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی جادو کرایا گیا تھا کہ سورہ معوذتین اسی بارہ میں
نازل ہوئیں۔ انکے درد سے وہ شرنفاثات جاتا رہا۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا
کہ اگر آپ حکم دیویں تو اون عورتوں کی جنہوں نے آپکی ذات پر جادو کیا ہے، گردن ماری جائے۔ رسول
علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے مجھے صحت عطا فرمائی میں نے بھی اونکو معاف کر دیا۔ اسکے بعد
حکایت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ بروز جمعہ اثنای خطبہ میں بیان فرمایا
کہ اب میرے ایام زندگی چند باقی ہیں اور میں یہ سخن کرامت سے نہیں کہتا ہوں۔ بلکہ میں نے خواب دیکھا
ہے کہ ایک مرغ نے میری سر میں دو مرتبہ چونچیں ماری ہیں اور مرغ کا دیکھنا ملک الموت علیہ السلام کا دیکھنا
ہے یہ دلیل میری جلد تر وفات پانیکی ہے چنانچہ دوسرے ہفتہ میں آپنے انتقال فرمایا۔ مغیرہ کے ملازم
ابن لولو نے آپکو شہید کیا عین محراب مسجد میں تلوار ماری تھی۔ حضرت عمر ضرب لگتے ہی گر پڑے تھے۔ غلام اوس
مجمع میں سے باہر نکل آیا تھا اور وہاں بھی آٹھ نو آدمیونکو شہید کیا اور آخر وہ مردود ازلی خود بھی اپنے ہاتھ سے
اپنے آپکو تلوار مار کر مر گیا۔ جسوقت یہ فی النار ہوا جسم مبارک میں کسیقدر جان باقی تھی۔ لوگوں نے یہ خبر
آپکو پہنچائی آپنے خدا کا شکر کیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ خوب ہوا کہ میرے بدلہ کوئی شخص نہ مارا گیا۔ اسکے بعد
حکایت شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیان فرمائی کہ آپ کسی جگہ جاتے تھے ابن ملجم عبدالرحمان
مردود ہتھیار لگائے ہوئے آپکے دنبال میں روانہ ہوا آپ بالکل خالی ہاتھ تھے دریا کے کنارے پہونچے اور پار
اوترنا چاہا۔ وہاں ایک قبرستان بھی تھا حضرت علی نے کسی شخص کا نام لیکر آواز دی اوس قبرستان میں
سے ستر آدمیوں نے جوابدیا آپنے نام معہ باپ کا نام لیکر پکارا اب بھی سات شخصوں نے جواب دیا آپنے
اوس نام کے ساتھ چار پشت کے اسماء ملائے اوسوقت ایک شخص نے جواب دیا حضرت نے پایاب جگہ پوچھی اور
قبر میں سے فلاں جگہ یعنی نشانی آواز آئی آپ اوسی پتہ سے رواں ہو کر دریا پار اوتر گئے عبدالرحمن نے کل معاملہ دیکھا تھا
سوال کیا کہ جب آپکو اہل قبر کا نام اور اونکے باپ دادا کے اسماء معلوم ہو گئے تھے تو پھر آپ کو جگہ کا معلوم کر لینا
کیا دشوار تھا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ بیشک مجھے پایاب جگہ معلوم تھی لیکن میں نہ چاہتا تھا کہ میرا پردہ فاش ہو

القصہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے مقام پر پہنچکر بوقت نماز۔ نماز پڑہنے کہڑے ہوئے۔ عبدالرحمان ابن ملجم ملعون نے آکر عقب سے تلوار ماری۔ حضرت کو زخم کاری لگا اوسوقت آپنے فرمایا فزت و رب الکعبۃ اور آخرین سخن حضرت علی رضہ کا یہی تہا اس حکایت کے تمام ہونے پر بندہ نے عرض کیا کہ ابن ملجم مسلمان تہا آپنے ارشاد فرمایا کہ ابن ملجم مسلمان تہا الا معاویہ کی طرف ہوگیا تہا اسوقت بندہ نے دوبارہ عرض کیا کہ دربارہ امیر المومنین معاویہ کیسا عقیدہ رکہنا چاہیئے آپنے ارشاد فرمایا کہ وہ مسلمان تہے اور مکرم اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہیں آنحضرت کے خسر بھی ہیں امیر معاویہ کی بہن جنکا نام ام المومنین ام حبیبہ تہا آنحضرت صلعم کی شرف زوجیت سے مشرف تہیں بعد اتمام اس حکایت کے میں نے اپنا ہشت ماہہ غیبت کا حال عرض کیا اس روز لشکر سے بیشمار احباب حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر کی زیارت کے واسطے آئے تہے اور آتے جاتے تہے۔ ذکر فراق و اشتیاق ملازمت ہنگام گفتگو درمیان میں لاتے تہے اسکے مناسب حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہ کو ایک عریضہ ادب لکہا تہا اوسمیں یہ رباعی تحریر کی تہی **رباعی** زانروز کہ بندۂ تو دانند مرا ٭ بر سر ہر کہ دیدہ نشانند مرا ٭ لطف عامت عنایتے فرمودہ ہست ٭ ورنہ کیم واز چہ خوانند مرا ٭ اسکے بعد فرمایا جب میں شرف زیارت حضرت شیخ شیوخ العالم سے مشرف ہوا آپنے یہ رباعی ارشاد فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارا خط دیکہکر یاد کرلی تہی۔ الحمد للہ علے ذلک۔

مجلس سی و نہم روز دوشنبہ تاریخ ۲۳ ماہ مبارک شعبان ۷۱۸ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی مجہے دیوگڈہ میں ایک پیر بہائی نے تہیج جیتل ششگانی حضرت مخدوم کے نذر گذراننے کے واسطے دئیے تہے اور طلب دعائے خیر کیواسطے بہی کہا تہا میں اونکے حسب الارشاد وہ زرنقد لیگیا اور آپکی خدمت میں پیشکش کرکے اونکا معروضہ عرض کیا حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے وہ نذر قبول کی اور مناسب موقع یہ **حکایت** بیان کی کہ ایکمرتبہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی حج سے واپس بغداد تشریف لائے۔ اہل شہر آپکی زیارت کو آتے تہے اور حسب مقدور خود نذرانہ لاتے تہے کہ ایک انبار زر و ذخیرہ شیرینی جمع ہوگیا تہا اسی میں ایک بڑہیا بہی کہ وہ بہی زیارت کو آئی تہی اوسنے اپنی پہٹی ہوئی چادر سے ایک درم کہولکر آپکی نذر کیا۔ حضرت شیخ شہاب الدین نے اوس درم کو خود اٹہالیا اور تمام ہدایا کے اوپر رکہکر حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ ان

ان اشیاء نامعدودہ سے جس شخص کو جو شے مطلوب ہو بلا تکلف اٹھا لیوے لوگ اوٹھتے تھے اور عمدہ عمدہ اشیاء چھانٹ چھانٹ کر لیجاتے تھے۔ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس جلسہ میں موجود تھے حضرت شیخ الاسلام نے انسے ارشاد فرمایا کہ تم بھی کوئی چیز لیلو وہ اٹھے اور اوس معدوم کو جس کو بڑھیا نے نذر کیا تھا اٹھا لیا یہ واقعہ دیکھکر حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رح نے ارشاد فرمایا کہ تم نے سب اشیاء سے بہتر شے لی بندہ نے بعد استماع اس حکایت کے عرض کیا کہ شیخ جلال الدین تبریزی شیخ الاسلام شہاب الدین عمر سہروردی رح کے مرید ہوگئے آپنے ارشاد فرمایا کہ وہ شیخ شہاب الدین کے مرید نتھے بلکہ شیخ ابو سعید تبریزی کے مرید تھے۔ اپنے مرشد کے انتقال کے بعد آپکی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور شیخ الاسلام کی بہت خدمات ادا کرتے تھے کہ دوسرے مریدوں کو وہ شرف میسر نہ تھا۔ منقول ہے کہ شیخ الاسلام شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی رسم تھی کہ ہر سال پا پیادہ حج کیواسطے بغداد سے رواں ہوتے تھے بوجہ ضعیفی ٹھنڈا کھانا اون سے کھایا نہ جاتا تھا اسلیے ہر وقت گرم کھانا موجود رکھنے کی ضرورت تھی شیخ جلال الدین تبریزی ہمیشہ آپکے ہمسفر ہوتے تھے اور اپنے سر پر چولھا جس میں آگ جلتی تھی اوٹھاکر لے چلتے تھے۔ ایک شے ایسی بنا رکھی تھی کہ چولھا اوسمیں رکھ لیا جاتا تھا کہ سر کو گرمی اور آگ کا اثر نہ پہونچے۔ الغرض ہر وقت گرم کھانا تیار رکھتے تھے اسکے بعد حضرت شیخ ابو سعید تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کا ذکر ہوا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ وہ بہت بڑے بزرگ اور تارک الدنیا تھے اونکی خانقاہ میں اکثر فاقہ رہتا تھا کہ وہ نذر و ہدیہ قبول نہ فرماتے تھے۔ ایکمرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ تین دن پیہم اہل خانقاہ کو فاقہ کھینچنا پڑا۔ غلہ موجود نہ تھا۔ روزہ خربوزہ یا تربوز کی پھانکوں سے افطار کیا جاتا تھا یہ خبر اوس شہر کے والی کو پہونچی چونکہ اوسکو معلوم تھا کہ شیخ نذر قبول نہیں کرتے ہیں اوسنے اپنے خادم کو کچھ زر نقد دیکر کہا کہ تو چپکے سے یہ روپے لنگری کو دیدے اور فہمائش کر دینا کہ درویشوں پر جسطرح مناسب سمجھے نفقہ کرے خادم روپے لیکر لنگری کے پاس گیا اور اوسکو دیکر والی کا کہنا سمجھا دیا۔ اوسنے اوس روپیہ سے غلہ خریدا روٹی تھوڑی تھوڑی سب کو تقسیم کی اور شیخ کو بھی دی۔ شیخ نے کھانا تناول فرمایا لا بوقت شب مشغولی حق میں کیفیت نہ آئی صبح لنگری کو بلاکر دریافت حال کیا وہ چھپا نہ سکا اصل ماجرا عرض کر دیا۔ آپنے اسیوقت خادم کو مع اوس زر و غلہ کے خانقاہ سے نکلوا دیا اور دریافت فرمایا کہ وہ شخص جو روپیہ لایا تھا کس طرح آیا اور کہاں کہاں اوسنے پاؤں رکھے۔ اہل خانقاہ نے کل نشانات بتلا دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اوس جگہ کی جہاں جہاں اوسکے قدم پڑے ہیں مٹی کھود کر

پہنیکدو **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نذر قبول فرماتے تہے اور آپکے پاس بہت زیادہ
فتوح آتی تہی اور آپ کل خرچ فرما دیتے تہے جب اونکی وفات کا وقت قریب ہوا آپکے لڑکے عماد نام نے جسکی عمر تیس برس کی
تہی اور اسکا حال آپکے حال سے بالکل موافقت نہ رکہتا تہا خادم خانقاہ سے خزانہ کی کنجیاں مانگنی شروع کی خادم
نے دینے میں مضائقہ کیا کہ یہ وقت ارتحال شیخ ہے ایسی حالت میں دینا مناسب نہیں ہے آپ اسوقت حالت نزع میں
تہے آپکے کان میں بہی یہ آواز گئی آپنے خادم کو بلاکر ارشاد فرمایا کہ تالیاں دیدو اور حجت نکرو۔ لڑکے نے تالیاں
لیں اور خزانہ جاکر کہولا وہاں صرف چہ دینار دستیاب ہوئے وہ بہی تجہیز وتکفین شیخ الاسلام میں خرچ ہو گئے۔
مجلس چہلم روز پنجشنبہ ماہ مبارک رمضان ۷۱۲ھ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی اسروز ایک طالب علم حاضر
خدمت ہوا آپنے اوسکا حال دریافت فرمایا اوسنے عرض کی کہ میں تحصیل علم سے فارغ ہوگیا ہوں آجکل دربار سلطانی
میں جاتا ہوں کہ مجہے روٹی اور فراغت حاصل ہو جسوقت یہ طالب علم چلا گیا حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ بیت
زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔ **بیت** علم در وصف خویش نزہۃ السیت ÷ چوں بخواہش رسید مسخرہ السیت ÷ اسکے
بعد ارشاد فرمایا کہ شعر ایک لطیف چیز ہے لیکن جب کسی کی ہمعنی مدح میں صرف ہوتا ہے سخت بے ذوق ہو جاتا ہے اور
بہت برا معلوم ہوتا ہے علم بہی اپنے نفس میں اچہی شے اور نہایت شریف ہے لیکن جب لوگ اسکو حاصل کرکے طلب
دنیا میں مارے مارے پہرتے ہیں اور اسکو وسیلہ حصول دنیا بنا لیتے ہیں یا بنانا چاہتے ہیں اسکی عزت کو کہو دیتے ہیں
اس وقت ایک غلام جو آپکا مرید تہا مع اپنے ہندو بہائی کے حاضر ہوا اور اوسکو سامنے کرکے عرض کیا کہ یہ میرا بہائی
ہے مگر ہندو ہے جب دونوں بیٹہ گئے حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے مسلمان سے دریافت فرمایا کہ تیرے بہائی کو اسلام سے
رغبت ہے یا نہیں اوسنے عرض کیا بالکل نہیں میں آپکی خدمت میں اسلئے حاضر لایا ہوں کہ آپکی نظر کی برکت سے یہ شخص
مسلمان ہو جائے حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر یہ سنکر آنکہوں میں آنسو بہر لائے اور ارشاد فرمایا کہ یہ قوم نہایت سخت
دل ہوتی ہے کہنا انپر بہت کم اثر کرتا ہے البتہ اگر صحبت نیک حاصل ہو جائے اوسکا اثر ہوتا ہے اسکے بعد یہ
حکایت بیان فرمائی کہ حضرت عمر رض کے عہد میں بادشاہ عراق گرفتار ہوکر آیا۔ آپنے اوس سے ارشاد فرمایا کہ اگر
اسلام قبول کروگے مملکت عراق تم کو دی جائیگی۔ ورنہ قتل کیئے جاؤگے اسلام لانا یا قتل ہونا منظور کرو
بادشاہ نے مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ حضرت عمر رض نے اسکا یہ جواب پاکر جلاد کو بلایا کہ اسکو قتل کرے یہ بادشاہ

نہایت دانا تھا جب پیاس کی مارے جانیکے چارہ نہ دیکھا حضرت عمر رضہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں پیاسا ہوں پانی منگوائیے حضرت عمر رضہ نے حکم دیا کہ پانی لاکر پلاؤ خادم کانچ کے آبخورے میں پانی لایا۔ بادشاہ نے اس آبخورے میں پانی پینے سے انکار کیا۔ حضرت عمر رضہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بادشاہ ہے مزاج عالی رکھتا ہے اسکے واسطے سونے یا چاندی کے آبخورے میں پانی لاؤ۔ لوگ سونے کے آبخورہ میں پانی لائے بادشاہ نے پینے سے انکار کیا اور کہا کہ میرے واسطے مٹی کے آبخورے میں پانی منگوائیے۔ قصہ مختصر مٹی کے آبخورے میں پانی لایا گیا بادشاہ نے ہاتھ میں لیا۔ اور حضرت عمر رضہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ مجھے جبتک میں یہ پانی نہ پی لوں قتل سے امان دیجیے حضرت عمرؓ نے قبول کیا بادشاہ نے یہ ارشاد سنتے ہی آبخورہ زمین میں دے مارا کہ آبخورہ ٹوٹ گیا اور پانی زمین پر گر گیا اور کہا کہ آپ نے مجھے اس پانی کے پی لینے تک امان دی ہے جبتک میں یہ پانی نہ پی لوں آپ مجھے نہ ماریں حضرت عمر رضہ اوسکی اس دانشمندی سے بہت متعجب ہوئے۔ آخر الامر ایک بہت بڑے صحابی کو جو بدرجہ غایت متقی تھے بلایا۔ اور بادشاہ کو اون کے سپرد کیا۔ اونکی صحبت میں چند روز رہنے سے بادشاہ کا مزاج بدلگیا اور حضرت عمر رضہ کو پیغام بھیجا کہ مجھے بلوائیے میں ایمان لانا چاہتا ہوں آپنے بلایا اور اسلام عرض کیا کہ وہ صدق دل سے مسلمان ہوا اسوقت حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ مملکت عراق موجود ہے آپ بادشاہی کیجیے بادشاہ نے انکار کیا اور عرض کیا کہ مجھے ایک اُجاڑ قریہ مرحمت فرمایئے کہ میں اوسکو آباد کر کے اپنی اوقات بسر کروں حضرتؓ نے قبول فرمایا اور اپنے آدمی دیہہ مطلوبہ کی تلاش میں روانہ کیئے۔ چند روز کے بعد اُنہوں نے آکر عرض کیا کہ مملکت عراق سرسبز شاداب اور آباداں ہے اوسمیں خراب اور اُجاڑ گاؤں کا نام ونشان تک نہیں بادشاہ عراق نے اسوقت دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ مقصود میرا اس تلاش کرانے سے صرف یہ تھا کہ میں مملکت عراق سرسبز اور شاداب آپکے سپرد کرتا ہوں بادشاہ کا فرض ہے کہ اپنی رعیت کو خوش اور ملک کو آباد رکھے۔ میں اپنے فرض سے سبکدوش ہوا آپ جانیں اور مملکت عراق۔ اَب روز قیامت کی جوابدہی آپکے ذمہ ہے مجھ سے کچھ واسطہ نہیں حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر یہ حکایت بیان فرما کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور اس بادشاہ کی دانائی پر بہت استحسان فرمایا اور اسکے بعد صدق و دیانت اسلام و مسلمانان کے بارے میں یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک یہودی حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں رہتا تھا بعد انتقال حضرت

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمسایہ میں ایک یہودی رہتا تھا لوگوں نے اوس سے کہا کہ تو مسلمان کیوں نہیں ہوتا یہودی نے جواب دیا کہ اگر اسلام ایسا ہے
جیسے مسلمان حضرت بایزید ہیں تو میرے امکان سے باہر ہے اور اگر مسلمانی یہ ہے جیسے تم مسلمان ہو۔ مجھے اس مسلمانی
سے خود شرم آتی ہے۔ والحمد للہ رب العالمین ؕ۔

مجلس چہل و یکم روز یکشنبہ تاریخ ۲۷ ماہ مبارک رمضان [illegible] ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی
ملیح میرا آزاد کردہ خدمتگار میرے ساتھ حاضر ہوا تھا اوسنے تھوڑی سی مصری نذر گذرانی کہ اوسکی لڑکی
کا نکاح ہوا تھا۔ ملیح کی چار لڑکیاں تھیں اور یہ حال حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر کو معلوم تھا۔ آپنے مجھ سے دریافت
فرمایا کہ یہ مصری کیسی ہے میں نے عرض کیا کہ اوسکی لڑکی کا نکاح ہوا تھا چھوہارے اور مصری مجلس نکاح میں لٹائی
گئی تھی یہ اوسکا بقیہ ہے۔ یہ سنکر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ملیح سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جس شخص کے
ایک لڑکی ہوتی ہے اوسکے اور دوزخ کے درمیان ایک حجاب ہوتا ہے اور تیری چار لڑکیاں ہیں پس چار حجاب
ہیں اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ابو البنات مرزوق یعنی لڑکیوں کے باپ کو اللہ تعالی زیادہ رزق دیتا ہے
اسکے بعد یہ **حکایت** ارشاد فرمائی کہ جب حضر علیہ السلام نے جس لڑکے کو موجودگی موسی علیہ السلام کے مارا تھا
اور موسی علیہ السلام حضرت خضر پر خفا ہوئے تھے کہ تمنے کیوں ایک طفل معصوم کو مار ڈالا چونکہ خضر علیہ السلام کو اس
لڑکے کی سوء خاتمت کا حال معلوم تھا آپنے وہ حضرت موسی علیہ السلام کو بتلایا۔ الغرض اللہ تعالی نے اس
لڑکے کے مارے جانے کے بعد اوسکے ماباپ کو ایک لڑکی عنایت فرمائی کہ وہ بہت بزرگ ہوئی اور اوسکی اولاد میں
ستر لڑکے صاحب ولایت متولد ہوئے **اسکے بعد** از راہ کرم آپنے بندہ سے دریافت فرمایا کہ تم نماز تراویح کہاں
پڑہتے ہو میں نے عرض کیا اپنے مکان میں پڑھتا ہوں امام میسر آگیا ہے آپنے دریافت فرمایا کہ وہ نماز میں
کون کونسی سورتیں پڑہتا ہے میں نے عرض کیا کہ فاتحہ اور اخلاص۔ آپنے یہ سنکر نہایت تحسین فرمائی اور
ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ بھی نماز تراویح میں یہی سورتیں پڑہتے تھے کہ آخر
ضعیف ہو گئے تھے کہڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتے تھے بیٹھے بیٹھے ادا فرماتے تھے صرف فرض کہڑے ہو کر پڑہتے تھے
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ ایک لقمہ کم کہانا بہتر ہے کہ پیٹ بہر کہائے سست رہے
اور عبادت نکرے کم کہانا افضل ہے۔ اور قیام شب میں کم خوری سے بہت بڑی امداد ملتی ہے **اسکے بعد**

ارشاد فرمایا کہ شیخ کبیر اکثر روزہ رکہتے تہے آپکا افطار کسی عارضہ کے سبب سے ہوتا تہا کبہی فصد کہلواتے یا تپ آتی اس
صورت میں روزہ نرکہتے تہے باقی ہمیشہ صائم رہتے تہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی روزہ
مفروضہ کے سوا اور روزے بہت کم رکہتے تہے عمدہ کہانا کہاتے تہے لیکن عبادت بہت کرتے تہے اور اکثر ارشاد فرماتے تہے
کہ کلوا من الطیبات واعملوا صالحا یہ ارشاد فرماکر آپنے بیان فرمایا کہ یہ آیت اونکے حق میں صادق تہی اور یہ
مرتبہ اونکو روزی تہا۔

مجلس چہل ودوم روز شنبہ تاریخ ۴ شوال ۷۱۸ھ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو لڑکوں سے محبت کرنیکے
بارہ میں ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑکوں۔ بچوں سے بہت محبت رکہتے تہے اور
اونکے حال پر بڑی مہربانی فرماتے تہے اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایکمرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے امام حسنؓ کو لڑکوں میں کہیلتے ہوئے دیکہا آپ اونکے پاس گئے اور ایک ہاتہ ٹہوڑی کے نیچے اور ایک سر پر رکہا
اور موںہہ اوپر کرکے چوم لیا اسوقت بندہ نے عرض کیا کہ سنا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور
امام حسین علیہ السلام کی خوشی کرنیکو اونٹ کی سی آواز نکالی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ امر صحیح ہے اور یہ حکایت
مشہور ہے اور یہ الفاظ زبان مبارک سے بیان فرمائے نعم الجمل جملکما اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ حضرت عمرؓ
نے اپنی ایام خلافت میں کسی شخصکو ایک ولایت کا والی مقرر کیا تہا اور پروانہ ولایت دیکر روانہ کیا تہا اسی اثنا میں امیر المومنین
عمرؓ ایک لڑکے کو لیئے ہوئے باہر آئے کہ اوسکی سر و پیشانی چومتے تہے اور اوسپر نہایت مہربانی فرماتے تہے اوس شخص
نے آپکو دیکہکر کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں مگر مجہے اون سے اسقدر زیادہ محبت نہیں حضرت عمرؓ نے یہ سنکر اوس سے
مثال ولایت طلب کی اور لیکر پہاڑ ڈالی اور ارشاد فرمایا کہ جب تجہکو بچوں سے محبت در ملاطفت نہیں ہے تو بڑوں سے کیا حسن معاملہ اور شفقت

مجلس چہل وسوم روز چہار شنبہ تاریخ ۵ ماہ ذی الحجہ ۷۱۸ھ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اسروز ایک سپاہی
شخص آیا تہا حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے اپنے کرم عمیم سے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آتے ہو اوسنے عرض کی
کہ دار الخلافہ اور لشکر سے آتا ہوں پہلے اسجگہہ ایک گاؤں آباد تہا۔ لیکن جبسے چہاونی پڑی اور بادشاہ نے سکونت
اختیار کی اسکا نام دار الخلافہ ہوگیا ہے آپنے اسکے متعلق یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ بغداد کا نام پہلے مدینہ
منصور تہا کہ اوسنے بغداد کو آباد کیا تہا۔ کچہہ عرصہ کے بعد بغداد کا نام مدینۃ الاسلام ہوگیا۔ اسیوقت گفتگو

اولیاء اللہ اور اونکی محبت بار تعالی کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ کل بروز قیامت حضرت معروف کرخی رح کو میدان حشر میں لائیں گے اور وہ مئی محبت سے مست ہونگے خلق کو اونکی بیہودگی دیکھکر حیرت ہوگی اور آپس میں دریافت کرینگے کہ یہ کون بزرگوار ہیں۔ ناگاہ غیب سے آواز آئیگی کہ یہ معروف کرخی ہیں اور میری محبت سے مست ہو رہے ہیں اسوقت معروف کرخی کو حکم ہوگا کہ بہشت بریں کو جاؤ وہ انکار کرینگے اور عرض کرینگے کہ یا الٰہ العالمین میں نے تیری عبادت بہشت کے واسطے نہیں کی اوسوقت ملائکہ کو فرمان ہوگا کہ انکی گردنمیں نور کی زنجیریں ڈالکر کھینچو اور بہشت میں لیجاؤ۔ اسوقت کسی شخص نے عرض کیا کہ حضرت عزت جل وعلا کی ذات نہایت صاحب عظمت اور غایت بزرگی میں لاثانی ہے۔ انسان ضعیف البنیان کا کیا حوصلہ ہے کہ اوسکی محبت اور قربت میں دم مارے خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ یہ اور ہی معاملہ ہے بحث طلب نہیں ہے۔ بندہ نے عرض کیا کہ مجھے ایک نظم متضمن بدیں معنی یاد آئی ہے اور وہ یہ ہے **مصرعہ** عشق را بوحنیفہ درس نگفت ؛ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے اوسیوقت یہ دوسرا مصرعہ زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔ **مصرعہ** شافعی را درو روایت نیست ؛

مجلس چہل وچہارم

روز پنجشنبہ تاریخ ۱۸ ماہ ربیع الاول ۷۱۸ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو فضیلت حلم کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ بڑے صاحب حلم تھے لوگوں نے اون سے پوچھا کہ تمکو یہ نعمت کہاں سے حاصل ہوئی ہے اوہنوں نے جواب دیا کہ مجھے یہ نعمت اپنے استاد عاصم صاحب قرات سے ملی ہے وہ بہت بڑے صاحب حلم تھے یہ قصہ اونکے ادنی حلم کا ہے کہ ایکروز مجلس میں اس ہئیت سے کہ دامن پیرہن اپنی کمر سے لپیٹ کر زیر زانو رکہا اور بہ ہئیت قعود تشہد بیٹھے تھے شاگردونکا اونکی چاروں طرف جمگھٹا تہا شاگرد تہوڑی تہوڑی عبارت قرآن شریف کی پڑھتے تھے اور حضرت عاصم اوسکے فوائد بیان فرماتے تھے کہ ہم سبکو افادہ حاصل ہوتا تہا اوسوقت ایک شخص آیا اور آپ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ آپکا لڑکا مارا گیا آپنے دریافت فرمایا کس نے مارا اوسنے جواب دیا کہ تمہارے چچا کے لڑکے سے لڑائی ہوئی تھی اوسنے مارڈالا حضرت عاصم نے یہ سنکر اوس شخص سے فرمایا کہ اچھا اونکی تجہیز اور تکفین کرو فلاں شخص نماز جنازہ پڑہاوے اور فلاں قبرستان میں دفن کرو۔ یہ کلمات اوس شخص سے تین مرتبہ کہے اور پھر شاگردوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہاں کچھ اور شروع کرو قرارت شروع کی گئی اور آپ بدستور فوائد بیان فرمانے لگے گویا کچھ خبر بہی آپکو نہیں پہنچی ہے اور نہ آپکے فراج پر تغیر ہوا حتی کہ دامن جو کمر میں لپیٹا تہا وہ بہی اسیطرح رہا۔ اسکے بعد

ایک اور حکایت آپکی علم کے بارے میں بیان فرمائی کہ ایکروز امام عاصم جنگل میں آبادی سے دور نکل گئے ہتے وہاں آپکو ایک
شخص ملا جو آپکو اپنی بیوقوفی سے برا بہلا کہنے لگا۔ آپ اوسکی اس بیہودہ گوئی کا مطلق جواب دیتے تہے تو کہ واپس ہو کر قریب
شہر پہونچے وہ شخص بہی بکتا جہکتا آپکے ہمراہ آیا دروازہ شہر پر آپنے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب تم چلے جاؤ۔ شہر میں
میری بہتسے دوست ہیں مبادا وہ تمہیں مجہے برا بہلا کہتا سنکر تکلیف پہونچائیں اور درپے آزار ہوں اسکے
بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ درمیان اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت ابوبکر صدیق رضہ
حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ درمیان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت ابوبکر صدیق رضہ صفت سے حلم بغایت
موصوف تہے۔ ایکمرتبہ کسی شخص نے آپکو برے کلمات سے یاد کیا اور نازیبا طعن کیئے آپنے اسکو ارشاد فرمایا کہ مجھ میں
بیشمار عیوب ہیں اونمیں سے تجہے بہت تہوڑے معلوم ہوئے ہیں ان فوائد کو بیان فرماتے ہوئے برخاستگی مجلس کا
وقت قریب ہوا۔ بندہ نے عرض کیا کہ مرید کو اگر حضور کی مجلس پیر کم نصیب ہو لیکن اپنے پیر کی یاد میں ہمیشہ لگا
رہے مشغول ہو میں سمجہتا ہوں کہ یہ امر مستحسن ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ بعر لغایت خوب ہے۔ غیبت میں اپنے مرشد کا
خیال رکہنا سامنے موجود رہنے سے اچہا ہے اور اسوقت یہ مصرعہ زبان مبارک سے ارشاد فرمایا مصرعہ بیرونی دل درون
بہ کہ درونی بیروں ؛ آسکے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز اپنے مرشد
شیخ قطب الدین قدس سرہ العزیز کی خدمت میں بعد دو ہفتہ کے حاضر ہوا کرتے تہے برخلاف اسکے شیخ بدرالدین غزنوی
اور عزیزان دیگر ہمیشہ حاضر رہتے تہے جب وقت وصال حضرت شہید المحبت کا قریب ہوا اوس صاحب کرامت نے
جنکا مزار پایان مرقد شیخ قطب الدین رضی اللہ عنہ میں ہے اونکو تمنای سجادہ نشینی ہوئی اور شیخ بدرالدین غزنوی
بہی چاہتے تہے لیکن آپنے بوقت نقل وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد میرا جامہ مصلا اور نعلین چوبیں
شیخ فریدالدین کو دینا اسوقت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس کپڑے کو دیکہا تہا دوتہی سوزنی
تہی الغرض اوس شبکو جس میں حضرت خواجہ شہید المحبت نقل فرمائیں گے شیخ فریدالدین ہانسی میں تہے آپنے اپنے
مرشد کو خواب میں دیکہا کہ دہلی بلاتے ہیں چنانچہ علی الصباح ہانسی سے روانہ ہو کر چار روز میں دہلی پہونچے
قاضی حمیدالدین ناگوری رح اسوقت تک زندہ تہے آپنے جامہ عطا فرمودہ شیخ آپکے حوالہ کیا شیخ فریدالدین طاب
ثراہ نے دو رکعت نماز پڑہکر وہ کپڑے پہنے اور تین روز یا سات روز سے زیادہ خانقاہ حضرت قطب الاقطاب میں

شدہ ہے اور سبب آپکی واپسی کا یہ ہوا تھا کہ سرہنگا نام ایک مجذوب تھا وہ ہانسی سے آپکے ساتھ آیا تھا۔ یہ سرہنگا آپ سے تعشق رکہتا تھا اور ہانسی میں بلافراحمت اوسکو آپکا دیدار میسر ہوتا تھا۔ دہلی میں کثرت سے ائمہ وصدور مشائخ با دا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپکو باہر نکلنے کی مطلق فرصت نہ ہوتی تھی اور بیچارے سرہنگا کو دربان پاگل سمجھکر مجلس میں جانے نہ دیتے تھے تا ایکروز خانقاہ سے باہر تشریف لائے تھے۔ سرہنگا زیر سایہ دیوار بیٹھا ہوا تھا آپکو دیکھتے ہی دوڑا اور قدموں میں گرپڑا رونے لگا۔ کہتا تھا کہ جب آپ ہانسی میں تہے مجھے بلافراحمت دیدار نصیب ہوتا تھا اب میں ہوں ہجری اور محرومی ہے آپنے اوسکی زبان سے یہ سنتے ہی عزم کیا حاضرین نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ شہید المحبت نے آپکو اپنی جگہہ مقرر کیا ہے آپکو یہ جگہہ چہوڑکر نہ جانا چاہیئے حضرت شیخ الاسلام نے جواب دیا کہ جو نعمت میرے مرشد نے عطا فرمائی ہے وہ میرے ہمراہ ہے خواہ یہاں رہوں یا ہانسی میں خواہ جنگل میں سب جگہ مجھے برابر ہے۔

مجلس چہل وپنجم روز شنبہ تاریخ ۳ ماہ ربیع الاول ۷۰۹ھ کو دولت دست بوسی میسر ہوئی گفتگو حسن عقیدہ مریدان اور عنایت کلام پیران کے بارہ میں ہورہی تہی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک پوتے کا نام شرف الدین تہا وہ اپنے گہر سے بعزم حصول ارادت از حضرت شیخ الاسلام فرید الدین نور اللہ مرقدہ روانہ ہوئے شرف الدین کی ملک میں ایک لونڈی تہی کہ قیمت اوسکی سو تنکہ یا کم وبیش ہوگی اوسنے بروقت روانگی حاضر ہوکر عرض کیا کہ جسوقت آپ شرف زیارت حضرت خواجہ فرید الدین سے مشرف ہوں میرا سلام عرض کریں اور میری جانب سے یہ جوہی کا تہان نذر گذرانیں القصہ جسوقت مولانا شرف الدین کو زیارت حضرت شیخ الاسلام کی نصیب ہوئی اور شرف ارادت سے مشرف ہوچکے آپنے اوس لونڈی کا پیام عرض کرکے وہ کپڑا نذر گذرانا حضرت شیخ الاسلام نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی اوسکو آزادی نصیب فرمائے بعد برخاستگی مجلس مولانا شرف الدین اوٹھکر اپنی جائے سکونت پر آئے فکر کیا کہ حضرت نے اوسکی آزاد ہونے کے واسطے فرمایا ہے یہ ممکن نہیں کہ وہ آزاد نہوا البتہ یہہ لونڈی قیمتی ہے اور میری اسقدر حیثیت نہیں جو اسکو آزاد کردوں ہاں اسکو فروخت کردوں جو شخص خریدیگا وہ آزاد بہی کردیگا اس اندیشہ کے گذرتے ہی یہ خیال ہوا کہ لونڈی جب دوسری ملک میں جاکر آزاد ہوئی اوسکے آزاد کرنیکا ثواب خریدار کو ملیگا مجھے اوس سے کچہہ سروکار نہوگا پس خود مجھے آزاد کرنا چاہیئے یہ سوچکر دوبارہ حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے حسب الارشاد اوس جاریہ کو آزاد کیا ہے۔

مجلس چہل و ششم روز یکشنبہ تاریخ ۱۸ ماہ ربیع الآخر ۷۱۶ھ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو محبت اور عداوت دنیا کے بارے میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ خلق تین قسم پر منقسم ہے ایک وہ لوگ ہیں جو دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور رات دن اوسکی یاد اور اوسکی طلب میں رہتے ہیں اور ایسے آدمی بیشمار ہیں دوسرا وہ گروہ ہے جو دنیا کو دشمن جانتا ہے اور ہمیشہ اوسکی ملامت اور مذمت کے ساتھ کرتا رہتا ہے اور اوسکی عداوت میں مشغول رہتا ہے اور تیسری قسم یہ ہے کہ وہ لوگ دنیا کو دوست نہیں رکھتے اور نہ دشمن جانتے ہیں اور اوسکا ذکر نہ بعداوت اور نہ محبت سے کرتے ہیں۔ اور یہ قسم دوسری قسم سے بہتر ہے۔ اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک شخص حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ذکر دنیا بڑی برائی کے ساتھ کرنے لگا۔ رابعہ نے اوس کا بیان سنکر ارشاد فرمایا کہ آئندہ تم میرے پاس نہ آنا کہ تم دنیا کے دوست ہو اور اوسکا ذکر بہت کرتے ہو **اسکے بعد** گفتگو ترک دنیا کے بارہ میں ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ نواح کیتھل میں ایک بزرگ شیخ صوفی بدھنی نام تارک عظیم رہتے تھے کپڑا بھی نہ پہنتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ کسیکے مرید بھی تھے آپنے ارشاد فرمایا نہیں۔ اگر کسی کے مرید ہوتے تو مرشد ضرور اونکو ستر عورت چھپانے کے لیئے حکم کرتا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ آپ نماز بہت پڑھتے تھے اور اکثر فرماتے کہ بہشت اچھی جگہہ ہے لیکن افسوس ہے کہ اوسمیں نماز نہ ہوگی **اسوقت** بندہ نے عرض کیا کہ اگر مرشد دنیادار ہو وہ اپنے مریدونکو دنیا سے باز رہنے کی نصیحت کر سکتا ہے یا نہیں خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے اسکے جواب میں ارشاد فرمایا کہ دو زبانیں ہیں لسان قال اور لسان حال پند اور نصیحت لسان حال کی زیادہ موثر ہوتی ہے لسان قال سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا اگر مرشد اپنے مریدوں کو منع کریگا کچھ تاثیر اوسکے منع کرنے سے نہوگی اسکے بعد **حکایت** حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رح کی ہوئی کہ آپکو آپکے مرشد نے ایک مندیل عطا فرمایا تھا آپ اوسکو اپنے پاس باحترام تمام رکھتے تھے کہ اوس سے برکت حاصل ہوتی تھی اتفاقاً ایکروز آپ سو گئے۔ اور اتفاقاً مندیل جانب پائین رکھا ہوا تھا۔ نیند میں آپکے پیر مندیل کو لگے جب بیدار ہوئے نہایت افسوس کرتے تھے اور بیحد مضطر تھے فرماتے تھے کہ بروز حشر میں کس موںہہ اپنے مرشد کو دکھلاؤں گا اور بہشت بریں بھی مجھے یہی افسوس و قلق رہیگا۔ اسکے بعد یہ **حکایت** ارشاد فرمائی کہ مجھے حضرت شیخ الاسلام فریدالدین نور اللہ مرقدہ نے ایک گلیم عطا فرمایا تھا جو ابتک میرے پاس موجود ہے الغرض جب میں اجودہن سے دہلی آتا تھا میری ہمراہ صرف ایک آدمی تھا اور راستہ میں ٹھگوں کا خوف تھا چنانچہ ایکروز

چہوڑ دونگا۔ یہ کہکر پنچہا اوتر سے اوسیوقت پانی برسا اور ایسا برسا کہ خلق اللہ کے دل سے تمام گرمی ڈہل گئی۔ ایکروز سید قطب الدین نے آپسے ہنگام ملاقات پوچہا کہ مجہے آپکے حق میں کمال حسن اعتقاد ہے اور میں یہہ بہی جانتا ہوں کہ آپکو بارگاہ خداوندی میں نیاز حاصل ہے لیکن آپنے اوس روز برسر منبر کیا فرمایا تہا کہ اگر آج پانی نہ برسیگا میں آبادانی میں نہ ہونگا اگر اللہ تعالی پانی نہ برساتا آپ کیا کرتے شیخ نظام الدین ابو المویدنے جواب دیا کہ میں خوب جانتا تہا کہ اللہ تعالی ضرور پانی برسائیگا۔ سید قطب الدین نے دریافت کیا کہ یہ آپکو کہاں سے معلوم ہوا تہا کہ پانی ضرور برسیگا آپنے جواب دیا کہ ایکمرتبہ مجہے اور سید نور الدین مبارک سے سلطان شمس الدین التمش نور اللہ مرقدہ کے دربار میں زبردست اور زبردستی کی بابت تکرار ہوگئی تہی میں نے اوسوقت ایسی بات کہی تہی جس سے خاطر سید نور الدین مبارک کی آزردہ ہوئی تہی جس روز مجہے برائے طلب دعا مسجد لیگئے تہے میں مسجد میں جانیسے پیشتر سید نور الدین مبارک کے مزار کو گیا تہا اور وہاں باواز بلند کہا کہ لوگ مجہے برائے دعا مسجد لیجاتے ہیں اگر تم مجہہ سے آشتی کروگے میں دعا مانگونگا۔ روضہ سے آواز آئی کہ میں تم سے راضی ہوں جاؤ دعا مانگو اللہ تعالی باران رحمت نازل فرمائیگا۔

مجلس چہل و ہفتم روز چہارشنبہ تاریخ ۵ ماہ جمادی الاول ۷۱۸ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ دربارہ نماز گفتگو ہورہی تہی میں نے عرض کیا کہ نماز میں بعد ادائی فرض جو تبدیل جائے کرتے ہیں یہ کیسا امر ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ جگہہ تبدیل کرنا بہت اچہی بات ہے اگر امام جائے تبدیل نکرے یہ امر موجب کراہیت ہوگا لیکن مقتدی کیواسطے یہ حکم نہیں ہے وہ اپنی جگہہ کہڑا رہکر نماز ادا کرے توبہی کراہیت نماز میں نہ آئیگی اگر بہتر ہے کہ تبدیل جائے کی جاوے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب تبدیل جائے کریں بہتر ہے کہ جانب چپ تبدیل کریں کہ مونہہ ہر حالت میں مقابل قبلہ رہے

مجلس چہل و ہشتم روز پنجشنبہ تاریخ ۱۳ ماہ مذکور سنہ مذکور کو دولت دستبوسی حاصل ہوئی گفتگو اسبارہ میں ہورہی تہی کہ خلق اللہ از راہ حسن اعتقاد مشائخ کے ہاتہہ چومتی ہے اور اون سے برکت طلب کرتی ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ درویش اپنے ہاتہہ کا بوسہ اس نیت سے لینے دیتے ہیں کہ وہ چاہیتے ہیں کہ ایک مغفور شخص کا ہاتہہ دوسرے شخص کے ہاتہہ سے ملے۔ اسکے بعد یہ **حکایت** دربارہ نفس درویشاں بیان فرمائی کہ خواجہ اجل شیرازی بہت بڑے بزرگ تہے ایکروز انکے کسی مرید نے حاضر خدمت ہوکر شکایت کی کہ میرا مکان نیچا ہے اور میرے پڑوسی نے اپنے مکان پر بالاخانہ بنایا ہے اوسکے بالاخانہ پر چڑہنے سے میرے مردمان خانہ کی بے پردگی ہوتی ہے ہر چند میں منع کرتا ہوں الا وہ نہیں مانتا آپنے

ارشاد فرمایا کہ وہ واقف ہے کہ تو میرا مرید ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ ہاں وہ بخوبی جانتا ہے کہ میں یکے از حلقہ بگوشان
آن مخدوم ہوں۔ یہ سنتے ہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ وہ نہیں گرتا اور اوسکا مہرۂ گردن نہیں ٹوٹتا
یہ ارشاد فرما کر آپ نے اوس شخص سے کہا کہ اپنے گھر جا شخص شکایت کنندہ اپنے گھر چلا۔ راستہ میں خبر سنی کہ تیرا پڑوسی کوٹھا اوپر
پہنے ہتا یکایک پیر پھسلا۔ گر پڑا گرتے ہی مہرۂ گردن ٹوٹا اور وہ مرگیا۔ **اسکے بعد** حکایت مردان حق کی ہوئی آپنے
ارشاد فرمایا کہ عہد قدیم میں چار شخص برہان بلخی۔ برہان کاشانی۔ اور دو شخص جنکا نام برہان تہا۔ الا اونکی کنیت
مقامی یاد نہیں ہی شمال کے ملک سے آئے تھے اور بوجہہ ہم سفری و ہمنامی اونکے درمیان اخلاص محبت اور سلوک
بہت زیادہ تہا ہمیشہ ایک جگہہ رہتے تہے اور ایک ہی جا ئے اٹھتے بیٹھتے کہاتے پیتے تہے۔ برہان کاشانی نے قاضی
نصر کاشانی سے جو قاضی شہر تھے پڑھنا شروع کیا اور وہ برہان پر بوجہہ ہم وطنی بڑی عنایت فرماتے تہے الغرض
ایکروز قاضی نصر نے ایک نکتہ بیان فرمایا اور برہان کاشانی سے ارشاد فرمایا کہ اسکی شرح بیان کرو برہان کاشانی
تہنگنے تہے جسوقت انہوں نے بیان شروع کیا دیگر طلبا نے آپس میں کہا کہ یہ ریزہ کیا بیان کریگا اوسیروز سے آپکا نام
برہان ریزہ مشہور ہوگیا۔ الغرض برہان ریزہ مرد عزیز صاحب تقوی و صلاحیت تہے اور آخر عمر میں یکے از ابدال
ہوگئے تہے میں نے انکو دیکہا تہا ہر روز علی الصباح مکان سے پیدل باہر جاتے تہے حالانکہ آپکے پاس دس سے زیادہ عمدہ
گہوڑے تہے اور تہمار دانہ ہوتے حالانکہ سو سے زیادہ غلام رکہتے تہے ایکروز اونکے لڑکے نے جسکا نام نور الدین محمد
تہا اپنے باپ سے کہا کہ آپ تنہا باہر نجایا کریں ہمارے دشمن بہت ہیں مبادا گزند پہونچائیں اپنے ساتہ غلام لیجایا
کریں کہ وہ آپکی خدمت ہی کریگا۔ مولانا برہان الدین نے جواب دیا کہ بابا محمد جس جگہہ میں جاتا ہوں اگر دوسرے شخص کی
وہاں گنجائش ہو پہلے تجہے لیجاؤں کہ تو میرا فرزند ہے۔

مجلس چہل و نہم روز سہ شنبہ تاریخ ۲۹۔ ماہ جمادی الآخر ۷۱۸ھ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی چونکہ ماہ
رجب نزدیک آیا ہتا اس سبب سے کاتب الحروف نے عرض کیا کہ نماز فرمودۂ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ جو تیسری
چوتہی اور پانچویں رجب کو پڑہی جاتی ہے اور جو دعیات مقررہ اوسمیں پڑہتے ہیں اوسکی کیا اصل ہے آیا یہ نماز
اور ترتیب سُوَرُ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یا صحابہ رضی اللہ عنہم سے یا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے
خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ معاملات الہام سے ہی ہوتے ہیں اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ

کہ قبل ازیں میں دہلی سے بوقت روانگی بجانب اجودھن یہ تین اسماء حسنی یا حافظ یا ناصر یا معین پڑہکر چلتا تہا اور ان
اسماء کا پڑہنا مجہے کسی نے تلقین نکیا تہا خود اپنے دل سے برائی طلب عون پڑہتا تہا کہ اللہ تعالی کے یہ اسماء نصرت و
یاری ہیں بعد ایک مدت کے مجہے ایک عزیز نے یہ دعا لکہکر دی کہ یا حافظ یا ناصر یا معین یا مالک یوم الدین بحق ایاک نعبد
و ایاک نستعین **اسکے بعد** احوال مشائخ کے بارہ میں گفتگو ہوئی - میں نے عرض کیا کہ مینے چند کلمات خواجہ بایزید
بسطامی رح کے سنے ہیں لیکن اوسکے معانی سمجہہ میں نہیں آتے اسوجہ سے طبیعت متفکر رہتی ہے اور دلکو قرار نہیں آتا
آپنے دریافت فرمایا کہ وہ کونسے کلمات ہیں - مینے عرض کیا کہ اُنہوں نے فرمایا ہے کہ محمدؐ و من دونہ تحت لوائی
یوم القیمہ ہ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ یہ انکا کلام نہیں ہے آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ انہوں نے
سبحانی ما اعظم شانی کہا تہا لیکن آخر عمر میں اس سے توبہ کرلی تہی اور فرماتے تہے کہ میں اس سے پیشتر یہودی
تہا اب اپنا زنار توڑتا ہوں اور از سر نو مسلمان ہوتا ہوں اور اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ
لا شریک لہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ کہتا ہوں **اسکے بعد** احوال رسول علیہ السلام کا
تذکرہ ہوا آپنے ارشاد فرمایا کہ مشائخ اور مردان حق پر جو حال وارد ہوتا ہے وہ ایک شمہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے احوال سے اور یہ **حکایت** بیان فرمائی - کہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابوموسی اشعری رحمۃ اللہ
علیہ کیساتہ ایک باغ میں وارد ہوئے اور کنوئیں کی منڈیر پر پیر لٹکا کر بیٹہ گئے اور ابوموسی اشعری کو حکم دیا کہ کسیکو
بلا اذن اندر نہ آنے دینا جب ابوموسی اشعری دروازہ پر آلئے اوسوقت حضرت ابوبکر صدیق رض حاضر ہوئے اور اندر جانا
چاہا آپنے فرمودۂ آنحضرتؐ عرض کیا اور اندر جاکر طالب اجازت ہوئے - پیغمبر خدا نے اجازت دی کہ بلالو اور بشارت دیکر
تم نجات ہولئے ہو القصہ حضرت ابوبکر کنوئیں پر پہونچے اور آنحضرتؐ کے داہنی جانب بیٹہے - اسکے بعد حضرت عمر رض آئے
اور اسیطرح بعد عرض معروض آکر آپکی بائیں جانب بیٹہے - اور پہر حضرت عثمان آئے اور وہ بہی اجازت و
بشارت پانیکے بعد آپکے مقابل کنوئیں کے اوس جانب بیٹہے اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسطرح
آج ہم یکجا ہیں اسیطرح ہمارا انتقال ہوگا اور اسیطرح زیر زمین بہی رہیں گے - بعد اتمام اس حکایت کے گفتگو
دربارہ فقر ہوئی حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ مصطفے علیہ السلام کو شب معراج خرقۂ فقر مرحمت ہوا
تہا آپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مجہے حکم ہوا ہے کہ میں یہ خرقۂ فقر اوس شخصکو دوں جو

وہ جواب کہ مجھے بتلایا گیا ہے دے اور میں جانتا ہوں کہ اوسکا جواب فلاں شخص دیگا یہ فرماکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اگر یہ خرقہ تم کو دیا جائے تم اسکا شکریہ کس طرح بجا لاؤگے آپنے ارشاد فرمایا کہ صدق اختیار کرونگا اور روز و شب عبادت کرتا رہونگا۔ اسکے بعد آپنے حضرت عمر رضہ سے پوچھا کہ اگر تم کو یہ خرقہ دیا جائے تم کیا کروگے آپنے فرمایا کہ میں عدل اور انصاف کرونگا اسکے بعد حضرت عثمان رضہ سے پوچھا آپنے جوابدیا کہ اتفاق اور سخاوت اختیار کرونگا اسکے بعد حضرت علی رضہ سے دریافت فرمایا آپنے جوابدیا کہ میں پردہ پوشی کرونگا اور بندگان خدا کا عیب چھپاؤنگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنتے ہی خرقہ آپکے حوالہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ مجھے یہی کہا گیا تہا کہ جو شخص یہ جواب دے خرقہ اوسکے حوالہ کرنا۔ **اسکے بعد** گفتگو لیاقت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارہ میں ہورہی اور آپکے انصاف و سخاوت کا حال بیان ہوا۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ آپکی زرہ کہوئی گئی تہی اتفاقاً وہ زرہ آپنے ایک یہودی کے پاس دیکہی اوسکو پکڑ لیا اور زرہ کا دعوی کیا۔ یہودی کہنے لگا اگر یہ زرہ آپکی ہے آپ ثابت فرمایئے اور لے لیجیے۔ ان ایام میں آپ خلیفہ تہے آپنے خیال کیا کہ میں خود خلیفہ ہوں اور خود ہی مدعی مجھسے اسکا فیصلہ ہوگا قاضی سے فیصلہ کرانا چاہیئے الغرض آپ اور وہ یہودی قاضی شریح کے پاس گئے اور زرہ کا دعوی کیا قاضی شریح نے آپ سے کہا کہ اسوقت آپ میرے پاس فریادی آئے ہیں سامنے کہڑے ہوکر دعوی کیجیے اور اسکو ثابت کرا دیجیے کہ زرہ آپکو دلائی جائے الغرض آپ اور یہودی دار القضا میں برابر کہڑے ہوئے اور اپنا دعوی پیش کیا شریح نے گواہ طلب کیے آپنے امیر المومنین حسین علیہ السلام اور قنبر اپنے غلام کو پیش کیا شریح نے کہا کہ انمیں سے ایک آپکا صاحبزادہ اور دوسرا غلام ہے انکی گواہی آپکے حق میں بیکار ہے غیر شخص کو گواہی میں پیش کیجیے آپنے انکار کیا کہ میرے اور گواہ نہیں شریح نے مقدمہ خارج کیا اور یہودی سے کہا کہ اپنی زرہ اوٹہا لیجا جب یہ گواہ پیش کرینگے اوسوقت دیکہا جائیگا۔ یہودی نے جب یہ معاملہ دیکہا حیرت اوسکے باطن میں ظاہر ہوئی اور اپنے دلمیں کہا کہ دین محمدی کسقدر بے لگاؤ اور صاف ہے اوسیوقت ایمان لایا اور زرہ حضرت علی کو سپرد کی کہ فی الواقع یہ آپکی ہے۔ امیر المومنین نے وہ زرہ اوسیکو دیڈالی اور مزید براں ایک گہوڑا بہی مرحمت فرمایا **اسوقت** ایک شخص نے حاضر ہوکر بیان کیا کہ میرے گہر میں لڑکا پیدا ہوا ہے خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ اوسکا کیا نام رکہا۔ اس شخص نے کہا خیر میں نے ابتک نام نہیں رکہا آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ نام تجویز فرمایئے خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نے اول لفظ خیر کہا خیر یہی نام رہنے دو

اور اوسی وقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ خواجہ خیر نساج رحمۃ اللہ علیہ ایکروز شہر باہر تشریف لیگئے اپکو ایک شخص نے پکڑا اور کہنے لگا تم میرے غلام ہو۔ خواجہ خیر نساج نے اوسکا کہنا قبول کیا اور ایک مدت تک اوس جلاہے کے گھر رہے اوس شخص کا ایک باغ تہا اوسنے آپکو باغبانی کی خدمت تفویض کی آپ باغبانی فرمانے لگے ایک مدت کے بعد وہ جولاہہ باغمیں آیا اور آپسے انار شیریں لانیکے واسطے کہا آپ انار لائے جب انار چکہا گیا کہٹا نکلا مالک باغ نے کہا میں نے تم سے انار شیریں طلب کیا تہا تم کہٹا کیوں لائے دوبارہ انار لائے وہ بہی کہٹا نکلا۔ سہ بارہ بہی ایسا ہی ہوا اوسوقت اوس شخص نے کہا کہ تم کو اسقدر مدت باغبانی کرتے ہوئے گذری ابتک انار شیریں وترش کی تمیز نہیں ہوئی خواجہ خیر نساج نے جواب دیا کہ میں امین ہوں باغبانی کرتا ہوں انار نہیں کہاتا کہ مجھے شیریں وترش کا حال معلوم ہو۔ مالک باغ کو جب آپکی اسقدر تقویٰ کا حال معلوم ہوا آپکو آزاد کر دیا خواجہ خیر نساج کا نام قبل ازیں کچہہ اور ہی تہا اس جولاہہ نے آپکا نام خیر رکہا تہا۔ جب آپ آزاد ہوئے آپنے یہی نام پسند فرمایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس پنجاہم روز یکشنبہ تاریخ ۲۶ ماہ رجب ۷۱۸ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی مجہے ایک حدیث کے معانی میں تفکر تہا حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر کی خدمت میں عرض کیا آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث صحیح دربارہ ابو ہریرہؓ ہے کہ وہ ایک روز ناغہ کرکے آئے تہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایکروز آؤ اور ایکروز نہ آؤ یہ کیا بات ہے **اسکے بعد** حکایت اون درویشوں کی ہوئی جو بند عیال واطفال میں گرفتار ہیں آپنے ارشاد فرمایا کہ صبر اس معاملہ میں تین طرح کا ہے اول الصبر عنہن۔ اسکے بعد الصبر علیہن اسکے بعد الصبر علی النار اسکے بعد آپنے اسکی شرح فرمائی۔ کہ اول عورات سے صبر کرنا افضل ہے یعنے بالکل اسطرف کا خیال بہی نکرے مجرد رہے۔ اور اگر اس امر پر قائم نرہ سکے نکاح کرے اور فرقہ اناث کی بدگوئی ودل آزاری وغیرہ پر صبر کرے۔ اور اگر یہ بہی نکر سکے پس مجبوری ہے۔ اور جو خطا میں جا پڑے صبر آتش دوزخ پر کرے۔ پس یہ صبر تین قسم پر منقسم ہوا۔ الصبر عنہن والصبر علیہن سوم والصبر علی النار۔ والسلام

مجلس پنجاہ ویکم روز شنبہ تاریخ ۱۳ ماہ شعبان ۷۱۸ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی حکایت مولانا نورالدین ترک کی ہو رہی تہی۔ بندہ نے عرض کیا کہ علماء حضرت دہلی آپکی نسبت طرح طرح کے اقوال ہیں

آپنے فرمایا کہ وہ آب آسمان سے زیادہ پاکیزہ تر ہے میں نے یہ عرض کیا کہ خاکسار نے طبقات ناصری میں لکھا دیکھا ہے کہ علماء
شریعت نے اونکو ناصبی اور مرجی کہا ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ علماء شہر اونکے ساتھ حسد رکھتے تھے۔ رشک کرتے تھے اور اسی وجہہ
سے انکو متہم کرتے تھے بندہ نے دریافت کیا کہ ناصبیان اور مرجیان کسکو کہتے ہیں آپنے فرمایا کہ ناصبی رافضی کو اور مرجی خاص
رجا کرنے والے کو کہتے ہیں اور اصل ایمان درمیان خوف و رجا ہے۔ اسکے بعد آپنے مولانا نور الدین ترک رح کی حکایت
بیان فرمائی کہ وہ نفس کبیر رکھتے تھے مرید کسیکے نہوئے تھے اور جسقدر تذکیر بیان فرماتے تھے اپنی قوت علم و مجاہدہ سے بیان
فرماتے تھے آپکا ایک غلام تہا وہ مزدوری کرتا تہا شام تک جو کچھہ کما لاتا وہ آپکی اور اوسکی وجہ معاش کا باعث ہوتا تہا
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ مکہ شریف گئے اور جاکر وہیں رہ پڑے تہے ایک شخص ساکن ہندوہاں آپسے ملاقی ہوا۔
اور دو من چانول آپکی نذر گذرانے آپنے قبول فرمائے اور دعا دی اوس شخص کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ اوس کو معلوم تہا کہ
ایکمرتبہ سلطان رضیہ نے آپکی خدمت میں زر خطیر بھیجا تہا اور آپنے قبول نہ فرمایا تہا اور لانے والے پر بہت خفا ہوئے
تہے آپسے اسکا باعث دریافت کیا ارشاد فرمایا کہ میں اوس زمانہ میں جوان تہا اب وہ قوت اور وہ حدت مجھہ میں
باقی نہیں رہی کیونکہ ضعیف ہوگیا ہوں۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ یہ بزرگ ہانسی گئے اور وہاں وعظ کہا۔
میں نے زبانی حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ العزیز سنا تہا کہ آپنے مولانا نور ترک کا وعظ بہت سنا ہے۔ ہانسی
میں بہی اونکی مجلس وعظ میں گئے اسوقت حضرت شیخ الاسلام کے کپڑے پہٹے ہوئے تہے اور کبھی پیشتر کی ملاقات بہی نہ تہی
آپکو مسجد میں داخل ہوتے ہوئے دیکھکر مولانا نور ترک نے ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو صراف سخن آپہونچا اور بعدہ وعظ
کہا اور اوس میں حضرت شیخ الاسلام کی بہت تعریف بیان فرمائی **اسکے بعد** گفتگو دربارہ تحریر تعویذات ہوئی
آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ فرید الدین نور اللہ مرقدہ نے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی سے اجازت تحریر
تعویذ طلب کی اور عرض کیا کہ خلق مجھے بابت تحریر تعویذ تنگ کرتی ہے اگر آپکا حکم ہو تو لکھدیا کروں حضرت خواجہ
قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اثر نہ تیرے ہاتہ میں ہے اور نہ میرے ہاتہ میں ہے۔ البتہ خدا کے ہاتہ میں ہے
تم اسماء الٰہی اور کلام خدا لکھدیا کرو۔ **اسکے بعد** حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا مجھے بہی اکثر
خیال آیا کرتا تہا کہ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین رح سے اجازت تحریر تعویذات حاصل کروں لیکن بوجہہ نایافت
موقع و وقت صالح عرض کرنے سے قاصر تہا ایک روز حضرت مولانا بدر الدین اسحاق جو حضرت کی جانب سے

لکھا کرتے تھے آپکی مجلس میں حاضر تھے اور خلق برائے حصول تعویذ فراہم ہوئی تھی حضرت شیخ الاسلام نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تم تعویذ
لکھو۔ میں نے تعمیل حکم کی لیکن خلق اللہ کا انبوہ کثیر ہو گیا تھا۔ اور ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا اور اسوجہ سے تحریر تعویذ میں توقف
ہوتا تھا حضرت شیخ الاسلام نے یہ بھیڑ بھاڑ اور کتابت زیادہ دیکھکر ارشاد فرمایا کہ تنگ تو نہیں آئے ہو۔ میں نے عرض کیا
کہ حضور کو سب روشن ہے اسوقت آپنے از راہ کمال مہربانی ارشاد فرمایا کہ میں نے تجھے اجازت تحریر تعویذات بخشی
اسے ہمیشہ تعویذات لکھکر ارباب حاجت کو دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ روائی حاجات فرمائیگا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

مجلس پنجاہ و دوم روز دوشنبہ تاریخ ۱۱ ماہ رمضان ۷۱۸ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی اسروز ہر شخص
حاضر خدمت ہوتا تھا اپنے ہمراہ کوئی تحفہ برائے نذر حضرت مخدوم عالم وعالمیان لاتا تھا اسیوقت ایک شخص آیا اور
سلام عرض کرکے بیٹھ گیا کوئی شے نذر نہ گذرانی حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اسکو کوئی چیز دو۔ اسکے
بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام فریدالدین مسعود گنجشکر اجودہنی رح کا فرمودہ ہے۔ کہ جو شخص میرے پاس آتا
ہے اپنے ہمراہ کوئی تحفہ لاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی ہمراہ کچھ بھی نہ لائے مجھے لازم ہے کہ میں کوئی شے اوسکی نذر
کروں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں برائے طلب علم
حاضر ہوتے تھے اور وہاں سے علم سیکھکر خلق اللہ میں انتشار علم فرماتے تھے اور لوگونکی رہنمائی کا کام کرتے تھے
اور استماع فوائد سے دوسرونکو بھی فائدہ پہنچاتے تھے اور مجلس شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جبتک
کوئی شے کھانہ لیتے باہر تشریف نہ لیجاتے تھے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک روز
خطبہ میں بیان فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جو شے آپکو صبح پہونچتی تھی اوسکو وقت قیلولہ تک صرف
فرماتے تھے اور اسیطرح بعد از قیلولہ تا شام جو شے آپکے پاس آتی تھی اوسکو شام تک نفقہ فرماتے غرضکہ رات میں
کچھ نہ رکھتے تھے۔ اسوقت **بندہ** نے دریافت کیا کہ اسراف کیا ہے اور حد اسراف کہاں تک ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ
جو کچھ بے نیت دیں واسطے خدا کے نہ دیں اگرچہ ایک دمڑی ہو وہ بھی اسراف ہے اور اگر خدا کے واسطے تمام
دنیا دے ڈالیں تو یہ اسراف نہیں ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوسعید ابوالخیر نور اللہ مرقدہ نہایت
صاحب خیر و نفقہ تھے کسی شخص نے آپکی خدمت میں یہ حدیث پڑھی کہ **لا خیر فی الاسراف** شیخ ابوسعید نے
اسکے جواب میں کہا **لا اسراف فی الخیر** **اسکے بعد** گفتگو دربارہ ہمت ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ

ہر شخص کی ہمت جدا گانہ ہے اور اسوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک بزرگ نے اپنے لڑکے اور غلام سے جسکو صلاحیت حاصل تھی فرداً فرداً دریافت کیا کہ اپنی ہمت کا حال بیان کرو لڑکے نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے پاس بہت سے گھوڑے اور بہت زیادہ غلام ہوں اور میں بڑی شان و شوکت سے بسر کروں۔ جب غلام سے دریافت کیا اوسنے کہا کہ میری خواہش ہے کہ جو شخص میرا تابع ہو اوسکو آزاد کروں اور آزاد آدمیوں کو اپنی خوش خلقی اور احسان سے بندہ بناؤں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ ایک شخص کی ہمت ہوتی ہو کہ مال دنیا جمع کرے اور دوسرا یہ چاہتا ہے کہ دنیا اوسکے پاس بھی نہ نکلے۔ لیکن ان دونوں سے بالاتر اس شخص کی ہمت ہے جسکا یہ خیال ہو۔ کہ اگر دنیا حاصل ہو بہتر اگر نہو زیادہ بہتر دونوں حال میں خوش وخورم رہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ دنیا مجھے نہیں چاہیئے۔ یہ نچاہنا بھی اوسکا۔ چاہنے کی دلیل ہے۔ اصل میں خواست حق پر شاکر رہنا چاہیئے۔ بندہ کو چاہنے یا نہ چاہنے سے کیا کام۔ **اسکے بعد** از راہ کرم مجھہ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ صدقہ فطر دیتے ہو بندے نے بسبیل استفہام عرض کیا کہ آیا مجھپر واجب ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر نصاب کامل ہے تو دینا چاہیئے اور نصاب کامل ضروریات سے خارج ہوتی ہے۔ ضروریات داخل نصاب کامل نہیں۔ ہاں اگر نقد انہ ہے اوسمیں سے ضرور دیا جائیگا۔ بندہ نے عرض کیا کہ اگر زر نقد نہو آپنے اسکا کچھہ جواب نہ فرمایا۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ اسوقت میرے پاس بفضل آلہی بہت کچھہ ہے اور جسوقت میرے پاس کچھہ بھی نہتا میں قرض وام کرکے دیتا تہا۔ کیونکہ یہ حدیث میں نے ملاحظہ کی تھی کہ روزہ ماہ صیام صدقہ فطر نہ دینے تک زیر آسمان معلق رہتے ہیں۔ میں نے بعد استماع ان فوائد کے قبول کیا۔ کہ ہمیشہ صدقہ فطر ادا کرتا رہونگا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ خود اپنا اور اپنے لونڈی غلام اور چہوٹے لڑکے بچوں کا صدقہ دینا چاہیئے **اسکے بعد** میں نے ایک عرضداشت حضرت کی متعلق عتق عرض کی کہ جسوقت بندہ دیوگڈھہ میں تہا۔ ملیح میرے آزاد شدہ غلام نے ایک لونڈی پانچ ٹنکہ زر میں خریدی تہی جب لشکر بجانب دہلی واپس آنے لگا۔ اسوقت لونڈی کے ماں باپ کہیں سے آگئے اور عجز وزاری و کمال شکستگی سے دس ٹنکہ زر پیش کیئے کہ انکو قبول کرکے وہ لونڈی اُنکی لڑکی اونکے سپرد کی جائے میرا دل اونکا رونا دیکھکر جلا اور میں نے اپنے پاس سے دس ٹنکہ زر ملیح کو دیئے اور اونکی لڑکی دلا دی یہہ فعل میں نے کیسا کیا حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے آنکھوں میں آنسو بہر لاکر ارشاد فرمایا کہ یہ کام تم نے بہت اچہا کیا بندہ نے

عرض کیا کہ بندہ نے یہ فصل موافق مولانا علاؤالدین صوفی جنکا ذکر اس فوائد میں قبل ازیں لکھا جاچکا ہے کیا تھا
کہ او نہوں نے ایک بڑھیا۔ قوم کی اہیرن ساکن کتھیر کو اسیطرح تالاب پر لیجا کر چھوڑ دیا تھا کہ وہ اپنے مکان کو
چلی جاوے جب یہ حکایت تمام ہوئی ایک دانشمند نے بیان کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو دختر
حاتم طائی گرفتار ہو کر آئی تھی اور او سنے اپنے باپ کے اوصاف آپ سے بیان کیئے تھے کہ آپنے اوسکو آزاد فرمایا
تھا۔ **اسکے بعد** حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا۔ کہ بندہ کو ہر ایک طاعت مالی بدنی یا خلقی
کرنی چاہیئے کہ اگر اونمیں سے ایک ہی قبول ہو گئی۔ تمام کام اوسکے بنجائینگے اسکے بعد یہ ارشاد فرمایا
کہ سعادت کے قفل کی بہت سی کنجیاں ہیں اور یہ نہیں معلوم کہ اسمیں کونسی تالی لگے گی پس تمام تالیوں سے قفل
کہولنا چاہیئے کہ اگر ایک سے نہ کہلے دوسرے تیسرے چوتھے سے ضرور کہلجائیگا۔

مجلس پنجاہ وسوم روز شنبہ تاریخ ۲۳ ماہ رمضان عمت میامنہ سنہ مذکور کو دولت دستبوسی میسر
ہوئی گفتگو احتیاط وصبر کے بارہ میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ وضو میں اسقدر احتیاط شرط ہے کہ دل
اس شخص کا اس وضو کو قبول کرلے وضو کرکے چند قدم چلنا یا لیٹ جانا اسکی اصل نہیں ہے۔ **اسکے بعد** گفتگو
اسبارہ میں ہوئی کہ اگر کسی شخصکو مرض سلسل بول ہو یا دائم نکسیر چہٹتی ہو یا ایسا ہی کوئی اور مرض ہو۔ وہ شخص
وضو کس طرح سے کرے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت نے حاضر ہو کر
عرض کیا کہ مجھے دائم خون رواں رہتا ہے میں وضو کرنیکے لیئے کیا تدبیر کروں رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر نماز
کے لیئے وضو کرلیا کر اور زیادہ احتیاط کی ضرورت نہیں۔ اگر خون بمقدار زیادہ رواں ہوگا وہ نماز اوسی
وضو سے ہو جائیگی۔ **اسکے بعد** گفتگو نماز اور حضور نماز کے بارہ میں ہوئی۔ بندہ نے عرض کیا کہ ایسا سنا ہے
کہ حضرت شیخ الاسلام فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ بیرون از نماز جس جگہ تشریف فرما ہوتے اکثر سجدہ کیا کرتے تھے
آپنے ارشاد فرمایا یہ امر صحیح ہے میں نے آپکو اسطور سے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایکروز آپ حجرے میں تھے اور میں
بیرون حجرہ تھا کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کہڑے ہیں اور گہڑی گہڑی سجدہ میں جاتے ہیں اور سر اٹھاکر یہ مصرعہ پڑہتے
ہیں ؎ از بہر تو میرم واز برای تو زیم۔ **اسکے بعد** گفتگو آپکے حال وصال کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد
فرمایا کہ محرم کی پانچویں رات کو زحمت آپ پر غالب ہوئی۔ نماز عشا بجماعت اداکی بیہوش ہو گئے تھے جب ہوش میں ہوئے

حاضرین سے دریافت فرماتے کہ مینے نماز عشا پڑہی ہے یا نہیں عرض کیا جاتا کہ آپ بجماعت پڑھ چکے ہیں فرماتے کہ ایک مرتبہ اور پڑھ لوں خدا جانے پھر نصیب ہے یا نہو الغرض آپ دوبارہ نماز پڑہتے اور پھر بے ہوش ہو جاتے جب ہوش ہوتا اسیطرح کرتے اوس شب آپنے تین مرتبہ نماز عشا پڑہی اور قبل از نماز صبح رحمت حق سے پیوست ہوئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مجلس پنجاہ وچہارم روز یکشنبہ تاریخ ۱۳ ماہ ذیقعدہ ۷۰۸ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو اصحاب شغل و مردان چاکری پیشہ کے بارہ میں ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ مردان چاکری پیشہ سے شغل ذکر واذکار کم ہوسکتے ہیں اور اکثر سے بالکل نہیں ہوسکتے۔ اور اسیوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایام گذشتہ میں ایک شخص حمید نام دہلی میں طغرل کا نوکر تہا۔ یہی طغرل لکہنوتی کا بادشاہ ہو گیا تہا۔ القصہ یہ حمید طغرل کے نوکر تہے۔ اور پیوستہ اوسکی خدمت میں حاضر رہتے تہے۔ ایک روز حمید طغرل کی خدمت میں حاضر تہے کہ انہوں نے ایک صورت دیکہی اور وہ یہ کہکر کہ اے حمید تو اس شخص کے آگے کیوں کہڑا ہے غائب ہوگئی خواجہ حمید معاینہ اس امر سے حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے دوسرے روز پہر یہی واقعہ ہوا۔ اور وہ صورت فورًا غائب ہوگئی۔ تیسری مرتبہ پہر ایسا ہی ہوا۔ اس مرتبہ حمید نے کہا کہ میں انکا نوکر ہوں انکی خدمت مجہپر لازمی ہے یہ مجہکو تنخواہ دیتے ہیں۔ اُس صورت نے جوابدیا کہ تم عالم ہو اور یہ جاہل۔ تم آزاد ہو اور یہ بندہ ہے۔ تم صالح ہو اور یہ فاسق ہے یہ کہکر وہ صورت غائب ہوگئی۔ حمید کے دلپر اوسیوقت خاص اثر ہوا بادشاہ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ میں آپکی چاکری نہیں کرتا میرا حساب کر دیجیے بادشاہ مستعفی ہونیکا ذکر سنکر بہت ناراض ہوا اور کہا تم دیوانے تو نہیں ہوگئے ہو کہ بلا وجہ وبلا سبب نوکری چہوڑتے ہو خواجہ حمید نے عرض کیا کہ آپ کچہہ ہی سمجہیے مجہے آئندہ ملامت منظور نہیں ہے جسوقت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر اس حکایت کو یہانتک بیان فرما چکے میں نے عرض کیا کہ یہ صورت مردان غیب سے کوئی شخص ہوگا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ خیر۔ جب آدمی کا دل صاف ہو جاتا ہے اوسے ایسی بہت سی صورتیں دکہائی دیتی ہیں افعال قبیح سے دلپر زنگ رہتا ہے اور کچہہ نہیں دکہتا۔ جب دل صاف ہوا ایسے ایسے بہت واقعات دکہائی دیتے ہیں اور اسیوقت یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ؎ آن نادرہ کہ جستی ہم با تو در گلیم است ÷ تو از سیہ گلیمی بیہودہ ازاں ندارے

اسکے بعد پھر بقیہ حکایت حمید کی بیان فرمائی کہ جب خدمت ملک سے رخصت ہوئے حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہوئے میں نے اونکو دیکھا ہتا مرد اہل حال صاحبدل تہے کبھی کبھی وعظ بھی فرماتے تہے۔ درویشی اور طاعت میں مستقیم الحال تہے۔ حضرت شیخ الاسلام نے آپسے فرمایا ہتا کہ تم اندپت میں رہو کیونکہ تم اسوقت بمثال ستارہ ہو۔ اگرچہ ستارہ کی آفتاب اور ماہتاب روبرو کچھہ روشنی نہیں ہوتی خواجہ حمید نے فرمان پیر سنتے ہی قبول کیا لیکن اوسی رات اونکے سات دوستوں نے عزم سفر حج کیا۔ علی الصباح حمید حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے عرضداشت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت نے اجازت مرحمت کی۔ عرض کیا کہ میں اندپت میں بہت رہ چکا ہوں وہاں رہنے کی مجھے خواہش نہیں ہے۔ میرے چند دوستوں نے حج کا ارادہ کیا ہے۔ اگر مخدوم مجھے اجازت مرحمت فرمائیں۔ میں بھی اونکے ہمراہ حصول سعادت حج کے واسطے جاؤں۔ حضرت شیخ الاسلام نے اجازت مرحمت فرمائی اور حمید دولت حج سے مشرف ہوکر واپس آتے تہے کہ راہ میں انتقال فرمایا۔ اسروز ایک جوان نے تجدید بیعت کی۔ ان دنوں اوسکو کسی طرح کی ایذا پہونچی تہی آپنے یہ بیت اوسکے بارہ میں زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ؎ اے بسا شیر کان تمام آہو ست تا آپ بساورد کان تمام آہو

مجلس پنجاہ و پنجم روز دوشنبہ تاریخ ۱۲ ماہ ذیقعدہ ۷۰۸ھ ہجری کو دولت دستبوسی حاصل ہوئی گفتگو استقرار توبہ و استقامت بیعت کے بارہ میں ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی شیخ کا ہاتھ پکڑتا ہے اور اوس سے بیعت کرتا ہے درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کے سات عہد کرتا ہے۔ لازم ہے کہ اپنے قول پر ثابت قدم رہے اور جو اوسکی طبیعت میں پریشانی ہے اور یقین اوسکا ڈانواں ڈول ہے اوسکو مرید ہونا چاہیئے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ جب میں حضرت شیخ الاسلام کی بیعت سے مشرف ہوکر واپس آتا ہتا راستہ میں مجھے ایک مقام پر کمال تشنگی غالب ہوئی۔ اسوقت لو چل رہی تہی اور پانی بہت دور ہتا اسیوقت مجھے ایک سید علوی عماد نام ملا جسی میں پہچانتا ہتا میں نے اوس سے پوچھا کہ مجھے بڑے زور سے پیاس لگ رہی ہے اگر پانی کا نشان تم کو معلوم ہو مجھے بتاؤ۔ اوسنے جواب دیا کہ پانی یہاں سے بہت دور ہے الا میرے پاس ایک مطہرہ ہے اسمیں تہوڑا پانی ہے پی لو میں نے مطہرہ میں سے پانی نکالا وہ شراب یا بہنگ تہی میں نے اولٹی ڈالدی اور عماد سے کہا کہ میں ہر گز ہر گز نشہ کی چیز نہ پیونگا۔ خواہ زندہ رہوں یا مر جاؤں۔ عماد نے مجھے بہت کہا کہ تم اپنی

زندگی چاہتے ہو۔ اسکو پیو ورنہ ہلاک ہو جاؤگے میں نے کہا خیر جو نصیب میں ہوگا سامنے آئیگا میں نے شیخ فرید الدین کا ہاتھ پکڑا ہے اور عہد واثق کر لیا ہے میں ہرگز نہ پیونگا یہ کہکر میں روانہ ہو گیا۔ برکت حضرت شیخ الاسلام تھوڑی دور جاکر مجھے آب مصفا ملا۔ کہ میں سیراب ہوا۔ اسکے بعد **حکایت** خواجہ حمید الدین صوفی السوالی الناگوری مرید حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری نور اللہ مرقدہما کی بیان فرمائی کہ جب وہ تائب ہوئے اور خرقہ حاصل کیا اونکے پرانے دوست آئے اور حرفت پیشینہ کرنیکے واسطے اصرار کیا آپنے انکار کیا اسلئے انکا اصرار بڑہا آخر خواجہ حمید نے اونکو یہ کہکر دھتکار دیا کہ میں نے اپنا ازار اسقدر مضبوط باندہا ہے کہ فردای قیامت حوران بہشتی پر نہ کہولوں گا۔

مجلس پنجاہ و ششم روز شنبہ تاریخ ۱۱ ماہ ذی الحجہ ۷۱۸ھ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ بندہ نے عرض کیا کہ اس ماہ کی ۱۳ تاریخ تک روزہ نہیں رکہہ سکتے اسلئے ایام بیض کے روزوں میں ایکدن کی کمی آتی ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ اس ماہ میں بجائے ستر ہویں کے سولہویں کو روزہ رکہا کرتے ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ روزے ایام بیض کے بنزد امام شافعی چودہ پندرہ و سولہہ تاریخکو رکہنا چاہیئے لیکن اس ماہ میں سبکے نزدیک بالاتفاق سولہہ تاریخ تک روزہ رکہنا چاہیئے۔ اسوقت کہانا سامنے لایا گیا۔ جس میں چانول بھی تھے میں نے عرض کیا کہ الارز منی حدیث شریف ہے آپنے ارشاد فرمایا ہاں صحیح ہے۔ اسکے بعد اسبارہ میں یہہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ دسترخوان پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کئی کہانے موجود تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کہانے میں شریک تھے۔ ہر شخص ایک کہانیکو اپنی جانب منسوب کرتا تہا۔ کوئی اللحم منی کوئی کچھہ اور کوئی کچھہ کہتا تہا۔ آخر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الارز منی واللہ اعلم۔

مجلس پنجاہ و ہفتم روز دوشنبہ تاریخ ۲۰ ماہ ذی الحجہ ۷۱۸ھ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی اسوقت کہانا کہا رہے تھے جب فارغ ہوئے طشت اور آفتابہ لایا گیا۔ اسوقت آپنے تبسم فرماکر ارشاد فرمایا کہ اہل عرب سلفچی اور آفتابہ کو ابو الیاس کہتے ہیں یعنی مایہ نا امیدی کہ اسکے بعد پہر اور کہانا روبرو نہیں لایا جاتا اور اسی وقت لطور مزاح فرمایا کہ ہندوستان میں ابو الیاس برگ تنبول ہے کہ اسکے بعد دوسرا کہانا نہیں لاتے یہہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ عرب میں پان نہیں ہوتا اسلئے طشت و آفتابہ کو ابوالیاس کہتے ہیں۔ اور نمک کو ابو الفتح

مجلس پنجاہ و ہشتم روز دوشنبہ تاریخ ۲۷ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو ذم

طعام ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ کہانا نیک آدمی کو دینا چاہیئے اور نیک کے ساتہ کہانا چاہیئے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ متقی کے ساتہ کہانا آسان ہے لیکن متقی کو دینا مشکل ہے کہ وہ بغایت کمیاب ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر کسی شخص کے ہاں دس مہمان آئیں اوسکو کیونکر معلوم ہوگا۔ کہ اونمیں متقی کونسا ہے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ مشارق میں یہ حدیث مرقوم ہے کہ طعام ہر شخص کو دینا چاہیئے اور سلام بہی ہر شخص کو کرنا چاہیئے خواہ وہ شناسا ہو یا نا آشنا ہو۔ اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ حضرت ابراہیمؑ ہمیشہ مہمان کے ساتہ کہانا کہاتے تہے۔ ایک روز ایک مشرک آپکا مہمان ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب اوسکو اسلام سے بیگانہ پایا کہانا نہ دیا۔ اوسیوقت فرمان خدا صادر ہوا کہ اے ابراہیمؑ ہم نے اسکو جان دے رکہی ہے اور تم سے ایک روٹی بہی نہ دیجاتی۔ اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ بداؤں میں ایک شخص تہا صائم الدہر ہر روز بوقت افطار اٹہکر اپنے غلاموں کو مہمان کی تلاش میں بہیجتا اور اوسکے ساتہ افطار کرتا اور اندر لیجا کر کہانا کہلاتا تہا۔ اسکے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ قبل ازیں ایک شہر میں چند صوفی مرید شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے آکر مہمان ہوئے اونمیں شیخ علی کہوکہری اور سعید قریشی بہی تہے کہانا اونکے سامنے رکہا گیا۔ سب نے برغبت تمام کہانا شروع کیا میرے پاس ایک شخص شرف پیادہ نام بیٹہا کہانا کہا رہا تہا۔ یہ شرف پیادہ مجعد تہا۔ سعید قریشی کی نگاہ جب شرف پیادہ پر پڑی اُنہوں نے مع چند دیگر آدمیوں کے ہاتہ کہانے سے کہینچ لیا اور مجلس طعام سے باہر چلے گئے میں سخت حیران ہوا کہ یہ لوگ کیوں چلے گئے اور سبب نفرت کیا ہوا ہے کسی نے جواب دیا کہ وہ اس مرد مجعد کو دیکہکر چلے گئے ہیں ایسے شخص کے ساتہ کہانے سے اونکو نفرت ہے خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ بیان فرماکر ارشاد فرمایا کہ مجہے انکے اس اعتراض اور سبب نفرت پر ہنسی آئی اور میں نے کہا کہ یہ کہاں مروی ہوا ہے کہ مرد مجعد کے ہمراہ کہانا نہ کہائیں آخر یہ کیسی نفرت ہے بلاوجہ ایسا استنکاف ہونا چاہیئے۔ اسوقت میں نے عرض کیا کہ بندہ نے سعید قریشی کو دیکہا تہا کہ وہ بالکل اس حال سے مختلف تہے آپنے ارشاد فرمایا کہ ہاں غایت طلبی سے ایسی ہی شامت آتی ہے **اسکے بعد** ذکر شب معراج ہوا ایک عزیز حاضر تہا اوس نے عرض کیا کہ معراج کس طرح ہوئی تہی آپنے فرمایا کہ مکے سے بیت المقدس تک اسرا تہا اور بیت المقدس سے فلک اول تک معراج تہی اور فلک اول سے مقام قاب قوسین تک اعراج تہی یہ سنکر اوس عزیز نے زیادہ دریافت کرنا چاہا اور بیان کیا کہ جسم اور روح کو آپکی

ایک ہی وقت معراج ہوئی تھی۔ یہ قیاس عقل سے باہر ہے خواجہ ذکراسہ بالخیر یہ مصرعہ زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔ ۵ فظن خیرولاتسال عن الخبر؛ یعنے گمان نیک رکہو اور تحقیق حال کا فکر نکرو **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ ان سب پرایمان رکہنا چاہیئے اور تفتیش و تحقیق میں غلو نکرنا چاہیئے۔ اسکے بعد اس مصرعہ کی موزونی کا سبب بیان فرمایا کہ ایک شخص کا محبوب رات کو آیا ہتا اوسنے اس آنے کو اسطرح نظم کیا ہے۔ ۵ جارنی فی قمیص اللیل مستترا؛ لیقارب الخطر من خوف ومن حذر ۃ فکان ماکان مما لست اظہرہ؛ فظن خیرا ولاتسئل عن الخبر؛ ترجمہ اسکا یہ ہے کہ آیا میرا محبوب بوقت شب چہپا ہوا۔ ڈرتا ہوا خطرہ سے پس میں ظاہر نہیں کرتا جو مجھے معلوم ہوا۔ پس گمان نیک کرو اور خبر مت پوچہو۔

مجلس پنجاہ و نہم روز دوشنبہ تاریخ ۱۸ ماہ محرم الحرام ۷۱۹ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی اسروز خاکسار بدایوں سے واپس آیا ہتا۔ اون بزرگان دین کا ذکر ہوا جو حوالی شہر بدایوں میں مدفون ہیں۔ بندہ نے عرض کیا کہ اس مرتبہ لشکر میں بہی کیفیت رہی اور میں نے بدایوں میں اکثر اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کی جس میں سے چند اسما یاد ہیں کہ والد بزرگوار آں مخدوم عالم و عالمیان مولانا علاؤالدین اصولی۔ مولانا سراج الدین ترمذی۔ مولانا خواجہ شاہی موئی تاب۔ خواجہ عزیز کرکی۔ خواجہ عزیز کوتوال۔ خواجہ شادی لکہنوتی۔ خواجہ قاضی جمال ملتانی۔ میں ان بزرگان دین کے نام لیتا ہتا اور حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر آنکہوں میں آنسو بہری ہوئی میرے ساتہ ہر ایک کا نام لیتے تہے جب قاضی جمال ملتانی کا ذکر و نام آیا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے ایک شب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکہا کہ بدایوں میں کسی جگہ بیٹہے ہوئے وضو کر رہے ہیں قاضی جمال بیدار ہوتے ہی وہاں گئے دیکہا تو فی الواقع جگہہ تر تہی واپس آکر اپنے احباب کو وہ مقام دکہایا اور اپنی قبر اوسجگہ بنانے کی وصیت کی کہ بعد وفات مجہے اسجگہ دفن کرنا جب آپکا انتقال ہوا وصیت آپکی پوری کی گئی اور مزار اوسجگہ بنایا گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

مجلس شصتم روز سہ شنبہ تاریخ ۲۶ ماہ محرم الحرام ۷۱۹ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو روزہ کی فضیلت میں ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے للصائم فرحتان فرحۃ عند الافطار وفرحۃ عند لقاء الرحمن اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ فرحت جو عند الافطار

حاصل ہوتی ہے وہ فرحت اکل وشرب نہیں ہے بلکہ یہ فرحت اتمام صوم ہے یعنے جب روزہ تمام ہوتا ہے فرحت حاصل ہوتی ہے کہ الحمدللہ یہ طاعت میری پوری ہوئی اور امیدوار نعمت رویت کا ہوا۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ طاعت کی جزا معین ہے اور جزا روزہ نعمت دیدار ہے ہر آئینہ صائم اتمام صوم پر شاد ہوتا ہے کہ اوسکو اس نعمت کے حصول کی امید کامل ہو جاتی ہے اسیوقت ذکر حدیث اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ کا ہوا حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا کہ بجائے الصوم لی کے الصائم لی بھی سنا گیا ہے۔ خواجہ ذکراسد بالخیر نے یہ سنکر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اجزی بہ کے معنے اجزی لہ ہیں۔ اسکے بعد اسکے سخن کی اصلاح فرمائی اور فرمایا کہ اس حدیث میں بہ بمعنی لہٗ ہے اسکے بعد گفتگو صبر کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ صبر بمعنی حبس بھی آیا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اصبروا الصابر وا قتلوا القاتل۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اس حدیث کا نشان بھی ہے اور قصہ اسطرح ہے کہ عہد مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص کسی شخص کے تعاقب میں تلوار ننگی کرکے دوڑا تھا اور وہ شخص ڈر کر بھاگتا جاتا تھا کہ یہ تیغ کشیدہ مجھے مار نہ ڈالے۔ اسوقت ایک شخص سامنے سے آیا اور اس خوف زدہ کو روک لیا کہ مرد متعاقب نے پہونچتے ہی تلوار سے مار ڈالا۔ جب یہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی آپنے ارشاد فرمایا اصبروا الصابروا قتلوا القاتل یعنے روکنے والے کو قید کرو اور قاتل کو مار ڈالو۔ **اسکے بعد** گفتگو اس بارہ میں ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی جگہہ وعدہ فرمایا ہے کہ جو شخص یہ کام کریگا وہ شخص بہشت میں میری پاس رہیگا اور انگشت شہادت وانگشت وسطی کو ملاکر اسکی تمثیل بیان فرمائی ہے کہ وہ مجھسے ایسا نزدیک رہیگا جیسے یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔ حضرت خواجہ ذکراسد بالخیر نے فرمایا کہ اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ میں اور وہ یکجا رہیں گے۔ بلکہ یہ اشارت درجہ ہے کہ اوس کام کا ثواب پورا پورا میرے برابر ملیگا۔ اگرچہ انگشت سبابہ انگشت مسبحہ سے بلند تر ہے الا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں انگلیاں برابر تہیں۔

مجلس شصت ویکم روز پنجشنبہ تاریخ ۱۳ ماہ صفر ختم اسد بالخیر والظفر ۱۹ سنہ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو عصمت اور توبہ کے بارہ میں ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ پیر ہرات شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عنایت الٰہی دو چیز میں ہیں اور یہ دونوں بغایت عزیز ہیں یا عصمت اول میں ہونی چاہیئے

یا توبہ آخر میں میسر ہو۔ **اسوقت** گفتگو توبہ و تقویٰ کی بابت میں ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ متقی وہ شخص ہے جو کبھی کوث
گناہ سے ملوث نہ ہوا ہو۔ اور تائب وہ ہے جس نے گناہ کیے ہوں اور اون سے لذت حاصل کرکے تائب ہوا ہو۔ اس امر
میں مختلف اقوال ہیں بعضے کہتے ہیں کہ متقی اور تائب دونوں برابر ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ تائب فاضل تر ہے
متقی کا کم رتبہ ہے کیونکہ یہ شخص ذوق معصیت حاصل کرچکا ہے اور تائب ہوکر اون کیفیات ولذائذ نفسانی
کا تارک ہوا ہے صبر کرتا ہے۔ دل کو ضبط رکھتا ہے قوی مزاج ہے کہ گرد گناہوں کے نہیں بھٹکتا اور بعضوں کا
مقولہ ہے کہ متقی فاضل تر ہے کہ وہ کبھی گرد معصیت کے نہیں نکلا ہے اسکے بعد صحت ہر دو اقوال میں **حکایت**
بیان فرمائی۔ کہ ایکمرتبہ اسی معاملہ میں دو شخصوں کی بحث ہوئی۔ ایک متقی کو افضل اور دوسرا تائب کو افضل بتلاتا
تھا۔ گفتگو زیادہ بڑھنے پر وہ اس عہد کے پیغمبر کے پاس فیصلہ کے واسطے گئے۔ پیغمبر نے کہا کہ میں خود اس امر میں
حکم نہیں دے سکتا۔ منتظر وحی ہوں جیسا اللہ تعالیٰ فرمائیگا ویسا تم سے کہونگا اوسیوقت حکم الٰہی ہوا۔ کہ ان
دونوں سے کہدو کہ اب یہ اپنے گھر جائیں۔ اور علی الصباح جو شخص سب سے پیشتر انسے ملاقی ہو اوس سے دریافت
کریں۔ پھر دو شخص حسب الفرمان اپنے مکان کو گئے اور علی الصباح گھر سے باہر آئے اول شخص جو ان کو ملا وہ
جولاہہ تھا اونہوں نے اوس سے سوال کیا کہ اے خواجہ ہم دونوں ایک مشکل میں پڑے ہوئے ہیں تم اوسکو حل
کرو اوسنے مشکل پوچھی اُنہوں نے صورت مسئلہ بیان کی بجواب انکے اوس شخص نے کہا کہ اے خواجہ میں ایک مرد
نوربافہ ہوں علم مجکو کچھ حاصل نہیں ہے میں یہ مشکل کسطرح حل کرسکتا ہوں لیکن اسقدر جانتا ہوں کہ میرے
تانے میں بیشمار تار ہوتے ہیں بعضے ٹوٹ جاتے ہیں میں اونکو جوڑ دیتا ہوں میرے نزدیک جو تار نہیں ٹوٹتا
ہے وہ ٹوٹے ہوئے سے بہتر ہوتا ہے۔ دونوں شخص یہ حکم سنکر پیغمبر وقت کی خدمت میں آئے اور ماجرائے
گذشتہ عرض کیا انہوں نے جواب دیا کہ جواب تمہارا یہی تھا **اسکے بعد** حکایت دنیا و مال وحشمت دنیا
حاصل ہونے سے خلق کو غرور ہوجاتا ہے ہوئی۔ اوسوقت آپنے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ مہتر عیسے
علیہ السلام نے ایک بڑھیا عورت سیہ فام چہرے پر جھریاں پڑی ہوئی دیکھی آپنے اوس سے دریافت فرمایا
کہ تو کون ہے اوسنے جواب دیا میں دنیا ہوں آپنے پوچھا تو نے کتنے شوہر کیے اون میں سے کسی نے تجھے طلاق دی
یا نہیں۔ دنیا نے کہا کہ میں نے بے حساب و بے اندازہ شوہر کیے ہیں اونکی تعداد اللہ کو معلوم ہے میں نے

سب کو کہا لیا ہے اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ درویشی میں راحت تمام ہے اور وہ تمام آفات سے امین ہے درویش
کی غایت سختی یہ ہوتی ہے کہ رات کو اوسے فاقہ ہو لیکن اوسکی یہ معراج ہے۔ **اسکے بعد** ان لوگوں کا ذکر ہوا جو
مال جمع کرتے ہیں اور اوسکی محبت ان کے دلوں پر مستولی ہو جاتی ہے اوسوقت آپنے یہ **حکایت** بیان فرمائی
کہ کسی شخص نے حضرت شیخ فرید الدین سے اس امر کا مذکرہ کیا کہ فلاں شخص کے پاس بہت زیادہ مال ہے اور وہ مطلق
خرچ نہیں کرتا کہتا ہے کہ مجھے خرچ کرنے کی اجازت نہیں شیخ الاسلام فرید الدین نے یہ سنتے ہی تبسم فرمایا اور
ارشاد کیا کہ یہ تمام بہانے ہیں اگر وہ مجھے وکیل خرچ کرے میں دو تین روز میں اوسکا تمام خزانہ خالی
کر دونگا۔ اور ایک کوڑی اوسکی اجازت کے بغیر نہ دونگا۔ **اسکے بعد** گفتگو اس امر میں ہوئی کہ اللہ تعالے
معطی اور وہاب العطایا ہے اللہ تعالی جسکو دیتا ہے کون ہے؟ او سکو منع کرے اور نہ دینے دے اُسیوقت
آپنے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ سلطان شمس الدین نے بدایوں میں ایک میدان بنایا تھا جس میں وہ چوگان
بازی کرتے تھے اسکے دو دروازے تھے۔ ایکروز سلطان چوگان بازی کرتے ہوئے دروازہ کے پاس پہنچے وہاں
ایک مرد ضعیف مفلس نے سوال کیا سلطان نے اوسکو کچھ عنایت نہ فرمایا اور چوگان بازی کرتے ہوئے دوسرے
دروازہ پہ پہونچے وہاں ایک جوان مسٹنڈا کھڑا تھا سلطان نے بلا طلب جیب میں سے چند اشرفیاں نکال کر
اوسکو مرحمت فرمائیں اور اوسوقت کہا کہ در حقیقت معطی اللہ تعالی ہے جسکو چاہتا ہے دلاتا ہے میں کون
دینے والا ہوں۔ اگر میں دینے والا ہوتا اوس مرد ضعیف کو دیتا اور اس جوان مسٹنڈے کو کبھی نہ دیتا۔ اسکے
بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ سلطان شمس الدین التمش کے سامنے بدایوں میں چند آم جو
اس دیار میں عمدہ ہوتے ہیں لائے گئے سلطان نے کہا کہ انکا نام پوچھا۔ آم بتلایا گیا۔ سلطان نے کہا کہ ہمارے
زبان ترکی میں آم ایک نہایت مکروہ چیز کو کہتے ہیں انکا نام نغزک رکھنا چاہیئے چنانچہ اونکا یہی نام ہو گیا
اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ سلطان شمس الدین نے شیخ احد الدین کرمانی اور شیخ شہاب الدین عمر سہروردی
رحمۃ اللہ علیہما کو دیکھا تھا ملکہ ان ہر دو بزرگواروں میں سے کسی نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ کہ تم بادشاہ ہو جاؤ گے
اسکے بعد گفتگو درباره ترک دنیا ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ کیتھل میں ایک بزرگ تھے اونکو شیخ صوفی
بدھنی کہتے تھے وہ تارک عظیم تھے مگر ستر عورت رکھتے تھے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص کہ اپنے کا تارک ہوگا

اور کہانے سے ہلاک ہوجائیگا وہ اس امر کی سزا پائیگا اور جو ستر عورت ڈہانکنا چھوڑیگا اوسکو بہی عذاب ہوگا لیکن شیخ صوفی ان دونوں باتوں سے دور ہے اسکے بعد دربارہ ترک دنیا یہ **حکایت** شیخ الاسلام فرید الدین مسعود گنجشکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی کہ جسقدر فتوح آپکے پاس آتی ہتی آپ کل خرچ فرما دیتے تہے کہ بوقت تجہیز و تکفین آپکی لحد کیواسطے کچی اینٹیں بہی نہ ہتیں لاچار حجرہ کے کولے ڈہائے گئے اور اینٹ نکالکر قبر میں لگائی گئیں ۔

مجلس شصت و دوم روز شنبہ تاریخ ۲۷ ماہ ربیع الاول ۷۱۹ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو بادشاہوں کے شعر سننے کے بارہ میں ہوئی ہتی آپنے ارشاد فرمایا کہ ایکمرتبہ سلطان شمس الدین نے دربار عام کیا ہتا ناصر شاعر نے سلطان کی مدح میں یہ قصیدہ پڑہا مطلع اوسکا یہ ہے ۵ اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ ٭ تیغ تو مال و پیل ز کفار خواستہ ٭ سلطان اثناء استماع قصیدہ میں دیگر مہمات ملکی میں مشغول ہوگئے ۔ اس عرصہ میں ناصر نے کئی شعر پڑہے ۔ جب سلطان اون معاملات سے فارغ ہولئے ناصر سے ارشاد فرمایا کہ ہاں ۵ اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ ٭ تیغ تو مال و پیل ز کفار خواستہ ٭ سے آگے پڑہو ۔ اسوقت حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ سلطان شمس الدین کا حافظہ کسقدر قوی ہتا کہ باوجود اشتغال امور مملکت اس مطلع کو یاد رکہا اور ناصر سے آگے پڑہنے کے واسطے ارشاد فرمایا اسکے بعد اونکے عقیدۂ خوب کے بارے میں یہ **حکایت** ارشاد فرمائی کہ وہ رات کو جب سوتے ہوئے جاگتے وضو کرلیتے اور دو رکعت نماز پڑہکر سو رہتے اور پانی گرم کرنے یا لانیکے واسطے کسیکو تکلیف نہ دیتے ۔

مجلس شصت و سوم روز چہارشنبہ تاریخ ۱۸ ماہ ربیع الآخر ۷۱۹ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو روزہ رکہنے اور سحری کہانے کے بارہ میں ہورہی ہتی آپنے ارشاد فرمایا کہ شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہ العزیز سے کسی شخص نے سوال کیا کہ ایک شخص سحری کہاتا ہے مگر روزہ نہیں رکہتا ۔ اسکی نسبت کیا حکم ہے ۔ شیخ جلال الدین تبریزی نے کہا کہ اوسے کہو کہ سحری کہائے اور چاشت اور شام کو بہی خوب کہاوے مگر اپنا وقت طاعت خدا میں صرف کرے ۔ اور معصیت نکرے ۔ اسوقت میں نے عرض کیا کہ یہ آیت اسی پارہ میں ہے کہ کلوا من الطیبات ۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کلوا من الطیبات واعملوا صالحا ان طیبات کی نسبت بندہ نے عرض کیا کہ اصحاب کہف نے جو انکی طعام کہاتا تہا وہ کونسا کہانا تہا ۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد وہ کہانا تہا جو اونکی مرغوب طبع تہا اور بعض کے نزدیک مقصود اس سے حلال ہے یعنی

مجلس شصت و سوم روز چہار شنبہ تاریخ چہاردہم ماہ جمادی الاول ۱۹ سنہ ہجری کو سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو اون بندگان دین کے بارہ میں ہو رہی تھی جو پیوستہ مستغرق بیاد حق رہتے ہیں۔ آپنے یہ **حکایت** ارشاد فرمائی کہ ایک بزرگ صاحب حال سے کسی شخص نے کہا کہ جب آپکو مشغولی حق حاصل ہو اوسوقت میری یاد فرمائیے اور میرے واسطے دعا مانگیے اوس درویش نے جوابدیا کہ ایسا ہونیسے میرے حال پر سخت افسوس ہوگا کہ اوسوقت تمہاری یاد آئے۔ اسیوقت یہ **حکایت** خواجہ عزیز کرکی بیان فرمائی کہ وہ بہت بڑے بزرگ تھے بداوں میں رہتے تھے بندہ نے عرض کیا کہ ایسا سنا گیا ہے کہ وہ زندہ چڑیاں نگل جاتے تھے اور کچھہ دیر بعد اونکو حلق سے زندہ نکالکر اوڑا دیتے تھے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ حال اور واقعہ نہیں دیکھا لیکن بزبانی خلق سنا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایسا ہی سنا گیا ہے کہ وہ جاڑے کے موسم میں جلتے ہوئے تنور کے اندر داخل ہوتے تھے اور صبح تک وہیں قیام فرماتے اور بعدہ سلامت نکلتے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ وہ در اصل کرک کے رہنے والے چوڑی فروش تھے لیکن سنا ہے حالت میں بھی مستغرق بیاد الٰہی رہتے تھے کرک کے حاکم نے زبردستی اونکو قید کر دیا تھا جب لوگوں نے آپکی نیک بختی و خدا شناسی کا حال بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا اوسنے رہائی بخشی۔ لوگ محبس سے نکالنے کے واسطے گئے مگر آپ باہر نہ آئے اور ارشاد فرمایا کہ جبتک میں والی شہر کو بارگاہ الٰہی سے سزا نہ دلوا لونگا باہر آونگا چنانچہ چندروز بعد والی شہر کو سخت نقصان مالی و بدنی پہنچا اسوقت آپ محبس سے برآمد ہوئے۔

مجلس شصت و چہارم روز جمعہ تاریخ ۲۳ ماہ جمادی الاول ۱۹ سنہ ہجری کو قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو سفر و زیارت خانہ کعبہ کے بارہ میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ لوگ حج کو جاتے ہیں حج ادا کرکے آتے ہیں الا بعد واپس آنیکے ہر جگہہ اوسکا تذکرہ کرتے ہیں کہ ہمنے فلاں مقام پر فلاں شے دیکھی اور وہاں ایسا ایسا ہوتا ہے یہ امر بغایت نازیبا ہے اسوقت کسی شخص نے عرض کیا کہ سفر حج میں کبھی کبھی نماز قضا ہو جاتی ہے کہ سبب اسکا تنگی آب یا مشقت منزل ہوتا ہے اسوقت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ لاہور میں ایک واعظ اچھا وعظ کہنے والا تھا اور اوسکے وعظ میں اثر بھی تھا کہ مجلس وعظ میں بہت سے لوگ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے تھے۔ خیر وہ حج کو گیا جب واپس آیا وہ تاثیر کلام اوسکے وعظ سے جاتی رہی تھی لوگوں نے سبب پوچھا بیان کیا کہ راستہ میں میری کئی نمازیں قضا ہو گئی تھیں یہ سبب اوسی کی شومت ہے۔

مجلس شصت و پنجم روز سہ شنبہ تاریخ ۵۔ ماہ جمادی الآخر ۱۹ سنہ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو آداب پیری و مریدی کے بارہ میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ پیر کو مرید سے کسی قسم کی طمع نرکھنی چاہیئے اسوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایکمرتبہ کوئی مرید اپنے پیر کی خدمت میں چند خربوزہ لیگیا تھا اور نذر گذرانے تھے الاپیرنے قبول نہ فرمائے۔ اور واپس کردیئے۔ حاضرین مجلس میں سے کسی شخص نے سوال کیا کہ اس مرید کی خدمت آپنے کیوں رد فرمائی اونہوں نے جواب دیا کہ جسطرح کار دین میں مرشد کو مرید کا محتاج ہونا عیب ہے اسیطرح کار دنیا میں بھی مرید کا محتاج ہونا چاہیئے۔ **اسکے بعد** گفتگو اس امر میں ہوئی کہ مرید آپکی خدمت میں حاضر ہوکر سر زمین پر رکھتے ہیں۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میرا ارادہ تھا کہ میں خلق کو ایسی تعظیم کرنے سے منع کروں۔ لیکن میں نے یہ خیال کیا کہ یہی امر حضرت شیخ الاسلام فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ہوتا تھا اور آپ منع نہ فرماتے تھے لیس میں نے بھی درگذر کیا۔ اسکے بعد بندہ نے عرض کیا۔ کہ جو لوگ آپکے مرید ہیں اور ارادت لائے ہیں یا شرف بیعت سے مشرف ہوئے ہیں یہ ارادت و بیعت پیر کی عشق و محبت سے عبارت ہے اور جبکہ حکایت عشق و محبت درمیان میں آئی اوسوقت سر زمین پر رکھنا کچھ بڑی بات نہیں رہی خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ سنکر **حکایت** بیان فرمائی کہ میں نے زبانی شیخ الاسلام فرید الدین نور اللہ مرقدہ کے سنا ہے کہ ایک مرتبہ شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے پر سوار کہیں جا رہے تھے اسوقت ایک مرید نے حاضر ہوکر شیخ کے زانو کو بوسہ دیا شیخ نے فرمایا کہ اس سے نیچے اوسنے آپکے پیر و نکو بوسہ دیا آپنے فرمایا کہ اس سے نیچے مرید نے گھوڑیکے زانو کو بوسہ دیا آپنے فرمایا کہ اور نیچے اوسنے سم اسپ کو بوسہ دیا اوسوقت آپنے فرمایا کہ اس سے بھی نیچے اوسنے زمین کو بوسہ دیا۔ اسوقت شیخ نے فرمایا کہ میرا مقصود نیچا کہنے سے کچھ زمین کو بوسہ دلوانا منظور نہ تھا بلکہ جسقدر تو فروتنی سے نیچا ہوکر بوسہ دیتا تھا اوسیقدر تیرے مراتب بلند ہوتے تھے۔ **اسکے بعد** گفتگو دربارہ درویشاں ہوئی جنکو حضرت شیخ الاسلام فرید الدین رح نے خلافت عطا فرمائی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت کے خلفاء سے عارف نام ایک شخص تھے حضرت نے اونکو اپنا خلیفہ مقرر فرماکر جانب سیوستان روانہ فرمایا تھا اور اونکو عطاء خلافت اسوجہ سے ہوئی تھی کہ وہ ملتان یا اوچ کے کسی رئیس کے پیش امام تھے۔ الغرض ایک مرتبہ اوس رئیس نے سو تنکہ زر عارف کو دیئے کہ وہ بطریق نذر حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں پیش کریں۔ عارف نے آدھے خود رکھ لیے اور

پچاس ٹنکہ زر حضرت شیخ الاسلام کی نذر گذرانے شیخ الاسلام نے تبسم فرماکر ارشاد فرمایا کہ اے عارف تم نے خوب تقسیم برادروار کی ہے یہ سنتے ہی وہ شرمندہ ہوئے اور بقیہ پچاس ٹنکہ زر حضرت کی خدمت میں نذر گذرانے آپنے اونکو دیدیئے اور فرمایا کہ پیر کی جناب میں خیانت نکرنا چاہیئے اسوقت اونہوں نے تجدید بیعت کی درخواست کی حضرت شیخ الاسلام نے منظور فرمائی آسکے بعد اونہوں نے خانقاہ میں رہنا اختیار کیا ریاضت اور مجاہدات شاقہ کیئے۔ جب اون کو طریق درلیشی میں استقامت حاصل ہوئی شیخ الاسلام نے اجازت بیعت دیکر سیوستان بہیجا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

مجلس شصت و ششم روز دوشنبہ تاریخ ۲۳ ماہ رجب ۷۱۹ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو پندار اور رعونت کے بارہ میں ہورہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مرد کب بد ہوتا ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب خود کو کوئی چیز اور اچہا سمجہنے لگتا ہے اور اوسیوقت حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ فرزدق نام شاعر تہا ایک مرتبہ وہ اور حضرت حسن بصری رح ایک مجلس میں حاضر تہے اوسوقت کسینے زور سے پکار کر کہا کہ بہترین مردمان و بدترین الناس اس مجمع میں موجود ہیں۔ فرزدق شاعر نے یہ سنتے ہی حضرت حسن بصری سے کہا کہ تم نے اس شخص کی آواز سنی۔ خواجہ حسن نے ایجاب کیا اور ارشاد فرمایا کہ واللہ اعلم اس مجمع میں سے اچہا اور برا کون شخص ہے فرزدق نے یہ سنتے ہی کہا کہ اس مجمع میں بہترین مردمان آپ اور بدترین مردمان میں ہوں۔ جب فرزدق کا انتقال ہوا کسینے اونکو خواب میں دیکہا پوچہا اللہ تعالی نے تمہاری ساتہہ کیا سلوک کیا فرزدق نے کہا کہ جب مجہے کرسی قضا کے روبرو لیگئے میں ڈرنے لگا اوسیوقت فرمان ہوا کہ ہم نے اسکو اُس روز بخشدیا تہا جس روز اوسنے خود کو بدترین مردمان سمجہا تہا اسوقت بندہ نے ایک مسئلہ جو ایک مدت سے دلمیں خلش رکہتا تہا دریافت کیا کہ ایک قبر ہے اور وہ خراب ہوگئی ہے اوس کی دوبارہ تعمیر کرنی چاہیئے یا نہیں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ خیر جب خراب ہوگئی ہے اوسکی دوبارہ تعمیر کی ضرورت نہیں جسقدر زیادہ خراب ہوگی صاحب قبر امیدوار رحمت زیادہ تر ہوگا۔ **اسکے بعد** گفتگو اون آدمیوں کے بارہ میں ہوئی جو پایان مزار بزرگان دین یا اپنے پیروں کے قبرستان میں دفن ہوتے ہیں

یا دفن ہونا چاہئے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ بدایوں میں مولانا سراج الدین ترمذی نام ایک بزرگ عارف کامل تھے وہ کعبہ شریف ہجرت اس نیت سے کر گئے تھے کہ بعد انتقال وہاں دفن ہونا میسر ہو۔ لیکن چند دن بعد بدایوں واپس چلے آئے لوگونکو اونکے اس ارادہ سے خبر تھی۔ دریافت حال کیا جواب دیا کہ جب میں خانہ کعبہ میں مقیم تھا ایک شب میں نے خواب دیکھا کہ جنت الماویٰ میں اطراف وجوانب سے مردے لاتے ہیں اور دفن کیئے جاتے ہیں اور اسیطرح بہت سے مردے وہانکے مدفون وہاں سے باہر لیجائے جاتے ہیں۔ میں نے کسی شخص سے یہ حال دریافت کیا اوسنے جواب دیا جو شخص جوار مکہ میں دفن ہونے کی اہلیت رکھتا ہے اگروہ روئے زمین کے کسی حصہ میں وفات پائے اوسکے جنازے کو یہاں لاکر دفن کرتے ہیں اور جو شخص مکہ شریف میں وفات پاتا ہے اور یہاں دفن کیا جاتا ہے لیکن اس مقام مبارک کی تدفین کے لائق اوسکا جنازہ نہیں ہوتا اوسکو باہر لیجاتے ہیں۔ یہ حکایت بیان فرما کر مولانا سراج نے فرمایا کہ میں اس خواب کی وجہ سے واپس چلا آیا ہوں کہ اگر وہاں دفن ہونے کی اہلیت مجھ میں نہوگی ملائک میرا لاشہ لیجاویں گے۔ والّا فلا۔

الحمدللہ والمنة کہ دیباچہ چہارم کتاب مستطاب فوائد الفواد کا تمام ہوا۔ ع ختم شد این صحف صدق وصفا ٭ کہ از وجان حسن راست طرب ٭ در سہ شنبہ دوم از ماہ ربیع اول ٭ ہفتصد نوزدہ بتاریخ عرب ٭ یہ فوائد دوازدہ سالہ ہیں کہ اس بحر میں قطرہ قطرہ جمع کیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ برکات ان انفاس نفیسہ کے تمام عالم میں تا بقیامت منتشر رکھے اور امین داعی بخیر امید وار رحمت رحمان غلام احمد خاں بریاں مترجم سکنہ جیجر کی بھی مغفرت فرمائے۔ اور اسکو ان کلمات میں سے ایک کلمہ پر بھی عمل کرنا روزی ہو۔ ع من نوشتم صرف کردم روزگار ٭ من نمانم این بماند یادگار ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ پنجم

از کتاب مستطاب فوائد الفواد انفاس نفیسہ ملک المشائخ نظام الحق والشرع والدین قدس سرہ العزیز
بندہ علا حسن سنجری عرض کرتا ہے کہ جب توفیق ازلی موافق حال اس ناکارہ کے ہوئی اور سعادت ابدی نے
دامن اس شکستہ کا پکڑا اور الہام فطرت رہنمون اس امر کا ہوا کہ کلمات جاں پرور حضرت ملک المشائخ سے
کہ ازامت ختم نہیں ÷ نسخہ جز وے کسے ختم المشائخ ÷ نظام الدین اولیا کے اس مجموعہ میں جمع کیئے گئے ہیں
اور بارہ سال کے فوائد کی ایک جلد مرتب ہوئی جس میں چار دیباچہ ہیں اب یہ جلد دوم آغاز کی جاتی ہے حق تبارک
وتعالی ذات ملکوتی صفات حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر کو عمر خضر عطا فرمائے کہ اس شربت کلام سے جو عین الحیات
ہے خاص وعام سیراب رہیں۔ امید کہ ایک جرعہ اس جام جاں بخش سے کہ مقصود اس سے یہ معانی ہیں دیکھنے
پڑہنے۔ سننے اور لکھنے والونکو ہر دو عالم میں نہال کردیوے۔

مجلس اول روز یکشنبہ تاریخ ۱۲ ماہ شعبان ۷۱۹ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی بندہ ایک حدیث
کے معانی میں متفکر تہا حضرت مخدوم سے دریافت کیا کہ من احب العلم والعلما لم یکتب خطیئۃ کے کیا معنی
ہیں۔ آیا اسکے یہ معنی ہیں کہ بسبب محبت علما ء سے گناہ نامۂ اعمال میں نہیں لکھے جاتے آپنے ارشاد فرمایا کہ
اصل اس معاملہ میں صدق اور صلاحیت ہے جو شخص علماء سے محبت رکھیگا ہر آئینہ اونکی متابعت کریگا اور ناشائستہ
سے باز رہیگا اسصورت میں اوسکے گناہ نہیں لکھے جائیں گے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ جبتک محبت حق
غلاف قلب میں ہے امکان معصیت ہوسکتا ہے لیکن جب محبت حق دلپر مستولی ہوگئی اور دلکو محبت نے ڈہانک لیا
پہر امکان معصیت نہیں ہوتا۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ توبہ اور انابت حالت جوانی میں کرنا چاہیئے۔
بوڑہا آدمی اگر توبہ نکریگا کیا کریگا کہ اوس سے کچہہ بہی نہیں ہوسکتا ہے۔ اسوقت یہ دو بیت زبان مبارک
سے ارشاد فرمائیں ؎ چوں پیر شوی بر سر انجام آئی ÷ آئی سر حرف خویش ناکام آئی ÷ سازی خود را از تمام
راہی ÷ معشوق روز بے نوائی ÷ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی بندہ کا حال جوانی پوچہیگا لیسال المرء
عن شبابہ اسوقت ایک دانشمند حاضر ہوا اور آپکے قدموں میں گر پڑا خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے اسکا سر اٹہا کر

اوس نے عرض کیا کہ برائے حصول بیعت حاضر ہوا ہوں اور باعث اسکا یہ ہے کہ میں موضع افغان پور میں پانی کے کنارے نماز مغرب پڑھ رہا تھا کہ آپکی صورت مجھے دکھائی دی نماز میں مجھے حیرت ہوئی قریب تھا کہ میں گر پڑوں لیکن خود کو سنبھالا۔ اور جوں توں نماز پوری کی اور اسیوقت شرف حضوری مجلس شریف کا ارادہ کیا چنانچہ برائے حصول بیعت حاضر ہوا ہوں۔ خواجہ ذکرہ اسہ بالخیر نے اس دانشمند پر نوازش فرمائی اور اپنے حلقہ بگوشوں میں داخل کیا اور اسیوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ ایک شخص دہلی سے بجانب پاک پٹن برائے حصول بیعت حضرت شیخ الاسلام روانہ ہوا کہ وہاں پہونچکر حضرت کے مریدوں میں داخل ہو۔ اثنا راہ میں ایک حسینہ و جمیلہ رنڈی اوسکے ساتھ ہوئی کہ وہ اس شخص پر عاشق ہوئی تہی بہت کوشش کرتی تہی کہ اس شخص پر داؤں چل جائے لیکن وہ شخص نیت صاف رکھتا تہا اوس زانیہ سے بالکل میل نکرتا تہا۔ قصہ مختصر ایک منزل میں ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دونوں یکجا ہوئے مطربہ آکر اس جوان کے پاس بیٹھ گئی کہ دونوں کے درمیان کوئی حجاب اور پردہ نتہا۔ اسوقت اس جوان کے دلمیں اس زن جمیلہ کی محبت پیدا ہوئی اوس سے بات کی ہاتھ اوسکی جانب دراز کیا اوسیوقت دیکہا کہ ایک شخص آیا اور طمانچہ موںہہ پر مارا اور کہا کہ فلاں جگہہ جانیکا ارادہ رکھتے ہو اور نیت تو یہ ہے اور یہ معاملہ ہے وہ شخص فوراً متنبہ ہوا اور پہر اوس عورت کو آنکھہ اٹھا کر ند یکہا۔ القصہ جب یہ شخص شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا آپنے پہلی بات جو اس سے کہی یہ تہی کہ اللہ تعالی نے اوس روز تم کو خوب بچایا ورنہ مرتکب گناہ ہوگئے ہوتے۔ **اسکے بعد** گفتگو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت و بلاغت کے بابہ میں ہوئی کہ آپ بہت بڑے فصیح و بلیغ تہے ایک ایک لفظ میں چار چار معانی پیدا فرماتے تہے ایک صحابی تہے اوہنوں نے اپنی بکری فروخت کی تہی لیکن بعد فروختگی پشیمان ہوئے اور آنحضرت صلعم سے اسکا تذکرہ کیا آپنے دریافت فرمایا کہ وہ بکری کس نے لی ہے اوہنوں نے کہا کہ نعیم نام آپکے صحابی ہیں اوہنوں نے خریدی آپنے نعیم کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ نعیم نعتم نعنم نعمتم فردو الیہ یعنی چار نصیحت اس فصاحت سے بیان فرمائی کہ باید و شاید۔

مجلس دوم روز پنجشنبہ تاریخ ۹۔ ماہ مبارک رمضان ۷۰۹ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ یہ موسم جاڑے کا تہا اطراف و جوانب سے خبریں متوحش آرہی ہیں کہ فلاں بادشاہ اسطرف عازم ہے اور فلاں نے فلاں مقام پر سر اٹھایا ہے آپنے اسوقت یہ **حکایت** ارشاد فرمائی کہ شیر خاں والی ملتان و اچہ حضرت شیخ الاسلام

فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں اعتقاد اچھا نہ رکھتا تھا حضرت شیخ الاسلام بارہا فرماتے تھے کہ ؎ افسوس کز اجال منت بلیست خبر ⁂ آنگہہ خبرت شود افسوس خوری ⁂ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام کے انتقال ہوتے ہی کافر اوس دیار پر مسلط ہوئے **اسکے بعد** حکایت شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے بارہ میں ہوئی کہ وہ بہت بڑے بزرگ تھے ایک دانشمند بخارا سے آپکی خدمت میں حاضر ہوا تھا شملہ اوسکی دستار کا بہت بڑا اور مجمعہ تھا آپنے دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ دو بوجھہ ایکبارگی اٹھائے ہوئے ہیں۔ اوسنے یہ سنتے ہی شملہ لپیٹ لیا اور سر منڈا ڈالا اس سے حضرت خواجہ بہاؤ الدین کے کمال کا اندازہ کر لینا چاہیئے کہ آپ کسقدر نفس گیرا رکھتے تھے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ ملتان میں ایک متعبد شیخ سلیمان نام تھا جب اوسکا بہت شہرہ ہوا آپ اوسکے پاس گئے اور اوس سے ارشاد فرمایا کہ اٹھکر دو رکعت نماز پڑھ کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ تم کس طرح سے نماز پڑھتے ہو وہ شخص اٹھا اور دوگانہ ادا کیا۔ الا قدم برابر نہ رکھے آپنے اوسکو تعلیم فرمائی کہ اسقدر فرجہ درمیان ہر دو قدم رکھنا چاہیئے۔ اس سے کم و زیادہ نہونا چاہیئے۔ شیخ سلیمان نے ہر چند چاہا کہ جیسا آپنے تعلیم فرمایا ہے کریں۔ الا نہ کر سکے۔ شیخ بہاؤ الدین نے یہ حال دیکھکر ارشاد فرمایا کہ تم اچہہ جاکر رہو۔ چنانچہ وہ اُچ شریف چلے گئے **اسکے بعد** شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے ارتحال کا حال بیان فرمایا کہ ایک روز ایک شخص نے نامہ لاکر شیخ صدر الدین عارف کو دیا اور کہا کہ یہ خط مجھے ایک شخص نے دیا ہے اور کہا ہے خاص شیخ بہاؤ الدین کے ہاتھ میں تمہارے توسل سے پہونچے۔ شیخ صدر الدین عنوان نامہ دیکھتے ہی متغیر ہو گئے اور وہ خط لیجاکر شیخ بہاؤ الدین زکریا رح کو دیا۔ شیخ نے خط پڑھا جب اوسکے حال سے لوگ مطلع ہوئے مجلس سے نعرے بلند ہونے لگے اور اوسی روز آپکا انتقال ہوا۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ وہ کیسا اچھا عہد تھا کہ اسوقت بھی اصحاب آفتاب سپہر ہدایت شیخ ابو الغیث یمنی شیخ سیف الدین باخرزی شیخ سعد الدین حموی۔ خواجہ بہاؤ الدین زکریا۔ شیخ الاسلام فرید الدین رحمۃ اللہ علیہم زندہ تھے۔ **اسکے بعد** حال شیخ سیف الدین باخرزی رح کا بیان فرمایا۔ کہ اونکی رسم تھی نماز مغرب سے فارغ ہوکر سو رہتے تھے جب تہائی رات گذرتی بیدار ہوتے۔ موذن موجود رہتا تھا اوس سے اذان نماز عشا دلواتے اور پھر صبح تک بیدار رہتے تھے اونکی تمام عمر اس امر کے استقامت میں بسر ہوئی اسوقت بندہ نے عرض کیا کہ آپ سماع سنتے تھے یا نہیں حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ ہاں سنتے تھے الا اور طرح سے سنتے تھے انکا سماع ایسا ہوتا تھا کہ مجلس ترتیب دے

بلایا پھیرا لوگونکی دعوت کی وہ آئے اور سماع شروع ہوا۔ وہ اسطرح سُنتے تھے کہ ایک جگہہ بیٹھے کسی شخص سے کہتے کہ وہ کوئی حکایت بیان کرے کہ وقتِ خوش حاصل ہو جب وقت خوش حال ہوتا فرماتے کہ یہاں کوئی حاضر ہے جو راگ چھیڑے اوسوقت گویا آتا اور کچھہ گاتا۔ **اسکے بعد** حضرت خواجہ ذکراسہ بالخیر نے اُنکے انتقال کا حال بیان فرمایا کہ بخارا میں ایک شخص تھا اوسنے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک شعل سوزاں دروازہ بخارا سے باہر جاتی ہے جب صبح ہوئی اوسنے اپنا خواب ایک صاحب نعمت سے بیان کیا اُنہوں نے تعبیر دی کہ افسوس کسی صاحب نعمت کا انتقال ہوگا اونہیں دنوں شیخ سیف الدین باخرزی نے اپنے پیر کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے تم سے ملنے کا اشتیاق غالب ہے اب آجاؤ شیخ سیف الدین یہ خواب دیکھکر بیدار ہوئے اور اوس ہفتہ کے وعظ میں کل ذکر وداع و فراق بیان کیا۔ خلق حیران تھی کہ یہ کیا بیان ہے اوسوقت آپنے یہ شعر پڑھا ؎ رفتم ای یاراں لبا ماں خیرباد ÷ لیست آساں کردن از جاں خیرباد ÷ اس بیت کو پڑھکر ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو جانو اور آگاہ ہو کہ مجھے میرے پیر نے خواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں تیرا منتظر ہوں۔ تم آجاؤ مجھپر اونکے ارشاد کی تعمیل ضروری ہے۔ اب میں عالم فانی سے کوچ کرتا ہوں یہکہکر منبر سے اوتر آئے اور اسی ہفتہ کے اندر انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ

مجلس سوم

روز شنبہ تاریخ ۲۸ ماہ رمضان ۷۱۹ھ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اسوقت ایک عزیز حاضر ہوا اور کسی شخص کی جانب سے نذر گذرانی۔ حضرت خواجہ ذکراسہ بالخیر نے اوس شخصکو نہ پہچانا دریافت فرمایا کہ وہ کون ہے اس آنیوالے نے اوسکی تعریف بیان کی مگر آپنے پھر بھی نہ پہچانا اور ارشاد فرمایا کہ میں بہت سے آدمیونکو نہیں جانتا ہوں اگر وہ میرے سامنے آویں تو پہچان لیتا ہوں مگر نام سے شناخت نہیں کرسکتا۔ اسیوقت

حکایت بیان فرمائی کہ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین نور اللہ مرقدہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے کا نام نظام الدین تھا حضرت اوسکو سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ اگر کوئی گستاخی اوس سے سرزد ہوجاتی آپ اوسکا کبھی خیال نفرماتے بلکہ ہنسنے لگتے۔ یہ نظام الدین فوجی ملازمت میں تھے ایک مرتبہ سفر کو گئے اور چند روز بعد کسی شخص کے ہاتھ آپکو سلام کہلا بھیجا اوس شخص نے آپکی خدمت میں ان الفاظ سے کہ مخدوم زادہ نظام الدین نے آپکو سلام عرض کیا ہے حضرت شیخ الاسلام نے نہ پہچانا اور ارشاد فرمایا کہ کس نے سلام کہا ہے اوسنے دوبارہ عبارت اول بیان کی مگر آپنے نہ پہچانا۔ ہرچند اوس شخص نے سمجھایا کہ نظام الدین آپکا صاحبزادہ ہے اور اوسنے سلام کہا ہے مگر اسوقت

آپ پر اسقدر مشغولی حق غالب تھی کہ آپنے مطلق شناخت نہ کیا۔ اسکے بعد یہہ **حکایت** شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی کہ آپکی خدمت میں بھی اسیطرح ایک شخص نے حاضر ہوکر دوسرے کا سلام عرض کیا۔ شیخ نے دریافت کیا وہ کون شخص ہے اس آئندہ نے اوسکی تعریف کی۔ آپنے نہ پہچانا اسنے بہت سی نشانیاں بیان کیں شیخ نے فرمایا کہ اس سے کچھہ فائدہ نہیں اوسنے مجھے کبھی دیکھا ہے اسلیئے اس شخص نے جواب دیا کہ وہ آپکا مرید ہے۔ شیخ نے یہ سنتے ہی فرمایا کہ اب گفتگو تمام ہوئی **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ شیخ بہاؤالدین زکریا جب کسی شخصکو کوئی شے عنایت فرماتے اچھی اور زیادہ مقدار میں دیتے تھے۔ معلم جو آپکے لڑکوں کو پڑہاتا تہا اوسکو علاوہ تنخواہ کے انعام مرحمت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ والی ملتان کا ذخیرہ غلہ ختم ہوگیا تہا اوسنے آپسے طلب کیا آپنے اوسکا التماس قبول فرماکر انبار غلہ دیدیا جب والی کے ملازمین اوسکو نکالکر لیجانے لگے اس انبار میں سے کئی سبو چپائے گلی پر از سیم و زر برآمد ہوئے۔ ان لوگوں نے والی کو خبر کی والی نے حکم دیا کہ میں نے غلہ حضرت سے مانگا تہا یہ نقدانہ آپکی خدمت میں لیجاؤ۔ جسوقت وہ روپیہ حضرت کے پاس لایا گیا آپنے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس روپیہ کا حال معلوم تہا لیکن میں نے یہ نقدانہ معہ غلہ والی کو دیدیا ہے اوسکے پاس لیجاؤ کہ وہ اپنے صرف میں لائے۔ **اسکے بعد** گفتگو دربارہ ترک دنیا ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ مہتر عیسیٰ علیہ السلام نے ایکروز ایک سوتے ہوئے شخصکو جگاکر ارشاد فرمایا کہ اٹھہ اور خدا کی عبادت کر اوسنے جواب دیا۔ میں نے وہ عبادت اختیار کر رکھی ہے جو تمام عبادات سے افضل ہے مہتر عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ کونسی عبادت ہے جواب دیا کہ ترکت الدنیا باھلھا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ من رضی اللہ تعالیٰ بقلیل من الرزق رضی اللہ عنہ بقلیل من العمل اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا سے اسحال میں بجانب دار بقا روانہ ہو کہ اوسکے پاس زر و سیم اور نہ ہو تو پیسا وہ بہشت میں سب سے زیادہ غنی ہوگا۔ الا اسلام شرط ہے۔

مجلس چہارم روز شنبہ تاریخ ۲۴ ماہ شوال ۷۰۹ھ ہجری کو۔ بدولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو قرآن کی قرأت کے بارہ میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ میں نے دو فائدے دیکھے ہیں یہ فوائد دوسری کتابوں میں نہیں دیکھے ایک اس آیۃ اذا رایت ثم رایت نعیما و ملکا کبیرا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ملکا کبیرا پڑھتے تھے اور دوسری آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم اسکو بہی من انفسکم پڑہا ہے اور یہہ نفس نفوس دیگر سے نہایت اعلیٰ و اولیٰ و افضل ہے **اسکے بعد** گفتگو اس امر میں ہوئی کہ مرد متعبد سے جب کوئی وظیفہ یا ورد فوت ہو جاتا ہے وہ

اوسکے واسطے موت سے برابر ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک لشکری نے شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں
حاضر ہوکر اپنا خواب بیان کیا آپنے تعبیر میں ارشاد فرمایا کہ تیری موت قریب ہے توبہ اور استغفار میں مشغول ہو۔ اوسکی
خانقاہ سے نکلتے ہی ایک صوفی نے حاضر ہوکر اوسی مضمون کا خواب بیان کیا شیخ متحیر ہوئے کہ وہ مرد لشکری ہے
کسی لڑائی میں اوسکا واقعہ ہوگا الا یہ صوفی ہے اسکو لڑائی بھڑائی سے کیا کام جو شہید ہو۔ آپ متفکر تھے کہ اسوقت
خبر پہونچی کہ وہ لشکری لڑائی میں مارا گیا اور اس صوفی کی نماز صبح قضا ہوگئی تہی **اسکے بعد** گفتگو ملازمت
اوراد کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ صاحب ورد کا ورد جو بسبب بیماری قضا ہو اوسکو اوسکے نامۂ اعمال
میں ادا شدہ لکہتے ہیں اور برابر ادا شدہ ثواب پاجاتا ہے لیکن اکثر اشخاص ورد مخصوص نہیں کرتے جو کچھہ ہوسکتا ہے
غیر مقررہ طور پر پڑہتے ہیں قضا ہونے سے اونکو ثواب نہیں ملتا کیونکہ وہ ورد معین نہیں ہے۔ صاحب ورد کو
لازم ہے کہ اپنی ذات پر اوراد مخصوص کرلے اور ہر روز بلاناغہ پڑہا کرے۔ کہ اگر کسی ہرج مرض سے ورد قضا
ہوجائے تو بہی ثواب ملے اسوقت آپنے فضیلت مسبعات عشر میں نہایت غلو فرمایا اور یہ **حکایت** ارشاد
فرمائی کہ ایک شخص پیوستہ مسبعات عشر پڑہتا تہا ایک مرتبہ راستہ میں اوسکو رہزنوں سے سابقہ ہوا خوف
ہلاکت قریب تہا اسیوقت دو سواروں کو دیکہا کہ ننگے سر گہوڑے دوڑائے ہوئے آتے ہیں اور پہونچتے ہی اس
شخص کو رہزنوں سے خلاصی بخشی اس شخص نے اون سے دریافت کیا کہ تم کون ہو جواب دیا کہ ہم مسبعات عشر ہیں
اور وہ دعائیں ہیں جسکو تو ہر روز سات مرتبہ پڑہتا ہے۔ اس شخص نے ننگے سر ہونیکا باعث دریافت کیا جواب دیا
کہ تم بغیر تسمیہ پڑہتے ہو اس سبب سے ہمارے سر پر تاج نہیں ہے بندہ نے دریافت کیا کہ تسمیہ کس وقت پڑہنی چاہیے
آپنے ارشاد فرمایا کہ ہر ہر سورہ پر پڑہنی چاہیئے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ قاضی کمال الدین جعفری حاکم
بدایوں باوجود کار ہائے بسیار قرآن شریف بہت پڑہتے تہے جب بوڑہے ہوئے تہک گئے اور بوجہ ضعیفی معذور
ہوئے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ اب کونسا وظیفہ پڑہتے ہیں جواب دیا کہ مسبعات عشر پڑہتا ہوں۔ یہ جامع اوراد
ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ قاضی کمال واصلان الٰہی سے تہے کعبہ شریف میں مہتر خضر سے ملاقاتی ہوئے تہے
اور آپکو وظیفہ مسبعات عشر حضرت خضر علیہ السلام نے تلقین فرمایا تہا اور بروقت تلقین بیان کیا کہ مجہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمایا تہا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

مجلس پنجم روز چہار شنبہ تاریخ ۲۸ ماہ شوال سنہ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو اسبارہ میں ہو رہی تھی کہ ہر رنج و مشقت جو بندہ کو پہنچتا ہے اسکو جاننا چاہیئے کہ کس وجہ سے پہونچا فی الواقع اس تکلیف سے اوسے خبر حاصل ہوتی ہے لازم ہے کہ متنبہ ہو۔ اور اوس فعل سے جو باعث ہوا اجتناب کرے اور جس شخص کو کبھی رنج نہیں ہوتا اور نہ اسپر مصیبت پڑتی ہے اوس سے اوسکو خذلان حاصل ہوتا ہے نعوذ باللہ منہا اسوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک عورت عفیفہ صالحہ تھی میں نے اوسکی زبانی سنا ہے وہ فرماتی تھیں کہ میں اپنے پیر میں کانٹا چبھنے کی وجہ تک جانتی ہوں کہ کس وجہ سے چبھا ہے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی گئی تھی اور قصہ اوسکا معروف ہے القصہ بعد اوس تہمت کے حضرت عائشہ صدیقہ رض مناجات میں فرماتی تھیں کہ الٰہی میں اس تہمت کا باعث جانتی ہوں کہ تیرا رسول علیہ السلام تیری محبت کا دعوائے صادق کرتا تھا لیکن بہت تھوڑی سی محبت مجھ سے بھی رکھتے تھے یہ تہمت مجھپر اس سبب سے لگائی گئی تھی۔ اسوقت ایک شخص آیا اور چند پھول نذر گذرانے آپنے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ احبب الی من دنیاکم ثلث الطیب والنساء وقرة عینی فی الصلوة اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مقصود لفظ نساء سے عائشہ ہے کہ منجملہ دیگر ازواج مطہرات کے آپکا میل اونکی طرف زیادہ تھا۔ اور مقصود قرة عینی فی الصلوة سے فاطمہ رض ہیں کہ آپ اسوقت نماز پڑھ رہی تھیں اور بعض محدث فرماتے ہیں کہ مقصود قرة عینی سے نماز ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ حضرت امیر المومنین ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ اور علی رضی اللہ عنہم نے بھی موافق قول رسول علیہ السلام تین تین اشیا کو پسند کیا۔ اور اسیوقت مہتر جبرئیل علیہ السلام بھی نازل ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی بھی تین چیزونکو دوست رکھتا ہے جوان توبہ کرنے والا۔ اور آنکھ رونے والی۔ اور دل خوف خدا سے ڈرنیوالا۔ **اسکے بعد** گفتگو اسبارہ میں ہوئی کہ خلق بزرگان دین کی خدمت میں تحفہ و نذر لاتے ہیں پس کونسی شے نذر کرنا بہتر ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام فریدالدین نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں ایک شخص نے چھری بطور نذر گذرانی آپنے واپس فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میرے پاس چھری نہ لانی چاہیئے کہ کارد کا کام قطع کرنا ہے میرے پاس سوئی لانی چاہیئے کہ اوسکا کام پیوند کرنا ہے میں قطع کرنیکے واسطے نہیں ہوں پیوند کرنیکے واسطے ہوں۔ **اسکے بعد** گفتگو اسبارہ میں ہوئی کہ اہل خلق ایک دوسرے کا عیب بیان کرتے میں آپنے ارشاد فرمایا کہ طاعن۔ عیب جو۔ و عیب گو کو سب سے

یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ عیب مجھ میں ہے یا نہیں اگر وہ عیب اوس میں موجود ہے اوسکو شرم کرنی چاہیئے کہ میں کس منہ سے دوسرے کا عیب بیان کروں کہ خود معیوب ہوں۔ اگر وہ عیب اوس میں نہو شکر کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس عیب سے اپنی پناہ میں رکھا ہے اور زبان طعن نکھولنی چاہیئے **اسکے بعد** گفتگو سماع کے بارہ میں ہوئی حاضرین میں سے کسی شخص نے کہا کہ اسوقت حکم ہوا ہے کہ سماع آپکے واسطے جائز ہے آپ جب اور جسطرح چاہیں سنیں۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جو شے حرام ہے وہ کسیکے حلال کیئے سے حلال نہیں ہو سکتی۔ اور نہ حلال شے کسیکے حکم دینے سے حرام ہوتی ہو مسئلہ سماع مختلف فیہ ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سماع کو مباح فرماتے ہیں۔ اگرچہ دف اور شبانہ کے ساتھ ہو لیکن ہمارے علما ناجائز بتلاتے ہیں۔ اس اختلاف میں حاکم جو حکم فرمائے وہی حکم ہوگا۔ اسوقت کسی شخص نے عرض کیا کہ آپکے بعض مرید صاحبوں نے کسی موضع میں راگ سنا جس میں مزامیر بھی تھی۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اون لوگوں نے اچھا کام نہیں کیا نامشروع فعل اچھا نہیں ہوتا۔ اسکے بعد کسی شخص نے ذکر کیا کہ جب وہ سماع سے فارغ ہوئے کسی نے اون سے پوچھا کہ تم نے مزامیر کے ساتھ سماع کیوں سنا اون لوگوں نے جواب دیا کہ ہم سماع میں اسطرح مستغرق تھے کہ ہم کو مزامیر کی موجودگی سے بالکل اطلاع نہیں ہوئی۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ جواب سنکر ارشاد فرمایا کہ یہ محض واہیات جواب ہے اور جملہ معاصی کے بدلے یہ جواب ہو سکتا ہے الّا اس سے کچھ فائدہ وحاصل مرتب نہیں ہوگا اسوقت بندہ نے عرض کیا کہ صاحب مرصاد نے ایک رباعی اسی معنی میں نظم کی ہے اور میں نے اوسوقت یہ ایک شعر پڑھا ؎ گفتی کہ بنزد من حرام است سماع + گر بر تو حرام است حرامت بادا + خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے فرمایا کہ ہاں یہ اُنکا کلام ہے اور یہ رباعی پوری پڑھی **رباعی**

دنیا طلبا جہاں بکامت بادا + دین جیفہ مردار بدامت بادا + گفتی کہ بنزد من حرام است سماع + گر بر تو حرام است حرامت بادا + اسوقت بندہ نے عرض کیا کہ اگر علما نفی جواز سماع میں بحث کریں وہ کر سکتے ہیں الّا وہ شخص جو جامۂ فقر سے پیراستہ ہو کیونکر سماع کا انکار کر سکتا ہے۔ اگر اوسکے نزدیک حرام ہو۔ وہ خود نسنیگا لیکن دوسرے لوگوں کے ساتھ خصومت نکریگا کہ تم بھی نسنو کیونکہ خصومت درویشوں کی صفت نہیں ہے حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بے شمار علما ہیں مگر سوائے خاص خاص کے اور سب علم منع کرتے ہیں اور اسیوقت مناسب اسی معنی کے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک مسجد میں کوئی طالب علم امامت

کرتا تہا اور اوسکے مقتدی بہت سے علماء کرام بہی ہوتے تہے۔ ایک روز کوئی معمولی شخص بہی مقتدی ہوا۔ یہ نماز چار رکعت والی تہی امام نے سہو سے قعدہ اولی نکیا اور متصل رکعت دوم تیسری رکعت کے واسطے اوٹہہ کہڑا ہوا جو کہ یہہ طالب علم صاحب علم تہا اور یہ امر جانتا تہا کہ نماز کس طرح پوری کی جائیگی۔ علما جو اوسکی اقتدا میں تہے وہ بہی خاموش تہے لیکن نووارد شخص نے اس کثرت سے لفظ سبحان اللہ استعمال کیا کہ خود اپنی نماز کو تباہ کیا۔ جب امام نے نماز تمام کی اس عامی کی جانب مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ اے خواجہ تو کون ہے کہ اسقدر غلبہ لقمہ دینے میں کیا کہ نماز تیری باطل ہوگئی۔ بندہ نے عرض کیا کہ مجہے اچہی طرح معلوم ہے اور میرے دلکو یقین ہے کہ یہ طائفہ جو سماع کو حرام کہتا ہے اگر اونکے نزدیک سماع حلال بہی ہوتا تو بہی وہ نہ سنتے۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے متبسم ہوکر ارشاد فرمایا۔ کہ فی الواقع جب ان کو ذوق حاصل نہیں ہے وہ کیونکر سن سکتے ہیں۔

مجلس ششم روز دوشنبہ تاریخ ۱۰ ماہ ذیقعدہ ۷۱۹ھ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو اس جماعت کے بارہ میں ہو رہی تہی کہ اپنے نفوس پر بدرجہ اتم حاوی ہیں خواہ کتنی ہی سختی میں مبتلا ہوں اپنی طاعت معہود کو بجا لاتے ہیں۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ ایک بزرگ دریا کے کنارے رہتے تہے انکو عارضہ شکم ہوا جب قضاء حاجت کو جاتے واپس آکر غسل فرماتے اور دو رکعت نماز پڑہتے بیماری بڑہنے پر بہی اونہوں نے اپنی عادت کو نچہوڑا۔ رات دن میں تیس مرتبہ قضاء حاجت سے واپس آکر غسل فرماتے تہے۔ شب آخرین اونپر زحمت قوی ہوئی کہ ساٹہہ مرتبہ قضاء حاجت کے واسطے گئے اور ساٹہہ ہی مرتبہ غسل کیا دو دو رکعت نماز بہی پڑہی اور آخری مرتبہ میان آب ہی انتقال فرمایا۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر یہ بیان فرماکر آنکہوں میں آنسو بہر لائے اور ارشاد فرمایا کہ زہے رسوخ طاعت کہ دم واپسیں تک بہی اپنے قاعدہ سے منحرف نہوئے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ آدمی بیمار ہوتا ہے یہ بیماری اوسکے واسطے سبب رحمت اور دلیل خیریت ہوتی ہے لیکن اوسکو اس امر سے خبر نہیں ہوتی اسکے مناسب حال یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ جس روز سے میں مسلمان ہوا ہوں جسم اور مال میں نقصان پاتا ہوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کے جسم اور مال میں نقصان کا پیدا ہونا اوسکے صحت ایمان کی دلیل ہے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ بروز قیامت آمنا وصدقنا فقرا کو ایسا

بلند مرتبہ دیا جائیگا کہ جملہ خلائق کو آرزو اس امر کی ہوگی کہ ہم دنیا میں فقیر ہوتے اور بیمار مسلمانوں کو بھی ایسا ہی درجہ
دیا جائیگا کہ اہل صحت دیکھکر رشک کریں گے۔ اور کہیں گے کہ کاش ہم دنیا میں بیمار رہتے تو یہ درجہ ہمکو بھی ملتا۔

مجلس ہفتم روز دوشنبہ تاریخ ۲۰ ماہ ذی الحجہ سنہ ۷۱۹ھ کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی ایک گدڑی پوش فقیر
حاضر خدمت تھا جسوقت وہ مجلس سے اٹھا اور اٹھتے ہوئے تکبیر کہی میں نے حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر سے سوال
کیا کہ بعض درویش اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے تکبیرات کہتے ہیں اگر کچھ اسکی اصل ہو بیان فرمائیے۔ آپنے ارشاد
فرمایا کہ بعد کھانا کھانیکے شکرانہ نعمت کے لیے تکبیر کا کہنا مروی ہوا ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایکمرتبہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ کل بروز قیامت بہشت میں میری امت
ایک چوتھائی ہوگی اور بقیہ ثلث دیگر امم ہونگی۔ صحابہ نے شکریہ اس نعمت میں آواز تکبیر بلند کی۔ پھر
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اسیوقت بتایا گیا کہ تم لوگوں سے تہائی بہشت پر ہوگی اور
ثلث دیگر امم ہونگی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دوبارہ تکبیر کہی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
میری امت سے بہشت بریں نصف پر ہوگی اور نصف دیگر امتیں ہونگی۔ صحابہ نے سہ بارہ تکبیر باواز بلند
کہی یہ فرماکر خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ ایسے مواقع میں تکبیر پڑھنا ادای حمد و شکر باری کیلئے مناسب ہے
لیکن ہر موقع میں جا و بیجا تکبیر کہنا کہیں نہیں آیا ہے۔ **اسکے بعد** مینے عرض کیا کہ ذکر بلند آواز سے
کرنا چاہیئے اگر آہستہ سے کیا جائے یہ امر درست ہے یا نہیں آپنے ارشاد فرمایا آہستہ ذکر کرنا بہت خوب و بہتر ہے
صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن شریف اسیطرح پڑھا کرتے تھے کہ جب وہ سجدہ تلاوت کرتے اوسوقت پاس بیٹھنے والوں کو
معلوم ہوتا کہ یہ قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔

مجلس ہشتم روز پنجشنبہ تاریخ ۲۶ ماہ ذی الحجہ سنہ ۷۱۹ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو سلام اور
اوسکے جواب دینے کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نے مہتر آدم علیہ السلام کو ساٹھ
گز لمبا پیدا کیا تھا اور آنکو حکم دیا تھا کہ ملائکہ مقربین کو سلام کریں اور جواب سلام سنیں کہ یہ طریقہ نیک آپکی
اولاد میں قائم ہو چنانچہ آدم علیہ السلام نے ملائکہ کو بکلمات السلام علیکم سلام کیا اور ملائکہ نے اوسکا جواب بکلمہ
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ دیا اور مسرور سے آپکی اولاد کے واسطے حکم دیا گیا کہ اسیطرح سلام کریں

بھی جاوید بن کسی شخص نے اسوقت عرض کیا کہ اگر کوئی شخص سلام بکلمات السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ کرے اوسکا جواب کسطرح دیا جائے آپنے ارشاد فرمایا کہ اوسکا جواب بھی انہیں کلمات وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے ہوگا۔ اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپکے گرداگرد حلقہ کیئے ہوئے بیٹھے اوسوقت ایک اعرابی آیا اور سلام بکلمات السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے جواب سلام بکلمات وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ دیا ابن عباسؓ حاضر تھے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ جواب سلام برکاتہ سے آگے نہیں ہے مغفرتہ ساتھہ نہ ملانا چاہیئے۔ اسوقت بندہ نے عرض کیا کہ ایک شخص نماز نفل پڑھ رہا ہو اور اسوقت کوئی بزرگ تشریف لائیں اور یہ شخص نماز توڑ کر اُنسے ملاقات کری یہ امر مناسب ہے یا نہیں آپنے ارشاد فرمایا کہ نماز پوری کرنی چاہیئے۔ اور پھر مشغول ہو۔ بندہ نے عرض کیا کہ نماز نفل واسطے حصول سعادت وبرکات پڑھی جاتی ہے اگر اسوقت اس نماز نفل پڑھنے والیکا پیر آجائے اوسکی قدمبوسی میں بہت سی سعادت وبرکات شامل ہیں اور اعتقاد مریدان یہ ہوتا ہے کہ یہ دولت نماز نفل سے سو حصہ زیادہ بڑھکر ہے آپنے فرمایا کہ فی الواقع حال ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ حکم شرع ہے کہ ایسے امور کیلئے نماز کی نیت نہ توڑی جائے لیس مجبوری ہے اسیوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نہر کے کنارے گئے۔ مریدونکو دیکھا کہ بیٹھے ہوئے وضو کر رہے ہیں شیخ کو دیکھتے ہی برائے تعظیم اٹھہ کھڑے ہوئے لیکن ایک صوفی نہ اُٹھا اوسنے پہلے اپنا وضو تمام کیا اور بعدہ تعظیم شیخ کے لیئے کھڑا ہوا آپنے ارشاد فرمایا کہ ان سب میں ایک یہی درویش کامل ہے۔ کہ بعد اتمام وضو میری تعظیم کی۔ بندہ نے عرض کیا کہ جو مرید نماز نفل کی نیت توڑکر پیر سے مشغول ہو اوسکی تکفیر کا فتوی ہوسکتا ہے آپنے ارشاد فرمایا۔ نہیں ہوسکتا اسوقت آپنے بروفق عرضداشت بندہ حسن اعتقاد مریدان میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایکمرتبہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز نے مولانا بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو آواز دی وہ نماز نفل پڑھ رہے تھے نیت توڑکر حضرت شیخ الاسلام کو جواب دیا۔ اسیوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھارہے تھے۔ آپنے ایک صحابی کو آواز دی وہ نماز پڑھ رہے تھے فوراً حاضر نہوئے بعد اختتام نماز حاضر ہوئے آپنے سبب تاخیر دریافت کیا جواب دیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حبیب خدا یا اوسکا رسول طلب کرے فوراً حاضر ہو اور جواب دو۔ یہ فرماکر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ فرمان شیخ بھی موافق فرمان رسول علیہ السلام ہے۔ اسکے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص مرید ہونیکے واسطے حاضر ہوا شیخ شبلی نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک شرط سے تجھکو مرید کرتا ہوں کہ جو کچھ میں ارشاد فرماؤں تو اوسکو بجا لاوے اوس نے قبول کیا۔ شیخ شبلی نے فرمایا کہ اچھا کلمہ کسطرح پڑہتے ہو اوس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑہا۔ آپنے فرمایا کہ اسطرح پڑہو لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ چونکہ یہ شخص عقیدہ میں راسخ تہا فوراً پڑہنے لگا۔ لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ۔ حضرت شبلی فوراً رو پڑے اور ارشاد فرمایا کہ میں کون ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سے خود کو منسوب کرنا بے ادبی سمجھتا ہوں چہ جائیکہ اونکی برابری کا دعوی کروں یہ امر صرف تیری حسن عقیدت کے دریافت کے واسطے کیا تہا۔ اسکے بعد حکایت نماز جمعہ اور جمعہ میں کے بجانے کے بارہ میں ہوئی کسی شخص نے عرض کیا کہ جمعہ کی نماز میں بجانے کے واسطے ایک تاویل ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ کوئی تاویل نہیں صرف اوس شخص پر نماز جمعہ واجب نہیں ہے جو مسافر ہو۔ مریض ہو۔ یا کسیکا غلام ہو بغیر اسکے کوئی دیگر شخص جو جانیکی طاقت رکہتا ہو گو حاضر جمعہ نہو گا نہایت سنگدل ہوگا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک نماز جمعہ ترک کرنیسے دل میں ایک نقطہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دو جمعہ چہوڑنے سے دو نقطے ہو جاتے ہیں اگر تین جمعہ متواتر نماز جمعہ نہ پڑہے تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے نعوذ باللہ منہا۔ اسیوقت یہ حکایت سلطان غیاث الدین بلبن کی ارشاد فرمائی کہ وہ وقت نماز و اوقات خمسکا بہت زیادہ خیال رکہتے۔ ریاضت اور مجاہدات بہی فرماتے تہے ایک روز اونہوں نے قاضی لشکر سے کہا کہ شب گذشتہ کیسی بابرکت و باراحت تہی۔ قاضی نے دریافت کیا کہ یہ بات آپکو بہی معلوم ہوئی۔ سلطان نے ایجاب کیا بندہ نے عرض کیا کہ یہ شب شب قدر ہوگی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ واللہ اعلم کونسی شب تہی الا بزرگ تہی۔

مجلس نہم روز سہ شنبہ دوم ماہ جمادی الاول ۷۱۳ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو در بارہ نماز اور سر بہر سورت پر تسمیہ کہنے کے بارہ میں ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف رکعت اولی میں تسمیہ کہنا چاہیئے اور دیگر کہتے ہیں کہ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہنا چاہیئے۔ اسکے بعد

ارشاد فرمایا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کسی مجلس میں موجود تھے وہاں سفیان ثوریؒ اور ایک دوسرے عالم نے صلاح کی کہ اس موقع پر حضرت سے دربارہ تسمیہ سوال کریں اگر انکار کرینگے نفی التسمیہ کا مواخذہ کیا جائیگا۔ الغرض ان لوگوں نے سوال کیا کہ آپ ہر سورت پر تسمیہ پڑھنے کے واسطے کیا فرماتے ہیں حضرت امام اعظم نہایت دانا تھے اور نگاہداشت ادب میں آپکو کمال تھا ارشاد فرمایا کہ ایکمرتبہ پڑھنا چاہیئے۔ یہ جواب ایسا تھا کہ دو معنی رکھتا تھا خواہ ہر ہر رکعت خواہ بر ہر سورت۔ **اسکے بعد** گفتگو نفس مشائخ اور انکی دعا کے بارے میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام فریدالدین رح کے ایک مرید محمد شہ غوری نام مرد صادق اور صاحب حسن عقیدت تھے ایکروز وہ آپکی خدمت میں حاضر ہوئے الا مضطرب حیران و پریشان۔ آپنے دیکھتے ہی دریافت حال کیا محمد شہ غوری نے جواب دیا کہ میرا بہائی سخت بیمار ہے خدا جانے میرے یہاں سے واپسی تک بہی وہ زندہ رہے یا نرہے اس سببسے میری خاطر نہایت آزردہ ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ جسقدر تم کو اسوقت فکر ہے مجھے ایسا فکر تمام عمر رہتا ہے لیکن میں مضطر نہیں ہوتا اور نہ کسی سے ذکر کرتا ہوں۔ یہ ارشاد فرما کر محمد شہ سے فرمایا کہ اچھا جاؤ تمہارا بہائی انشاء اللہ صحت پائیگا۔ محمد شہ مجلس شریف سے روانہ ہوئے اور گہر پہونچکر کیا دیکھتے ہیں کہ بیرادر بخوبی تندرست ہوگیا ہے بیٹہا ہوا کہانا کہاتا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

مجلس دہم روز یکشنبہ تاریخ ۲۰ ماہ جمادی الاول ۷۰۸ھ ہجری کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو پانی پلانے کے بارہ میں ہورہی تہی اور یہ ذکر تہا کہ آبخورہ موہنہ لگا کر ایک ہاتہ نیچے اس غرض سے کہ پانی فرش زمین پر نگرے رکہنا سنت ہے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر متامل تہے اسیوقت کسی شخص نے ذکر کیا کہ یہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص پانی پیتے ہوئے ہاتہ آبخورے کے نیچے رکہیگا وہ بخشا جائیگا خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث کتب معتبر و مشہور میں نہیں ہے شاید کہیں اور مرقوم ہو۔ لازم ہے جو حدیث نامعلوم ہو اوسکی نسبت یہ نہ کہیں کہ حدیث رسول علیہ السلام نہیں ہے لیکن یہ کہہ سکتے ہیں کہ کتب معتبرہ میں مرقوم نہیں ہے۔ اسوقت گفتگو دربارہ احادیث ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ قاضی منہاج الدین رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرمایا کرتے تھے ایکروز دوران وعظ میں ارشاد فرمایا کہ چہہ حدیث متواترہ ہیں اول یہ ہے کہ من شم الورد ولم یصل علی فقد جفانی یعنے جسنے گلاب کا پہول سونگہا اور مجہپر درود نہ بہیجا اوسنے مجہپر جفا کی۔ دوسری یہ ہے

الغیبۃ اشد من الزنا یعنی غیبت زنا سے زیادہ سخت تر ہے۔ تیسری یہ ہے البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر یعنی ثبوت بذمہ
مدعی ہے اور قسم مدعا علیہ کہا سکتا ہے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ قاضی منہاج الدین نے بعد بیان
اس متن حدیث کے ارشاد فرمایا کہ بقیہ متن مجھے یاد نہیں۔ اگر کوئی شخص مجھ سے از راہ طعن سوال کرے کہ تم کیوں نہیں
جانتے۔ میں نے جواب دونگا کہ تم تو بالکل جاہل تھے۔ یہ تین ہی مجھ سے سنے ہیں۔ اسکے بعد فضیلت حدیث رسول
علیہ السلام میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ مولانا رضی الدین نیشاپوری بیمار ہوئے اور بیماری آپکی
بڑھ گئی ایک عالم آپکے پڑوس میں رہتے تھے وہ برسم عیادت دیکھنے کے واسطے آئے مولانا رضی الدین
اسوقت بیہوش تھے دانشمند آپکے سرہانے بیٹھے۔ اور یہ حدیث پڑھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
الغیبۃ اشد من الزنا۔ مولانا رضی الدین اگرچہ غلبات مرض میں تھے۔ الا ارشاد فرمایا کہ توجیہ اس حدیث
کی بیان کرنے کی فرمائیے۔ کہ موجب تقریر اس حدیث کا کیا ہے کہ اسوقت نہ ذکر زنا تھا اور نہ قصہ غیبت اس
دانشمند نے جواب دیا کہ میرا مقصود یہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ اگر کوئی شخص بیمار کے بالین پر کھڑا ہو کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث شریف پڑھے۔ البتہ وہ مریض صحت پائیگا۔ یہ حدیث ، متواتر ہے میں نے
آپکی صحتیاب ہونیکی نیت سے پڑھی ہے مولانا رضی الدین یہ جواب سنکر خاموش ہو رہے اور چند روز میں صحتیاب
ہوئے۔ **اسکے بعد** گفتگو تسلیم اور رضا کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ کسی درویش کی ناک پر مکھی
بیٹھ گئی تھی اوسنے اڑایا وہ پھر بیٹھ گئی۔ چند کرت ایسا اتفاق ہوا اوسوقت درویش نے بارگاہ الٰہی میں دعا
کی کہ الٰہی میں چاہتا ہوں کہ مکھی میری ناک پر نہ بیٹھے۔ اور تو چاہتا ہے کہ بیٹھے بس میں نے اپنی خواہش کو چھوڑ دیا
جو تیری مرضی ہو کر۔ میں ہر حال میں راضی ہوں انکے اس دعا مانگنے کے بعد پھر کبھی مکھی انکی ناک پر نہ بیٹھی الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس یازدہم روز شنبہ تاریخ ٢٠ ماہ جمادی الاول سنہ [illegible] ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو اس بات
میں ہو رہی تھی کہ توبہ کے بعد بھی لغزش ہو جاتی ہے۔ اگر سعادت ابدی رفاقت کرے پھر دولت توبہ میسر ہوتی
ہے۔ اس وقت آپنے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک مطربہ قمر نام حسین و جمیل تھی بڑھاپے میں دولت توبہ
اوسکو نصیب ہوئی اور سعادت ازلی کی دستگیری سے اوسکو بیعت حضرت شیخ الاسلام شہاب الدین عمر سہروردی
کی میسر آئی۔ مرید ہو کر وہ حج کو گئی۔ حج کیا واپس آتے ہوئے ہمدان میں ٹھہری جو گانے میں شہرت تام رکھتی

والی ہمدان کو خبر ہوئی۔ اوس نے اپنے آدمیوں کو بہیجا کہ مطربہ کو مجرے کے واسطے حاضر کریں وہ لوگ آئے قمر نے جواب دیا کہ میں توبہ کر چکی ہوں اور خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہو آئی ہوں۔ میں مجرا نہ کرونگی والی ہمدان نے یہ جواب سنکر حکم دیا کہ اوسکے ساتہہ سختی کا برتاؤ کرکے حاضر لاؤ۔ بیچاری قمر مجبور ہوئی اور شیخ یوسف ہمدانی کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض حال کیا شیخ نے کہا کہ تو اونسے کل کا وعدہ کر۔ میں آج رات کو تیرے واسطے بجناب باری عرض کرونگا اور صبح تجکو اس حال سے اطلاع دونگا۔ قمر نے واپس آکر فرستادگان والی ہمدان سے وعدہ کل کے حاضر ہونیکا کیا۔ وہ لوگ چلے گئے۔ یہ دوسرے روز علی الصباح یوسف ہمدانی کی خدمت میں پہونچے شیخ نے فرمایا کہ تیری خزانہ تقدیر میں ایک معصیت باقی رہگئی ہے یہ حیران ہوئی اور فرستادگان والی ہمدان کہینچکر لیگئے اور چنگ قمر کے ہاتہ میں دیا مجبوراً بجانا اور گانا پڑا۔ قمر نے اوسوقت ایک بیت انشاکی اور اس انداز سے گائی کہ حاضرین کو رقت ہوئی اور اوسی مجلس میں والی ہمدان و دیگر ملوک تائب ہوئے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

مجلس دوازدہم۔ روز شنبہ تاریخ ۱۶ ماہ مبارک رجب ۷۰۸ھ کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو علم اور دیانت قاضی قطب الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں ہورہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ وہ ملتان میں رہتے تہے اور علاحدہ مدرسہ بنایا تہا۔ شیخ بہاؤ الدین زکریا ہر روز صبح کی نماز آپکی اقتدا میں پڑہتے تہے ایکروز مولانا قطب الدین نے سوال کیا کہ آپ روزانہ اپنے مقام سے اسقدر دور میری اقتدا میں نماز پڑہنے کے لئے کیوں تکلیف فرماتے ہیں۔ شیخ نے جوابدیا کہ میں حدیث شریف من صلی خلف عالم تقی کانما صلی خلف نبی مرسل پر عمل کرتا ہوں۔ قاضی قطب الدین یہ جواب سنکر خاموش ہو رہے **اسکے بعد** حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ العہدۃ علی الراوی میں نے اسطرح سنا ہے کہ ایکروز نماز صبح میں حاضر ہونے سے شیخ بہاؤ الدین زکریا رہگئے تہے بہت جلدی اسپر بہی تکبیر اولی حاصل نہوئی۔ رکعت دوم میں شامل ہوئے۔ قاضی قطب الدین نے موافق قاعدہ کے تشہد کیا شیخ بہاؤ الدین قبل از سلام اُٹہہ کہڑے ہوئے۔ اور اپنی رکعت باقی ماندہ پوری کی۔ جب شیخ بہاؤ الدین نماز سے فارغ ہوئے قاضی قطب الدین نے سوال کیا کہ آپ قبل از سلام کیوں اُٹہہ کہڑے ہوئے اگر امام کو سہو ہوا ہوتا اور وہ سجدہ کرتا اور آپ کہڑے ہو گئے ہوتے کیونکر سجدہ کرتے آپنے جوابدیا کہ اگر کسی شخصکو نور باطن سے معلوم ہوجاوے کہ امام کو سہو نہیں ہوا اوسکو

کہڑا ہو جانا روا ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ وہ نور جو موافق احکام شریعت کے نہو ظلمت سے بدتر ہے اس واقعہ کے بعد پہر شیخ بہاؤالدین زکریا آپکی اقتدا میں نماز پڑھنے نہ آئے۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ذکراسہ بالخیر نے یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ قاضی قطب الدین کاشانی سے سوال کیا گیا کہ تم درویشوں سے اعتقاد کیوں نہیں رکہتے آپنے جوابدیا کہ میں نے بہت سے درویش دیکہے ہیں ابکسیکو اونکے موافق نہیں پاتا مجبور ہوں۔ میں کاشغر میں تہا کہ میرا قلم تراش چاقو ٹوٹ گیا میں نے بازار میں لیجا کر کاردگروں کو دکہلایا کہ اوسکو درست کریں ہر شخص نے کہا کہ یہ موافق سابق نہوگا کسیقدر کم ہو جائیگا میں اسبات پر راضی نہوتا تہا اور میری خواہش تہی کہ یہ چاقو موافق سابق کے پورا ہو جاوے عاقبت الامر کاردگروں نے مجہے پتا دیا کہ فلاں دکان پر ایک بوڑہا کاردگر صاحب صلاحیت بیٹہتا ہے تم اوسکے پاس لیجاؤ شاید وہ کوئی تجویز جدید نکالے۔ قاضی قطب الدین اوسی نشان پر گئے اوس مرد ضعیف سے ملاقی ہوئے شکستہ چاقو دکہایا اور مدعا بیان کیا اوسنے بہی جوابدیا کہ یہ چاقو اپنی اصلی حیثیت پر نہیں آسکتا کسیقدر کم ہو جائیگا قاضی صاحب نے کہا آہ بہت چہوٹا ہے اگر اور بہی چہوٹا ہوا کام سے جاتا رہیگا الغرض اس مرد کاردگر نے کہا کہ اچہا موہنہ پہیر لو قاضی صاحب نے موہنہ پہیر لیا لیکن کن انکہیوں سے دیکہتے جاتے تہے کیا دیکہتے ہیں کہ اوسنے چاقو ہاتہ میں لیا اپنی سفید ڈاڑہی تک لایا آسمان کو دیکہا اور چپکے سے کچہہ کہا اور قاضی صاحب سے کہا موہنہ اسطرف کرلو آپنے موہنہ پہیر لیا اوسنے چاقو سامنے ڈالدیا وہ اپنی اصلی ہیئت پر ہو گیا تہا اسکے بعد حضرت خواجہ ذکراسہ بالخیر نے یہ تیسری حکایت قاضی قطب الدین کاشانی کی بیان فرمائی کہ وہ دہلی آئے تہے سلطان شمس الدین نے آپکو بلایا ان دنوں سلطان حرم گاہ میں تشریف رکہتے تہے آپ گئے اسوقت سید نورالدین مبارک سلطان کے پاس دہنی طرف اور شیخ افتخار الائمہ بائیں جانب بیٹہے ہوئے تہے اور ایک اور بزرگ بیرون حرم گاہ تہے انہوں نے قاضی قطب الدین سے کہا آپ کہاں تشریف رکہینگے آپنے جوابدیا کہ زبردست علوی بیٹہونگا الغرض جب آپ روبرو سلطان کے پہونچے سلام کیا بادشاہ دیکہتے ہی اٹہہ کہڑا ہو اور ہاتہ پکڑ کر اپنے برابر بٹہایا اسکے بعد حکایت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی ہوئی کہ آپ بدایوں تشریف لیگئے تہے قصہ اسکا معروف ہے ایکروز کسی ضرورت کیوجہ سے آپکو قاضی کمال الدین جعفری کے مکانکو جانا ہوا خدمتگاروں کو برای اطلاع اندر بہیجا انہوں نے آکر جوابدیا کہ قاضی صاحب اسوقت نماز پڑہ رہے ہیں آپنے تبسم فرمایا اور یہ کہا کہ قاضی صاحب نماز پڑہنا

جانتے ہیں واپس چلے آئے آپکے واپس چلے آنیکے بعد یہ خبر قاضی کمال کو معلوم ہوئی وہ دوسرے روز آپکے پاس آکے
معذرت کی اور دریافت کیا کہ آپنے دینہ روز بوقت واپسی یہ کیا فرمایا تہا کہ قاضی صاحب بہی نماز پڑہنا جانتے
ہیں حضرت شیخ تو نماز و احکام نماز میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں آپنے ارشاد فرمایا کہ بیشک آپنے کتابیں
لکہی ہیں لیکن نماز علما اور ہوتی ہے اور نماز فقرا اور ہی ہے۔ قاضی نے کہا کہ فقرا نماز میں رکوع سجدہ کسی دوسری
طرح کرتے ہیں یا کوئی قرآن دیگر پڑہتے ہیں شیخ نے فرمایا کہ نماز علما یہ ہے کہ وہ کعبہ شریف کی جانب موہنہ کریں نماز میں
اگر کعبہ پیش نظر نہو اوس سمت موہنہ کریں اگر سمت کعبہ معلوم نہو تحری کرکے نماز پڑہتے ہیں اونکا حال ان تینوں
باتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ الا فقرا جبتک عرش بریں کو نہیں دیکہ لیتے نماز نہیں پڑہتے قاضی کمال الدین کو
اگرچہ بات گراں معلوم ہوئی لیکن خاموش ہو رہے اور چپکے چلے آئے۔ اوسی شب اونکو خواب دکہا کہ شیخ
جلال الدین تبریزی عرش پر مصلا بچہائے ہوئے نماز پڑہ رہے ہیں اتفاق سے دوسرے روز پہر ان ہر دو
بزرگوار کو ایک جلسہ میں حاضری کا موقع ملا۔ شیخ جلال الدین نے سلسلہ سخن آغاز کیا کہ اسی لوگو تمکو علما کا رتبہ
معلوم ہے کہ انکی ہمت مدرسی یا قضا کی جانب مائل رہتی ہے اور زیادہ بڑہکر صدر جہاں ہوجاتے ہیں اونکا رتبہ
اس سے زیادہ نہیں بڑہتا لیکن فقرا کے مراتب و مدارج بے انتہا ہیں پایہ اول یہ ہے جو قاضی کمال الدین صاحب
نے رات کو خواب میں دیکہا قاضی صاحب یہ بات سنتے ہی چونک پڑے اوٹہکر بہت معذرت کی اور اپنے
لڑکے برہان الدین کو آپکی قدموں میں ڈالا اور مرید کرایا۔ اور کلاہ حاصل کی۔

مجلس سیزدہم روز شنبہ تاریخ ۱۰ ماہ مبارک ۷۲۰ھ کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو تحمل کے بارہ میں
ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ معاملہ خلق کا آپس میں تین قسم پر ہے۔ ایک وہ ہوتے ہیں جو نہ کسیکو نفع
پہونچاتے ہیں اور نہ نقصان حکم اونکا پتہر کے مانند ہے دوسری قسم یہ ہے کہ وہ اپنی ذات سے دوسرے کو
نفع پہونچاتے ہیں لیکن نقصان نہیں پہنچاتے یہ قسم اچھی ہے تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو اپنی ذات سے دوسرے
بہائیو نکو فائدہ پہنچاتے ہیں اور جو شخص اونکو مضرت پہنچاتا ہے اوسپر صبر کرتے ہیں در پے مکافات
نہیں ہوتے۔ تحمل اختیار کرتے ہیں یہ کام صدیقوں کا کام ہے

مجلس چہاردہم ۔ روز شنبہ تاریخ ۱۸ ماہ مبارک شعبان ۷۲۰ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی

گفتگو اسبارہ میں ہو رہی تھی کہ اسماء میں سے بہتر کونسے نام ہیں۔ حضرت خواجہ ذکرالله بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ احب الاسماء عبدالله عبدالله وعبدالرحمان یعنے الله تعالیٰ کے نزدیک بہترین اسماء عبدالله اور عبدالرحمان وغیرہ ہیں اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اصدق الاسماء الحارث یعنے سچا نام حارث یعنے کہیتی کرنے والا کسان ہے کیونکہ ہر شخص کہیتی کرتا ہے خواہ طاعت خواہ معصیت کا تخم بوتا ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ اکذب الاسماء المالک والنی الله کیونکہ مالک ہر شے کا الله تعالیٰ ہے اور ہمیشگی بہی اوسی کو ہے۔

مجلس شانزدہم روز پنجشنبہ تاریخ پنجم ماہ رمضان سنہ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو اثر صحبت کے بارہ میں ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ نصیر الدین نام متعلم حضرت شیخ الاسلام فرید الدین رحمۃ الله علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تہا۔ اسکی نیت تجارت کی تہی القصہ آپکا مرید ہوا اور چند روز خانقاہ میں رہا میاں نصیر کے بال لمبے تہے اور اونکو پیچے کندہوں پر ڈالے رکہتے تہے ایک روز کوئی جوگی حضرت شیخ الاسلام کی ملاقات کو آیا۔ مولانا نصیر نے اوس سے دریافت کیا کہ تم کو بالوں کے دراز ہونیکی دوا معلوم ہے مجہے بتلاؤ خواجہ ذکرالله بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ مجہے اس طلب دار وکی استماع سے کراہیت آئی کہ جو شخص مرید ہو گیا اوسے کیوں فکر درازی موے سر ہو۔ بلکہ بال منڈانے چاہییں کہ مقصود اس سے رعونت کا چلا جانا ہے الغرض چند روز بعد خواجہ وحید الدین حضرت خواجہ بزرگ معین الدین حسن سنجری رحمۃ کے پوتے حاضر خدمت شیخ الاسلام ہوئے اور مرید ہونیکے واسطے عرض کیا اور اجازت بیعت بہی طلب کی۔ حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میں آپکے خاندان کا غلام ہوں میرے شایان حال نہیں ہے کہ آپکو مرید کروں جب خواجہ وحید الدین نے بہت عرض ومعروض کی شیخ الاسلام نے اونکو مرید کیا اور سر منڈانیکے واسطے ارشاد فرمایا انہوں نے موے سر منڈا ڈالے اسی روز مولانا نصیر الدین نے بہی اپنا سر منڈا یا۔ **اسکے بعد** قبور کا ذکر ہوا میں نے عرض کیا کہ لوگ سنگین تربتوں پر قرآن شریف کی آیات کندہ کراتے ہیں اور دعائیں لکہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں آپنے ارشاد فرمایا کہ ناجائز ہے بلکہ کفنی وغیرہ پر بہی کچہہ نہ لکہنا چاہیئے۔

مجلس ہفدہم روز چہارشنبہ تاریخ ۱۷ ماہ شوال ۷۰۸ھ کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو بزرگی مولانا برہان الدین بلخی رحمۃ کے بارہ میں ہو رہی تہی آپنے یہ **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ وہ خود بیان فرماتے تہے

کہ میں تقریباً پانچ یا چھ برس کا ہونگا کہ اپنی والد کے ساتھ کہیں جاتا تھا راستہ میں مولانا برہان الدین مرغنیانی صاحب ہدایہ نظر آئے میرے والد نے اونسے چشم پوشی کی اور ایک کوچہ میں چلے گئے اور مجھے چھوڑ گئے جب مولانا برہان الدین مرغنیانی میرے پاس پہونچے میں نے آگے بڑھکر اونکو سلام کیا اونہوں نے مجھے غور کی نگہ سے دیکھکر ارشاد فرمایا کہ میں اس لڑکے میں نور علم درخشاں دیکھتا ہوں اوسکے بعد مولانا برہان الدین مرغنیانی نے حاضرین سے مخاطب ہوکر کہا کہ یہ سخن میں از خود نہیں کہتا بلکہ اللہ تعالیٰ میری زبان سے کہلواتا ہے کہ یہ لڑکا اپنے وقت میں علامہ عصر ہوگا اور بادشاہ اسکے دروازے پر آئینگے۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ حکایت تمام فرماکر ارشاد فرمایا کہ مولانا برہان الدین بلخی باوفور علم کمال صاحب صلاحیت بھی تھے اکثر فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کسی گناہ کبیرہ کا سوال نکریگا اسکے بعد خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے تبسم فرماکر ارشاد فرمایا کہ مولانا برہان الدین یہ بھی کہا کرتے تھے کہ البتہ ایک گناہ کا مجھ سے سوال ہوگا کہ وہ سماع ہے جسکو میں نے چنگ کے ساتھ سنا ہے اور اگر اسوقت موجود ہو تو بھی سن لوں گا۔ اسکے بعد یہ حکایت درباره سماع بیان فرمائی کہ سماع کا سکہ اس شہر میں قاضی حمید الدین رح اور قاضی منہاج الدین رح نے جو قاضی شہر تھے بٹھایا ہے قاضی منہاج الدین قاضی شہر تھے اور سماع کو بہت دوست رکھتے تھے اونکے زمانہ قضا میں سماع کو استقامت حاصل ہوئی مگر قاضی حمید الدین ناگوری رح سے لوگ درباره سماع اکثر جھگڑا کرتے تھے ایک روز کوشک سپید کے متصل کسی مکان میں آپکی دعوت تھی شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ بھی مع دیگر فقرا اوسجگہہ مدعو تھے۔ مجلس سماع قائم کی گئی تھی کہ حاسدوں نے مولانا رکن الدین سمرقندی کو جو منکر سماع اور سماع کے مدعی عظیم تھے خبر کردی وہ فوراً اپنے گھر سے مع خدمتگاروں و متعلقین کے روانہ ہوئے کہ انکو منع کریں۔ اور سماع سے باز رکھیں۔ قاضی حمید الدین رح کو یہ حال معلوم ہوا۔ آپنے مالک مکان کو بلاکر ارشاد فرمایا کہ تم کہیں چھپ جاؤ۔ ہر چند تمہاری تلاش ہوگی مگر تم خود کو ظاہر نکرنا اوسنے ایسا ہی کیا۔ جب وہ چھپ گیا قاضی حمید الدین نے ارشاد فرمایا کہ مکان کا دروازہ کھولدو دروازہ کھولا گیا اور راگ شروع ہوا اسوقت رکن الدین سمرقندی اپنے متعلقین سمیت پہونچے دروازے پر ٹھہر گئے مالک مکان کو بلانیکی کوشش بلیغ کی مگر اونکا پتہ نہ ملا لاچار واپس چلے گئے اسوقت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ ارشاد فرمایا کہ قاضی حمید الدین نے

کیا اچھی تجویز سوچی تھی کہ مجلس سماع بھی ہوئی اور قاضی اونکا کچھہ نکر سکا یعنے مالک مکان کو غائب کر دیا اگر رکن الدین
سمرقندی بلا اجازت مکان میں داخل ہوتے خود اون سے مواخذہ ہوتا کہ بغیر اجازت مالک مکان مکان میں داخل ہونا روا
نہیں ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ مولانا شرف الدین بجری قاضی حمید الدین ناگوری رح سے اکثر جھگڑتے
رہتے تھے جب مولانا بجری بیمار ہوئے قاضی حمید الدین اپنی صفائے قلب سے جو درویشوں کو حاصل ہوتی ہے
اونکی عیادت کو گئے مولانا کو خبر کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ وہ خدا تعالی کو معشوق کہتے ہیں۔ میں اون سے
نہیں ملتا۔ القصہ قاضی صاحب واپس آئے۔ بندہ نے عرض کیا کہ مراد معشوق سے اسجگہ محبوب ہے خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے
ارشاد فرمایا کہ اشارہ میں بہت سے کلام میں آدمی بہت کچھہ کہتے ہیں اور اوسکا جواب بھی دیتے ہیں لیکن یہ
امر قابل بحث نہیں ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ قاضی کبیر مولانا برہان الدین بلخی اور قاضی حمید الدین
ناگوری رحمۃ اللہ علیہ ایکمرتبہ ہمسفر تھے قاضی کبیر اور مولانا برہان الدین بلخی عمدہ گھوڑوں پر سوار تھے
اور قاضی حمید الدین صاحب اونٹ پر چڑھے ہوئے تھے۔ مولانا برہان الدین بلخی نے قاضی حمید الدین سے
مطائبتہ فرمایا کہ قاضی صاحب تمہاری سواری بہت صغیر (چھوٹی) ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ ہاں کبیر (بڑی)
سے اچھی ہے۔ یہ بیان فرماکر خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے تبسم فرمایا کہ رسائی عقل قاضی حمید الدین کو دیکھیے
کیسا موزوں جواب دیا کہ اونپر اعتراض ہی نہ آیا۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ جب ذکر استماع
سماع قاضی حمید الدین ناگوری رح کا بہت بڑھگیا علماء دہلی نے محضر بنایا اور اوسپر حرمت سماع کی مہریں
کرائیں۔ اکثر فقہا نے اپنی مواہیر سے محضر کو مزین کیا۔ منجملہ اونکے ایک فقیہ تہا جو آپکی خدمت میں بھی
آتا جاتا تہا اسنے بھی مہر کی اور اپنے قلم سے بھی کسیقدر عبارت حرمت سماع کے بارہ میں لکھی تھی یہ خبر
قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کو پہونچی آپنے اوسکو بلوا کر ارشاد فرمایا کہ مینے سنا ہے کہ تم نے بھی حرمت سماع پر
مہر کی اور کچھہ عبارت بھی لکھی ہے۔ اوسنے شرمندگی سے قبول کیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ جن مفتیوں نے
اسپر مہر کی ہے میرے نزدیک وہ شکم مادر میں ہیں لیکن تو پیدا ہو گیا ہے مگر لونڈا ہے اسکے بعد یہ حکایت
قاضی حمید الدین بارکلی رح کی بیان فرمائی کہ وہ دہلی آئے تہے فرماتے تھے کہ میں اس شہر میں صرف قاضی
حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیواسطے آیا تہا لیکن وہ میرے پہونچنے سے پہلے انتقال فرما چکے

ایکروز مجموعات قاضی حمید الدین کو ہاتھ میں لیکر فرمانے لگے کہ انمیں تعلیم جو کچھ تم نے پڑھا ہے وہ سب اسی میں لکھا ہے اور جو ابتک نہیں پڑھا ہے وہ بھی موجود ہے اور جسقدر مجھے معلوم ہے وہ بھی آ گیا ہے اور جو مجھے معلوم نہیں وہ بھی ہمیں ہے

مجلس ہفدہم روز شنبہ تاریخ ۱۰ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو اولیاء حق اور اونکی خلق کے ساتھ راستی معاملہ کے بارہ میں ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ بغداد پور میں ایک بزرگ ابو العباس نامی رہتے تہے وہ سفر کو گئے اور چلتے ہوئے اپنے لڑکے سے جسکا نام ابو العاص تہا ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جسقدر بہیڑیں اور بکریاں ہیں تم اونکو ذبح کرکے گوشت بیچدینا اور روپیہ جمع رکھنا۔ یہ کہکر وہ چلے گئے اور ایک مدت کے بعد واپس آئے گہر میں ہڈیوں کا ایک انبار لگا ہوا دیکھا ابو العاص سے پوچھا کہ یہ ہڈیاں کہاں سے آئیں اونہوں نے جواب دیا کہ بہیڑ و بکریوں کی ہیں جنکی بابت آپنے مجھے ہدایت فرمائی تہی کہ ذبح کرکے گوشت بیچنا اور روپیہ جمع کرنا۔ میں نے آپکی تعمیل ارشاد میں گوشت بیچدیا باپ نے کہا اور ہڈیاں کیوں رکہہ چہوڑیں انکو ہمراہ گوشت کیوں فروخت نہیں کیا۔ ابو العاص نے جواب دیا کہ خلق میرے پاس گوشت کی طالب آتی تہی میں اونکو ہڈیاں خلاف طلب کیونکر دلسکتا تہا۔ ابو العباس نے یہ سنتے ہی شور کیا کہ تونے میرا مال لٹا ڈالا لوگ غوغا سنکر جمع ہوئے ابو العاص نے دریافت کیا کہ خیر اس تجارت میں آپکو کس قدر نقصان پہنچا ابو العباس نے طنزیہ کہا کہ مجھے بیس ہزار دینار کا خسارہ ہوا ابو العاص نے ہاتہ دعا کے واسطے اٹہالئے کہ اوسیوقت ایک تہیلی بیس ہزار دینار کی ہاتہو میں آپڑی وہ اپنے باپ کو دی اور ارشاد فرمایا گن لو۔ پورے بیس ہزار دینار تہے جب یہ حکایت تمام ہوئی میں نے عرض کیا کہ جلال قصاب متقدمین میں سے تہے آپنے ارشاد فرمایا۔ نہیں بلکہ متاخرین میں سے ہیں اور یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی **بیت** من پور قصابم سخنم پوست کشیدہ است؛ من پوست کشم ہر کہ ببازار من آید؛ میں نے عرض کیا کہ یہ نظم جلال قصاب کی ہے آپنے ارشاد فرمایا۔ ہاں یہ انکا کلام ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ اسے حضرت دہلی میں نوہٹہ کے پاس ایک قصائی کی دکان تہی۔ یہ قصاب بہی صاحب کمال تہا اور خلق کو اوس سے فیض پہنچتا تہا۔ قاضی فخر الدین ناقلہ اوائل حال میں اوسکے پاس بہت جاتے تہے ایکروز اونہوں نے دریافت کیا کہ تم کو کیا مطلوب ہے۔ قاضی فخر الدین نے کہا کہ میں قاضی ہونا چاہتا ہوں آپنے فرمایا کہ اچہا جاؤ قاضی

ہو جاؤگے چنانچہ وہ قاضی ہوگئے اسیطرح ایک اور شخص بھی آپکے پاس آتا جاتا تھا آپنے اوس سے دریافت فرمایا تمہاری کیا خواہش ہے اوسنے جواب دیا کہ میں میرداد ہونا چاہتا ہوں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اچھا تم میرداد ہو جاؤگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مولانا وجیہ الدین حسام بھی مبدء حال میں اسی قصاب کے پاس آمدورفت رکھتے تھے ایکدن انسے بھی پوچھا کہ تمہیں کیا مطلوب ہے مولانا وجیہ الدین نے جواب دیا کہ میں عالم ہونا چاہتا ہوں آپنے فرمایا اچھا جاؤ تم کو علم روزی ہو جاویگا چنانچہ چند روز میں وہ عالم ہوگئے۔ اسیطرح ایک اہل کمال اس قصاب کے پاس آتے جاتے تھے اوس سے بھی ایک روز پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے محبت حق جل وعلا مطلوب ہے چنانچہ یہ شخص بھی واصلان الہی سے ہوگیا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس قصاب کو دیکھا تھا۔

مجلس نوزدہم روز شنبہ تاریخ ۲۲ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو سعادات علوی کے بارہ میں ہو رہی تھی میرے دل میں چند روز سے ایک حدیث خلش رکھتی تھی حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر سے عرض کیا کہ میں نے بعض علوی حضرات کی زبانی سنا ہے کہ مصطفے علیہ السلام نے ایک فرمان لکھا تھا کہ میرے بعد اگر میری اولاد کسی مسلمان کو فروخت کر ڈالے تو روا ہے فراحم ہونا چاہیئے الا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے اس فرمان کو چاک کر ڈالا آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث کسی کتاب میں نہیں دیکھی گئی لیکن اولاد رسول کو گرامی رکھنا واجب ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اولاد رسول علیہ السلام سے نالائق بات کبھی وجود میں نہیں آتی اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ سمرقند میں ایک علوی صحیح النسب سید اجل نام جنکی تصانیف سے کتاب نافع مشہور ہے رہتے تھے اونکے ہاں ایک لونڈی تھی اوسکے لڑکا متولد ہوا۔ جب اس لڑکے کی عمر کم وبیش پانچ چھ برس کی ہوئی وہ لڑکوں میں کھیلتا تھا اسوقت ایک سقا آیا اسنے اوسکی پکھال کا موہنہ کھولدیا کہ پانی بہ گیا سقے کو اسبات کی خبر نہ ہوئی وہ دوبارہ پکھال بھر کر لایا لڑکے نے مشک میں تیر مارا کہ رخنہ ہوگیا جس میں سے تھوڑا تھوڑا پانی پھوار کے طور سے نکلتا تھا۔ سید اجل نے جب مشک سقے کی پھٹی ہوئی دیکھی دریافت فرمایا کہ اس میں سے پانی کیوں نکلتا ہے سقے نے جواب دیا کہ میں مشک بھرے لارہا تھا آپکے لڑکے نے بانس کی چھوٹی سی تیر وکمان بنا رکھی ہے

وہ میری مشک میں ماری جس سے یہ چھوٹا سا سوراخ ہو گیا۔ سید اجل یہ سنتے ہی مکان کو گئے تلوار ننگی کی اور لونڈی کے
سر کے بال پکڑ کر فرمایا کہ سچ بتا یہ لڑکا کس کے نطفہ سے ہے ورنہ تجھے مار ڈالوں گا۔ لونڈی نے پہلے بہت انکار کیا آخر کار
جان کے خوف سے بتایا کہ یہ لڑکا فلاں غلام کے نطفہ سے ہے۔ سید اجل یہ سنکر باہر آئے اس لڑکے کی دو چوٹیاں
گوندہ رکھی تھیں منجملہ اوسکے ایک کاٹ ڈالی۔ الغرض جو شخص آل پیغمبر سے ہے اوس سے کوئی حرکت کسی کی
دل آزاری کی سرزد نہو گی اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ بدایوں میں ایک علوی رہتا تھا اوسکے گھر
میں لڑکا متولد ہوا یہ روز وہ روز تھا کہ اس روز ماہ برج عقرب میں ساکن تھا لوگ اس روز کے پیدا شدہ کو نحوس
سمجھتے ہیں اس علوی نے وہ لڑکا دائی کو برای پرورش دیدیا۔ اوسنے لیجا کر پالا جب یہ لڑکا تین چار سال کا
ہوا۔ اپنا روپ نکالا نہایت حسین وجمیل تھا کہ لوگ سب اس سے محبت کرتے تھے کسیننے آکر ماباپ سے کہا کہ اسلیے
کنہور کیوں ہو گئے ہو اوسکو لے آؤ وہ لے آئے تعلیم قرآن شریف دی۔ اور علم ادب بھی پڑھایا القصہ حضرت
خواجہ ذکرا اللہ بالخیر نے فرمایا کہ میں نے اس سید علوی کو دیکھا تھا حسن کامل رکھتے تھے عالم اور مجتہد تھے بدایوں
کے بہت سے باشندے اونکے شاگرد تھے ادب اور صلاحیت کامل اونکو حاصل تھی۔ جو شخص دیکھتا تھا اس امر کا اعتراف
کرتا تھا کہ یہ آل رسول ہیں **اسکے بعد** حکایت اون درویشونکی ہوئی جو مدام مشغول بیاد الٰہی رہتے
ہیں آپنے ارشاد فرمایا کہ میں نے زبانی شیخ بدرالدین اسحاق کے سنا ہے کہ خانقاہ حضرت شیخ الاسلام میں ایک
صوفی تشریف لائے تھے۔ مرد عزیز تھے روز و شب یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ کپڑے اونکے بالکل میلے اور
پھٹ گئے تھے ایک روز بدرالدین اسحاق نے اون سے کہا کہ آپ کپڑے کیوں نہیں دہوتے جواب دیا فرصت
کپڑے دہونیکی نہیں ہے یہ بات اس عجز کے انداز سے کہی کہ سامعین کے آنسو نکل پڑے اور ایک راحت
حاصل ہوئی۔ **اسکے بعد** گفتگو ذوق اور شوق کے بارہ میں گفتگو ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ لاہور میں
ایک واعظ رہا کرتا تھا۔ صاحب تاثیر تھا جو شخص اوسکا وعظ سنتا اوسپر اثر ہوتا۔ ایک روز اوسنے قاضی
لاہور سے آکر بیان کیا کہ میرا ارادہ بیت اللہ جانیکا ہے اجازت ہو تو جاؤں قاضی نے کہا کہ تم سے یہاں
لوگونکو فیض ہوتا ہے نجاؤ۔ یہ کہکر کچھہ نذر دی دانشمند نے اس سال جانیکا ارادہ فسخ کیا دوسرے سال
اسیطور سے جاکر طالب اجازت ہوا قاضی نے پھر کچھہ سیم و زر نذر گذرانا اور سال اول کی طرح

کہا پھر اس سال بھی باز رہے تیسرے سال پھر گئے اور قاضی سے اشتیاق زیارت خانہ کعبہ کا حال عرض کر کے اجازت چاہی
اس دفعہ قاضی نے کہا کہ اے خواجہ اگر تم کو اشتیاق زیارت کعبہ ہے پھر اجازت کی کیا ضرورت ہے تم کیسے قیدی نہیں ہو
شوق سے چلے جاؤ یہ حکایت بیان فرما کر خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ عشق میں مشورت درکار
نہیں ہوتی ہے۔

مجلس ہفتم روز یکشنبہ تاریخ ۱۱ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو کشف و کرامت کے
بارہ میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ اس شہر میں فاطمہ سام نام ایک نیک زن معمر صاحب صلاحیت رہتی تھیں
میں نے اونکو دیکھا ہے اور یہ دو مصرعے اونکی زبان سے مجھے یاد ہیں۔ ہم عشق طلب کنی و ہم جاں خواہی
ہر دو طلبی ولے میسر نشود۔ ایسے ایسے اشعار حسب حال بہت پڑھا کرتی تھیں شیخ نجیب الدین متوکل اور فاطمہ سام
کے درمیان رشتہ مودت مستحکم تھا آپنے اونکو موہنہ بولی بہن اور اونہوں نے آپکو موہنہ بولا بھائی بنا رکھا تھا
شیخ نجیب الدین کو اکثر فاقہ رہتا تھا اور اس سبب سے اونکا کنبہ بھی فاقہ کشی کرتا تھا۔ جب فاقہ سے روز گذر کر
رات بھی بسر ہو جاتی فاطمہ سام ایک دیگچہ جس میں بیس سیر یا من بھر کھانا ہوتا روانہ فرمائیں کہ یہ لوگ کھاتے ہیں
اور ہمیشہ ایسا فرماتی تھیں کہ شیخ نجیب الدین لطریق طیبت فرماتے ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے فاقے کا حال
فاطمہ سام پر ظاہر کرتا ہے بادشاہ پر نہیں کرتا جبان سے زیادہ آمد ہو پھر متبسم ہو کر فرماتے کہ بادشاہوں
کو یہ صفائی قلب کب ممکن ہے اور یہ صفائے قلب اونکو کیونکر حاصل ہو سکتی ہے **اسکے بعد** خواجہ ذکر اللہ
بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ سام نے ایکروز مجھہ سے کہا تھا کہ ایک شخص کی لڑکی نہایت حسین و جمیل ہے تم
اوس سے نکاح کر لو میں نے جواب دیا کہ میں جس زمانہ میں حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہ کی خانقاہ میں رہتا
تھا وہاں ایک جوگی آیا تھا وہ کہتا تھا کہ لڑکے نیک و بد اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ لوگ مباشرت کے اوقات
سے واقف نہیں ہیں۔ اگر وقت نیک ہوا لڑکا صالح ظہور میں آیا وقت بد ہوا لڑکا نابکار پیدا ہوا مہینے
کے تیس دن ہیں ہر روز کی خاصیت جدا گانہ ہے یہ کہکر اوسنے حال ہر روز کا بیان کرنا شروع کیا میں نے
کان لگا کر سنا۔ اور جو جو وہ کہتا گیا سب یاد کر لیا۔ اور اوسکو سنایا حضرت شیخ الاسلام بھی اس جلسہ میں
تشریف فرما تھے۔ آپنے مجھہ سے ارشاد فرمایا کہ نظام الدین تمنے خوب کیا یاد کر لیا مگر تم کو اس سے فائدہ حاصل

نہو گی فرمایا خواجہ ذکراللہ بالخیر نے فرمایا کہ جوں ہی میں نے یہ حکایت فاطمہ سام سے کہی اُنہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اوس شخص کے کہنے سے یہ بات تم سے کہی تھی۔ خیر تم کو اختیار ہے۔

مجلس بست و پنجم روز دوشنبہ تاریخ ۹ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور کو سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ ان دنوں ایک مدعی عنید نے سماع کے بارہ میں خواجہ ذکراللہ بالخیر سے خصومت پیدا کر رکہی تہی سخت غلو کرتا تہا اور کلمات ناگفتنی کہتا تہا حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی الد الخصام کو سخت دشمن رکہتا ہے اور الد الخصام سخت خصومت کرنیوالے کو کہتے ہیں اسکے بعد سماع کے بارہ میں یہ فائدہ بیان فرمایا کہ چند چیزیں موجود ہونی چاہیئیں اوسوقت سماع سننا روا ہے۔ یہ مسمع مسموع۔ اور مستمع کا ہونا ہے اور چوتہی شئے آلت السماع ہے۔ اسکے بعد اسکی شرح بیان فرمائی کہ مسمع کے معنی گویندہ کے ہیں لازم ہے کہ گانے والا مرد ہو۔ لڑکا لے ریشیا یا عورت نہو۔ اور مسموع وہ غزل یا چیز ہے جو معنی جائے ہزل اور فحش کی ذیل سے نہونی چاہیئے۔ اور مستمع یعنی سننے والیکو چاہیئے کہ وہ یاد حق میں مملو ہو اور آلت السماع چنگ وغیرہ مجلس میں نہونے چاہئیں۔ ایسا سماع حلال ہے اور اس حدیث السماع مباح لمن کان قلبہ حی و نفسہ میت۔ کے یہی معنی ہیں۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ سماع ایک موزوں آواز ہے وہ کیونکر حرام ہو سکتی ہے اور غزل وغیرہ کلام ہے مفہوم المعنی اوسکی حرمت کی کونسی وجہ ہے باقی رہی تحریک قلب اگر وہ متحرک بیاد حق ہو مستحب ہے اور اگر متحرک بفساد ہو حرام ہے۔

مجلس بست و دوم روز یکشنبہ تاریخ ۲۳ ماہ محرم ۷۲۱ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو اخلاق درویشاں اور اونکے اہل خصومت کے ساتہ معاملہ کرنیکے بارہ میں ہو رہی تہی حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ تاراتی نام بادشاہ حضرت خواجہ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت و عقیدت رکہتا تہا لوگوں نے بلوہ کر کے اوسکو شہید کیا اور دوسرے شخص کو بادشاہ کیا۔ اس بادشاہ کا ایک ندیم تہا وہ حضرت سے دشمنی رکہتا تہا ایک روز تخلیہ میں بادشاہ کو ورغلا نا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ بادشاہی بلا دغدغہ کریں شیخ سیف الدین باخرزی کو شہید کرا دیجے کل فتنہ و فساد و تحویل ملوک اونکی ذات سے پیدا ہوتا ہے بادشاہ نے سنتے ہی کہا کہ تم مختار ہو جس طرح سے ہوسکے شیخ کو میری خدمت میں حاضر کرو ندیم گیا اور بڑی بیجرمتی سے

خود شیخ کا طوق پٹہ اونکی گردن میں ڈالکر کہینچتا ہوا لایا۔ جون ہی بادشاہ کی نگاہ شیخ پر پڑی خدا جانے اوسنے کیا دیکھا کہ فوراً تخت سے کود پڑا اوربڑی عذر و معذرت کی اور کہا کہ میں نے اس حبشا کو ایسا نہیں کہا تہا اور آپکو خلعت میں گہوڑا کپڑا وغیرہ دیکر رخصت کیا آپ خانقاہ کو چلے گئے بادشاہ نے دوسرے روز اوس ندیم کو جسنے آپکی بدگوئی کی تہی ہاتہہ پاؤں باندہکر آپکے پاس مع اس حکم کے کہ یہ ندیم کشتنی ہے بہیجا۔ اور جو شخص گرفتار کرکے لائے تہا اونہوں نے عرض کیا کہ شاہ نے حکم دیا ہے کہ شیخ جسطرح مناسب تصور فرمائیں اسکو قتل کریں آپنے اوسکے ہاتہہ پاؤں کہولدئیے اور اپنے کپڑے پہنائے اور اوس سے ارشاد فرمایا کہ آج میرے ساتہ وعظ میں چلو یہ روز دوشنبہ تہا آپ ہمیشہ ہر دوشنبہ کو وعظ فرماتے تہے قصہ مختصر اپنے ہمراہ مسجد میں منبر تک لائے اور منبر پر چڑہکر یہ بیت پڑہی **بیت** آنانکہ بجائے من بدیہا کردند ؛ گر دست رسد بجز نکوئی نکنم ؛ یہ شعر پڑہکر فرمایا کہ جو فعل بندہ سے عالم وجود میں آتا ہے دراصل فاعل خیر و شر کا خدا تعالی ہی ہے پس جو نیکی و بدی ہے کل منجانب اللہ ہے۔ مرد کو چاہئیے کہ کسی شخص سے رنجیدہ نہو۔ اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر قدس سرہ العزیز راہ چلے جاتے تہے۔ کسی بیوقوف نے پیچہے سے آکر ایک ٹہینکا ندہے پر مارا آپنے مونہہ پہیر کر دیکہا کہ اُسنے کہا کہ آپنے مجہے کیوں ٹوکا آپ تو فرماتے ہیں کہ ہر خیر و شر اللہ تعالی کی جانب سے پہونچتا ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ فی الواقع بات یہی ہے لیکن میں یہ دیکہتا تہا کہ اللہ تعالی نے کس بدبخت کو اسکام پر تعینات کیا ہے۔

مجلس بست و سوم روز پنجشنبہ تاریخ ۱۷ ماہ ربیع الاول سنہ مذکور کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی گفتگو رویت حق کے بارہ میں ہو رہی تہی میں نے عرض کیا کہ نعمت رویت جسکا وعدہ مومنین سے کیا گیا ہے وہ فردائے قیامت میسر ہوگی آپنے ارشاد فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ مومن جب اُس نعمت کو مشاہدہ کرینگے کئی ہزار برس تک حیرت میں رہیں گے یہ سنکر آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ کسقدر کوتہ نظری ہوگی کہ اسکے بعد دوسری چیز کو دیکہیں میں نے عرض کیا کہ سعدی نے ایک بیت اسی معنی میں نظم کی ہے وہ یہ ہے **بیت** افسوس بران دیدہ کہ روئے تو ندیدہ است ؛ یا دیدہ و بعد از تو بغیر نگریدہ است ؛

آپنے یہ بیت سنکر بہت استحسان فرمایا۔

مجلس بست وچہارم روز دوشنبہ تاریخ ۲۶ ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ کسی وقت ایک شخص نے آپکی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے نکاح کو عرصہ چھہ ماہ کا منقضی ہوا ہے اور آج میری منکوحہ کو فرزند تولد ہوا۔ آپ اسبارہ میں حکم فرمائیں فامر رجمہا۔ یعنے آپ نے اوسکے رجم کا حکم دیا۔ کہ اوسکو سنگسار کریں۔ اس مجلس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی حاضر تھے آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب مخاطب ہوئے امیر المومنین نے دریافت کیا کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا کہ رب العزت قرآن شریف میں فرماتا ہے حملہ وفصالہ ثلثون شہرا یعنی مدت حمل بچہ اور اوسکی دودھ پینے کی تیس ماہ ہیں پس دو سال مدت شیر ہوئی۔ روا ہے کہ مدت حمل شش ماہ ہو۔ یہ سنکر حضرت عمر رضنے حکم رجم منسوخ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر علی نہ ہوتا۔ عمر ہلاک ہو جاتا۔ اسکے بعد یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایکمرتبہ ایکعورت نے حضرت عمر رضہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے زنا سے حمل ہے آپنے اوسکے سنگسار کرنے کا حکم نافذ فرمایا۔ قضا کار امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بھی اسوقت حاضر تھے آپنے ارشاد فرمایا کہ نفاذ اس حکم میں تامل کیجیے اس وقوعہ میں صرف عورت مجرم ہے لیکن اس طفل نے جو اسکے پیٹ میں ہے کیا قصور کیا ہے جو اوسکی بھی جان لیجاتی ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا اس عورت کو تا وضع حمل نظر بند رکھو ارشاد فرمایا کہ لو لا علی لہلک عمر۔ **اسکے بعد** حسن ادب اسلام کے بارہ میں یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ ایک شاعر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں قصیدہ لکھکر آپکی خدمت میں نذر گذرانا تہا کہ ایک مصرعہ اوسکا یہ تہا **مصراع** کفی الشیب والاسلام للمرء ناھیا ÷ یعنے بڑہاپا اور اسلام مرد کو گناہ سے روکنیوالا ہے۔ آپنے اوسکو اس قصیدہ کا صلہ کچھہ نہیں دیا۔ وہ کہنے لگا کہ میں نے بہت بڑی امید سے اس قصیدہ کو نذر کیا تہا آپنے ارشاد فرمایا کہ فی الواقع میں تمکو اسکے بدلے میں کچھہ نذر کرتا لیکن تم نے بڑہاپے کو اسلام پر مقدم کیا اسوجہہ سے میں کچھہ نہیں دیتا **اسکے بعد** گفتگو شعر کے بارہ میں ہوئی میں نے عرض کیا کہ بندہ نے زبان مبارک مخدوم سے سنا ہے کہ قرآن شریف پڑہنا شعر کہنے پر غالب ہوجاتا ہے ببرکت نفس مخدوم بندہ ہر روز قرآن شریف پڑہتا ہے امید ہے کہ شعر کہنا چھٹ جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ آپنے خادم کی یہ عرضداشت پسند فرمائی۔ اسوقت

بندہ نے عرض کیا کہ الشعراء یتبعھم الغاوٗن کے بظاہر معنے یہ ہیں کہ متابعین شعر اگمراہ ہیں اور یہ بھی آپکی زبان مبارک سے سنا ہے کہ ان من الشعر لحکمۃ پس جب اہل شعر اہل حکمۃ ہوئے تو اونکی متابع کیونکر گمراہ ہوسکتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہزل و ہجو گو شعراء اور انکے متابعین کے بارہ ہیں یہ حکم ہے صحابہ کرام نے اشعار موزوں فرمائے ہیں۔ اونکے بارہ میں یہ حکم کیونکر روا ہوسکتا ہے چنانچہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دو شعر نشانہائے قیامت میں مشہور ہیں جنکے معانی یہ ہیں جب عورتیں گھوڑوں پر سوار ہونگی اوسوقت دجال کے خروج کا خوف ہوگا۔ ان اشعار کا قافیہ سروج۔ فروج۔ اور عروج ہے بندہ نے عرض کیا کہ اشعار میں اکثر مبالغہ ہوتا ہے اوسکے بارے میں کیا حکم ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک معتبر کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ جھوٹ بولنا گناہ ہے لیکن مبالغہ شعری گناہ نہیں ہے۔

مجلس بست و پنجم روز دوشنبہ تاریخ ۱۷ ماہ جمادی الاول سنہ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو حسد کے بارہ میں ہو رہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے کہ اللھم اجعلنی محسودًا ولا تجعلنی حاسدًا یہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ حسد و غبطہ دو چیز ہیں۔ حسد یہ ہے کہ دوسرے شخص کی نعمت دیکھکر جلے اور اسکا زوال چاہے مگر غبطہ یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت دیکھکر خود بھی منعم ہونے کی آرزو کرے حسد حرام ہے اور غبطہ روا ہے

مجلس بست و ششم روز چہارشنبہ تاریخ ۱۳ ماہ مبارک رمضان عمت میامنہ ۷۱۲ ہجری کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ گفتگو احوال سید رنادے کے بارہ میں ہو رہی تھی کہ اونکو سو برس کے بعد نعمت حاصل ہوئی اور انپر دروازہ ہائے معرفت الٰہی کھلے۔ **اسکے بعد** گفتگو شیخ الاسلام شیخ قطب الدین نور اللہ مرقدہ کے بارہ میں ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ ایکمرتبہ وہ عید کی نماز پڑھکر مع اپنے یاروں کے واپس آرہے تھے اب جسجگہ آپکا مزار ہے وہاں پہنچکر کھڑے ہوگئے اوسوقت وہاں جنگل تھا کوئی قبر یا گنبد نتھا آپکے ساتھیوں نے عرض کیا کہ آج عید کا دن ہے خلق زیارت کی منتظر ہوگی کہ بعد از فراغ زیارت کھانا کھائیں اور آپ اسجگہ درنگ فرمارہے ہیں آپنے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس زمین سے بوٗ اہل دل لوگونکی آتی ہے اوسیوقت اوس زمین کے مالک کو بلاکر آپ نے خود اپنے مال سے وہ زمین خرید فرمائی اور اپنی قبر اوٗسی جگہہ بنانیکے واسطے وصیت کی یہ فرماکر خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے آنکھوں میں آنسو بھرکر ارشاد فرمایا کہ دیکھئے حضرت قطب الاسلام کی پیشین گوئی صحیح ہوئی دیکھو وہاں کس کس اہل دل

اور اہل محبت کا مزار ہے اور وہاں کیسے کیسے اہل اللہ سو رہے ہیں۔ اسکے بعد یہ **حکایت** شیخ محمود موزہ دوز رحمۃ اللہ
کی بیان فرمائی کہ جس شخص کا غلام بھاگ جاتا وہ آپکے پاس حاضر ہو کر عرض کرتا آپ اُس غلام کا نام دریافت فرماتے اور تھوڑی
دیر متامل ہو کر ارشاد فرماتے کہ اچھا وہ آجائیگا لیکن جب آجاوے مجھے خبر کرنا الغرض ایک مرتبہ کسی شخص نے ہم آکر اپنے غلام
کے بھاگ جانیکا حال عرض کیا آپنے موافق قاعدہ کے بعد تامل ارشاد فرمایا کہ اچھا جب وہ آجاوے مجھے اطلاع دینا
چند روز میں وہ غلام آگیا لیکن مالک غلام آپکی خدمت میں اطلاع کیلئے حاضر نہوا کہ چند روز بعد وہ غلام پھر بھاگ گیا
اوسوقت اس شخص نے حاضر ہو کر صورت حال عرض کی آپنے ارشاد فرمایا کہ میں یہ بات کہ جب غلام آجاوے
مجھے خبر کرو اسواسطے نہیں کہتا ہوں کہ تم سے شکرانہ طلب کروں بلکہ میرا مقصود ہوتا ہے کہ بعد آجانے غلام کے
وہ خیال میرے دل سے محو ہو جاوے یہ ارشاد فرما کر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ شیخ
محمود موزہ دوز نے مالک غلام سے کہا کہ تو نے وعدہ اطلاع دہی کیا تھا لیکن خبر ندی اب وہ غلام واپس آئیگا **اسکے**
بعد حکایت شیخ الاسلام فرید الدین رح کی بیان فرمائی کہ ایکمرتبہ پانچ درویش آپکی خدمت میں حاضر ہوئے یہ درویش
درشت مزاج تھے شیخ الاسلام سے کہنے لگے کہ ہم اقصائے عالم میں پھر گئے ہیں لیکن ہم کو کوئی درویش نہیں ملا
شیخ فرید الدین نے کہا بیٹھیے میں تم کو درویش بتاؤں گا مگر اون لوگوں نے نہ مانا اور اوسی وقت رواں ہوئے
اسوقت شیخ الاسلام نے از راہ کرم فرمایا کہ خیر جاتے ہو تو جاؤ مگر بیابان کے راستہ نجانا دوسرے راستہ سے جانا
انہوں نے آپکے ارشاد کے خلاف کیا آپنے پیچھے پیچھے آدمی دوڑایا کہ دیکھو وہ کس راستہ سے گئے ہیں تفحص کنندہ خبر
لایا کہ وہ براہ بیابان گئے اور چار شخص لو سے ہلاک ہوئے اور ایک شخص نے کنوئیں پر جاکر اسقدر پانی پیا کہ ہلاک ہوا۔
آپ یہ سنتے ہی ہائے ہائے کر کے رو پڑے اور سخت افسوس کے بعد فرمایا کہ انہوں نے میرا کہا نہ مانا مفت میں ہلاک ہوئے خیر اونکی
تقدیر میں یہی تھا **اسوقت** حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر بسبب زحمت چارپائی پر بیٹھے تھے حاضرین سے فرمانے لگے
کہ میں رنجور ہوں پیر میں زخم ہے میری یہ گستاخی معاف کرو۔ یہ سنکر تمام حاضرین نے دعا کی کہ اللہ تعالی آپکی بیماری کو
دور کرے ہم سبکی جان آپکی جان سے وابستہ ہے اور حیات آپکی حیات سے متعلق۔ اسوقت بندہ کو یہ بیت یاد آئی
بیت جان جہانیاں توئی دشمن جاں بود کسے ٭ اینہمہ دشمنان تو دشمن جان خویشتن ٭ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ
بالخیر نے اس قصیدہ کا مطلع پڑھا **بیت** دوش صبحے میزند بلبل مست در چمن ٭ از خوشی صبوحیش گل بدرید پیرہن ٭

اسکے بعد حکایت خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی کہ شیخ جلال الدین تبریزی رہ - خواجہ بہاؤالدین ذکریا ملتانی رحمہ سے فرماتے تھے کہ میں خواجہ فریدالدین عطار کو نیشاپور میں دیکھا تھا مجھ سے دریافت کیا تھا کہ مجھے کسی مرد خدا کا نشان بتاؤ - خواجہ بہاؤالدین زکریا نے انسے کہا کہ تم نے اونکو شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا نشان کیوں نہ بتایا - شیخ جلال تبریزی نے فرمایا کہ جو مشغولی مینے خواجہ فرید عطار میں دیکھی تھی وہ دوسروں میں کم تھی اُسیوقت حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک مرد ضعیف کو دیکھا تھا وہ کہتا تھا کہ میں نے خواجہ فرید عطار کو دیکھا تھا وہ اوائل حال میں پریشان قدم تھے - اسکے بعد خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جب عنایت الٰہی دامن گیر ہوتی ہے ایسے ہی واقعات ہوتے ہیں اور یوں ہی کام بنجاتا ہے - اسکے بعد اونکی وفات کا حال بیان فرمایا کہ کفار نے نیشاپور فتح کرکے آپکو مع ستو یاروں کے گرفتار کرکے مستقبل قبلہ بٹھایا اور شہید کرنا شروع کیا خواجہ فریدالدین عطار سبکے آخر میں تھے آپ نے جب اپنے دوستوں کو شہید ہوتے دیکھا فرمانے لگے کہ یہ کیسی تیغ قہاری و تیغ جباری ہے اور جب خود شہید ہونے لگے فرماتے تھے کہ یہ کیسا احسان اور لطف و کرم الٰہی ہے - **اسکے بعد** حکایت حکیم سنائی طیب اللہ ثراہ کی ہوئی - آپنے ارشاد فرمایا کہ شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں قصیدۂ حکیم سنائی کے ایک شعر کا مسلمان کیا ہوا ہوں - اسوقت ایک عزیز حاضر تھا اوسنے چند بیتیں اوس قصیدہ کی پڑھیں - اسکے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ مجھے وہاں لیجائے جہاں حکیم سنائی مدفون ہیں یا وہانکی خاک یہاں پہنچائے کہ میں اوسکو اپنی آنکھوں میں بجائے سرمہ لگاؤں -

مجلس بست و ہفتم - روز چہارشنبہ بست و ہفتم ماہ رمضان ۷۱۲ھ ہجری کو دولت دست بوسی میسر ہوئی - حکایت قاضی منہاج سراج کی ہورہی تھی کہ صاحب ذوق و شوق تھے ہمیشہ وعظ کہتے تھے حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ میں ہر دوشنبہ کو اونکے وعظ میں بلاناغہ جاتا تھا اللہ اللہ کیسا حسن بیان تھا کہ ہر ایک شخص حیرت زدہ تصویر وار خاموش رہتا تھا اور فائدے اوٹھاتا تھا اونکے وعظ میں لوگ زبان حال سے پڑھتے تھے **بیت** تو زلب سخن کشادی ہمہ خلق نیز باشد

توخرام کارکردی ہمہ دیدہ ہا رواں شدہ۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ میں اونکی وعظ میں غایت شوق سے بیخود ہو جاتا تہا گویا مردہ ہوں یا سکتہ ہو گیا ہے یہ کیفیت مجھے سماع وغیرہ میں بہی حاصل نہیں ہوئی اور یہ حال حضرت شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ سے مرید ہونے سے پیشتر کا ہے **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ ایک عزیز مجھ سے کہتا تہا کہ تم لائق قضا نہیں ہو بلکہ شیخ الاسلامی کی سزاوار ہو **اسکے بعد** گفتگو اولیاء و ابدال اور اوتاد کے بارہ میں ہوئی۔ بندہ نے عرض کیا کہ میں ایک صوفی سے یہ بات سنکر نہایت متفکر ہوں اوسنے کہا تہا کہ نظام عالم ببرکت قطب و اوتاد وغیرہ قائم ہے۔ قطب ایک ہوتا ہے اور اوتاد چار تین ہوتے ہیں اور ابدالوں کی تعداد چالیس ہے اور اولیاء اللہ چار سو ہوتے ہیں۔ قطب کے وفات پانے پر اوتاد میں سے ایک شخص قطب ہوتا ہے اور اسیطرح ابدال میں سے اوتاد اور اولیا میں سے ابدال مقرر کیا جاتا ہے اور اولیاء کی جگہہ خالی رہتی ہے یعنے اولیا ایک کم ہونے سے تین سو ننانوے رہجاتے ہیں اور اسیطرح کم ہوتے جاتے ہیں اور در ولایت بند کیا گیا ہے آئندہ کوئی شخص ولی نہیں ہوسکتا۔ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ ولایت دو قسم پر منقسم ہے۔ ولایت ایمان اور ولایت احسان۔ ولایت ایمان ہر مومن کو میسر ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ ولی الذین امنوا۔ اور ولایت احسانی یہ ہے کہ کشف و کرامت و مرتبۂ عالی حاصل ہو۔

مجلس بست و ہشتم روز چہارشنبہ تاریخ ۴ ماہ صفر ۷۲۲ھ کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی ذکر مشائخ ہو رہا تہا بندہ نے عرض کیا کہ سیدی احمد کیسے شخص تہے آپنے ارشاد فرمایا کہ بزرگ و صاحب باطن تہے اہل عرب سے ہیں اور عرب کی رسم ہے کہ جب کسی شخصکو بزرگی سے یاد کرتے ہیں سیدی کہتے ہیں آپ حسین منصور حلاج رح کے معاصر تہے جب منصور حلاج کو جلاکر اونکی خاک دریاے دجلہ میں ڈالی گئی تہی ڈالنے سے قبل سیدی احمد نے تہوڑ لیسی خاک اٹہا کر کہا لی تہی کہ اوس سے جملہ برکات آپ کو حاصل ہوئیں۔

مجلس بست و نہم روز سہ شنبہ تاریخ ۱۷ ماہ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو مکارم وحسن اخلاق درویشاں کے بارہ میں ہو رہی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک شب کوئی چور بہ نیت سرقہ

شیخ احمد نہروانی رحمۃ اللہ علیہ کے گہر میں گہسا۔ تمام مکان ڈہونڈ ڈالا مگر کچہہ بہی دستیاب نہوا۔ لاچار واپس جانے لگا کہ شیخ احمد کو خبر ہو گئی۔ آپنے آواز دی اور قسم دلائی کہ ٹہیرے رہو میں کسیقدر تم کو حق المحنت دونگا شیخ احمد نہروانی پارچہ بافی کا کام کرتے تہے اپنی کارگاہ میں گئے اور سات گز کپڑا جو اُنہوں نے بن رکہا تہا لائے۔ اور چور کو دیکر کہا۔ اسوقت صرف اسیقدر موجود تہا لیجاو۔ چور کپڑا لیکر چلا گیا اور دوسرے روز اپنے تمام کُنبے کے ساتہہ آپکی خدمت میں حاضر ہوکر قدموں پر گر پڑا اور توبہ کی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

مجلس سی ام روز یکشنبہ تاریخ ۱۸ ماہ ربیع الاول ۷۲۲ھ ہجری کو سعادت دستبوسی میسر ہوئی۔ اسروز بندہ ایک چہوٹے لڑکے کو جو اس خاکسار کے اہل قرابت سے تہا اور کبہی کبہی اُوسکو تکلیف ہو جاتی تہی واللہ اعلم آسیب پری یا دیو تہا یا کچہہ اور تہا۔ اپنے ہمراہ لیگیا اوسکا حال خواجہ ذکراللہ بالخیر سے عرض کیا آپنے نظر مرحمت سے دیکہا اور ارشاد فرمایا کہ اچہا ہو جائیگا اور اُسیوقت یہ **حکایت** متضمن اسی معنے کے ارشاد فرمائی۔ کہ بخارا میں ایک لڑکا تہا اسیطرح طائفہ جن و پری ستاتے تہے مغرب کے بعد اوسکو اوٹہا کر لیجاتے تہے اور اوسی مکان کے صحن میں جو درخت تہا اوسکی چوٹی پر بٹہا دیتے تہے۔ لڑکے کے ماباپ نے سخت احتیاط کی الا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ لاچار ہوکر بوقت شام لڑکے کو کوٹہری میں مقفل کر دیتے تہے لیکن وہ پہر درخت کی چوٹی پر بیٹہا ملتا تہا۔ تنگ آکر والدین اوس لڑکے کو خواجہ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لیگئے اور صورت حال عرض کی آپنے ارشاد فرمایا کہ اس لڑکے کا سر منڈواؤ چنانچہ سر منڈوایا گیا آپنے کلاہ اوسکے سر پر رکہی اور تلقین فرمایا کہ اگر اب طائفہ تیرے پاس آئے تو اونسے کہدینا کہ میں مرید شیخ کا ہو گیا ہوں محلوق ہوں۔ اور یہ کلاہ خدمت شیخ نے مرحمت فرمائی ہے۔ یہ تلقین سنکر لڑکا اور اوسکے والدین اپنے گہر چلے آئے شام کو حسب معمول وہ طائفہ جن و پری آیا لڑکے نے کہا کہ میں شیخ سیف الدین باخرزی کا مرید ہوا سر منڈایا ہے۔ اور آپنے یہ کلاہ مجہے مرحمت فرمائی ہے۔ یہ کلام سنتے ہی اس طائفہ نے کہا کہ واللہ اعلم کس بدبخت نے یہ بات اونکو بتلادی کہ شیخ کے سامنے لیگئے یہ کہکر چلے گئے اور پہر کبہی نہ آئے۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر یہ حکایت تمام فرما کر آنکہوں میں آنسو بہر لائے اور حاضرین رو پڑے۔ یہ وقت بہی کمال با راحت تہا۔ الحمد للہ علی ذالک۔ **اسکے بعد حکایت**

شیخ سیف الدین رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہونے کی بیان فرمائی کہ آپ بڑے عالم و فاضل تھے مگر مشائخ
واہل فقر سے درجہ غایت عداوت و دشمنی رکھتے تھے۔ وعظ میں بھی اس طائفہ کو بہت برا بھلا کہتے۔
یہ خبر حضرت شیخ نجم الدین کبری قدس سرہ العزیز کو بھی معلوم ہوئی۔ آپ نے خدمتگاروں سے کہا
کہ مجھے سیف الدین کے وعظ میں لیچلو۔ خدمتگاروں نے صلاح کی کہ شیخ سیف الدین لغایت دشمن
مشائخ ہیں آپکو اونکی مجلس میں لیجانا یا جانا مناسب نہیں مبادا کہ آپکے سامنے بھی وہ برا بھلا کہیں
ہر چند خدمتگاروں نے شیخ نجم الدین کبری رح کو سمجھایا۔ الا آپنے نہ مانا اور تذکیر شیخ سیف الدین
میں تشریف لیگئے۔ شیخ سیف الدین نے آپ کو دیکھکر اور بھی زیادہ مشائخ کو برا بھلا کہنا شروع
کیا۔ شیخ نجم الدین ناگفتنیہا کو سنکر سر ہلاتے تھے اور آہستہ سے سبحان اللہ کہکر ارشاد فرماتے کہ اس
جوان کو کس قدر فصاحت بلاغت اور علم حاصل ہے۔ الغرض بعد اختتام وعظ شیخ سیف الدین
منبر سے نیچے اوترے اور شیخ نجم الدین کبری بھی مجلس سے اٹھکر باہر جانے لگے جسوقت دروازہ
مسجد میں پہونچے مونھہ پھیر کر ارشاد فرمایا کہ اب تک یہ صوفی نہیں آیا۔ آپکے دہن مبارک سے ان
کلمات کا نکلنا تھا کہ شیخ سیف الدین باخرزی بیتاب ہوگئے۔ کپڑے پھاڑ ڈالے اور دوڑکر شیخ نجم الدین
کے پیروں میں گر پڑے اور مولانا شہاب الدین تورلشتی بھی اسی مجمع میں مرید ہوئے اور آپ خانقاہ
کو اس ہئیت سے کہ داہنی جانب شیخ سیف الدین باخرزی اور بائیں طرف مولانا شہاب الدین تورلشتی
تھے واپس آئے۔ الغرض اوسیروز یہ ہر دو بزرگوار مخلوق ہوئے۔ اسوقت حضرت شیخ نجم الدین
کبری نے شیخ سیف الدین سے کہا کہ تم کو دنیا بھی میسر ہوگی اور آخرت میں دنیا سے بہت زیادہ ملیگا
اور شیخ شہاب الدین تورلشتی سے ارشاد فرمایا کہ تم ہر دو جہان میں خوش حال اور با راحت رہوگے
اسکے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جب شیخ نجم الدین کبری مسجد سے مع ان دونوں
بزرگواروں کے چلے تھے شیخ سیف الدین داہنی جانب اور شیخ شہاب الدین بائیں طرف پیادہ پا
رواں تھے۔ خانقاہ میں پہونچکر شیخ سیف الدین نے شیخ نجم الدین کا داہنا موزہ اور شیخ شہاب الدین
نے بایاں موزہ اوتارا تھا اور یہ مشائخ کی اصطلاح میں خاص امر ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ نے ولایت بخارا حضرت شیخ سیف الدین کو تفویض فرمائی آپنے عذر کیا کہ وہاں علما بہت ہیں اور میری تعصب اہل فقر کا حال اونکو معلوم ہے وہ میرے ساتھ بدسلوکی کریں گے آپنے ارشاد فرمایا کہ تم کو اس امر سے کچھ واسطہ نہیں تم چلے جاؤ پھر میں جانوں اور وہ جانیں۔

مجلس سی ویکم روز شنبہ تاریخ ۱۴ ماہ ربیع الآخر ۷۲۲ھ کو دولت دستبوسی میسر ہوئی حکایت شیخ ابو اسحاق گازرونی رحمۃ اللہ علیہ کی ہو رہی تھی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اونکا اصلی نام شہریار ہے اور ابو اسحاق کنیت ہے۔ یہ جولاہہ تھے اور کسی گاؤں میں رہتے تھے۔ ایام طفلی میں تانا تنتے تھے کہ ایک روز شیخ عبداللہ عفیف قدس سرہ العزیز اس راہ سے جہاں یہ تانا تن رہے تھے گذرے۔ ابو اسحق پر نگاہ پڑی پیشانی انور پر آثار بزرگی دیکھکر ارشاد فرمایا کہ تم میرے مرید ہو جاؤ ابو اسحق مرید ہونے کا نام سنکر حیران ہوئے اور عرض کیا کہ میں مرید ہونا نہیں جانتا کیونکر مرید ہوتے ہیں۔ شیخ عبداللہ نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ تم میرا ہاتھ پکڑ کر یہ کہو کہ میں آپکا مرید ہوا۔ ابو اسحاق نے تعمیل ارشاد کی اور مرید ہوئے اور دریافت کیا کہ اب میں کیا کروں حضرت عبداللہ نے تلقین فرمایا کہ جو چیز تم کو میسر ہو اوس میں سے دوسرونکو بھی حصہ دیا کرو۔ آپنے قبول کیا۔ اس واقعہ کے بعد آپ تنہا کہانا نکہاتے تھے بلکہ اپنے حصہ میں سے اور لوگونکو دیتے تھے ایک روز تین درویش آپ کے سامنے سے گذرے اور اس گاؤں میں مقام نکیا آپ اوسی وقت گہر میں گئے۔ تین روٹیاں موجود پائیں وہ لیکر باہر آئے لیکن فقرا چلے گئے تھے۔ آپ اونکے پیچھے دوڑے اور از راہ ادب آگے بڑہکر سامنے سے حاضر ہوئے اور روٹیاں پیشکش فرمائیں۔ یہ ہر سہ اصحاب اہل دل و صاحب کمال تھے اور بہوک لگ رہی تھی روٹیاں لیکر کہائیں اور آپس میں تذکرہ کیا کہ اس شخص نے اپنا کام پورا کیا ہم کو بھی اسکا عذر کرنا چاہیئے۔ بدلہ دو۔ ایک شخص نے کہا کہ دنیا دینی چاہیئے۔ دوسرے نے کہا کہ دنیا دینے سے فساد میں مبتلا ہو جائے گا آخرت دینی چاہیئے تیسرے نے کہا کہ درویش جوانمرد ہوتے ہیں اسے دنیا و آخرت دونوں دو۔ القصہ اون تینوں اہل کمال نے آپکو بہبودی دنیا و آخرت کے لیئے دعا دی۔ یہ حکایت تمام فرما کر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ ابو اسحاق

شیخ کامل ہوئے تھے اور اونکی روضہ سے آجتک ہزارہا اشخاص کو فیض پہنچتا ہے اور آپکے مزار پر بہت فتوح آتی ہے جو موجب نفقہ درویشان و مجاوران خانقاہ کا باعث ہے۔ **اسکے بعد حکایت** شیخ معشوق طوسی رح کی ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایک مرتبہ جاڑے کے چلہ میں اپنے مقام سے باہر نکلے دریا کو گئے وسط دریا میں کہڑے ہوکر مناجات کی کہ الٰہی جب تک مجھے یہ معلوم نہو جائیگا کہ میں کون ہوں۔ میں پانی سے باہر نہ نکلوں گا۔ اوسیوقت یہ آواز سنی کہ تم وہ عالی درجہ شخص ہو کہ تمہاری شفاعت سے بروز حشر میں ہزارہا اشخاص خطا کار بخشدوں گا۔ اور وہ بہشت میں جائیں گے آپنے جواب دیا کہ مجھے اس سے صبر نہیں آیا۔ دوبارہ آواز آئی کہ تم وہ شخص ہو کہ تمہارے خاطر و شفاعت سے ہزارہا اشخاص دوزخ سے خلاص کروں گا۔ آپنے فرمایا کہ مجھے اس امر سے کچھہ غرض نہیں ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تو مجھے بتلادے کہ میں کون ہوں۔ اوسیوقت آواز آئی کہ ہم نے حکم دیا کہ جس قدر درویش و عارف ہیں وہ میرے عاشق ہیں اور تو میرا معشوق ہے خواجہ احمد یہ سنتے ہی پانی سے نکلے اسکے بعد جو شخص آپ سے ملاقی ہوتا تہا سلام بالفاظ السلام علیک یا احمد معشوق۔ کرتا تہا۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر یہ بیان فرماکر زور سے رو پڑے حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا کہ وہ نماز نہیں پڑہتے تہے آپنے ارشاد فرمایا کہ ہاں یہ امر صحیح ہے جس وقت لوگوں نے اون سے نماز پڑہنے کے بارے میں بہت کہا آپ نے قبول فرمایا اور کہا سورہ فاتحہ نہ پڑہونگا علماء نے جواب دیا کہ بغیر اسکے نماز نہوگی آپنے فرمایا خیر ایاک نعبد و ایاک نستعین نہ پڑہوں گا۔ کہا گیا کہ یہ آیت بہی پڑہنی ہوگی۔ القصہ بعد گفتگوے بسیار نماز پڑہنے کہڑے ہوئے جب ایاک نعبد و ایاک نستعین کہا ہر بُن مو سے خون جاری ہوا۔ اوسوقت حاضرین سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ میں زنِ حائض ہوں۔ میرے واسطے نماز روا نہیں ہے۔

مجلس سی و دوم روز سہ شنبہ تاریخ ۱۱۔ ماہ مبارک رجب ۷۳۲ھ ہجری کو دولت دستبوسی حاصل ہوئی۔ اِن دنوں حضرت دہلی میں امساک باران تہا حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہہ **حکایت** بیان فرمائی کہ کسیوقت دہلی میں کال پڑا امساک باراں ہوا۔ خلقت حضرت شیخ نظام الدین

ابوالموید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ آپ چلکر نماز استسقا پڑہئیں آپنے منظور فرمایا اور خلق اللہ کے ساتھ باہر آئے منبر پر چڑہے اور اثنائے دعا میں اپنی آستین میں سے ایک کپڑا نکالا اور آسمان کی جانب اوٹہاکر چند کلمات کہے۔ اسیوقت بوندیں پڑیں پہر کہڑے ہوکر ایسا ہی کیا کہ پانی زور سے برسنے لگا۔ خلق بہیگتی ہوئی اپنے گہر آئی لوگوں نے دریافت حال کیا آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ کپڑا میری والدہ کا دامن تہا کہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بطور شفیع پیش کیا تہا کہ اوسنے باران رحمت بہیجا اسکے بعد اونکی بزرگی میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ آپکے چند بہائی چچازاد تہے آپ کبہی کبہی بطریق صلہ رحمی اون سے ملنے جاتے تہے۔ یہ سب ٹہول باز تہے ہر شخص سے مسخرگی کرتے تہے ایکمرتبہ حسب عادت آپ سے بہی تمسخر کرنے لگے آپنے ارشاد فرمایا کہ مجھے معاف رکہو تہوڑی دیر تمہارے پاس بیٹہوں ورنہ آوارہ و روسیاہ چلا جاؤں گا۔ یہ بات اس شکستگی کے ساتہہ کہی کہ وہ سب رونے لگے۔

مجلس سی و سوم روز دوشنبہ تاریخ ۱۸ ماہ مبارک شعبان ۷۲۲ ہجری کو دولت دستبوسی میسر ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ چند روز ہوئے آپ نے حکایت خواجہ احمد معشوق طوسی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمائی تہی لیکن اکثر آدمی اون کا نام محمد معشوق بتاتے ہیں۔ اسلیے عرض ہے کہ آپ اونکے اصلی نام سے مطلع فرمائیں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ انکا نام اصلی احمد معشوق ہے البتہ اون کے والد کا نام محمد تہا۔ الحمد للہ علی ذلک۔ کہ یہ تین سال کے فوائد جو زبان مبارک حضرت ختم المشائخ نظام الحق والملۃ والدین ادام اللہ بقائرہٗ سے سُنے تہے ان اوراق میں لکہے گئے اور ترتیب پیشینہ ملاکر یہ کل پندرہ سال کے فوائد ہوئے۔ اگر حیات مستعار باقی ہے انشاء اللہ تعالیٰ جو موتی اوس دریائے رحمت ازبان گوہر فشاں سے آئندہ سُننے میں آئیں گے لکہے جائیں گے۔

نظم

چوں بہ ہفصد فرود بست و دو سال	بست و ہشتم روز از مہ شعبان
از اشارات خواجہ جمع آمد	ایں بشارت دہِ فتوحِ جہاں
شیخ ما چوں محمد آمد ہست	حسن اندر ثنائے او حسّاں

تمت بعونہ

خاتمۃ الطبع

بحمد اللہ واحسانہ کہ یہ کتاب مستطاب گنجینۂ معرفت المسمیٰ بہ فوائد الفواد اردو ترجمہ ملفوظات مبارک حضرت سلطان المشائخ محبوب رب العالمین نظام الحق والشرع والہدیٰ والدین قدس سرہ العزیز بتاریخ یکم ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۳ہجری کو تمام ہوئی۔
اب خاکپائے درویشاں آلودۂ عصیاں بندۂ غلام احمد خاں بریاں مترجم فوائد ہذا حضرات ملاحظہ کنندگان کی خدمت میں عارض ہے کہ اس نالائق خلائق نے باوجود اپنی بے بضاعتی از علم وفن کے حتی الوسع خود ترجمہ میں سخت احتیاط عین لفظ مبارک کا ترجمہ کرنے کی مرعی رکھی ہے لیکن اگر کہیں بمقتضائی عادت بشری وکم مائگی از علم غلطی ہو گئی ہو اہل دانش اصلاح فرمائیں اور اس جاں کاہی وعرق ریزی کے بدلہ میں جو خاکسار نے ترجمۂ فوائد میں صرف کی ہے دعائے خیر سلامتی ایمان۔ حسن خاتمہ۔ وصلاحیت دارین کی اس فقیر و والدین فقیر کے حق میں فرمائیں۔ اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس یادگار فقیر کو تاروز قیامت مشتہر اقصائے عالم میں فائدہ رساں رکھے۔

یلوح الخط فی القرطاس دہرا	وکاتبہ رمیم فی التراب من یدفنی

تمت تمام شد

اطلاع۔ مندرجہ ذیل کتابیں حضرت مولوی غلام احمد خان صاحب بوقلی مترجم کتب تصوف مقام جہجر ضلع رہتک

صحائف سلوک فارسی از کلام معرفت التیام فرد الحقیقت سراج الواصلین شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی خلیفہ اعظم و صاحب سجادہ حضرت محبوب رب العالمین سلطان المشائخ نظام الدین اولیا رضی اللہ عنہم قابل خرید و لائق دید کتاب ہے اسمیں جملہ رقعات حضرت مقدم الذکر ہیں جو آپنے اپنے خلفائی راشدین و مریدان با اعتقاد کو تحریر فرمائے نہایت عبارت سلیس۔ ہر رقعہ موافق سینۂ انور حضرت مصنف رح انوار اسرار آلہی سے پر ہے۔ مضامین تصوف و شرع شریف نہایت عمدگی سے ادا کیے گئے ہیں نہایت مفید و نافع برائی خاص و عام کتاب ہے ایک جلد ضرور طلب فرمائیے۔ قیمت۔ عہ

ارشاد الطالبین فارسی محشی ہم پلہ کشکول شریف اس نسخہ نایاب میں حضرت شیخ جلال الدین تہانیسری رحمۃ اللہ علیہ نے ان اذکار کا بوضاحت تمام ذکر کیا ہے اور ترکیب لکھی ہے جو آپکے پیر و مرشد حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی رح اپنے مریدان با اعتقاد کو تلقین فرماتے تھے۔ قیمت ۲ ر

مولود مرغوب القلوب معروف بہ کلام شاہ ہذا نایاب کلام دلکش نظم لائق خواندگی محافل میلاد شریف۔ اللہ اللہ کیا کلام ہے کیا حسن بیان ہے جسنے ایک نظر دیکھا سو جان سے عاشق ہوا کیوں نہ ہو مداح رسول صلعم کا کلام ہے اسی سبب سے مرغوب خاص و عام ہے۔ عمدہ کاغذ پر بقلم جلی طبع ہوا ہے۔ عاشقان نبی اکرم صلعم منگوائیں اور خط اوٹھائیں۔ قیمت ۴ ر

انوار حکمت۔ از حکیم یوسفی رحمہ اللہ علیہ۔ حکیم ابو یوسف وہ از حکمائی متقدمین ہیں اپنے عصر کے یگانہ روزگار تھے۔ علاوہ حکمت اشراق کے تصوف میں بھی دستگاہ کامل تھی یہ مختصر رسالہ انکی تصنیف ہے تعلیم اطفال کے لیئے نہایت موزون و مناسب ہے قیمت بہت کم یعنے صرف ار ہے۔

مثنوی بیگم حضرت زیب النساء بیگم مخفی۔ کی تصنیف ہے جو بطرز مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ لکھی گئی۔ عجب مثنوی ہے کہ اسکا ایک ایک شعر کاشف معانی و اسرار آلہی ہے۔ عمدہ عمدہ حکایتیں معہ نتیجہ بیان میں آئی ہیں۔ اسکے پڑھنے والیکو بعینہ وہی لطف حاصل ہوتا ہے جو مثنوی شریف کے پڑھنے سے اہل دل کو ہوتا ہے۔ قیمت ۶ ر

شجرۂ عالیہ چشتیہ یہ خواجگان چشت نور اللہ مرقدہم کا شجرہ ہے جسکو احقر مترجم کتب تصوف نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ ختم المشائخ فخر الاولیا مولانا و مرشدنا مخدوم خواجہ اللہ بخش صاحب ادام اللہ بقائہ تک لکھا ہے اور یہ التزام کیا ہے کہ بعد ہر اہل سلسلہ کے نام نامی و اسم گرامی کے صفحہ اول میں و ثانی میں انکا مختصر حال مع تاریخ پیدائش و سنہ وفات معہ چند کرامات جسپر تمام اتفاق ہے درج کیا ہے۔ نیز اسماء خلفاء بھی بیان ہوئے ہیں۔ معہذا اونکے ارشادات سے اگرچہ وہ کل بحر معانی کے بیش بہا در آبدار ہیں تاہم اونمیں سے بہی خاص خاص انتخاب کرکے لکھا ہے جو صاحب خاندان چشت اہل بہشت سے وابستہ ہو ضرور اس سلسلہ کو منگاویں اور حرز جان کریں۔ باقی حالات عند الملاحظہ معلوم ہوں گے۔ قیمت فی سلسلہ ۴ ر

سوانح عمری۔ یہ حضرت سراج السالکین بدر العارفین مولوی غلام محمد خانصاحب ادام اللہ فیوضہم کی سوانح ہے جو مصنف نے خود تحریر فرمایا ہے قابل دید ہے۔ ۲

غرائب الفوائد۔ فارسی از تصانیف حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کاشف اشعار متصوفہ ہے جنکے مطالب کی فہمید گی سے طالب علم تو کیا اچھے اچھے عالمان دین بھی قاصر اور اسرار آلہی کے قائلین پر فتوائے کفر دے لیگئی اس کتاب میں نہایت ... ایسے ایسے مشکل اقوال کے معانی بعد رفع شکوک درج ہیں کہ عقل حیران ہے اور مصنف کے علامہ ہونیکے واسطے دلیل کافی ہے۔ قیمت

رشد نامہ بزبان فارسی محشی بحواشی نایاب۔ نام ہی سے پیدا ہے مضمون کتاب ہویدا ہے۔ یہ رسالہ بھی حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے عمدہ کتاب لائق دید ہے جویائی معرفت کے واسطے قابل خرید ہے قیمت ۶ ر

مثنوی مخزن گنج راز۔ شیخ عبد الرحمان نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ جو اکمل اولیائی ہند سے ہیں اور انکا خانوادہ نوشاہیہ معروف ہے یہ انکی تصنیف لطیف سے ایک نادر مجموعہ ہے بالکل صرف ایک ہی نسخہ قلمی خوشخط و صحیح دستیاب ہوا جو طبع کیا ہے اس نسخہ شریف کا نام ہی اسکی تعریف کے لیئے کافی ہے اور تصدیق کیواسطے مطالعہ کتاب وافی ہے دریائے معرفت آلہی کو اس مثنوی کے در سے کوزہ میں بند کیا ہے ہاں مطالب کی فہمید اور شرح کے لیئے دفتر درکار ہیں الا اسکے محشی نے بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہے شرح کے موافق جملہ متعلقات کا حاشیہ کیا ہے۔ عجب کاشف اسرار آلہی مثنوی ہے خود مصنف ہی دیباچہ میں فرماتے ہیں ؎ ہر کہ بیند این صحیفہ شاد گردد بالیقین ٭ زانکہ در وے کشف آمد راز رب العالمین۔ قیمت باوجود حجم معقول ۱۲ ر

مناقب سلیمانی یہ عجیب کتاب ذکر حالات و عادات وغیرہ حضرت